فغانِ ایران

(یورپین سازوباز اور مشرقی سازش کی ایک دلچسپ داستان)

مترجمہ

اُم الاعظم بلگرامی

۱۳۲۳ف

مطبوعہ

مطبع اختر دکن حیدرآباد میں سید سخاوت علی کے اہتمام سے چھپا

فغان ایران

(یورپین سازوباز اور مشرقی سازش کی ایک دلچسپ داستان)

مترجمہ

اُم الاعظم بلگرامی

سنہ ۱۳۲۳ف

مطبوعہ

مطبع اختر دکن حیدرآباد دکن میں سید سجاوت علی کے اہتمام سے چھپا

طبع اول

ایک ہزار جلد

فہرست مضامین

URDU STACK

فہرست تصاویر

تہدیہ

مین یہ کتاب اپنی قومی بہنون کے نام معنون کرتی ہون اور امید ہے کہ فلاح قوم بنا
جو انھون نے اپنے بھائیون کا ہاتھ بٹایا ہے یہ کتاب کچھ معاون و مفید
ثابت ہوگی کسی قوم کو معراج کمال پر پہونچنے کیلئے یہ ضرور ہے کہ طبقہ اناث
بھی علم کے وسیع میدان مین مساوی درجہ حاصل کرے۔ یورپ کی
ترقی کا بڑا راز یہی ہے کہ وہان کی عورتین بھی مثل مردون کے زیور
تعلیم سے آراستہ ہین۔ مثل مشہور ہے کہ ایک بچہ کے لئے پہلا مدرسہ
اُسکے مان کی گود ہے۔ جس قوم مین یہ ابتدائی مدارس بچون کی تعلیم و تادیب
کے لئے مفقود ہون وہ کیا خاک ترقی کر سکتی ہے۔ جو اصحاب تعلیم
نسوان کے مخالف ہین اور خواتین اسلام کو جہالت کی تاریکی مین رکھنا
پسند کرتے ہین اُنکو چاہیئے کہ چشم بصیرت سے طلب العلم فریضۃ علی

کی حدیث نبوی کو ملاحظہ فرمائین۔ طبقۂ نسوان کو کس نے اس حدیث سے مستثنےٰ کیا ہے۔ کیا اسلام مین عورتین عالمہ فاضلہ شاعرہ نہین گزری ہین یہ ظاہر ہے کہ فی نفسہ بے حجابی تحصیل کمالات علمی کے لئے ضرور نہین ہے۔ پھر نہ معلوم عقلا کو کس وجہ سے عورات کے جاہل و غافل بنانے پر اصرار ہو سکتا ہے۔ امید ہے کہ میری یہ ناچیز تالیف اس حجاب تغافل قومی کے دور کرنے مین کم و بیش مدد دیگی اور ارباب عقول کی نظرون مین کچھ عزت قبول حاصل کریگی۔

ام الاعظم بلگرامی

خیریت آباد۔ } حیدر آباد دکن
۱۵ - دسمبر ۱۹۱۳ء

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

دیباچہ

مراکش جا چکا فارس گیا اب دیکھنا یہ ہے
کہ جیتا ہے یہ ٹرکی کا مریض ناتوان کبتک

مولانا شبلی کے قومی نوحہ کا یہ شعر سعدی شیرازی کے مرثیہ کا ایک شعر یاد دلاتا ہے

آسمان را حق بود گر خون ببارد بر زمین
بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین

فرق صرف اتنا ہے کہ وہان تاتاریون نے عباسیون کی حکومت کا خاتمہ کیا تھا اور یہان روح اللہ کی امّت نے اسلامی سلطنتون کو خاک مین ملایا
مگر جو اسباب خلافت کی تباہی کا باعث ہوئے وہی ان سلطنتون کی بربادی کا سبب ٹھہرے - ایک زمانہ وہ تھا کہ اُدھر یورپ مین زمین کی گروی اور مسطح ہونے پر جھگڑے ہو رہے تھے اور ادھر اندلس - بغداد - اور قاہرہ کے مدارس مین کرہ ارضی رکھا ہوا تھا اور جغرافیہ پڑھایا جاتا تھا - اگر محمد

فرغنی کی تصانیف کا یورپین زبان میں ترجمہ نہ کیا جاتا تو یورپ علم ہیئت کی اشاعت سے محروم رہتا۔ یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے پہلے پہل یورپ میں رصدگاہیں بنائیں۔ ۱۱۹۶ء میں الہیثم کے اہتمام سے منارہ رسدگاہ تعمیر ہوا مگر اندلس سے مسلمانوں کے نکالے جانے کو بعد اہل اسپین کو اتنا شعور بھی نہ تھا کہ اُس منارہ کا مصرف سمجھتے اُنہوں نے اُسے کلیسا کا گھنٹہ گھر قرار دیا۔ کیا نصیر الدین طوسی یا ابن یونس کے بنائے ہوئے نقشہ ہائے فلکیات مسلمانوں کی دماغی قابلیت کا ثبوت نہیں دیتے مسلمانوں ہی کی کوشش سے علم مثلث نے اپنی موجودہ شکل اختیار کی عملی علوم میں جن کا دارومدار تجربہ پر ہے علم کیمیا کی ایجاد کا سہرا انہیں کے سر رہا۔ علاوہ سائنس کے مسلمانوں نے یورپ کو صنعت و حرفت کے فن۔ طرق معاشرت اور روزانہ زندگی کے آداب سکھائے۔ فن فلاحت میں آبپاشی کے مختلف طریقے بتائے۔ چوپایوں کی افزائش نسل کے اصول تعلیم کئے۔ ریشم پیدا کرنے کے طریقے بتائے۔ یورپ میں چاول شکر اور روئی کی کاشت کی بنا ڈالی۔ غرضکہ جہاں پہاڑ تک نہ اُگتی تھی وہاں زعفران لہلہانے لگا۔ اس وقت یورپ میں جو عمدہ عمدہ باغ نظر آرہے ہیں وہ مسلمانوں ہی کی بدولت نصیب ہوئے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے یورپ پر وہ احسان کیا ہے کہ تاریخ کے صفحوں سے

کبھی نہین مٹ سکتا۔ ہر قسم کی صنعت و حرفت اُنہین نے تعلیم دی۔ بلکہ بارود اور توپ خانہ بھی اُنھین نے ایجاد کیا پہلی توپ جو بنائی گئی وہ ڈھلی ہوئی نہ تھی بلکہ موٹے آہنی پتھرون سے بنائی گئی تھی۔ جہازرانی کے لئے قطب نما ایجاد کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانون کو جہازرانی اور تجارت سے خاص دلچسپی تھی۔ تجارت کی ترقی کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ خلیفہ عبدالرحمن ثالث کے زمانہ مین جو محصول صرف تجارتی مال سے وصول ہوتا تھا اُسکی تعداد (۸۳۵۰۰۰۰) آٹھ کروڑ پینتیس لاکھ روپیہ سالانہ تھی جو اُس زمانہ مین یورپ کے کل سلاطین کی آمدنی سے بڑھی ہوئی تھی۔ ایک ہزار سے زیادہ تجارتی جہاز تھے اور تقریباً دنیا کے کل مشہور بندرگاہون مین فیکٹریان قایم تھین۔ قسطنطنیہ۔ بحر اسود۔ بحر قلزم۔ بلکہ ہندوستان۔ چین اور افریقہ کے سواحل تک اُن کے جہاز جاتے تھے۔ تجارتی معاملات مین مسلمانون کی قابلیت کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ دسوین صدی مین جب یورپ جہالت کی تاریکی مین ڈوبا ہوا تھا۔ ابوالقاسم نے اصول تجارت پر ایک بڑی مبسوط کتاب لکھی تھی۔ مختصر یہ ہے کہ مسلمانون کی ترقی کا ایک وہ عالم تھا کہ:۔

ہر کوچہ معلمے ستادہ — ہر گام فلاطنے فتادہ
بازارگیان او خردمند — ہم عقدکشا دہم رسد بند

ادبا سشں مجطلی آفسر میشید   اطفال شفا در آستینشد

یا ایک زمانہ یہ آگیا ہے کہ رینان صاحب اپنی کتاب اسلام وسائنس میں ایک نقل لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک فرنچ سیاح نے ایک اسلامی سلطنت کے وزیر اعظم سے پوچھا کہ اس شہر کی آبادی کس قدر ہے تو اس کا جواب یہ ارشاد ہوا کہ واللہ اعلم بالصواب۔ ع

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

مسلمانون نے اپنے ہاتھون یہ گت بنائی۔ اُن کو چاہیئے تھا کہ روس و جاپان کی لڑائی سے جو گویا یوروپ اور ایشیا کا مقابلہ تھا ایک اچھا سبق لیتے سینکڑون برس کے ادبار اور ناکامی کی وجہ سے ایشیا کو دنیا کی زندہ اقوام نے مرفوع القلم اور مردہ سمجھ لیا تھا مگر اس جنگ عظیم مین جاپان نے نمایان فتوح حاصل کر کے اس یوروپین کُلیّہ کی غلطی مثل روز روشن عالم پر ثابت کر دی جس سے تاریخ دنیا مین بعد صدہا سال کے ایک جدید انقلاب پیدا ہوا۔ حقیقت مین وہ جلیل الشان فتحیابی جاپان کی نہ صرف اُس کے لیئے سرمایۂ افتخار تھی۔ بلکہ تمام ایشیائی حکمرانون اور اقوام دنیا کی عزت و شوکت اور قوت و استعداد حکومت کا اُس نے اعادہ معدوم کیا۔ قطرہ کا دریا بن جانا یا ذرہ کا آفتاب ہو جانا جاپانی ترقی کی سچی مثال تھی۔ یہ لڑائی نہ صرف قومی جوش اور ہر قسم کے علوم و فنون جنگ کی ترقی کا ثبوت تھی بلکہ اور صدہا مسائل مشکل

سیاست مدن اُس نے حل کر دیئے۔ اس لڑائی نے مثل آئینہ یہ دکھا دیا کہ اگر
یہ معلوم کرنا ہو کہ ایک نیم وحشی قوم قلیل عرصہ مین اپنے کو اپنی بیدار مغزی اور
کوشش سے اعلےٰ درجہ کی مہذب قوم کیونکر بنا سکتی ہے تو اس کی صحیح
معیار اس لڑائی کی تاریخ تھی۔ ہماری قوم اور ملک بلکہ دنیا کے تمام ممالک
اور اقوام جو ترقی کرنا چاہتے ہین بغور دیکھین اور فکر کرین کہ خدا ایک ترقی خواہ
قوم کو جبکہ وہ کوشش انسانی کے فرائض کامل طور سے ادا کرے کس معراج کمال
پر پہنچاتا ہے اور قومی جوش و اتحاد کا کیا ثمرہ ہوتا ہے۔ ہم مسلمانون کی گزشتہ
تاریخ اور پچھلے کارنامے۔ ہمارے رہبرون کے نقش قدم تقلید کے لئے
کافی تھے۔ ہمارے یہان جو کانسٹیٹوشنل گورنمنٹ قائم ہوئی اُس کا مقابلہ آج
یورپ کی بہتر سے بہتر کانسٹیٹوشنل گورنمنٹ نہین کر سکتی۔ جو انسانی آزادی
ہمنے سکھائی وہ آج فرینچ ریپلک کو بھی نصیب نہین۔ یون کہنے کو یورپ کہا
کرے کہ مساوات و حریت کا وہ معلم ہے مگر ہم اسکو تسلیم نہین کر سکتے۔ اگر یورپ
نے مساوات انسانی کا سربستہ راز سمجھ لیا ہوتا تو آج بادشاہ و رعیت کے
حقوق و امتیازات مین اتنا فرق نہ ہوتا۔ یورپ کی مساوات تو یہین تک محدود
ہے کہ بادشاہ کے ہاتھ سے مطلق العنانی لے لی جاسے مگر اسلامی مساوات
اس سے کہین بدرجہا بڑھی ہوئی ہے۔ اسلام تو یہ تلقین کرتا ہے کہ بادشاہون
کے سرون کو مرصع تاجون سے مزین کرنے کی ضرورت نہین۔ اُن کے نشست

کے لئے طلائی تخت بیکار ہین - خدا کی مخلوق اس لئے نہین خلق ہوئی ہے کہ
اپنا خون پسینہ کر کے کسی ایک بندہ خدا کے لئے بڑے بڑے عظیم الشان
قصر بناے یا اسباب تعیش مہیا کرے - اس سے بڑا کسے مساوات اور کیا ہو سکتی
ہے لیکن افسوس ہے کہ آج بادشاہ تو ایک طرف اگر کسی کے پاس کچھ سکے جمع
ہو جاتے ہین تو اپنے تئین فرعون باسامان سمجھنے لگتا ہے - اسلام کی اگلی
سادگی اور عظمت کا پتہ گزشتہ صدی کے بعض افراد مین ملتا ہے اسلام کے
روز افزون عروج اور زوال پر جب عمیق نظر ڈالی جاتی ہے تو عقل پر ایک
عجیب سکتہ کا عالم طاری ہوتا ہے اور بالآخر فکر انسانی اس نکتہ پر منتہی ہوتی ہے
کہ جو اسباب و علل زوال اسلام کے روز اول تھے - وہی سات سو برس کے بعد
اور وہی آج بھی عقلا روقت کے پیش نظر ہین اگرچہ صورت اُن کی تبدیل
ہو گئی اور نام مختلف ہو گئے ہین مگر روح معنی ایک ہی ہے مثلاً زمانہ مستعصم
آخر خلفاء بنی عباس مین علت زوال سلطنت کیا تھی - وہی افراط عیش پرستی
اور بادشاہ وارکان دولت کی غفلت اسکے ساتھ نفاق اور خود غرضی کی وبار
عام - اختلافات باہمی کا زور و شور جو حکام و ارباب اقتدار مین ساری تھا اور
سلطنت کے حق مین سم قاتل بن گیا تھا تا اینکہ تاتاری وحشی قوم نے تخت
خلافت کو تباہ اور بارگاہ حکومت کو خاک سیاہ کر دیا - وہی اسباب ہمارے
زمانہ مین بھی مراکش - ٹرکی اور ایران کی بربادی کا سبب ہوئے - وہی سازشون

کی گرم بازاری اور سلاطین کی غفلت شعاری وہی نفاق وشقاق ارکان دولت کا اپنے مضبوط قدم جما ئے ہوئے ہے۔ ملک فروشی مین تو مسلمانونکے مثل کوئی قوم یورپ مین نہین ملسکتی۔ اغراض نفسانی پر ملک اسلام کو نثار کردینا ان کا خاص دین وایمان ہے۔ فرق یہ ہے کہ اُس زمانہ مین وحشت نے اسلام پر حملہ کیا تھا اور اسکو زیر وزبر کردیا۔ ہمارے زمانہ مین تہذیب نے ممالک اسلام کو ساحل فنا پر پہونچایا۔ اُس زمانہ مین ہم مہذب قوم دنیا مین شمار کئے جاتے تھے۔ اب اپنی غفلت وجہالت کی بدولت نیم وحشی کہلاتے ہین۔ مہذب مسیحی قوم نے ایک طرف تو صدہا آلات آتشی انسانی قربانی کے لئے ایجاد کئے دوسری طرف آلۂ ڈپلومیسی کی خوش کن مہذب وباریک رفتار بقیۃ السیف ممالک اسلامی پر قبضہ کرنے مین آتش بار توپون کا کام کررہی ہے۔ اگر توپ وبندوق سے اس مظلوم وبیکس کی جان بچی تو ڈپلومیسی کے ناز وکرشمہ نے مارلیا۔ جب حکماے وقت وجان نثاران اسلام نے دیکھا کہ اسلام اب آخری منزل طے کررہا ہے اور قریب ہے کہ تمام روے زمین سے اُس کا جنازہ نکلے اور کوئی اُسپر ماتم کرنیوالا نہ رہے تو اُنھون نے نقد جان ہاتھہ مین لیکر قومی وملکی اصلاح پر کمر ہمت چست باندہی۔ پہلا مقابلہ ان بے بضاعت حکماء وعقلاء اسلام کا جنکی پاس نہ مال وزر تھا نہ فوج نہ خزانہ پاس ہے نہ مددگار ہے حکمرانان ممالک

اسلامی سے ہوا جن کے ظلم وستم وعیش وغفلت وغرور ونخوت سے تمام رعایا جان بلب تھی۔ آباد ملک ویران ہوتے جاتے تھے۔ رعایا مسیحی ملکون مین پناہ لیتی تھی۔ مسیحی شکاری جو کئی قرن سے اس دن کے تاک مین تھے انہون نے اس کمزوری سلطنت اور طوفان بدنظمی سے پورا فائدہ اٹھایا اور رفتہ رفتہ اس جسم ناتوان سلطنت اسلامی کے اعضا کو کاٹ کاٹ کر ہضم کرنے لگے۔ فدائیان اسلام بڑی دلیری سے اس مقابلہ مین ثابت قدم رہے۔ اپنی جان عزیز کو خطرہ مین ڈالا اور ہر قسم کی مصیبت کو جھیلا اس طبقہ شہداے ملت مین ہم پہلے سہنشاہ اقلیم حریت سید جمال الدین افغانی کے نام نامی کو اس دیباچہ کا زیور بناتے ہین کیونکہ انہین کے جد وجہد سے اولاً چراغ آزادی ایران مین روشن ہوا اور دستوری حکومت کی بنا پڑی۔ اصل الاصول انقلاب واصلاح ترکی وایران یہی شخص تھا جس کے اثرات حمیدہ کو بعض ظالم سلاطین یورپ نے بزور شمشیر وقوت ڈپلومیسی پامال کر دیا غالباً ان کے حالات زندگی اس تفصیل سے دوسرے مقام پر مجموعتاً نہ ملین گے۔ اگر اس سے ہمت حریت مین مسلمانون کے جنبش نہ ہوئی تو دل چسپی کا مزہ تو ضرور ہی حاصل کر لین گے۔

یہ سرتاج مشاہیر اسلام انیسوین صدی مین پیدا ہوا۔ اس نے یہ محسوس کیا کہ اسلامی سلطنتون کا بقا اسی وقت تک ممکن ہے جب تک کہ دول

Sayyid Jamalud Din "al Afghan"
(died March 9, 1897)

یورپ متحد نہین ہوتین۔

چنانچہ اُس نے بخیال دور اندیشی اس بات کی سخت کوشش کی کہ مختلف اسلامی سلطنتون مین اتحاد اور ایک جہتی پیدا ہوتا کہ اس سیلاب عظیم کا انسداد ہو سکے جو عنقریب یورپ سے اُٹھنے والا ہے۔ یہ اسی کی کوششون کا نتیجہ تھا کہ ایرانیون اور ترکون مین اچھے تعلقات پیدا ہوئے اور علما سے عراق بھی سلطان المعظم کو خلیفۃ المسلمین ماننے لگے۔ اگر وہ شخص آج زندہ ہوتا تو غالباً اسلامی سلطنتین اس طرح برباد نہ ہوتین اور صلیب ہلال کی جگہ نہ پاتی افسوس ہے کہ باہمی نفاق اور خودغرضیون نے اُسے قبل از وقت طعمہ اجل بنا دیا۔ کسی قوم کا ادبار اس سے بڑھ کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ جو لوگ اُس کے بھی خواہ ہون اُنھین زہر دیا جائے یا زندان مصیبت مین طرح طرح کی اذیتون سے ہلاک کئے جائین۔

یہ امر بحث طلب ہے کہ آیا بڑے بڑے لوگ دنیا مین انقلابات کا باعث ہوتے ہین یا انقلاب عالم ایسے لوگ پیدا کرتا ہے **سید جمال الدین** افغانی جنھون نے مختلف اسلامی گروہون مین اتحاد و اخوت کی روح پھونکی ۱۲۵۴ھ مین بمقام اسد آباد جو مضافات کابل سے ہی پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام **سید صفدر** تھا اور وہ مشہور محدث سید علی ترمذی کی اولاد مین تھے۔ سید صفدر حسینی سید تھے۔ سید جمال الدین کے زمانہ طفولیت مین وہ

اسد آباد سے کابل آئے۔ بچپن ہی مین سید جمال الدین نے اپنی غیر معمولی ذہانت اور ذکاوت کا ثبوت دیا۔ جب وہ آٹھ برس کے ہوئے تو اُن کے والد نے انہین خود پڑہانا شروع کیا۔ دس سال مین انہون نے کل علوم مین تبحر حاصل کرلیا۔ علاوہ عربی صرف و نحو کے علم تحقیق۔ علم بدیع۔ علم تاریخ۔ فقہ۔ حدیث۔ علم تصوف۔ منطق۔ فلسفہ عملی و علمی علم طبیعات و موجودات عالم۔ علم ریاضی۔ علم ہیئت۔ علم طب۔ اور علم تشریحات وغیرہ ان سب علوم مین پورا عبور حاصل کیا۔

اٹھارہ برس کے سن مین وہ ہندوستان آئے اور یہان ایک سال و چند مہینہ رہکر یورپین سائنس اور اُسکے طرق سیکھ لئے۔ ہندوستان سے وہ بغرض حج مکہ معظمہ گئے اور وہان سے واپسی کے بعد امیر دوست محمد خان کے ملازم ہو گئے۔ جب دوست محمد خان نے سلطان احمد شاہ کے خلاف ہرات پر فوج کشی کی تو یہ اُن کے ساتھ تھے۔ دوست محمد خان نے ۱۸۶۳ء مین انتقال کیا اور امیر شیر علی اُن کا جانشین ہوا۔ شیر علی نے اپنے وزیر محمد رفیق خان کے مشورہ سے اپنے تینون بہائیون کو جن کے نام محمد اعظم۔ محمد اسلم۔ اور محمد امین تھے قید کرنا چاہا۔ سید جمال الدین محمد اعظم سے بہت مانوس تھے جب ان تینون بہائیون کو شیر علی کا ارادہ معلوم ہوا تو ہر ایک اپنے اپنے صوبہ کو بھاگ گیا اور خانہ جنگی شروع ہوئی۔ آخر کار محمد اعظم مع اپنے بھتیجے

عبدالرحمن کے تخت پر قابض ہوا اور اُس نے عبدالرحمن کے والد محمد افضل
کو قیدخانہ سے نکال کے کابل کے تخت پر بیٹھایا اور اُن کے امیر ہونے کا
اعلان کیا۔ مگر ایک سال کے بعد محمد افضل کو موت آگئی اور اُن کی جگہ محمد اعظم
امیر ہوا۔ محمد اعظم نے سید جمال الدین کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا اور اگر
وہ پوری طرح سے سید جمال الدین کی رائے پر چلتا تو سارے ملک کو زیر نگین
کر لیتا۔ مگر آپس کے حسد و رقابت کی وجہ سے اُسے بجز اپنے اولاد کے
اور کسی عزیز و اقارب پر اعتبار نہ تھا۔ سید جمال الدین کی یہ رائے تھی کہ
اپنے عزیزوں کے ساتھ آشتی اور محبت سے پیش آئے اور انھیں ملازم
رکھ لے مگر اس نے اس صلاح پر عمل نہ کیا۔ اس اثنا میں اُس کا رقیب
امیر شیر علی قندہار کا مالک بنا رہا۔ محمد اعظم کے ایک فرزند نے
امیر شیر علی پر حملہ کیا اور اُسے یہ امید تھی کہ اگر اس مہم میں مردانگی
دکھائی تو باپ بہت خوش ہوگا۔ اُس سے ایک حماقت یہ سرزد ہوئی کہ دو سو
آدمی ہمراہ لیکر اپنی خاص فوج سے علیحدہ ہو کے حملہ کرنا چاہا مگر شیر علی
کے جنرل یعقوب علیخان کو سراغ ملگیا اور اسنے فوراً گرفتار کر لیا۔ اس کامیابی
سے شیر علی کا حوصلہ بڑھا اور انگریزوں کی مدد سے آخرکار اُس نے اپنے
بھائی محمد اعظم اور اپنے بھتیجے عبدالرحمن کو سخت شکست دی محمد اعظم تو نیشاپور
بھاگ گیا اور وہاں چند مہینوں کے بعد مرگیا اور عبدالرحمن نے بھاگ کے

بخارا میں پناہ لی۔ سید جمال الدین بوجہ اپنی سیادت اور ذاتی اثر کے شیر علی کے انتقام سے محفوظ رہے۔ لیکن چند روز بعد انھوں نے وہاں سے چلا جانا مناسب خیال کیا اور امیر سے دوبارہ حج کے لئے بیت اللہ جانے کی اجازت چاہی۔ انہیں اجازت تو دی گئی مگر اس شرط پر کہ وہ ایران ہو کے نہ جائیں اسلئے کہ شیر علی کو اندیشہ تھا کہ یہ وہاں محمد اعظم سے کچھ ساز وباز کرینگے چنانچہ سید جمال الدین ۱۸۶۹ء میں ہندوستان کے راستے سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے۔

جب وہ ہندوستان آئے تو گورنمنٹ ہند نے اُن کی بڑی عزت کی مگر انھیں سرآوردہ مسلمانوں سے ملنے نہ دیا اور اگر وہ ملے بھی تو گورنمنٹ ہند نے اپنی پوری نگرانی رکھی۔ وہ یہاں ایک ماہ سے زیادہ نہ رہے۔ بعدازاں گورنمنٹ ہند نے انھیں اپنے ایک سرکاری جہاز پر سوار کر کے سوئز پہونچا دیا۔ سوئز سے وہ پہلی دفعہ قاہرہ پہونچے اور وہاں چالیس روز رہے۔ اپنے اثنائے قیام میں انہوں نے وہاں کی مشہور یونیورسٹی الازہر کا کئی مرتبہ معائنہ کیا اور وہاں کے اساتذہ اور طلبا کے ساتھ بحثیں کیں اور اپنے قیام گاہ پر کئی لکچر دئے۔ بجائے مکہ معظمہ جانے کے سید جمال الدین نے یہ قصد کیا کہ قسطنطنیہ جائیں چنانچہ وہاں گئے اور علی پاشا وزیر اعظم اور دوسرے مشاہیر دولت عثمانیہ نے اُن کا بڑا عالیشان استقبال کیا وہاں چھ مہینے کے بعد وہ انجمن

دانش کے ایک ممبر مقرر ہوئے اور ماہ رمضان ۱۲۸۷ھ میں تحسین افندی ناظم یونیورسٹی دارالفنون نے اُن کو مدعو کر کے یہ خواہش ظاہر کی کہ طلبا کے سامنے لکچر دین اول انھون نے عذر کیا اور یہ کہا کہ ترکی زبان سے وہ زیادہ واقف نہین ہین مگر آخر کار راضی ہو گئے۔ انھون نے اپنا لکچر ترکی زبان مین لکھ کر صفوت پاشا وزیر تعلیمات عامہ اور شیروانی زادہ وزیر پولیس اور حنیف پاشا کو دکھایا سب نے اس لکچر کو بہت پسند کیا۔ بدقسمتی سے شیخ الاسلام حسن فہمی افندی سید صاحب سے بہت رشک وحسد کرنے لگے تھے اور اس کوشش مین تھے کہ کسی طرح اُنکے اثر کو مٹائین چنانچہ ایک بڑے جلسہ عام مین جہان بہت سے لایق ترکی مدبرین نامہ نگاران اخبار اور علما جمع تھے سید صاحب نے لکچر دیا۔ شیخ الاسلام اس تاک مین تھے کہ کوئی ایسا جملہ سید صاحب کے منہ سے نکلے جس سے وہ اُن کی نسبت کفر والحاد کا فتوی دیسکین۔ سید صاحب نے اپنے لکچر مین ملک کو ایک پولیٹکل مجسمہ قرار دیکر اُسے جسم انسانی سے تشبیہ دی اور یہ بیان کیا کہ جس طرح انسان کے تمام اعضا دل و دماغ کے تابع ہین اسی طرح ہر ملک کے پولیٹکل اجزا ایک مرکزی حکومت یا بادشاہت کے زیر اثر ہین۔ مختلف صنعت وحرفت اور دستکاریان ملک کی جزو لائنفک ہین۔ مرکزی حکومت یا بادشاہت بمنزلہ دماغ کے ہے دستکار بمنزلہ ہاتھ پاؤن کے۔ کاشتکار بمنزلہ جگر کے۔ جہازران بمنزلہ پاؤن کے اور اسی طرح دوسرے اجزا۔ چنانچہ

انسانی سوسائٹی کا یہ مجسمہ اس طرح مرکب ہوا ہے مگر جس طرح جسم بغیر روح کے زندہ نہین رہ سکتا اسی طرح یہ مجسمہ بھی بغیر کسی رہبر کے باقی نہین رہ سکتا۔ اب یہ روح یا رہبر خواہ ملکوتی یعنی نبوی ہو یا فلسفیانہ قوت کا نتیجہ۔ البتہ ان دونون مین فرق یہ ہے کہ اول الذکر من اللہ ہے جو کوشش سے نہین حاصل ہو سکتی بلکہ خدا اپنے بندون مین جسپر مہربان ہوتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور آخر الذکر مطالعہ اور مراقبہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ان دونون مین ایک فرق یہ بھی ہے کہ نبی سے کبھی غلطی اور خطا نہین ہوتی مگر فلسفی اکثر بہک جاتا ہے اور غلطی کر بیٹھتا ہے۔

شیخ الاسلام حسن فہمی افندی تو اس تاک ہی مین لگے تھے کہ کوئی گرفت کا موقعہ ملے۔ سید صاحب کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ اُنھون نے یہ الزام لگایا کہ یہ نبوت کو صنعت و حرفت سے تشبیہ دیتے ہین اور نبی کو صانع یا دستکار کہتے ہین۔ پھر کیا تھا محراب و ممبر پر دونون طرف سے مباحثے ہونے لگے اور اخبارون مین بھی خوب مضامین چھپے سید صاحب نے اپنے بیان کی تائید مین خوب بحثین کین اور آخر کار دولت عثمانیہ نے بخیال اُمن اُن سے کہا کہ قسطنطنیہ سے تھوڑے دنون کے واسطے چلے جائین۔ چنانچہ ۲۲ مارچ ۱۸۷۱ع مین وہ مصر چلے گئے۔

اول سید جمال الدین کا ارادہ یہ تھا کہ مصر مین صرف چند روز قیام کرین

لیکن جب ریاض پاشا اُن سے ملے تو اُن کی اعلیٰ قابلیت سے بہت متاثر ہوے اور اُنھون نے گورمنٹ مصر سے ایک ہزار پیاسٹر[۵] ماہانہ اُن کے لئے الاوئنس مقرر کر دیا یہ الاوئنس کسی خاص خدمت کے لیے نہ تھا بلکہ محض اس خیال سے کہ سید صاحب ایک ایسے نامی زبردست عالم تھے کہ اُن کا مثل نہ تھا گورنمنٹ مصر نے اُن کی مہانداری کی۔ تمام طلباء اور دوسرے لوگ جن کو اُن کی شہرت کی خبر پہونچی سب اُن سے ملنے کے لیے آنا شروع ہوے اور اُنہین ترغیب دی کہ اپنے مکان مین کوئی لکچر دین چنانچہ اُنھون نے ان شائقین کے سامنے بعض اعلےٰ مضامین پر لکچر دیے۔ الٰہیات۔ فلسفہ۔ علم اصول قوانین۔ علم ہیئت اور تصوف پر بڑی مدلل تقریرین کین۔

اب مصر مین روز بروز اُن کا اثر اور اُن کی شہرت بڑھنے لگی اور اب اُنھون نے تعلیم و تدریس بھی شروع کر دی اور اپنے شاگردون کو علم ادب اور اظہار مطالب کی طرف بہت توجہ دلائی اور اُنہین آمادہ کیا کہ تمدنی۔ مذہبی۔ فلسفہ اور ادب پر مضامین لکھین۔ اب تک مصر مین زوردار اہل قلم بہت کم تھے صرف عبداللہ پاشا فخری۔ خیری پاشا۔ محمد پاشا مصطفےٰ پاشا دھبی اور چند اصحاب اور مشہور لکھنے والون مین گنے جاتے تھے

[۵] - ٹرکی کا ایک نقری سکہ جو اسپین کے ڈالر کے مساوی قیمت ہے۔

مگر سید کی کوششون سے اب سیکڑون زبردست اہل قلم پیدا ہو گئے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض لوگ سید کے دشمن ہو گئے اور اُن سے حسد کرنے لگے۔ قدیم وضع کے علما کو یہ پسند نہ تھا کہ مصر مین فلسفہ کی تعلیم پھیلے اور لارڈ ویویان سفیر کبیر برطانیہ سید کی پولٹیکل مستعدی سے بہت خائف ہوا اور توفیق پاشا سے کہکر جو اُس زمانہ مین خدیو ہوے تھے مصر سے سید اور اُن کے شاگرد رشید ابو تراب کے اخراج کا حکم جاری کرا دیا یہ واقعہ ماہ ستمبر ۱۸۷۹ء مین پیش آیا تب سید نے پھر ہندوستان کا رخ کیا اور یہان آکر حیدرآباد دکن مین سکونت اختیار کی جہان انہون نے منکرین روح کے رد مین فارسی مین ایک رسالہ لکھا جو ۱۸۸۱ء مین طبع ہوا۔

۱۸۸۲ء مین مصری نوجوانون کی تحریک جسکے بانی مبانی سید جمال الدین تھے اور جسکا مقصد تھا کہ خدیو کے اسرافات اور اُن کے اختیارات محدود کئے جائین اور مصر مین اغیار کی دست اندازی کا انسداد ہو آخرکار ایک بغاوت کی صورت مین ظاہر ہوئی اور عربی پاشا سرغنا بنے مگر انجام یہ ہوا کہ اسکندریہ پر گولہ باری کی گئی۔ جنگ تل الکبیر واقع ہوئی اور مصر پر برطانیہ کا قبضہ ہو گیا۔ قبل اس کے کہ یہ لڑائی شروع ہو گورنمنٹ ہند نے بہ نظر احتیاط سید جمال الدین کو حیدرآباد سے کلکتہ بلا لیا اور وہان اُس وقت تک نظر بند رکھا جب تک کہ لڑائی ختم نہ ہوئی اور مصری فدائیون کو شکست نہ ہوئی اس کے

بعد اُنھین اجازت دی گئی کہ ہندوستان سے چلے جائین۔ وہ یہان سے اول لندن گئے اور صرف چند روز وہان ٹھہر کر پیرس چلے گئے جہان تین سال تک اُن کا قیام رہا۔

پیرس مین اُن کے دوست اور شاگرد رشید شیخ محمد عبدہٗ مصر کے مفتی معزول اُن سے آکے ملے۔ شیخ محمد اس بنا پر اپنے وطن سے نکالے گئے تھے کہ اُنھون نے ۱۸۸۲ء کے قومی ہنگامہ مین شرکت کی تھی۔ اندونون نے ملکے ایک عربی اخبار العروۃ الوثقیٰ جاری کیا جو ہفتہ مین ایک مرتبہ شایع ہوتا تھا اور اُس مین زیادہ تر پولٹیکل مضامین گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف ہوتے تھے۔ گورنمنٹ برطانیہ اس اخبار سے بہت خائف ہوئی اُس نے اول ہندوستان مین اُس کے آنے کی ممانعت کی بعد ازان دوسرے ذرایع اُس اخبار کو موقوف کرا دیا پیرس مین سید جمال الدین نے فرنچ زبان بھی سیکھ لی اور یورپ کے اخبارون مین اپنے پولٹیکل خیالات پر مضامین لکھنے شروع کئے اور مرینان کے ساتھ جو وہان کا ایک مشہور عالم تھا اسلام اور سائنس پر بڑی فلسفیانہ بحثین کین۔ جو پولٹیکل مضامین سید جمال الدین نے انگلستان۔ روس۔ ٹرکی اور مصر پر لکھے وہ انگلستان کے کل اخبارون نے شایع کئے۔ اُس زمانہ کے مشہور انگریز مدبرین سیاست کے ایسے انتہا معترف تھے مگر انھین ایک بہت خطرناک شخص سمجھتے تھے۔

باوجود اس مخالفت کے وہ ۱۸۸۵ء میں پھر لندن آئے اور لارڈ رنڈالف چرچل سر ڈرمینڈ ولف اور لارڈ سالسبری سے اُن سے ملاقات کی اور مہدی سوڈانی کے متعلق اُن کے خیالات دریافت کئے اور یہ کوشش کی کہ اُن کے ذریعہ سے مہدی سے مصالحت کیجائے۔

جب اخبار عروۃ الوثقیٰ کی اشاعت بند ہوگئی تو سید جمال الدین پیرس سے ماسکو اور سینٹ پیٹرس برگ گئے اور وہان اُن کا بڑا احترام کیا گیا۔ روس مین سید صاحب چار برس تک رہے اور اس عرصہ مین اُنھون نے مسلمان رعایاے روس کی ایک بڑی خدمت یہ کی کہ زار کو ترغیب دیکر قرآن مجید اور دوسری مذہبی کتابون کے طبع کی اجازت دلائی اُس وقت تک روس مین قرآن مجید یا کوئی مذہبی کتاب طبع نہ ہوسکتی تھی۔

جس وقت سید صاحب سینٹ پیٹرس برگ مین مقیم تھے شاہ ایران ناصر الدین شاہ وہان آئے اور سید صاحب سے ملنا چاہا مگر سید نے اس سے انکار کیا بعد ازان کچھ عرصہ بعد بمقام میونچ دونون مین ملاقات ہوئی۔ شاہ نے باصرار سید سے کہا کہ اُن کے ساتھ ایران چلیں وہ اُنھیں اپنا وزیر اعظم بنائین گے مگر سید نے اول انکار کیا اور یہ عذر کیا کہ وہ پیرس کی نمایش جانا چاہتے ہین مگر شاہ کے متواتر اصرار نے اُنھین راضی کرلیا گو اُن کے دوست شیخ عبدالقادر مغربی نے اُنھین متنبہ کیا اور یہ کہا کہ شاہ وزیر اعظم کس طرح بنا سکتے ہین اس لئے کہ

سید صاحب سنی المذہب ہین۔ سید نے اس کا جواب دیا کہ یہ محض شاہ کا خیال ہے تاہم وہ شاہ کے ہمراہ ایران گئے اور کچھ عرصہ تک وہان رہے۔ جب سید نے دیکھا کہ شاہ کا برتاو اُن کے ساتھ بدل چلا ہے تو اُنہون نے پھر یورپ واپس جانے کی اجازت چاہی لیکن کج خلقی کے ساتھ اس سے انکار کیا گیا تب سید نے مزار شاہ عبد العظیم مین پناہ لی اور وہان سات ماہ تک رہے اب اُنہون نے شاہ کی نسبت اپنا مخالفانہ خیال صاف ظاہر کردیا اور تقریراً و تحریراً اُسے تخت کا نااہل ثابت کیا اور یہ رائے دی کہ وہ تخت سے معزول کیا جائے۔ اُن کے شاگردون اور مریدون کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی انمین بعض شخصون کے نام قابل ذکر ہین۔ **شیخ علی قزوینی**۔ یہ صاحب ایران کے پہلی پارلیمنٹ کے زمانہ مین عدالت قضا کے میر مجلس مقرر ہوئے تھے اور باغ شاہ مین قید بھی کئے گئے اور اُن پر شاہ معزول **محمد علی شاہ** نے سخت ظلم کئے۔

میرزا آقاخان۔ ایرانی اخبار اختر کے نائب ایڈیٹر تھے جو قسطنطنیہ سے شایع ہوتا تھا۔ جولائی ۱۸۹۶ء مین یہ بیچارے بھی شیخ احمد کرمانی کے ساتھ تبریز مین خفیہ طور سے ہلاک کئے گئے۔ **میرزا رضا کرمانی**۔ یہ وہ شخص ہے جس نے یکم مئی ۱۸۹۶ء ناصر الدین شاہ کو گولی سے ہلاک کیا ۱۲ اگست کو طہران مین اُسے پھانسی دی گئی۔

میرزا محمد علیخان طہرانی۔ ان صاحب نے روزنامہ حبل المتین پر ایک کتاب لکھی ہے سنا جاتا ہے کہ سید جمال الدین مؤید الاسلام اڈیٹر اخبار حبل المتین کلکتہ بھی سید صاحب کے تلامذہ میں ہیں۔

آخرکار شاہ نے یہ فیصلہ کیا کہ انہیں ملک سے نکال دینا چاہیئے۔ مگر دقت یہ پیش آئی کہ انہوں نے ایسے متبرک اور مقدس مقام میں پناہ لی تھی کہ وہاں ان کو گرفتار کرنا بے ادبی تھا۔ آخرکار شاہ نے پانچسو سواروں کو یہ حکم دیا کہ انہیں گرفتار کرکے ترکی سرحد تک پہونچا دیں۔ جسوقت یہ سوار گرفتار کرنے آئے بیچارے سید صاحب بوجہ بیماری کے فریش تھے۔ شاہ کی اس حرکت سے سید کے شاگرد اور مرید بہت ناراض ہوئے چنانچہ یہی ایک خاص سبب تھا جو ۱۸۹۶ء میں ناصر الدین شاہ کی قتل کا باعث ہوا۔

ایران سے سید جمال الدین کا اخراج ۱۸۹۱ء کے شروع میں ہوا اسی سال کے موسم خزان میں وہ لندن آئے اور پرنس میلکم خان کے وہان مہمان ہوئے۔ لندن میں انہوں نے ایران کے مظالم پر کئی اسپیچیں دیں اور مضامین لکھے۔

۱۸۹۲ء میں سید پھر قسطنطنیہ گئے اور وہاں پانچ برس تک رہے۔ سلطان عبد الحمید خان اُن سے بہت خوش تھے اور اُن سے کہا کہ شاہ ایران کے خلاف قلم روک لیں۔ سفیر ایران تین مرتبہ اس بارے میں

التجا کر چکا ہے اور گو دو مرتبہ اس بارے مین دخل دینے سے انکار کیا گیا مگر جب تیسری دفعہ سفیر نے سید سے کہا کہ تو مین نے اس سے وعدہ کر لیا ہے کہ مین آپ سے کہونگا کہ اس طرح کے حملون سے باز آئین - سید نے یہ جواب دیا کہ خلیفہ وقت کے حکم کی تعمیل بسر و چشم منظور ہے - مین نے اب شاہ ایران کو معاف کر دیا - تب سلطان نے کہا کہ غالباً شاہ ایران آپ سے بہت ڈرتے ہین - بعد کے واقعات نے ثابت کیا کہ شاہ کا خوف بے بنیاد نہ تھا - جب غرہ مئی ۱۸۹۶ء کو ناصر الدین شاہ میرزا محمد رضا کرانی کے ہاتھ سے مارا گیا تو اول باہیون پر اس قتل کا شبہ ہوا بعد ازان سید جمال الدین اور ان کے بعض شاگرد میرزا آقا خان - شیخ احمد کرمانی - حاجی میرزا حسن خان خبیر الملک کی نسبت اس جرم کا گمان ہوا چنانچہ دولت عثمانیہ سے کہا گیا کہ یہ چارون اشخاص گورنمنٹ ایران کے حوالہ کر دے جائین - آخر الذکر تین شخص ایرانی عہدہ دارون کے حوالہ کر دے گئے اور وہ تینون بیچارے تبریز مین خفیہ طور سے مار ڈالے گئے مگر سلطان نے سید جمال الدین کو دینے سے انکار کیا -

۱۸۹۶ء کے آخر مین سید جمال الدین کے جبڑے مین ایک سرطان نکلا جس کا زہر ان کی گردن تک پہونچ گیا اور آخر کار نوین مارچ ۱۸۹۷ء کو ان کی ہلاکت کا باعث ہوا - بڑی شان و شوکت کے ساتھ ان کی تجہیز و تکفین کی گئی اور قبرستان مشائخ مین دفن ہوئے - بعض ایرانیون کا یہ دعوی ہے گو ترک اس سے انکار

کرتے ہیں کہ سید کو زہر دیا گیا اور زہر اس طرح پر دیا گیا کہ سلطان کے ایک صاحب ڈاکٹر ابوالہدیٰ نے اُن کے ہونٹ میں نشتر دیا تھا اور اس نشتر کے ذریعہ سے زہر پہونچایا گیا جو بظاہر ایک سرطان کی صورت میں نمودار ہوا۔

سلطان عبد الحمید خان سی چالاک اور شخصی حکومت کے ولدادہ شخص سے اس فعل کا سرزد ہونا کوئی تعجب نہیں ہے۔ زمانہ قیام قسطنطنیہ میں سید ایک قسم کی حراست اور قید محض میں بسر کرتے تھے اُن کو کہیں باہر جانے کی اجازت نہ تھی اور نہ اُن کا قلم آزادی کی صورت دیکھ سکتا تھا مگر آسائش و آرام کا جملہ سامان اُن کے لئے اس احاطہ میں حاضر تھا یہی وجہ تھی کہ طول قیام قسطنطنیہ میں کوئی مضمون اکوئی رسالہ اُن کا اسلامی دنیا کی بیداری میں نہ نکل سکا۔ سلطان عبد الحمید خان کا جابرانہ حکم سلب آزادی زبان و قلم میں ایسا نہ تھا کہ کوئی اُس کی مخالفت میں دم مار سکتا اور جن لوگوں نے ایسی بہادری کی وہ صفحہ ہستی سے مٹا دئے گئے سید اگر ایسا کرتے تو جائے پناہ کہاں تھی ایران کا حال تو ظاہر تھا سلطان اس سے زیادہ شخصی حکومت میں منہمک تھے کابل میں بھی شخصی حکومت کا دور دورہ تھا پھر سوائے آزاد یورپ کے جائے پناہ کہاں تھی وہاں بھی پولیٹیکل چالوں نے اُن کو قرار نہ لینے دیا اور وہاں سے بھی نکلنا پڑا اُن کا رسالہ ممنوع الاشاعت ہوا بالآخر ایسا شخص گوشہ تنہائی کو غنیمت نہ سمجھے تو کیا کرے لیکن

افسوس کہ گوشۂ تنہائی مین بھی شخصی حکومت کے جادو نے اُنکو چین نہ لینے
دیا اور بالآخر ان کی جان شیرین تلف ہوئی مگر حق یہ ہے کہ اُن کا نام نامی
ممالک اسلامی مین اب تک زندہ ہے۔ اور جب تک ایک شخص بھی
دستوری حکومت کا دم بھرتا رہے گا سید کا کلمہ پڑھتا رہے گا۔

چنانچہ اس عجیب و غریب شخص سید جمال الدین کا یہ مختصر حال ہے جو
ناظرین سے عرض کیا گیا۔ بیس سال مین اس شخص نے اسلامی دنیا مین ایک
عجیب انقلاب پیدا کر دیا۔ اگر اُن کے پورے حالات لکھے جائین۔ تو
ایک بڑی ضخیم کتاب ہو جائے اب تک ٹرکی۔ مصر اور ایران مین اُن کا اثر
موجود ہے مین نے جو واقعات بالاختصار بیان کئے ہین اُن سے اس
شخص کی اصلی قدر و قیمت نہین ظاہر ہوتی۔ اسلامی دنیا مین اس صدی
مین ایسا فصیح البیان نہین پیدا ہوا۔ سید کی روزانہ زندگی بالکل سادہ
تھی۔ شب و روز مین صرف ایک دفعہ غذا کھاتے تھے اور وہ بھی بہت کم
البتہ چائے کے بہت شایق تھے۔ شب مین بہت کم سوتے تھے اور بہت
سویرے اُٹھ بیٹھتے تھے۔ جو کوئی اُن سے ملنے آتا تھا امیر ہو یا غریب
سب سے ایک طرح پر نہایت خلق و مہربانی کے ساتھ پیش آتے تھے بڑے
لوگون سے بہت کم ملنے جاتے تھے دنیا کی چیزونکو حقارت کی نظر سے
دیکھتے تھے دلیری اور صاف باطنی صورت سے ٹپکتی تھی امرا یا بادشاہون

کے ساتھ نہایت جرات و خودداری سے ملتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے
جب وہ مصر سے نکالے گئے اور سویز پہونچے تو اُن کے پاس ایک پیسہ
بھی نہ تھا جہاز پر سفیر ایران اور بعض ایرانی تاجر ہم سفر تھے اُن سب نے
ملکر اُنھیں بہت سا روپیہ دینا چاہا مگر اُنھوں نے صاف انکار کیا اور یہ کہا کہ
اس روپیہ کو آپ لوگ اپنے پاس رہنے دیجئے آپ کے کام آئیگا مجھے
اسکی ضرورت نہیں۔ خدا کا شیر جہاں جاتا ہے اللہ اُسے کھانے کو دیدیتا ہے
اُن کی ذہانت۔ ذکاوت مشہور عالم تھی۔ اُن میں ایک مقناطیسی کشش تھی
جو لوگوں کو ان کی طرف مائل کردیتی تھی اُن کا علم اور تبحر نہایت وسیع تھا
بالخصوص قدیم فلسفہ۔ فلسفہ تاریخ۔ تاریخ تمدن اسلام اور کل اسلامی علوم پر
عبور تھا۔ قریب قریب دنیا کی اکثر زبانیں جانتے تھے۔ کتب بینی کا اس درجہ شوق
تھا کہ کسی وقت اُن کا ہاتھ کتاب سے خالی نہ رہتا تھا۔ اُنھوں نے کبھی
شادی نہیں کی اور حُسن و عشق نسوانی کی طرف سے بالکل بے پرواہ تھے۔
اُنھوں نے اپنی زندگی کا اصل مقصد یہ قرار دیا تھا کہ اسلام کے بکھرے ہوے
شیرازے کو مضبوط کردیں اور دنیا کی کل اسلامی سلطنتوں کو ایک خلیفہ وقت
کے زیر اثر لے آئیں چنانچہ اسی لئے انھوں نے اپنی ساری عمر اس کوشش
میں صرف کردی۔ کل دنیوی لذات چھوڑ دے نہ شادی کی اور نہ کسب معاش
کے لئے کوئی پیشہ اختیار کیا۔ افسوس یہ ہے کہ انھوں نے اپنے خیالات

اور ارادہ ان کی کوئی تاریخ نہ چھوڑی۔ اُن کی تصانیف مین صرف چند رسالہ یا بعض خطوط ہین جن کا ذکر آچکا ہے۔ مگر اُنہون نے اپنے احباب اور مریدین کے دلون مین ایک ایسی روح پھونکی جس نے مشرق کی اصلاح کیلئے اُنہین کمربستہ کردیا۔

سید محمد رشید ایڈیٹر المنار نے تین مشہور خط چھاپے ہین۔ جو سید جمال الدین نے لکھے تھے ان خطون سے معلوم ہوتا ہے کہ سید کے زور قلم نے ایران مین کیا کر دکھایا۔ پہلا خط حاجی میرزا حسن شیرازی مجتہد سامرہ کے نام ہے۔ اس خط نے اپنا یہ اثر دکھایا کہ مجتہد صاحب نے فتویٰ دیکر تمباکو کا اجارہ جو ناصر الدین شاہ نے ایک انگریزی کمپنی کو دیدیا تھا منسوخ کرایا۔ اور ایران کو تباہی کے پنجہ سے بچایا۔ باقی دو خط گویا دو مضمون ہین جو ماہ فروری یا مارچ ۱۸۹۲ء مین ایک عربی رسالہ (ضیاء الخافقین) مین شایع ہوئے ان دونون مضامین مین ایران کی حالت کا ذکر ہے جو اُس وقت تھی وہ لکھتے ہین کہ ایران مین سرکاری عہدہ دارون کی لوٹ۔ بد امنی اور ظلم کی یہ نوبت پہونچی ہے کہ ہزارہا ایرانی اپنے پیارے وطن کو خیرباد کہکے ترکی اور روسی ملک مین بھاگ آئے ہین اور سڑکون پر مارے مارے پھرتے ہین اکثرون نے مزدوری اختیار کرلی ہے۔ بعض خاکروب بن گئے ہین۔ اور بعض بہشتی ہوگئے ہین اُن کو دیکھکر عبرت ہوتی ہے۔ خدا وہ دن جلد لائے

کہ ایران ان بے رحم ظالمون کے پنجہ سے نجات پاسکے -

سید جمال الدین کو اسلام کے ساتھ ایک حقیقی عشق تھا اور اُس کی بربادی
پر اُن کا دل خون روتا تھا - ساری اسلامی دنیا مین اُن کا رعب اور اثر ایسا
پھیلا ہوا تھا کہ شاہان وقت کانپتے تھے - مصر مین جو قومی بیداری شروع
ہوگئی اُسکے بانی یہی تھے اور ایران مین جو دستوری حکومت کی بنا پڑی اُسکی
اصل باعث یہی ہوئے اُنہون نے کل خود مختار اسلامی سلطنتون کو یورپین
دول کی پیش قدمی اور ملک گیری کے خطرے سے متنبہ کیا بلکہ یہ کہنا بیجا نہ
ہوگا کہ سید جمال الدین اتحاد اسلام کی تحریک کے بانی تھے - اس مین شک
نہین کہ اگر اسلامی بادشاہون مین اتنی عقل اور سمجھ ہوتی اور اُن کے خیالات
کے مطابق چلتے تو وہ اسلامی دنیا مین بہت کچھ کر گزرتے - ایران مین جتنے
دن وہ رہے اُنہون نے دیکھا کہ ناصرالدین شاہ ایک خود غرض
اور ظالم حکمران ہے اُسے بجز اپنے ذاتی تعیش کے اور کسی بات کی پرواہ
نہین - سید جمال الدین کو اس سے بہت مایوسی ہوئی - اُنہین سلطان روم
سے بڑے بڑے توقعات تھے چنانچہ جب وہ قسطنطنیہ پہونچے تو اُنہون
نے اس بات کی کوشش کی کہ ترکی سنیون اور ایرانی شیعون مین اتحاد ہو جائے
ایرانی سلطان کو خلیفہ سمجھنے لگین اور ترک شاہ ایران کو شیعون کا بادشاہ تسلیم
کرین اور ان دونون فریق اسلام مین بعض رسم و رواج کی وجہ سے جو مقصود

The Mujtahid Sayyid Muhammad-i-Tabataba'í

The Mujtahid Sayyid 'Abdu'lláh-i-Bahbahání

TWO OF THE CHIEF ECCLESIASTICAL SUPPORTERS OF THE CONSTITUTIO

پیدا ہوگئی ہے رفع ہو جائے۔ سید جمال الدین کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ دونوں سلطنتیں معرض خطر میں ہیں اور جب تک ان دونوں میں اتحاد نہ ہوگا ان دونوں کا بچنا محال ہے۔ بعض بڑے بڑے مجتہدین اور علماء بھی سید جمال الدین کے ہم خیال ہو گئے چنانچہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب ایران میں دستوری حکومت کے لئے انقلاب ہوا تو مجتہدین نے دستوری حکومت کا ساتھ دیا۔ سلطان عبد الحمید خان جن کے سامنے ماہ جولائی ۱۹۰۸ء تک کسی کی مجال نہ تھی کہ دستوری حکومت کا لفظ زبان سے نکالے انہوں نے جب یہ سنا کہ ایران میں دستوری حکومت قائم ہوئی ہے تو ایرانیوں سے اپنے تعلقات قطع کر لئے۔ بلکہ اپنی فوج کو ایران کے شمالی و مغربی سرحد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور جو ظلم و ستم بے دست و پا غریب بے گناہ ایرانیوں پر ڈھائے گئے اُس زمانہ کے انگریزی و فارسی اخبارات شاہد ہیں افسوس ہے کہ آج سید جمال الدین زندہ نہیں ورنہ ٹرکی میں اپنے خیالات کو عمل کی صورت میں آیا ہوا دیکھتے اور خوش ہوتے۔

ایران کو ہضم کرنے کے لئے روس نے جو بہانے ڈھونڈے ہیں اُسکی مثال اس سے بڑھ کر نہیں ہوسکتی کہ کسی کے پاس ایک نہایت خوبصورت باغ ہو جس میں انواع و اقسام کے گلہائے رنگارنگ کھلے ہوں اور کوئی دوسرا مطلب پرست شخص آئے اور یہ کہے کہ ان پھولوں کو اکھاڑ کر پھینکدو اور انکی جگہ باغ میں آلو یا کوئی ایسی چیز لگاؤ جس سے آمدنی بڑھے۔ اہل یورپ یہ کہتے

ہین کہ ایران ایک ایسا ملک ہے جو ترقی کے میدان سے بہت پیچھے ہٹا
ہوا ہے اور جب تک یہ ملک ایرانیون کے ہاتھ مین رہیگا ترقی نہ کر سکیگا۔
یا اگر کچھ ترقی کرے گا بھی تو بہت آہستہ پس بہتر یہ ہے کہ کوئی یورپین سلطنت
انگلستان یا روس ایران مین دخل دیکے ترقی دے خواہ ایرانی اسے پسند
کرین یا نہ کرین۔ اس کے جواب مین وہی باغ والی مثال پیش ہوسکتی ہے
ایران مین مادی ترقی کیسی ہی کیون نہ ہو ریلین نہین کھودی جائین تمام
ملک مین گیس کی روشنی ہو حفظان صحت کے اصول برتے جائین مگر ایران
جانے سے دنیا کو جو معنوی اور دماغی نقصان پہونچیگا اسکی تلافی ممکن نہین۔
اگر یورپین سلطنتون کا ایران پر زیادہ عرصہ تک قبضہ رہا تو اس کا نتیجہ یہی
ہوتا ہے۔ تجربہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ کمزور اقوام کے ملک پر ہمی یورپین
سلطنتون کا ہنگامی قبضہ محض لفظاً ہوتا ہے دراصل وہ مالک الملک بنجاتے
ہین۔ اب بحث یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی سلطنتون کی قدر و منزلت کرنا چاہیے
یا نہین۔ گو اس زمانہ مین اس خیال کے لوگ بہت پیدا ہوگئے ہین کہ چھوٹی
سلطنتون کا وجود ہی بیکار ہے لیکن یہ ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ بعض چھوٹی سلطنتین
جیسے یونان جو یورپ مین واقع ہے اُسے قائم رکھنا ضرور ہے اس لیئے
کہ اس نے ایک زمانہ مین بنی نوع انسان کے لیئے اتنی معنوی علمی اور دماغی
دولت مہیا کی ہے کہ آج دنیا اُس کی شرمندۂ احسان ہے۔ ایسی سلطنت کو

مٹانا ایک مصیبت عظیم ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے یونان کی سلطنت اپنے
گزشتہ کارناموں کی بدولت اب تک بچی ہوئی ہے۔ ایران بھی مثل یونان
کے اس طرح کی عنایت کا مستحق ہے۔ قدیم سلطنتیں جن کے نام ہم کو یاد ہیں
اب اُن میں صرف ایک ایران ہی چھوٹی سی خودمختار سلطنت باقی رہ گئی ہے
ایک زمانہ میں اس کے حدود ربع مسکون کو گھیرے ہوئے تھے۔ بابستنہ
کے پہاڑوں میں دارا نے یہ حدود کندہ کردئے تھے وہ اب تک پڑھے
جاتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کتنے صوبے ایران کے زیر نگین اور
باج گزار تھے۔ ایران میں ایک جنس کے لوگ آباد ہیں گو انہوں نے
بہت سے انقلابات دیکھے مگر اب تک اُن میں وہ قدیم مشابہت باقی ہے
ایران پر بڑی بڑی فوج کشیاں ہوئیں۔ یونانیوں۔ کوہستانیوں۔ عربوں۔
منگولیوں۔ تاتاریوں۔ ترکوں اور افغانوں نے پے درپے حملے کئے
اور سارے ملک کو تاخت وتاراج کردیا مگر اہل ایران پھر لوٹ پوٹ کے
ایک قوم بنگئے اور اُن میں وہی پرانے خصائص موجود تھے۔

ایران نے دنیا کی تاریخ میں جو پولیٹیکل رتبہ پایا ہے اُس کا ذکر یہاں
ضرور نہیں۔ صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اُس نے اہل عالم پر اپنا معنوی
اثر کیسا ڈالا اگر مذہبی طبقہ کو لیجئے تو ایک زردشت ہی ایسا پیدا ہوا جسکے
اصول یہود ونصاریٰ کے لیے چراغ ہدایت بنے۔ مانی کو ایرانی النسل

نہ تھا صرف ایران کی رعایا تھا مگر اس نے ایران کو ایسے عجیب و غریب مذہب
کا مرکز قرار دیا جو کئی صدی تک اسلام اور عیسائیت دونوں پر ایک حیرت انگیز
اثر ڈالتا رہا۔ اُس کے حالات ابھی حال میں چینی ترکستان کے پٹے ہوئے
شہروں کے کھدنے سے ظاہر ہوئے ہیں جہاں سے علم ادب کا ایک
حیرت انگیز خزانہ برآمد ہوا ہے۔ مشہلاق پہلا فلسفی حکیم یہیں پیدا ہوا۔
بابک المعروف بہ الخرمی جس نے برسوں خلفائے عباسیہ کی فوجوں کا
مقابلہ کیا اسی ایران کی خاک سے تھا۔ المقنع خراسان کا نقاب پوش جس نے
پیغمبری کا دعوے کیا تھا یہیں سے نکلا۔ ابن مقفع کا ایک رسالہ ادب میں مصر
سے چھپ کر شائع ہوا ہے جو اُس کی قدیم عربیۃ و ادبیۃ کا ایک مختصر نمونہ ہے
یہ شخص ادب میں یکتائے زمانہ تھا۔ المختصر اور صدہا ایسے خاک ایران نے
پیدا کئے جن کا بے نظیر کمال اس بات کا شاہد ہے کہ ایران عجیب مردم خیز
ملک ہے۔ اسلام جتنا احسان مند ایران کا ہے شاید ہی کسی اور قوم یا ملک
کا ہو۔ حکمائے فارس قبل و بعد اسلام اس بات کا ثبوت دے رہے ہیں کہ
اہل ایران علم موجودات عالم پر کیسے حاوی تھے۔ تمام اسلامی دنیا کی سیر
کیجیے کوئی جگہ یا کوئی کونہ ایسا نہ ملے گا جہاں ایران کی تاریخ کا کچھ نہ کچھ لگاؤ
نہ ہو اگر ٹیونس میں جائے جو اب المہدیہ کے وقت کا ایک چھوٹا سا تباہ و برباد
بندرگاہ باقی رہ گیا ہے تو یہیں عبد اللہ ابن میمون کا واقعہ یاد آتا ہے اگر

قاھرہ لاش جائیے تو ایک ہزار برس کی پرانی یونیورسٹی الازھر اس خواب کا پورا ہونا یاد دلاتی ہے جو عبداللہ ابن میمون نے دیکھا تھا۔ شام میں جائیے تو بیر جبل لبنان) کا قدیم قلعہ نظر آتا ہے جسکے کچھ بیرواب بھی باقی رہگئے ہیں۔ ٹرکی میں آئیے اور پھر وہاں سے مشرق کی طرف سے ہندوستان اور ترکستان جائیے غرضکہ ہر جگہ ایرانی اثرات کے آثار ملیں گے۔ بلکہ ٹرکی اور ہندوستان کے مسلمانوں کی زبان اور خیالات تو بالکل ایران سے بسے ہوئے ہیں۔ ایران کی صنائع کا کیا ذکر ہے

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ آثار پدیدست صنادید عجم را

ان کا علم ادب توصیف کا محتاج نہیں جن لوگوں نے وہاں کے عمدہ قالین کاشی کا کام اور گلی ظروف دیکھے ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ اُن کی کیا قدر و قیمت ہے۔ اب رہا علم ادب گو بہت کم اہل یورپ نے اس وسیع میدان کو طے کیا ہے تاہم فردوسی۔ سعدی۔ حافظ اور عمر خیام کے نام سے ہر ملک کے اہل علم واقف ہیں اور دنیا کے بڑے نامی شعرا میں اُن کا شمار ہے محض فارسی علم ادب ہی ایران کا منت کش نہیں بلکہ عربی علم ادب بھی بڑی حد تک ایران کا احسان مند ہے۔ امام ادب جاراللہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف اور مجدالدین فیروزآبادی صاحب قاموس کو اگر ہم صرف اس میدان میں لائیں تو ہم ان کو فخر عرب و آفتاب ادب کہنے میں تامل نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ ایرانی

اد بار متقدمین و متاخرین کی تعداد کا اب تک احصار نہین ہوا ہے امام نحو
سیبویہ کیا اصلاً ایرانی نہ تھا۔ ایرانیون سے جو تصانیف عربی مین لکھی ہین
اگر وہ خارج کر دی جائین تو عربی زبان خود اپنے ادب سے بھی محروم سمجھی جاتی
ہے اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ موجودہ سائنس پر ایران کا بہت کم احسان ہے
تب بھی محض بو علی سینا کا نام یہین یاد دلانے کے لیے کافی ہے کہ قرون
وسطی مین یورپ اور ایشیا پر ایران نے کیا احسان کیا۔ اس وقت فلسفہ
اور علم طب مین بو علی سینا ہی نے یورپ اور ایشیا کو تعلیم دی۔ القصہ مختصر کل
علوم مین ایرانیون کا کمال اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ آن حضرت پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک دفعہ یہ ارشاد فرمایا:۔

لو كان العلم على الثريا لناله رجال من الفرس

(اگر ثریا مین بھی علم ہو تو ایرانی وہان بھی جا کے حاصل کرین گے)

خیر یہان تک تو ایرانیون کی دماغی اور صنعتی خوبیون کا ذکر ہوا۔ اب انکے
دوسرے اوصاف دیکھنا چاہیئے۔ اس کے متعلق رائین مختلف ہین جن
لوگون کو اہل ایران سے سابقہ پڑا ہے وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ
ایرانی نہایت ظریف طبع۔ خوش خلق۔ شیرین زبان۔ مہمان نواز اور باوقار
لوگ ہین۔ گو ان پر یورپ نے یہ الزام لگایا ہے کہ وہ جھوٹے۔ دغاباز۔
بزدل۔ ظالم۔ خوشامدی۔ متلون۔ مرتشی۔ راشی۔ بد اخلاق اور بے اصول

اشخاص ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہاں کے اہل دربار میں اکثر اس طرح کے
معیوب ہیں اور چونکہ اہل یورپ کو زیادہ تر انہیں لوگوں سے ملنے کا سابقہ ہوا ہے
اس لئے انہوں نے کل ایرانیوں کی نسبت یہ غلط رائے قائم کر لی ہے۔ چند اہل
یورپ جو کل طبقہ کے لوگوں سے ملے ہیں بالخصوص طبقہ اوسط کے لوگوں
سے وہ بلا تامل اس بات کو تسلیم کریں گے کہ یہ برائیاں عام نہیں ہیں اور جہاں
کہیں ہیں محض خراب اور ظالم گورنمنٹ کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ دستوری
حکومت انہیں باتوں کی اصلاح کے لئے قائم ہوئی تھی اب رہا معمولی جھوٹ
جسے "دروغ ابیض" کہتے ہیں جس سے کسی کو نقصان نہیں پہونچتا وہ ایرانیوں
ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر قوم میں ہے۔ کیا اہل یورپ اگر کوئی ان سے
ملنے آوے تو یہ نہیں کہتے کہ گھر میں نہیں ہیں حالانکہ گھر میں
موجود ہوتے ہیں یا کہیں سے دعوت آوے تو جھوٹی معذرت کے ساتھ
ٹال نہیں دیتے ایرانیوں کی نسبت کبھی بزدلی کا الزام نہیں لگایا جا سکتا ان
مخالفین تک نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ایرانیوں میں جرأت کی کمی نہیں
ہے۔ مسٹر واٹسن مصنف تاریخ ایران اپنی کتاب کے صفحہ (۱۰)
میں لکھتے ہیں کہ ایرانی ایسے نڈر سوار ہیں کہ بہت ہی خطرناک راہوں اور پہاڑوں
کے دشوار گزار راستوں پر گھوڑوں کو ایسا سرپٹ لیجاتے ہیں کہ کوئی دوسرا
نہیں جا سکتا۔ خوف کا تو وہ نام ہی نہیں جانتے اگر کسی موقع پر ان کی جرأت

سے نے کمی کی ہے تو اُس کے دوسرے اخلاقی اسباب تھے۔ پھر صفحہ ۲۴ مین
وہ لکھتے ہین کہ ایرانی سپاہی نہایت مضبوط متحمل اور جفاکش ہوتے ہین اُنھین
زیادہ سازوسامان کی ضرورت نہین اور کئی دن تک متواتر روزانہ تیس تیس میل
کوچ کر سکتے ہین اور محض روٹی اور پیاز پر بسر کر سکتے ہین۔ پھر ایک جگہ اپنی کتاب
کے صفحہ (۳۰۰) مین لکھتے ہین کہ دنیا مین کوئی فوج اتنی محنت اور جفاکشی نہین
اُٹھا سکتی جتنا کہ ایران کے بہادر سپاہی۔ پھر صفحہ (۳۱۸) مین جہان انہون نے
گنجہ کی لڑائی کا حال لکھا ہے جو ۱۸۲۶ء مین واقع ہوئی تھی اور جس لڑائی مین
ایرانیون نے روسیون کے ہاتھ سے شکست کھائی۔ وہ لکھتے ہین کہ کیا شاہ کو
اس بات کا یقین ہوگیا یا نہین کہ اُن کی جفاکش اور مطیع رعایا مین ایک ایسی فوج
تیار ہونے کا سواد موجود ہے جو اُن کے ملک کو ہر حملہ آور کے مقابلہ مین آسانی سے
بچا سکیگی بشرطیکہ وہ فوج باقاعدہ قواعددان ہو۔ گنجہ کی شکست سے جو نقصان
ہوا اُس کی کوئی حقیقت نہ تھی اگر شاہ اُس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتا
پھر صفحہ (۳۸۳) مین وہ لکھتے ہین کہ بجز ایرانی فوج کے دنیا مین اور کوئی فوج
اس طرح کا ڈبل کوچ نہین کر سکتی۔ اس فوج نے ۱۸۳۵ء مین اسی میل کی مسافت
تیس گھنٹے مین طے کی۔ پھر صفحہ (۳۸۷) مین لکھتے ہین کہ دنیا کی کوئی فوج جفاکشی
اور تحمل مین ایرانی فوج کا مقابلہ نہین کر سکتی اور یہ لکھتے ہین کہ اگر امیر نظام میرزا
تقی خان کی وزارت کچھ دنون اور قائم رہتی تو شاہ ایران کے پاس ایک لاکھ

سپاہیون کی باقاعدہ قواعددان اور مسلح فوج تیار ہوئی۔ پھر صفحہ (۱۴۵) مین جنگ محمرہ کا ذکر کیا ہے جو ۲۶ مارچ ۱۸۵۷ء مین واقع ہوئی تھی اس لڑائی مین ایرانیون نے انگریزون سے شکست کھائی وہ لکھتے ہین کہ ایرانی توپخانہ اور ایرانی فوج جو توپ خانہ پر تعینات تھی اس نے بڑی بہادری دکھائی اور اپنی توپونکو بہت اچھی طرح سے کام مین لائے اور غنیم کی گولہ باری کی بالکل پرواہ نہ کی۔

ایرانیون کی یہ جرارت اور دلیری محض فوجی سپاہیون تک محدود نہین ہے بلکہ عموماً جب ایرانیون کو کسی بات پر جوش آتا ہے تو اعلے ترین بہادری اُن سے ظاہر ہوتی ہے۔ دستوری حکومت کے عظیم فتنہ مین جو محمد علی شاہ معزول کے ظالم ہاتھون سے واقع ہوا اور جس نے ایران فروشی و روس پرستی و اسلام کشی و کفر و الحاد مین صفحہ تاریخ پر اپنا نظیر ہی نہین چھوڑا ایران کے مجتہدین و علماء و اخبار نویسون نے جس جرءت و بہادری سے پروانہ وار اپنی روحون کو فدائے آزادی ملکی کیا وہ ہمیشہ طلائی حروف سے صحیفہ عالم پر ثبت رہیگا یا اس کے بعد ثقۃ الاسلام وغیرہ کا واقعہ شہادت جو بروز عاشورا بحکم روس پھانسی پہ چڑہائے گئے اور جن کی ماتم خیز فوٹو یورپ اور ہندوستان مین شایع ہوئے استقلال و خودداری و حب وطن و حریت پرستی کی جیتی جاگتی تصویرین ہین۔ انہون نے کم از کم دنیا کو یہ ضرور دکھا دیا کہ ایرانی

موت یا تکلیف سے نہین ڈرتے تھے بلکہ بہت خوشی اور اطمینان کے ساتھ موت
کا سامنا کرتے ہین۔
گوبی نو۔ کاظم بیگ اور دیمانت یا اور جس کسی نے ایران
کے حالات پڑھے ہین وہ سب ایرانیون کی دلیری کے قائل ہین۔ اگر ہم مردون
سے قطع نظر کرکے صرف ایک عورت عوروش قرۃ العین پر اس کے کفر و اسلام
سے الگ ہوکر نظر کرین جسپر طرح طرح کے مصائب گذرے مگر کبھی اس نے منہ
سے اُف نہ نکالی تو حیرت ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ اور صدہا ہین جنہون نے
اسی طرح اپنی جان دی۔ یزد کے ایک پادری صاحب نے ایرانیون کے متعلق
یہ لکھا ہے کہ وہ بڑے ثابت قدم اور وفادار ہین۔ ایرانیون مین جنگی قابلیت
بھی ضرور ہے اگر کوئی اچھا رہنما پیدا ہو جاے تو ایک اعلیٰ درجہ کی فوج تیار
ہوسکتی ہے۔ اکثر اہل یورپ جو ایران مین رہ چکے ہین اُن کی سمجھ مین
نہین آتا کہ ایرانیون کے ساتھ اُنہین کیسے اُنس ہوگیا۔ گو اُن مین بعض
باتین قابل افسوس ہین مگر اکثر اوصاف قابل تعریف ہین۔ جو لوگ ایسے مخیر
نیک نفس متواضع اور خوش خلق ہون یہ ممکن نہین کہ اُن کے ساتھ ارتباط
مین محبت نہ پیدا ہو جاے جو حضرات ایرانیون کی تحقیر کرتے ہین وہ عموماً طبقہ
حکام سے ہین جن کی آنکھون پر سیاسی اغراض کے پردے پڑے ہین یا وہ نیا
کے وہ سیاح جو مرغابی کی طرح خلیج فارس سے بحر کسپین تک گذر جاتے ہین

اور اثناے راہ مین یورپین باشندون سے جو کچھ اُنہون نے سُن لیا بس اُسی پر عوام
کی دلچسپی کے لیے کوئی کتاب لکھ مارتے ہین - یادہ لوگ ایرانیون کو بُرا بھلا
کہتے ہین جنھین ایران مین اجارے ملنے سے مایوسی ہوئی ہے - بخلاف
اسکے جن اہل یورپ کو ایرانیون کے ساتھ گہرے تعلقات کا موقع ملا ہے اور
اُن کی زبان سے واقف ہین جیسے کہ مسٹر بنیٹ میلکم وغیرہ
اُن کی یہ راے ہے کہ ایرانیون مین بہت قابل تعریف اوصاف ہین اور یہ
لوگ محبت کرنے کے قابل ہین پروفیسر براؤن تو یہ لکھتے ہین کہ اُنھین
ایرانیون کے ساتھ ایک خاص محبت ہے اور اُن کی راے مین ایرانیون
سے بہتر دلچسپ اور وفادار دوست نہین مل سکتا -

ایرانی بالطبع اپنے بادشاہ کے بڑے مطیع اور وفادار ہین بلکہ اُن کو شاہ
پرست کہنا چاہیے اور اگر شاہان قاچار اُن کے ساتھ ذرا نرمی - انصاف اور
دوراندیشی سے کام لیتے تو وہ کبھی دستوری حکومت کے طالب نہ ہوتے
اگر ایران مین شاہ اسمٰعیل - شاہ عباس - یا کریم خان سا بادشاہ
ہوتا تو وہ کبھی بلوہ نہ کرتے - جب انہین یقین ہوگیا کہ ہر جگہ اُن کا ملک نفرت
کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور اُن کے حقوق دو دو پیسے پر فروخت ہو رہے
ہین اور اُن کا مذہب اور اُن کی خودمختاری بہ حیثیت قوم معرض خطر مین ہے
تب انہون نے انتظام ملک مین حصہ لینا چاہا - یورپین نامہ نگاران اخبار

ایران کی پارلیمنٹ پر جیسا چاہیں مضحکہ اڑائیں مگر اس میں کوئی شک نہیں
کہ ایران کی مجلس شوریٰ بہت معزز مستقل اور قابل قدر جماعت تھی اس نے
کوئی دقیقہ ایران کے بچانیکا اٹھانہ رکھا۔ ایک ہندی مثل ہے جس کی
تیغ اُسکی دیگ۔ گو بانیان ہیگ کانفرنس یا مدعیان صلح خلائق عاسدا اکھ
انکار کریں مگر دنیا دیکھ رہی ہے کہ سب کا طرز عمل اسی مثل پر ہے۔ بیچارے
ایران نے آخر کیا خطا کی تھی جو روس اُسے ہضم کرنے پر تیار ہوگیا۔ محض
اپنا گھر درست کرنا چاہتا تھا کسی کا اس میں کیا اجارہ تھا مگر اصل یہ ہے کہ
زبردست کے سامنے دلیل و براہین پیش نہیں جاتے اُس کا جواب کرپ
کی زدو فیر توپیں یا میگزین رائفل خوب دیتے ہیں اور انہیں کی ایرانیوں کے
پاس کمی تھی ورنہ دنیا دیکھتی کہ شیرزہ ایران خرس روس کو کیسا ناچ نچاتا روس
نے جاپان کے ہاتھوں کیسی منہ کی کھائی ابھی دنیا اُسے بھولی نہیں ہے
افسوس کہ ایران کو سنبھلنے کا موقعہ نہ ملا ورنہ وسط ایشیا میں ایسی طاقت تیار
ہوتی کہ برطانیہ بھی اُسکی دوستی پر فخر کرتا۔

روس مثل اور چند یورپین سلطنتوں کے مدت سے جوع الارض کے
مرض میں مبتلا ہے اُسکا علاج جاپان نے خوب کردیا تھا مگر افسوس ہے کہ مرض
کا پورا استیصال نہ ہوا کچھ کسر باقی رہ گئی اور موقع پاتے ہی مرض پھر عود کر آیا۔
بیچارا ایران۔ ٹوگی یا ٹوگو سے حاذق طبیب کہاں سے لاتا جو روس کا علاج

کرتے وہاں تو خود غرضوں کا مجمع تھا جو اپنے قدح کی خیر منا رہے تھے۔ ایران جائے یا رہے اُنہیں اپنی جیب بھرنے کی فکر تھی جس ملک میں ایسے وطن فروش ہوں تو اُسکا خدا ہی حافظ ہے۔ گو ایران کے پاس کوئی باقاعدہ جرار فوج نہ تھی مگر فدائیوں اور جان نثاران وطن کی قومی فوج اتنی تھی کہ اگر کوئی اولوالعزم جان فروش لیڈر اُن کی رہنمائی کے لئے کھڑا ہو جاتا تو ایران یوں لقمہ شیر نہ بنجاتا۔

ہیں یہ باتیں بھول جانیکی مگر کیونکر کوئی | بھول جائے انکا سب صبح ہو رہی ہیں یہاں
بزم کو برہم ہوئے مدت نہیں گزری بہت | اُٹھ رہا ہے گل سے شمع بزم کی ابتک دھواں

(ایران کی حالت موجودہ) وزراے ملک اغراض نفسانی میں مست ہیں۔ روس کی سرحد پر ادکین شرط پر سر تسلیم خم کیا جاتا ہے۔ ملک فروشی کا بازار گرم ہے اُدھر ملک آخری دم توڑ رہا ہے اُدھر نائب السلطنت وطن فروشی سے فارغ ہوکر یورپ میں عیش منا رہے ہیں اور خرس روس کی مہالق کیسے مزے اڑا رہے ہیں۔ سارا ملک پولیٹکل چالوں کا شکارگاہ بن گیا ہے۔ مصر کی طرح قرضہ پر قرضہ دیکر اُسکی آزادی کا خاتمہ کیا جا رہا ہے اور زر قرضہ یاران طریقت کے مطامع حرص و ہوس میں صرف ہوتا ہے۔

نوٹ متعلق صفحہ ۳۸۔ لے جاپان کا مشہور جنرل جسنے پورٹ آرتھر فتح کیا۔
ےہ جاپان کا مشہور امیر البحر جسنے روسیوں کو بحری جنگ میں شکست دی۔

کچھ لوٹا باغباں نے تو کچھ لے گئی صبا
گلشن میں یوں خراب مرا آشیاں رہا

وزیر خزانہ بھی روس کا تعلیم یافتہ چیلا ہے اور یاردوں کے زیر اثر کام کر رہا ہے
ع خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ - اور اسی پر کیا موقوف ہے کل وزرا
دکام یورپ کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح ناچ رہے ہیں - اب ایران پارلیمنٹ
نام خود مختار ہے مسٹر شوسٹر امریکانی کا بہت کچھ قصور ہے جو ریاست ایران کے
سنبھالا لیا تھا اور امید افزائی ایران کا دفن ہو جانا ایک ہی روز واقع ہوا -

(ایران کا آئندہ حشر کیا ہوگا) یوں تو کسی ملک کے آئندہ قسمت کی نسبت
کوئی قطعی رائے دینا یا پیشین گوئی کرنا بہت دشوار ہے لیکن ظاہر اسباب تو
کہہ رہے ہیں کہ ریل کی تعمیر و تکمیل پر ہر ایک حصہ دار اپنے اپنے حصے کے
الحاق کا اعلان دے دیگا - اب پردہ غیب کا حال خدا ہی کو معلوم ہے -

وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا
نہیں دیئے گئے تم کو علم کے حصے مگر بہت کم

(مسٹر شوسٹر کی کتاب کا ترجمہ کیوں کیا گیا) ایک صدی کے قریب یا اس سے
بھی کچھ زیادہ زمانہ گزرا کہ ایک طرف تو یورپ کی سلطنتوں نے ملک گیری میں
حیرت انگیز ترقی کی اور گویا تمام ایشیا انکے زیر نگین ہو گیا - دوسری طرف
ساتھ ہی ساتھ اُن کے مورخین اور اخبار نویسوں نے بھی دل فریب

پولیٹکل انشا پردازی دنیاے سیاست میں وہ کمال پیدا کیا کہ حقیقت واقعات کا پتہ لگانا
مشکل ہو گیا اس وجہ سے صحیح واقعات تاریخ حالیہ ایران کا معلوم کرنا آگے
چل کے بہت دشوار ہو گا۔ اسلئے میں نے مسٹر شوسٹر کی کتاب کو اپنا رہنما بنایا
ہے اور اسی کا ترجمہ کیا ہے کیونکہ یہ شخص سیاسی اغراض سے پاک و صاف ہے
اور حقیقی واقعات کو حوالہ قلم کرتا ہے۔ خود ایران میں رہ چکا ہے اکثر واقعات
کا مشاہدہ کر چکا ہے۔ بحیثیت وزیر خزانہ ہونے کے معاملات حکومت میں
دخیل رہا لہذا اس پر جادو نگاری اور ہوا بندی کا شبہ نہیں ہو سکتا۔

پروفیسر براؤن بھی حق پسندی کے مقابلہ میں قومی اغراض کو دخل نہیں
دیتے لہذا میں نے اُن کی کتاب سے بھی مدد لی ہے۔

مجھے امید ہے کہ اسلامی گروہ میں یہ کتاب دلچسپی سے پڑھی جائیگی اور
میری محنت کی قدر ہو گی"

آخر میں یورپ کی سلطنتوں میں سلطنت برطانیہ کی مذہبی آزادی اور امن پسندی
کی معترف ہوں۔ جو امن ہم کو ہندوستان میں حاصل ہے وہ مسلمانان روس کو نصیب
نہیں۔ ہم کو چاہیئے کہ اس موقع کو غنیمت سمجھیں اور اپنے تئیں زیور تعلیم سے آراستہ
کر کے ترقی کی دوڑ میں دوسرے اقوام کے دوش بدوش ہو جائیں۔ دنیاے اسلام
پر اگر نظر ڈالی جائے تو موجودہ حالات کی رو سے صرف مسلمانان ہند کو زیر سایہ برطانیہ
بام عروج پر پہونچنے کا موقع حاصل ہے اور وہ خواب ترقی جو کچھ عرصہ پہلے سرسید

مرحوم نے دیکھا تھا کیا تعجب ہے کہ وہ اسی سرزمین میں پورا ہو۔ لیکن شرط یہ ہے
کہ ہم غلامانہ عادات کو ترک کر کے اُن برکات سے جو ہمیں زیر حکومت برطانیہ عظمی
حاصل ہیں پورا فائدہ اٹھائیں۔ ہم اس اشتہار کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جو
سنہ ۱۸۵۷ء میں شائع کیا گیا تھا۔ اگرچہ ہم اس کے قائل نہیں کہ دنیا میں کوئی ایسی سلطنت
موجود ہے جس میں حقوق کے مراعات سے سرمو تجاوز نہ ہو اور کہیں نکتہ چینی کی
گنجائش ہی نہ ہو ایسی ذلیل خوشامد ہمارے قلم کا شیوہ نہیں مگر اس سے یہ لازم
نہیں آتا کہ ہم نسبت اضافی کے قیاسات و محاسن سے بھی چاہے کسی قدر ہوں
بالکل قطع نظر کریں اور اصل تو یہ ہے کہ ہمارا دل و دماغ نمک پروردہ ریاست
خداوند نظام الملک آصفجاہ ہے۔ لہذا پہلے ہم اس کے بقا و ترقی کا وظیفہ
پڑھنا فرض انسانیت جانتے ہیں۔ جب تک چاند سورج آسمان پر چمکتے ہیں
ہمارے اعلیٰحضرت حضور نظام اپنی بیداری اور مضبوط حکومت و دادگستری
و رعایا پروری کی داد دیتے رہیں۔ ع

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

ام الاعظم

مورخہ ۱۶۔ رمضان المبارک سنہ ۱۳۳۲ھ
خیریت آباد۔ حیدرآباد دکن

اہلیہ سید محمد حسن بلگرامی گورنمنٹ آڈیٹر
ریلوے و معدنیات سرکار عالی
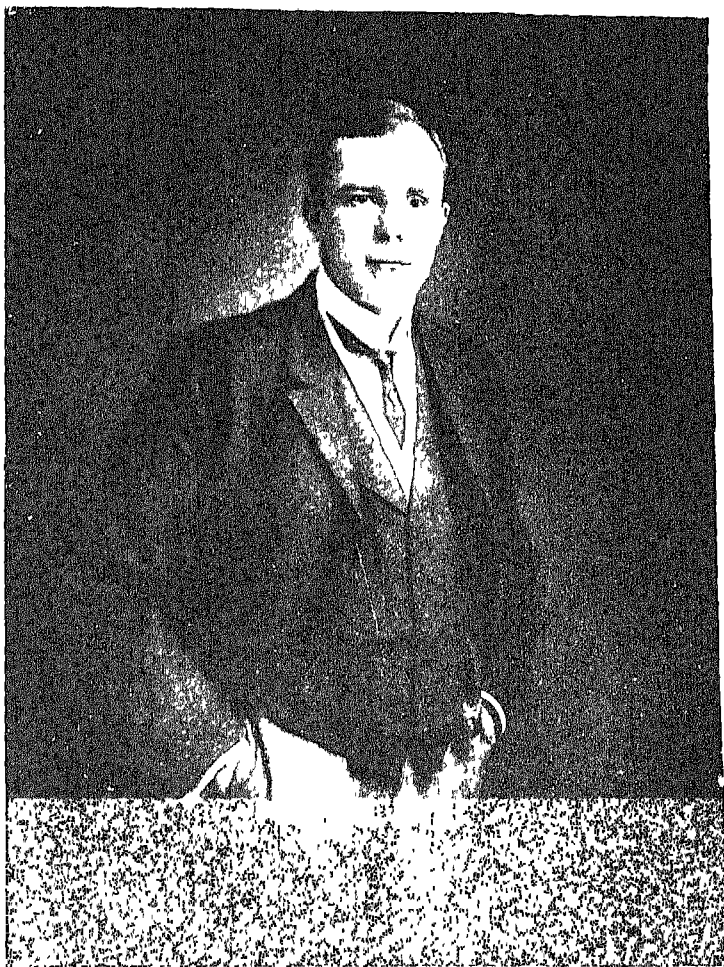
MR. W. MORGAN SHUSTER, THE LATE TREASURER-GENERAL OF PERSIA

مقدمہ

زینهار از دور گیتی و انقلاب روزگار — در خیال کس نگشتی کانچنان گردد چنین

ایران کے تازہ واقعات کے ساتھہ دنیا نے جو دلچسپی ظاہر کی وہ اس
امر کی محرک ہوئی کہ یہ عجیب وغریب واقعات جنکی یاد ابھی لوگون کے دلون مین
تازہ ہے سلسلہ وار ایک کتاب کی صورت مین لکھے جائین تاکہ ناظرین اُس سے
لطف اُٹھائین۔ چنانچہ جو واقعات ابتدا سے اب تک پیش آئے اس کتاب
مین درج کئے گئے اسکے بعد تو خود مصنف کو خاک ایران سے الوداع کہنی
پڑی۔ یہ واقعات مستند ذرایع سے بہم پہنچائے گئے ہین۔ اسکے علاوہ مصنف
نے اپنے زمانہ قیام مین ایک روزنامچہ رکھا تھا جس مین روزانہ سرگذشت درج
ہوتی تھی۔ البتہ اس داستان مین بعض ایسے تاریخی حوالون کی آمیزش یا بعض
مطالب کی شرح شامل ہے جو اُن واقعات کے چہرہ سے حجاب ڈپلومیسی
دور کرتی ہین۔ ناظرین کے ذہن نشین کرانے کے لیئے یہ دونون باتین

لازمی تھین - اور اس کے ساتھ ہی بعض امور کی نسبت مصنف کی نکتہ چینیان
بھی درج ہین تاکہ شائقین کل مطالب اچھی طرح سمجھ سکین - مجھے اسبات کا نہایت
افسوس ہے کہ مین مجبوراً وہان سے ہٹایا گیا اور اپنے اُس فرض کو جس سے
مجھے خاص دلچسپی تھی بخوبی انجام نہ دیسکا - گو اُسوقت مین نے اس مایوسی کو
بہت محسوس کیا تہا - مگر اب یقین دلاتا ہون کہ میرے دل مین کچھ رنج و ملال
باقی نہین - اسلئے کہ گذشتہ فروری مین جب مین لندن گیا تو وہان بڑے تپاک
سے میری آؤبھگت ہوئی اور اخبارون نے بھی خوب مدح سرائی کی - اسکے
علاوہ خود میری اہل وطن نے ایسی ہمدردی ظاہر فرمائی کہ دو ماہ کے قیام طہران
مین دشمنون کی نیش زنی سے جو زخم لگے تھے سب مندمل ہوگئے ناظرین
کے سامنے ان واقعات کا نقشہ کھینچنا میرے قلم قدرت سے باہر ہے اسکے
لئے مکالے سا جادو نگار چاہیئے یا ورسچگن سا مصور - افسوس ہے
کہ اس قدیم قوم کا زوال دو بڑی زبردست اور تہذیب کی مدعی عیسائی سلطنتون
کے ہاتھ سے ظہور مین آیا - راستی، انسانیت اور قانون بین الاقوام کے
پاک اصول پامال کرکے یہ غریب مظلوم قوم نیم جان کیگئی -

مجبوراً یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ ایک سلطنت نے تو محض اپنے ذاتی فوائد
اور تمدنی تفوق حاصل کرنے کے لئے ایسے ظلم ڈہائے کہ جن کی مثال
تاریخ عالم مین مشکل سے ملیگی اور بیچارے ایران کو بالکل لب گور کردیا - چونکہ

بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور تعلقات بین الاقوام کی اصلاح اس امر پر مجبور کرتی ہے کہ جو کچھ گزرا ہے صحیح صحیح بیان کر دیا جاوے۔ لہذا یہ واقعات بلا آمیزش مبالغہ سادہ الفاظ میں (خواہ کسی کو بھلے معلوم ہوں یا برے) صاف صاف بیان کئے جاتے ہیں۔

ایران کی جدید دستوری حکومت اس طرح فنا نہ ہوتی اگر وہاں کی بادشاہت کا زوال مہذب دنیا کے دندان طمع تیز نہ کرتا اور بین الاقوامی معاملات میں قزاقی کی روح حلول نہ کر جاتی جیسا کہ ۱۹۱۱ء کے پولٹیکل مطلع سے ظاہر ہوا

ڈبلو۔ مارگن۔ شوسٹر

واشنگٹن۔ ۳۰ اپریل ۱۹۱۲ء

تمہید

ایران کے جدید پولٹیکل واقعات کی تفصیل مین بعض عجیب خصوصیات ہین جن کی توضیح بہت ضرور ہے - منجملہ اُن کے پہلی بات یہ ہے کہ ایران کے پولٹیکل معاملات جو اُس بیگناہ بدنصیب قوم کی تباہی کا باعث ہوئے اس طرح وقوع مین آئے جیسے کوئی پہلے سے تیار کیا ہوا کھیل تماشہ گاہ مین لایا جائے بلکہ مین نے اکثر لوگون کو یہی کہتے سنا ہے - حیف ہے کہ جو چیز صدہا بیگناہ مخلوق کی بربادی کا سبب ہو وہ دوسرون کی نظر مین ایک خوش کن بازیچہ ٹھہرے - ناظرین کو یہ خود معلوم ہوجائیگا کہ اس داستان مین وہی لوگ جو پیشتر گروہ وزرا مین شاہی ہوا خواہی کا دم بھرتے تھے دوسرے موقع پر حب الوطنی کے بھیس مین نظر آئین گے - مجالس وزرا قائم ہوئین اور پھر بہت جلد بلا سبب برخاست ہوگئین - جو لوگ کل قوم کی کونسل کے باقتدار رکن تھے - آج قعر گمنامی مین پڑے ہین - اُسکے بعد پھر جب سازش نے زور پکڑا وہ پھر اُبھر آئے - یہ لوگ عموماً اُس طبقہ کے رکن ہین جسے ایران مین حکمران طبقہ کہتے ہین - چند سال قبل یہ بات کسی ایرانی کے ذہن مین نہ آسکتی تھی کہ کوئی معمولی

آدمی بھی جس کے آباواجداد خطاب یافتہ ہون کوئی ممتاز جگہ پا سکتا ہے چنانچہ
کروڑ ہا بندگان خدا کی قسمت کا فیصلہ انہین چند خودغرض عہدہ دارون
گورنرون یا خودپرست جنرلون کے ہاتھ مین تھا اور جو کچھ وہ چاہتے تھے
کر گزرتے تھے - مزید برآن کسی بڑے عہدہ پر مقرر ہونے سے یہ غرض
ہوئی تھی کہ جہان تک ممکن ہو ملک کو لوٹ کر اپنی جیب بھری جاسے اور
اپنے دوستون کو مالا مال کیا جائے - ایران کی تاریخ کو اچھی طرح سمجھنے کے
لئے ایسے لوگون کے خصائل اور مقاصد پر غور کرنا ضرور ہے جن کی بدولت
ایران کو یہ روز سیاہ دیکھنا پڑا - اسکے علاوہ ایک اور بات جو غیر ملک کے
باشندون کو مشکل سے سمجھ مین آتی ہے وہان کے عجیب وغریب نام اور
مغلق خطابات ہین - وہان کے عوام الناس تو صرف نام سے پہچانے جاتے
ہین مگر مجھے بہت کم ایسے لوگون سے ملنے کا اتفاق ہوا جن کے نام کے
ساتھ کسی خطاب کی دُم نہ لگی ہو اور لطف یہ ہے کہ اگر سہواً کسی سے وہ خطاب
فروگزاشت ہوجائے تو وہ لوگ بہت بُرا مانتے ہین - فرض کیجئے کہ امریکہ مین
کوئی شخص سپہدار اعظم - وحید الملک یا عین الدولہ کا خطاب
اختیار کرلے - بعینہ یہی حالت ایران کی ہے - خطاب لینے کے بعد اسکا کاغذ
پر سند حاصل کیجاتی ہے بعد ازان خطاب یافتہ شخص اپنا اصلی نام حذف کردیتا
ہے اور اُسی لنبے چوڑے خطاب سے پکارا جاتا ہے - پس غیر ملک کے

باشندون کو ان خطابات مین امتیاز کرنا اور انہین حافظہ مین محفوظ رکھنا بہت دشوار ہوتا ہے بالخصوص اسوجہ سے کہ یہ خطابات اکثر بدلتے رہتے ہین منجملہ ان خطابون کے چار خطاب۔ ملک۔ دولہ۔ سلطنۃ اور سلطان بہت مشہور ہین چنانچہ موجودہ ریجنٹ اولاً ناصر الملک کے خطاب سے مشہور تھے مگر جب وہ خدمت ریجنسی پر مقرر ہوے تو انکا خطاب نائب السلطنۃ قرار پایا۔ ایک اور دقت یہ ہے کہ ان نامون اور خطابون کو انگریزی زبان مین لکھنا بہت دشوار ہے۔ مختلف لوگون نے مختلف رسم خط اختیار کئے ہین۔ مثلاً مجلس وزرا کا ایک مقتدر رکن انگریزی مین اپنا نام وثوق الدولہ لکھتا ہے اور دوسرے لوگون نے اُسے دثق الدولہ لکھا ہے۔ لیکن مسٹر براؤن جو کیمبرج یونیورسٹی کے پروفسر اور فارسی زبان کے ایک عالم ہین۔ انھون نے اس خطاب کو وثوق الدولہ لکھا ہے۔ لہذا ان دقتون کو دور کرنے کے لئے مصنف نے بھی حتی الامکان ان خطابون کا وہی رسم الخط اختیار کیا ہے جو پروفسر براؤن نے اپنی تاریخ ایران مین قرار دیا ہے۔

اکثر ناظرین ایران کی قدیم تاریخ سے بخوبی واقف ہونگے۔ مگر جدید واقعات جو اس عجیب و غریب ملک مین پیش آے اُن سے بہت کم لوگ آگاہ ہین لہذا اس کتاب مین بھی پچھلے تاریخی واقعات سے کچھ بحث نہین

NASIRU-D-DIN SHAH

He succeeded to the throne on September 17, 1848, and was assassinated on May 1, 1896, by Mirza Muhammad Riza, [illegible] of the town of Kirman

کی گئی بالکل بالاختصار وہی حالات قلم بند کیئے گئے ہین جن کی وجہ سے مظفرالدین شاہ قاچار کے عہد مین پانچوین اگست ۱۹۰۶ء کو ایک دستوری حکومت کی بنا پڑی اور نیز بعد کے واقعات جن مین مصنف نے بھی ایک بڑا حصہ لیا سلسلہ وار درج ہین تاکہ ناظرین کل واقعات بخوبی سمجھ سکین۔ گذشتہ صدی مین اہل ایران کی قوت اور فلاح ملکی کی ایک نمایان مثال وہ امتناعی حکم ہے جو ۱۸۹۱ء مین تنباکو کے اجارہ کے متعلق مجتہدین اسلام نے جاری کیا تھا اسکا واقعہ یہ ہے کہ ۱۸۹۰ء مین ناصرالدین شاہ قاچار نے لندن مین ایک انگریزی کمپنی کو یہ اختیار دیا کہ جسقدر تنباکو ایران مین پیدا ہو اسے خرید لے اور جس قیمت پر چاہے فروخت کرے۔ یہ کمپنی چھ لاکھ پچاس ہزار پاونڈ کے سرمایہ سے قائم ہوئی اور یہ امید رکھتی تھی کہ سالانہ پانچ لاکھ پاونڈ نفع اٹھائیگی اس نفع کا چوتھائی حصہ دولت ایران کو دیا جائیگا جس سے خود شاہ ایران اور اسکے وزرا مراد تھے باقی کل رقم منافع کمپنی کی ہوگی۔ اسطرح کی ملک فروشی سے بیچارے مصیبت زدہ ایرانی تنگ آ گئے تھے۔

میرزا آقاخان کرمانی نے اپنی کتاب "نامہ باستان" مین ناصرالدین شاہ قاچار کو مخاطب کرکے جو اشعار لکھے ہین وہ قابل دید ہین۔ ناظرین پڑھ کر بہت لطف اٹھائینگے۔

تو تا باشی اے خسرو نامور　　　مر نجان کسے را کہ دارد ہنر

بویژه که باشد ز روشن دلی — بجان دوستدار نبی و علی

یکی نامدارے ز ایران منم — که خو کرده در جنگ شیران تنم

قلم دارم و علم و فرهنگ و رای — نژاد بزرگان و فرّ همای

بگاهی که آمد تمیزم پدید — روانم به دانش همی بد کلید

ز گیتی بجستم بجز راستی — نگشتم بگرد و کم و کاستی

همه خیر اسلامیان خواستم — دلم را به نیکی بیاراستم

همی خواستم تا که اسلامیان — بوحدت ببندند یکسر میان

همه دوستی با هم افزون کنند — ز دل کین و دیرینه بیرون کنند

مر اسلامیان را فزاید شرف — نفاق و جدائی شود برطرف

در اسلام آید بفرّ حمید — یکی اتحاد سیاسی پدید

شود ترک ایران و ایران چو ترک — نماند دوئی در شهان سترگ

همان نیز دانندگان عراق — بسلطان اعظم کنند اتفاق

ز دلها زداینده این کینه زود — نگویند سنی و شیعی که بود

وز آن پس بگیرند گیتی بزور — ز جان مخالف برآرند شور

ابا چند آزاده مرد گزین — نشستیم بر ناجهای متین

روانه نمودیم سوی عراق — که چیده شود از عالم دین نفاق

به نیروی دادار جهان آفرین — همه پیرها و ندا مصطفا بدین

ببخشید حسن اثر نامه را | که خام و نه پخته شد خامه را
سپاسم ز یزدان پیروزگر | که این نخل امید شد بارور
نوشتند ز ایران و هم از عراق | که از دل بشستیم گرد نفاق
همه جان فدای شریعت کنیم | بسلطان اسلام بیعت کنیم
گذاریم قانون بیگانگی | بگیریم آئین فرزانگی
ازین پس همه کفر سازیم پست | بیاریم گیتی سراسر بدست
کسی از سلاطین اسلامیان | ز عباسیان تا بعثمانیان
ز سامانی و غزنی و دیلمی | ز سلجوق و خوارزمی و فاطمی
ز صد سلف تا بگاه خلف | موفق نگردید بر این شرف
مگر اندرین عصر کامد پدید | چنین طرح محکم زرای سدید
گرت زین بد آمد گناه منست | که این شیوه آئین و راه منست
برین زاده ام هم برین بگذرم | وزین فخر بر چرخ ساید سرم
اگر شاه را بود حقی نهان | مرا ساختی بی نیاز از جهان
دگر از مسلمانیش بود بهر | به نیکی مرا شهره کردی به دهر
چو در خون او جوهر شرک بود | ز توحید اسلام خشمش فزود
مرا بیم دادی که در اردبیل | تنم را به زنجیر بندی چو پیل
ز کشتن نترسم که آزاده ام | ز مادر همی مرگ را زاده ام

کسی بی زبانه بگیتی نه مرد | بمرد آنکه نام بزرگی نبرد
نمیرم ازین پس که من زنده ام | که این طرح توحید افگنده ام
بگوشم از سروشم بسی مژده هاست | دلم گنج گوهر قلم اژدهاست
پس از مردنم هست پاینده گی | که جاوید باشد مرا زندگی
نصیب من آباد تحسین بود | ترا بهره همواره نفرین بود
پس از من بگویند نام آوران | مرا نیز با یکدگر مهتران
که گرنامی راد پاکی نهاد | همه داد مردی و دانش بداد
پس از سیزده قرن پر اختلاف | هموار کرد اوره ائتلاف
بتوحید دعوات کرد از دوئی | بپیچید از کفری و جادوئی
مرا آید از مشتری آفرین | که بودم فدا کار دین مبین
درودم ز کیهان رسانند حور | هم از آسمانم فشانند نور
بدوزخ بمانی تو تیره روان | همت لعنت آید ز پیر و جوان
نشینند و گویند پیران راد | به نیکی نیارند نام تو یاد
که شه ناصرالدین بدی یار کفر | از او گرم گردید بازار کفر
کسانیکه توحید دین خواستند | بدین مقصد قدس برخاستند
بیازرد و از فر دوار خود براند | بگیتی بجز نام زشتی نخواند
تو ای شه چنین راه دین سد مکن | بجز ره همی نام خود بد مکن

که ناگه برآری دلم را ز جای — همه دودمانت برآرم ز پای

بگویم سخنهای ناگفتنی — بپوشم گهرهای ناسفتنی

که چون بود پیچ و تنبار جد — چگونه لب شام آورید بد سر

به تاتار بهر چه آمیختند — زشام از برای چه بگریختند

مرا هست تاریخ اندر اروپ — بقوت فزون تر ز توپ کروپ

مبادا که آن نامه افشان شود — که پیچ و تنبارت پریشان شود

همان به که خاموش سازی مرا — ز کینه فراموش سازی مرا

بالآخر ماہ دسمبر ۱۸۹۱ء مین ایک فتویٰ جاری ہوا جسکی رو سے کل تنباکو فروشون نے اپنی دکانین بند کر دین۔ لوگون نے اپنے قلیان اور پیچوان توڑ ڈالے اور ایک بہت ہی حیرت انگیز قلیل مدت مین کل ایران مین تنباکو کا استعمال یک قلم موقوف ہو گیا۔ رعایا کی یہ شورش اُسوقت تک فرو نہ ہوئی جب تک کہ شاہ نے مجبور ہو کر اُس اجارہ کو فسخ نہ کیا۔ گو اس معاملہ مین شاہ کو مجبوراً پانچ لاکھ پاونڈ تاوان اُس کمپنی کو دینے ہوے اور یہ رقم دولت ایران نے چھ فیصدی سود پر قرض لیکر ادا کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سالانہ تیس ہزار پونڈ سود کا بار بیچاری مفلس رعایا کے سر گیا جسکا کوئی معاوضہ انہین نہ ملا۔

ناصر الدین شاہ ۲۰ ستمبر ۱۸۴۸ء مین تخت نشین ہوا اور غرہ مئی ۱۸۹۶ء کو اڑتالیس برس کی سلطنت کے بعد گولی سے مارا گیا

اوسکا قاتل ایک شخص میرزا محمد رضا نامی شہر کرمان کا باشندہ تھا اور
گو اس قتل کا اصل سبب معلوم نہ ہوا مگر عام اعتقاد وہان کا یہ ہے کہ محض
ملک فروشی اس کی باعث ہوئی اہل ایران کو یہ امر محسوس ہو چلا تھا کہ اُن کا
وطن بتدریج غیرون کے ہاتھ فروخت کیا جا رہا ہے۔ ناصر الدین
شاہ کے قتل کے بعد اُسکا ولی عہد مظفر الدین شاہ قاچار
۸ / جون ۱۸۹۶ء کو تخت نشین ہوا اور ۴ / جنوری ۱۹۰۷ء تک حکومت کر کے
اُس نے وفات پائی اُس کے انتقال سے چھ ماہ قبل اہل ایران جنکی بے دلی
اپنے حکمرانون کے ظلم و تعدی کی وجہ سے روز بروز بڑھ رہی تھی اب ایک
علانیہ شورش کی صورت مین ظاہر ہوئی۔ وہ دستوری حکومت کے طلبگار
تھے۔ چنانچہ ماہ جولائی ۱۹۰۶ء مین بڑی کوشش کے بعد وہ اپنے مقصد
مین اس طرح کامیاب ہوے کہ سولہ ہزار طہرانی جن مین ہر طبقہ کے لوگ شریک
تھے مجتہدین کی ترغیب سے دولت برطانیہ کے وسیع سفارت خانہ۔ مساجد
اور دوسرے متبرک مقامات مین پناہ گزین ہوے۔ یہ مجمع نہایت ہی باقاعدہ
طور سے مرتب ہوا۔ ان لوگون نے اپنا کمسریٹ قایم کیا اور حفظان صحت
کے اصول اختیار کیے چنانچہ رفتہ رفتہ ملائم اور معقول طریقہ سے انہون نے
شاہ کو مجبور کیا کہ اپنے نالایق نکمہ اعظم وزیر عین الدولہ کو موقوف
کر کے دستوری حکومت کی ایک سند عطا کرے۔ گو شاہ اور اُسکے وزرا

نے بہت پیچ وتاب کھایا اور کوششین کین کہ اس مجمع کو درہم برہم کر دین مگر ایک نہ چلی۔ آخر مجبور ہو کے انھین رعایا کی درخواست منظور کرنی پڑی۔

شاہ اور اُس کے وزرا یہ سمجھتے تھے کہ رعایا کی یہ خواہش پوری کرنے مین اُن کی بڑی سبکی ہے اور یہ ڈر تھا کہ آیندہ شاہی اختیارات سلب ہو جائین گے مگر اُن کی مخالفانہ کوششین رعایا کی ہولناک آواز کے سامنے پسپا ہوئین اور بالآخر ۵ اراگست ۱۹۰۶ء کو جب دستوری حکومت قائم ہوئی تب لوگ اپنے اپنے گھرون کو واپس گئے اور کاروبار مین مصروف ہوئے۔

چنانچہ اس طرح بغیر کسی خونریز انقلاب کے ایران مین ایک دستوری حکومت کی بنا پڑی اور جو بادشاہت صدیون سے خود مختاری کا ڈنکا بجا رہی تھی اُسکو اصلاح کا سبق دیا گیا اور اُسکے اختیارات محدود کئے گئے۔ یہ دستوری حکومت گو بہت سی باتون مین ابھی ناقص تھی لیکن جو چیز قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ وہان کے لوگ اپنے حقوق اور اختیارات کو سمجھنے لگے اور انھون نے مصمم ارادہ کر لیا کہ اپنے ملک کو اس تباہی اور بربادی کے پنجہ سے بچائین جو خاندان قاچار کے ظلم و تعدی کی بدولت اس نوبت کو پہونچا ہے۔ شاہی اختیارات مین ایک بڑی اصلاح یہ کی گئی کہ رعایا ایک ایسی مجلس شوریٰ قائم کرنے کی مجاز ہوئی جو اُن کے حقوق کی حفاظت کرے اور ملک کے تمام قوانین کا وضع و نفاذ اور وزرا کا انتخاب

اُسکی راے سے ہو۔ ابتداءً اس بارہ مین بہت کچھ مباحثہ ہوے مگر
بالآخر اکتوبر ۱۹۰۶ء مین اراکین مجلس کا انتخاب شروع ہوگیا اور اسی مہینہ
کی ساتوین تاریخ کو بلا انتظار ورود وکلا صوبہ جات مجلس کا افتتاح طہران
مین ہوگیا اور بادشاہ کی طرف سے ایک اسپیچ پڑھی گئی ۔ ۴ جنوری
۱۹۰۷ء کو **مظفر الدین شاہ** نے انتقال کیا اور اُس کا ولیعہد
محمد علی میرزا تخت پر بیٹھا جو اس وقت تبریز مین زرخیز صوبہ
آذربایجان کا گورنر مقرر تھا۔ جب **مظفر الدین شاہ** کی حالت غیر
ہونے لگی یہ روسیاہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۶ء کو طہران آیا اور ۱۹ جنوری ۱۹۰۷ء
کو تخت نشین ہوگیا مگر قبل تخت نشینی کے اُسسے حلف لینا پڑا کہ مثل اپنے
باپ کے دستوری حکومت کا موید رہیگا اور جو حقوق شاہ سابق نے رعایا
کو دئے ہین وہ بدستور قایم رہین گے۔ سیکڑون برس ہوئے مگر
کیانیون کے قدیم تخت کو کسی بادشاہ نے ایسا ذلیل نہین کیا جیسا کہ
اس برگشتہ بزدلہ اور بدکار شیطان مجسم **محمد علی شاہ قاچار** نے۔
اُسکو ابتدا ہی سے اپنی رعایا کی طرف سے نفرت تھی اور جب سے ایک بد معاش
روسی اتالیق اُسے ملگیا وہ بآسانی گورنمنٹ روس کا ایک بندۂ زرخرید بنکر اپنے
لوگون کے حقوق پامال کرنے پر مستعد ہوگیا ؎

پشیزی بہ از شہریاری چنین ۔۔۔ کہ نہ کیش دارد نہ آئین و دین

Muzaffaru'd Din Shah Qajar

Born March 25, 1853; crowned June 8, 1896; died January [illegible], 1907

اس منحوس محمد علی شاہ کی حکومت کچھ ایسی بُری ساعت سے شروع ہوئی کہ اُس نے ملک کو خاک مین ملا کر چھوڑا۔ وہ ابتدا ہی سے مجلس کو ناپسند کرتا تھا اور بالآخر علانیہ مخالف ہو گیا۔ مجلس یہ چاہتی تھی کہ جو اختیارات اُسے ملے ہین انھین کام مین لاے اور شاہ مع اپنے رفقا اور نمکحرام وزرا کے یہ چاہتے تھے کہ حسب دستور قدیم کل اختیارات اپنے ہاتھ مین رکھین اور رعایا پر ظلم کرین جس کے لئے خاندان قاچار ہمیشہ سے بدنام تھا۔

محمد علی شاہ نے اپنی رعایا کے خلاف روسی مفسدون سے سازو باز شروع کیا اور بالآخر روس و انگلستان سے خفیہ طور پر چار لاکھ پاونڈ اپنے ذاتی مصارف عیش کے لئے قرض ٹھہراے مگر یہ راز بہت جلد افشا ہو گیا اور علماء و اراکین مجلس کی کوششون سے وہ قرض لینا موقوف رہا اور محمد علی شاہ کو مایوس ہونا پڑا۔

اب اراکین مجلس کو بخوبی یقین ہو گیا کہ شاہ اور اُس کے وزرا کو مجلس کی تجاویز سے قطعی مخالفت ہے۔ لہذا انہون نے اب مصمم ارادہ کر لیا کہ ملک کے انتظام مین جن اصلاحات کی سخت ضرورت ہے وہ عمل مین لائے جائین۔ انہون نے پہلا حکم یہ جاری کیا کہ آیندہ کسی قسم کا قرض روس اور انگلستان سے نہ لیا جاے کیونکہ اب اچھی طرح محسوس ہو گیا کہ غیر سلطنتون سے قرض لیکر موجودہ قرض کی تعداد کو بڑھانا ایران کی خود مختاری اور حفاظت کو خطرے مین ڈالتا ہے۔

اول انہون نے شاہ کے مصارف کو محدود کر دیا اور ملک کی آمدنی وصول کرنے
کا جو خراب طریقہ اب تک جاری تھا جس کی وجہ سے شاہ کے رفقا اپنی جیبین
بھرا کرتے تھے اُس کی اصلاح کی اور ایک اہل بلجیم مسمی ناس مع اور بہت سے
اہل بلجیم کے جو کئی سال سے ایران کے محکمہ چنگی کی اصلاح اور انتظام کے
لئے مقرر تھا اور جس نے ناجائز طریقہ سے بہت سی دولت جمع کر لی تھی اور بڑا
با اثر اور مقتدر شخص ہو گیا تھا اوسکے ہٹانے کی تجویز کی - اور اہل ملک کے
سرمایہ سے ایک قومی بنک قایم کیا تاکہ غیر ممالک کی مالی مدد سے ملک کی خودمختاری
مین فرق نہ آنے ئے -

۱۰ ار فروری سنہ ۱۹۰۷ء کو شاہ کو مجبوراً **مسٹر ناس** محکمہ چنگی کے افسر کو موقوف
کرنا پڑا - اس کارروائی سے مجلس کی وقعت لوگون کے نظرون مین بہت بڑھ گئی
اب شاہ نے یہ ارادہ کیا کہ امین السلطان (المعروف بہ **اتابک اعظم**)
کو بلا کر اپنا وزیر اعظم بنائے جو ایران کا ایک بہت بڑا امیر تھا - اس شخص نے یورپ مین
تعلیم پائی تھی اور بہت سیاحت کر چکا تھا مگر باوجود ان خصایص کے بہت ظالم
اور راشی تھا - علمائے وقت نے اُسکو بد دیانتی اور خیانت کی وجہ سے سنہ ۱۹۰۳ء
مین ملک سے جلاوطن کر دیا تھا - (سنہ ۱۸۹۹ء - سنہ ۱۹۰۰ء و سنہ ۱۹۰۱ء مین جو معاملات
قرض روس و ایران کے درمیان طے ہوے تھے اُن مین اُسکی خیانت شامل تھی)
جب یہ معلوم ہوا کہ وہ ایران واپس آتا ہے تو گورمنٹ روس نے اُسکے ساتھ

ساز و باز شروع کر دیا اور اُسے اپنے جہاز مین سوار کرکے بڑے اعزاز کے ساتھ
ایرانی بندرگاہ انزلی پر پہونچا یا۔ جب اُس نے جہاز سے اُتر کر آگے بڑھنا چاہا
تو رشت کے باشندون نے اُس سے کہا کہ جب تک تم دستوری حکومت
کی تائید کا حلف نہ لو گے ہم تمھین طہران نہ جانے دینگے چنانچہ اُس نے
قرآن پر قسم کھائی۔

۲۶- اپریل کو جب وہ طہران پہونچا تو ملک کے ہر صیغہ کو ابتر پایا۔ خزانہ بالکل
خالی تھا اور کل ملک مین جا بجا شورش کے آثار نمایان تھے۔ گو مجلس کو بھی
ان سب باتون کا علم تھا اور وہ جانتی تھی کہ کیا کرنا چاہیئے مگر شاہ اس بات پر
اڑے تھے کہ مجلس کے تجاویز بالاے طاق رہین اور اُن کے حکم کی تعمیل ہو۔

اصفہان کی رعایا شاہ کے چچا ذی السلطان کے خلاف علم بغاوت
بلند کر چکی تھی اور تبریز کے باشندے بلوہ پر آمادہ تھے اس پر طرہ یہ ہوا کہ
ماہ جون مین ایران کے اس پاگل شاہزادے سالار الدولہ نے جو
شاہ کا بھائی تھا ہمدان مین علانیہ بغاوت شروع کی اور طہران کا تخت چھین
لینے کا اعلان دیا۔ چنانچہ تین روز تک بمقام نہوند شاہ کی فوج مین اور اُسمین
معرکہ جدال و قتال گرم رہا اور آخرکار جون سنہ ۱۹۰۷ء مین اُس نے شکست کھائی
اور گرفتار ہو گیا۔

اب معاملات بجاے سدھرنے کے روز روز ابتر ہوتے گئے یہانتک

تک کہ ماہ اگست میں گورنمنٹ روس نے جو ابتدا سے دستوری حکومت کی مخالف تھی مجلس کو برخاست کرنے کی دھمکی دی - اس درمیان میں ترکی سے بھی کچھ تنازعہ ہو گیا اور چپہ شہزاد ترکی فوج شمالی و مغربی سرحد سے عبور کر کے بعض ایرانی مقامات پر قابض ہو گئی اور چاہا کہ شہر ارومیہ پر بھی قبضہ کر لے - اس انتشار میں اتابک نے روس کے ساتھ پھر ایک قرض کی کارروائی شروع کی - گو اُسے یہ ڈر تھا کہ بغیر مجلس کی منظوری کے قرض ملنا دشوار ہے - اگست کے آخر تک اُس نے کوشش کر کے مجلس کے بعض اراکین کو ہموار کر لیا اور اب اُسے امید ہوئی کہ معاملہ طے ہو جائیگا - مگر

"تا در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال"

۳۱ - اگست کو جب وہ مجلس سے اُٹھ کر باہر آ رہا تھا ایک نوجوان شخص مسمی عباس آغا ساکن تبریز نے اُسے گولی سے مار دیا اور فوراً خودکشی کر لی - یہ شخص ایک خفیہ پولٹیکل انجمن کا رکن تھا اور اُس نے محض حب الوطنی کے جوش میں اس وزیر اعظم کو قتل کیا تا کہ دستوری حکومت ایسے تمکار سازشی اور چالاک شخص کے ہاتھ سے محفوظ رہے -

عباس آقا کے چہلم میں فدائیوں کا جوش اور نوحہ خوانی ایران کی تاریخ میں یادگار رہیگی اور دنیا کی قوموں کے لیے حب الوطنی کی ایک عمدہ مثال ثابت ہو گی - چہلم کے دن شہر کی بہت سی دکانیں بند تھیں اور لوگ جوق کے جوق

سوا پہول پہولون کے ہار لیئے قبر کیطرف جا رہے تھے۔ گو قبرستان کا میدان وسیع تھا مگر اتنا مجمع ہوا کہ تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ ایک لاکھ آدمیون کا تخمینہ کیا جاتا تھا جو وہان جمع ہوے تھے۔ کل انجمنون کے لوگ طلبا اور اسکول کے بچے وہان آئے تھے۔ بہت سے خیمے لگائے گئے تھے اور اکثر سپہ چشم وطن دوست اصحاب نے چا اور کافی اور فواکہات کا انتظام کیا تھا۔ بعض لوگ سینہ زنی مین مصروف تھے اور قومی مضامین کے اشعار پڑہتے تھے بعض خوش لحن شعرا نے اپنے تصنیف کردہ مرثیے پڑہے اور بعض واعظین نے اسپیچین دین مٹھائی کی کشتیان تقسیم ہوئین۔ شجاع السلطنت بھی اپنے ساتھ گاڑی مین ایک بڑا سا گلدستہ قبر پر چڑہانے کے لئے لائے تھے۔ فخر الواعظین نے جو مرثیہ کہا تھا اوسکے چند اشعار ہدیہ ناظرین ہین ؎

اے مزار محترم ہرچند بزم ماتمی	نیک ازین تو گل کہ خفت اندر تو شاد و خرمی
جائے دارد در تو آن کو عالمے را زندہ کرد	عیسیت خوابید در دامن تو مانا مریمی
اے جہان غیرت اے عباس آقا کز شرف	زخم قلب پاک ملت را تو شافی مرہمی
ترک ایرانی نژاد اے آنکہ ہمچون تہمتن	مے فر فریدون ہمی تاج جمی
در رہ یاجوج ظلم و فتنہ دست غیرتت	چون سکندر ساخت ز آہن پارہ سد محکمی
گفت تاریخ عزایش را بہ زاری خاوری	کرد از شش تول جا عالمے را آدمی

اس زمانہ مین ایران مین بہت سے اس قسم کے خفیہ پولیٹیکل انجمنین

قائم ہو گئی تھیں جن کا مقصد محض ملک کی فلاح اور بہبودی تھا - ان بیانات کے نقل سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ ملک میں صدہا آدمیوں نے اس بات کا حلف لیا ہے کہ جس طرح ہو سکے دستوری حکومت کی مدد کریں خواہ اس کوشش میں جان جاوے یا جلاوطنی نصیب ہو -

اب ایک عجیب تہلکہ مچا تھا شاہ اور مجلس وزرا کسی طرح متفق نہ ہو سکتے تھے آخر کار اکتوبر ۱۹۰۷ء میں ناصر الملک نے جو نائب السلطنت مقرر ہوئے تھے بہ وقت دونوں میں اتفاق کرایا - اب جو مجلس وزرا قائم ہوئی اس کے اکثر رکن حکومت دستوری کے موید تھے مگر یہ لوگ صرف دسمبر تک اپنی خدمتوں پر رہے بعد ازاں مستعفی ہو گئے -

۳۱ اگست ۱۹۰۷ء کو بمقام سینٹ پیٹرس برگ دولت روس و انگلستان کے درمیان اس مشہور و معروف معاہدہ پر دستخط ہوئے جو اینگلو رشین کنونشن (معاہدہ روس و انگلستان) کے نام سے مشہور ہے - ۴ ستمبر کو طہران میں اس معاہدے کی بڑی شہرت ہوئی اور باوجود ان محتاط الفاظ کے جن سے ایران کی خود مختاری اور تحفظ کا یقین دلایا گیا تھا اہل ایران کے دل پر اسکا بہت برا اثر ہوا -

چونکہ اس معاہدے کو ایران کے مابعد واقعات کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے اسلئے لفظ بہ لفظ اس مقام پر نقل کر دینا ضروری ہے -

عہد نامہ

اعلیحضرت ملک معظم بادشاہ برطانیہ اعظم و آئرلینڈ و جمیع مقبوضات دولت برطانیہ و شہنشاہ ہندوستان اور شہنشاہ سلطنت روس نے اپنے مین تیاس یکجہتی کے ساتھ اس معاہدہ کی خواہش ظاہر کی تاکہ مختلف معاملات جو دونون سلطنتون کو براعظم ایشیا مین اپنے اپنے مقبوضات کے متعلق پیش آیا کرتے ہین اُن مین آیندہ کوئی غلط فہمی یا شکررنجی نہ واقع ہو اور اسلیئے دونون شہنشاہون نے اس کام کے لیئے اپنے اپنے سفیر کبیر معین کیئے چنانچہ اعلیٰ حضرت ملک معظم دولت برطانیہ اعظم وائرلینڈ و جمیع مقبوضات دولت برطانیہ وشہنشاہ ہندوستان نے رائٹ آنریبل سر آرتھر نکلسن جو سلطنت روس مین اعلیٰ حضرت کی طرف سے سفیر کبیر تھے اس معاہدہ کی تکمیل کے لیے معین ہوئے اور شہنشاہ روس کی طرف سے انکے دربار کے ایک معزز رکن ایلکزنڈر آئی سوبس کی وزیر امور خارجہ اس کام پر تعینات ہوئے۔ دونون نے اپنے اپنے اختیارات ایک دوسرے پر ظاہر کیئے اُسکے بعد حسب ذیل شرائط پیش ہوئے۔

شرائط متعلق ایران

گورنمنٹ برطانیہ اعظم و گورنمنٹ روس ہر دو اس بات کا عہد کرتے ہین کہ

ایران کی خود مختاری اور تحفظ کا لحاظ کہین گے اور دونون کی دلی خواہش یہ ہے کہ اُس ملک مین امن بسلامت ہو اور اس امن کے ساتھ ملک ترقی کرے اور نیز تجارت وصنعت وحرفت قایم ہو تا کہ کل اقوام اس سے ساوی فائدہ اٹھا سکین بایں خیال کہ ہر دو سلطنتون کو جغرافیائی اور تمدنی وجوہ کے لحاظ سے ایران مین صلح اور امن قایم رکھنے مین ایک خاص دلچسپی ہے اسلئے کہ بعض صوبہ جات روس کی سرحد پر واقع ہین اور بعض افغانستان وبلوچستان کی سرحد پر پس بایں غرض کہ آیندہ ایران کے ایسے صوبہ جات کے متعلق جو اوپر بیان کئے گئے ہین ان دونون سلطنتون مین کوئی جھگڑا نہ واقع ہو حسب ذیل شرایط منظور کئے گئے۔

شرط اوّل

برطانیہ اعظم عہد کرتا ہے کہ جو حد قصر شیرین سے لیکر روس وافغانستان کی سرحد تک قرار دیگئی ہے اور اسکے لئے جو فرضی خط ڈالا گیا ہے اور جو اصفہان یزد اور کاخ سے گذرتا ہوا اُس مقام پر جا ملا ہے جہان روس وافغانستان کے قریب ایران کی سرحد ختم ہوتی ہے اس حصہ ملک مین نہ اپنے لئے نہ اپنی کسی رعایا کے لئے کسی قسم کا پولٹیکل یا تجارتی اجارہ مثل اس کے کہ ریلون کا بنانا بنک کا قایم کرنا برقی تار لگانا سڑکون کی تعمیر نقل وحرکت کے ذرایع بیمہ وغیرہ حاصل نہ کرے گا اور اگر گورنمنٹ روس اُس ملک مین اس قسم کے اجارہ

حاصل کرے گی تو اُس کا مخالف نہ ہوگا۔ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مندرجہ بالا مقامات اُس حصہ ملک میں شامل ہیں جہاں دولت برطانیہ اجارہ جات متذکرہ بالا حاصل کرنے سے اپنے تئین باز رکھے گی۔

شرط دوم

دولت روس اپنی طرف سے یہ عہد کرتی ہے کہ جو حد افغانستان سے لیکر بندر عباس تک قرار دی گئی ہے اور اُسکے لیے جو فرضی خط ڈالا گیا ہے اور جو گاذک برجیند اور کرمان سے گزرتا ہوا بندر عباس سے جا ملا ہے اس حد میں نہ اپنے لیے اور نہ اپنی کسی رعایا کے لیے اور نہ کسی تیسری سلطنت کی رعایا کے لیے کسی قسم کا پولیٹیکل یا تجارتی اجارہ مثل اس کے کہ ریلوں کا بنانا یا بنک کا قایم کرنا برقی تار کا لگانا سڑکوں کی تعمیر نقل و حرکت کے ذرایع بیمہ وغیرہ حاصل نہ کرے گی۔ اور اگر گورنمنٹ برطانیہ اعظم اُس ملک میں اس قسم کے اجارے حاصل کریگی تو اُسکی مخالف نہ ہوگی۔

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مندرجہ بالا مقامات اُس حصہ ملک میں شامل ہیں جہاں دولت روس اجارہ جات متذکرہ بالا حاصل کرنے سے اپنے تئین باز رکھے گی

شرط سوم

اب رہا ملک ایران کا وہ حصہ جو ان دونوں حدود متذکرہ بالا کے درمیان میں واقع ہے وہاں اگر دولت برطانیہ کی رعایا کوئی اجارہ حاصل کرے گی تو

روس بلا اطلاع و اتفاق دولت برطانیہ مانع و مزاحم نہ ہوگا - اسی طرح دولت برطانیہ اقرار کرتی ہے کہ اس حصہ ملک مین اگر دولت روس کی رعایا کوئی اجارہ حاصل کریگی تو دولت برطانیہ بلا اطلاع و اتفاق دولت روس مانع و مزاحم نہوگی - البتہ جو اجارے اس حصہ ملک مین موجود ہین وہ علی حالہ قائم رہینگے -

شرط چہارم

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ شاہ کی گورنمنٹ نے اب تک بنک پیرس سے جو رقوم قرض لئے ہین اسکے سود کی ادائی مین کل چنگی کی آمدنی باستثناے فارستان و خلیج فارس بیچ و مکفول سمجھی جاے گی اور بدستور سابق اس مد مین ادا ہوتی رہیگی اور نیز یہ امر بھی باہمی تسلیم شدہ ہے کہ فارستان اور خلیج فارس کی چنگی کی آمدنی اور نیز سواحل ایران جو بحر کیسپن سے ملحق ہین وہان ماہی گیری کی آمدنی اسکے علاوہ پوسٹ آفس اور تار کی آمدنی حسب دستور سابق اس قرض کی ادائی مین دی جاے گی جو دولت ایران نے اب تک امپیریل بنک پرشیا سے قرض لیا ہے -

شرط پنجم

اگر ان قرضون کی ادائی مین جو اب تک بنک پیرس و امپیریل بنک پرشیا سے لئے گئے ہین کوئی بد معاملگی یا بے ضابطگی ظاہر ہوگی یا کوئی ایسی وجہ پیش آے گی جس کے سبب سے اسکو اختیار ہوگا کہ قرض اول الذکر کی ادائی کیلئے

آمدنی پر اپنا انتظام قائم کرے یا برطانیہ اعظم کو اسی طرح کے انتظام کی ضرورت
پیش آئے تو ہر دو گورنمنٹ اول آپس میں تجویز کرلیں گے کہ کیا سبیل اختیار
کرنا چاہیئے تاکہ اس معاہدہ کی روسے آپس میں کوئی خلاف ورزی نہ ہو۔ اس
عہدنامہ کے دوسرے شرائط افغانستان اور تبت سے متعلق ہیں۔

یہ عہدنامہ محض روس اور انگلستان نے آپس میں طے کیا اور بظاہر اپنے
اپنے ذاتی اغراض کے لئے تھا جو ایران اور دوسرے ممالک سے متعلق
ہیں۔ دولت ایران کو اس معاہدہ کی اطلاع بھی نہ دی اور نہ اُسے کسی طرح اس
راز میں شریک کیا یہان تک کہ مجلس کو بھی اس معاہدہ کا علم نہ تھا بلکہ مجلس
کو اُسوقت معلوم ہوا جبکہ ۴ ستمبر کو طہران میں اسکی اشاعت ہوئی۔ اہل ایران کو
جب یہ معلوم ہوا کہ اُن کا ملک ان دونوں سلطنتوں نے راتوں رات آپس میں
اسطرح تقسیم کرلیا ہے تو انہوں نے اس کی سخت مخالفت کی اور اُنکا مخالفت
کرنا بالکل بجا تھا اسلئے کہ یہ دونوں سلطنتیں ہمیشہ سے خود ایران کی دوستی کا دم
بھرتی تھیں بلکہ اس بات کا اعلان کیا تھا کہ وہ ایران کی خودمختاری اور تحفظ ہمیشہ
مدنظر رکھیں گے اور تمام ملک میں صلح اور امن قائم کرنے کی بے لوث خواہش
ظاہر کی تھی اور یہ کہا تھا کہ ملک کو ترقی دینے میں ہر طرح پر سعی ہوں گے۔
اس معاہدے کی اشاعت سے طہران میں بڑا جوش پھیلا اور جابجا بازاروں
اور شاہراہوں میں اس جوش کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ دوسرے روز

سر سیسل اسپرنگ رائس نے جو طہران مین برطانیہ کے سفیر تھے گورنمنٹ ایران کو سرکاری طور پر ایک تحریر بھیجی جس مین اس معاہدے کے اصلی معنی اور مقصد بیان کئے - یہ تحریر فارسی زبان مین تھی جسکا ترجمہ درج ذیل ہے -

ترجمہ مراسلہ سرکاری منجانب سفیر دولت برطانیہ متعینہ طہران بنام وزیر امور خارجہ ایران مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۰۷ء

(اس مراسلہ مین عہدنامہ کے مقاصد ظاہر کئے گئے ہین اور اُسکی نوعیت بتائی گئی ہے)

مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ایران مین یہ مشہور ہے کہ انگلستان اور روس کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اُس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ دونون سلطنتین ایران مین دخل دینگی اور ملک کو آپس مین تقسیم کرلین گی - جناب کو معلوم ہے کہ روس اور انگلستان کے درمیان جو امور طے ہوئے ہین اُن کا اور ہی مقصد ہے اس لیئے کہ نواب مشیر الملک ابھی حال مین سینٹ پیٹرس برگ اور لندن دونون جگہ تشریف لے گئے تھے اور دونون سلطنتون کے وزرا امور خارجہ سے اس بارہ مین گفتگو کی دونون نے صاف صاف الفاظ مین اس معاہدے کے اغراض اُن سے بیان کئے اور اُنہین یقین دلایا کہ اہل ایران نے جو بات بجائے خود سمجھ لی ہے وہ صحیح نہین ہے غالباً مشیر الملک نے

اس امر کو ظاہر کر دیا ہوگا۔

سر ایڈ ورڈ گرے اور مشیر الملک مین جو گفتگو ہوئی اُس کا خلاصہ اور نیز موسیو آئی سولسکی کے بیان کا خلاصہ میرے پاس بہیجا گیا ہے۔

سر ایڈ ورڈ گرے لکھتے ہین کہ مین نے اور موسیو آئی سولسکی نے مشیر الملک سے یہ بیان کیا کہ ہم دونون دو اصلی امر کے نسبت متفق ہین۔

اوّل یہ کہ ہم دونون مین سے کوئی سلطنت ایران کے معاملات مین دخل نہ دے گی۔ البتہ اُس صورت مین کہ ہماری رعایا پر ظلم ہو یا اُن کو کوئی مالی نقصان پہونچے۔

دوم۔ یہ کہ اس معاہدے کی شرائط کی رو سے ایران کی خود مختاری اور حفاظت معرض خطر مین نہین پڑتی۔

سر ایڈ ورڈ گرے نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اب تک روس اور انگلستان مین مخالفت تھی اور ہر ایک یہی کوشش کرتا تھا کہ دوسرے کو ایران مین نہ رہنے دے۔ اگر یہ مخالفت ایران کے موجودہ نازک وقت مین قائم رہتی تو یہ دونون سلطنتین یا اُن مین ایک ایران کے اندرونی معاملات مین ضرور دخل دیتین تاکہ دوسری سلطنت موجودہ حالت سے فائدہ اٹھا سکے

یا دونوں مل کے دخل دیتیں اور دوسری سلطنتوں کو فائدہ اٹھانے سے محروم رکھتیں پس جو معاہدہ اسوقت روس اور انگلستان مین ہوا ہے اس کا منشا یہ ہے کہ آیندہ دونوں مین اس قسم کی دقتیں نہ پیش آئین اور اس معاہدے کے شرایط ہرگز ایران کے مخالف نہین جیسا کہ موسیو آئی سولسکی نے صاف صاف مشیر الملک سے بیان کیا ہے۔ یعنی ہم دونوں سلطنتوں مین کوئی ایران سے کچھ نہین چاہتی پس ایران کو چاہیئے کہ اپنی ساری قوت اور توجہ اپنے اندرونی معاملات کی اصلاح مین صرف کرے۔ دونوں وزرا اس بات پر متفق ہین کہ ایران کے معاملات مین دخل نہ دیا جائیگا پس اب کوئی جاے شک باقی نہین رہی۔ موسیو آئی سولسکی کے الفاظ جس مین انگلستان کا منشا بھی شامل ہے حسب ذیل ہین۔

روس کا عام اصول یہ ہوگا کہ دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات مین ہر قسم کا دخل دینے سے احتراز کرے البتہ اُس صورت مین کہ اُس کے اغراض کو ضرر پہونچایا جاے۔ موجودہ صورت مین یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ روس اس اصول سے انحراف کرے۔

اب رہی یہ افواہ کہ روس اور انگلستان ایران کو تقسیم کرنا چاہتے ہین۔ اور اُسکے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ان دونوں سلطنتوں نے اپنے اپنے لئے دائرہ اقتدار قرار دے ہین۔ سر ایڈورڈ گرے اور

موسیو آئی سولسکی صاف صاف یہ لکھتے ہین کہ یہ افواہ محض بے بنیاد ہین - دراصل ان دونون سلطنتون کا جو منشا رہے وہ یہ ہے کہ آپس مین ایک سمجھوتہ کرلین جس سے آیندہ کوئی جھگڑا نہ پیدا ہو اور اس امر کا عہد کرلین کہ ان دونون مین کوئی سلطنت ایران کے ان مقامات مین اپنا اختیار نہ بڑہاسے گی جو اُسکی سرحدون سے ملے ہوے ہین - پس صاف ظاہر ہے کہ یہ معاہدہ نہ ایران کے حق مین مضر ہے نہ کسی اور سلطنت کے لئے - اسلیئے کہ اس معاہدے کی پابندی صرف انگلستان اور روس پر لازم ہے جسکا منشا یہ ہے کہ ایران مین کوئی ایسی بات نہ کرین جس سے انمین نقیض پیدا ہو اور آیندہ کے لئے ایران کو اُن مطالبات سے بریت حاصل ہوجاے جو زمانۂ قدیم مین اُس کی تمدنی ترقی مین اس قدر مانع اور حائل ہوے ہین **موسیو آئی سولسکی** کے الفاظ بجنسہ یہ ہین :-

یہ معاہدہ جو دوایسی یورپین سلطنتون کے درمیان ہوا ہے جنھین ایران سے خاص تعلق ہے اس امر پر مبنی ہے کہ دونون سلطنتین ایران کی خودمختاری اور تحفظ کی ضامن رہینگی اور ایران کے فوائد کو بڑھائین گی اور ترقی دین گی - اب ایران اگر چاہے تو ان دوقوی ہمسایہ سلطنتون کی مدد سے اپنی اندرونی اصلاحات مین بہت کچھ ترقی کرسکتا ہے -

مندرجہ بالا بیانات سے آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ جو افواہ ایران مین

روس و انگلستان کے پولیٹکل اغراض کے متعلق پھیلی ہے کس قدر جھوٹ اور بے بنیاد ہے۔ اس معاہدہ سے دونون سلطنتون کا یہ منشا نہین ہے کہ ایران کی خود مختاری پر حملہ کرین بلکہ ہمیشہ کے لئے اُسکے تحفظ کے ضامن ہو جائین۔ وہ یہ نہین چاہتے کہ کسی قسم کی دخل دہی کا بہانہ ڈہونڈین بلکہ ان دوستانہ شرائط سے یہ غرض ہے کہ آپس مین کسی کو اپنے حقوق کی حفاظت کے بہانہ سے بھی دخل دہی کا موقع نہ ملے۔ دونون سلطنتین امید کرتی ہین کہ آیندہ سے ایران بیرونی دخل دہی کا خیال بالکل دل سے نکال ڈالے گا۔ اور بہت آزادی کے ساتھ اپنے معاملات کا انتظام کرے گا۔ جسکی وجہ سے نہ صرف ایران بلکہ سارے عالم کو فائدہ پہونچے گا۔

برطانیہ کی کتاب آبی مین دسمبر ۱۹۱۱ء تک اس ضروری سرکاری کاغذ کا کہین پتہ نہ تھا جب ہاؤس آف کامنز مین سکرٹری آف اسٹیٹ امور خارجہ سے بہت کچھ سوالات کئے گئے تب انھون نے اس کے وجود کا اقرار کیا اور کہا کہ ہان ۵ ستمبر ۱۹۰۷ء کو سفیر دولت برطانیہ متعینہ طہران نے گورنمنٹ ایران کو اس مضمون کا مراسلہ بھیجا تھا۔ ایران کی ابتر حالت بدستور قائم تھی اور دسمبر مین طہران کے اخبارون نے شاہ کی نسبت سخت مضامین لکھے جنکی عبارت ایسی تحقیر آمیز الفاظ اور دہمکیون سے بھری تھی کہ کسی کو یقین نہ آسکتا تھا۔ ۴ ر نومبر کو شاہ بڑے جاہ و حشم کے ساتھ مجلس مین تشریف

Muhammad 'Ali Shah Qajar

Born 187[illegible], crowned January 19, 1907, deposed July 16, 1909

لائے۔ اور چوتھی دفع قرآن پر یہ قسم کھائی کہ دستوری حکومت کی حمایت کرینگے
شروع دسمبر مین یہ صاف ظاہر ہوا کہ **محمد علی شاہ** نے مجلس شوریٰ توڑنے
کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ چنانچہ اس غرض کی تکمیل کے لیئے اُس نے دو
فوجین تیار کین۔ ایک فوج **قزاق بریگیڈ** کے نام سے موسوم تھی
جس مین بارہ سو سے اٹھارہ سو تک ایرانی تھے مگر اُن کے افسر روسی تھے
جنکو گورنمنٹ روس نے اس کام کے لیئے شاہ کو دیا تھا۔ اور اُن کی تنخواہین
بھی ایران کے خزانہ سے دیجاتی تھین۔ دوسری ایک بے قاعدہ فوج
تھی جس مین خود شاہ کے خدمتگار سائیس خچر ہانکنے والے اور شہر کے
کچھہ اور اوباش شریک تھے۔ ایران کی ملکی فوج کچھہ ایسی حقیر کس مپرس
حالت مین پڑی ہوئی تھی کہ کوئی اُسکی چندان پروا نکرتا تھا اور نہ کسی کو
اوسکا ڈر تھا۔

۱۵ نومبر کو شاہ نے **ناصر الملک** کی کبنٹ کے کل اراکین کو
طلب کیا جو ابھی حال مین مستعفی ہوچکے تھے اور انھین بہ جبر معہ وزیر اعظم
کے حراست مین لے لیا۔ اس اثناء مین شاہ کی اوباش فوج نے طہران مین
ہنگامہ شروع کیا اور مجلس کے خلاف شورش پیدا کی۔ مگر ابھی کسی کی اتنی جرأت
نہین ہوئی کہ **بھارستان** پر قبضہ کرلے۔ بہارستان اُس عمارت
کا نام تھا جہان کل اراکین مجلس شوریٰ جمع ہوکے ملکی معاملات مین مشورہ

کرتے تھے۔ چنانچہ وہ حسب معمول دوسرے روز وہاں جمع ہوئے مگر
چونکہ رعایا کو اس ہنگامہ کی اطلاع ہو چکی تھی انھوں نے بہ نظر احتیاط
ہر طبقہ سے چن چن کر مسلح لوگ بھیجے تاکہ بہارستان کی حفاظت کریں
اور دستوری مجلس کے ارکین کو ان بدمعاشوں کے ہاتھ سے بچائیں۔
جب شاہ نے یہ دیکھا تو نہ قزاق بریگیڈ کو جرارت ہوئی اور نہ اُن اوباشوں
کی ہمت بڑھی کہ مجلس پر حملہ کریں۔ بالآخر صلح ہو گئی اور شاہ نے اقرار کیا
کہ بعض رفقا اور وزرا نکال دیے جائیں گے اور اُن اوباشوں کو سزا
دی جائے گی جنھوں نے طہران میں ہنگامہ کر کے لوٹ مار شروع کر دی
تھی اور آسایش خلائق عامہ میں مخل ہوئے تھے اور یہ اقرار کیا کہ قزاق
بریگیڈ اور دوسری شاہی فوج ملک کے محکمہ جنگ کے تحت میں
دیدی جائے گی اور مجلس کے پاس ایک تحریری حلفیہ اقرارنامہ سربمہر
لفافہ میں رکھ کر بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ شاہ دستوری حکومت کا تابع رہیگا۔
اسی درمیان میں جب مجلس کے توڑے جانے کی خبر دور دور از
صوبہ جات میں پہونچی تو وہاں سے رعایا اور مشاہیر نے مجلس کے پاس
اپنی حمایت کے تار بھیجے۔ بلکہ بعض مقامات سے مجلس کی کمک کیلئے
فوجیں آنا شروع ہو گئیں۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء میں جب ہنگامہ رفع ہو کے
تسلط ہو گیا تو شاہ نے ایک نئی کبنٹ وزرا تجویز کی اور نظام السلطنت

کو وزیر اعظم مقرر کیا۔ مجلس نے اپنا طریقہ شاہ کے ساتھ صلح اور آشتی کا جاری رکھا لیکن پھر نئے نئے واقعات پیش آنے لگے۔ آخر فروری ۱۹۰۸ء میں ایک دن شاہ کی سواری طہران میں جا رہی تھی کہ کسی نے شاہ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا وہ اپنی موٹر میں بیٹھے ہوئے جا رہے تھے کہ کسی نے ایک بام کا گولہ پھینکا جسکے پھٹنے سے موٹر چلانے والا مسمی وارنیٹ جو ایک فرانسیسی تھا خفیف سا زخمی ہوا مگر محمد علی شاہ بالکل بچ گیا البتہ خفیف سا چھیلا ہوا زخم لگا۔ اب شاہ کو پھر یہ شبہ پیدا ہوا کہ دستوری حکومت والوں کی یہ شرارت تھی اور اس وقت سے شاہ کے تعلقات مجلس کے ساتھ پھر بُرے ہونے لگے۔

آخر مئی ۱۹۰۸ء میں ہر ایک فریق نے دوسرے پر بعض مطالبات پیش کئے اور یہ طے پایا کہ شاہ کے ہوا خواہ اور دستوری حکومت کے مویدین دونوں ایک ساتھ اسپر عمل کریں۔ چنانچہ شاہ نے پہلی جون کو اپنی مرضی کے خلاف بعض اہل دربار کو موقوف کر دیا اُن میں سے ایک شخص **امیر بہادر جنگ** تھا جس سے لوگ بہت نفرت کرتے تھے اس شخص نے یہاں سے نکلکر روسی سفارت خانہ میں پناہ لی۔ دوسرے ہفتہ روس اور برطانیہ کی طرف سے علانیہ مداخلت شروع ہوئی جس سے بالآخر مجلس کو توڑا اور تین ہفتہ کے بعد اسی قزاق بریگیڈ کے ہاتھ سے

بہارستان پر گولہ باری کرائی -

فی الحقیقت سفیر روس **مسٹر ڈی ہارٹولٹ** اور سفیر برطانیہ **مسٹر مارلنگ** دونون وزیر امور خارجہ دولت ایران کے پاس آئے اور یہ دہمکی دی کہ اگر شاہ کے منصوبون اور خواہشون کی مخالفت سے باز نہ آئینگے تو گورنمنٹ روس دخل دیگی - روسی سفیر نے اس معاملہ مین پیش قدمی کی اور سفیر برطانیہ نے اس مین ہان مین ہان ملائی -

اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ عہدنامہ متذکرہ بالا کے شرائط اور نیز **سر سسل اسپرنگ رائس** کے مراسلہ کا مضمون جو گورنمنٹ ایران کو بھیجا گیا اُسکے رو سے روس اور انگلستان ایران کے اندرونی معاملات مین دخل دینے کے کہان تک مجاز تھے - اس مین شک نہین کہ اس سے بڑہ کے بدعہدی اور خلاف ورزی اور کیا ہوسکتی ہے -

دونون سفارت خانون سے فوراً مجلس کے پاس ایک تحکمانہ تحریر آئی اور اس نے حسب خواہش اپنا اثر دکھایا - اور یہی دونون کی غرض تھی مجلس ہمیشہ سے ان دونون سلطنتون کی طرف سے بدگمان تھی اور اس کو یہ اندیشہ تھا کہ ایک نہ ایک دن یہ ضرور دخل دینگی - مجلس کے ارکین نے ایک ایسے جھوٹے دغاباز بادشاہ کو مجبور کرکے قانون کا پابند بنایا اور اب یہ دونون سفارتین مجلس کے ممبرون کو مجبور کر رہی تھین کہ اب تک جو

کچھ اصلاح ہوئی وہ رائیگان جائے۔ ان دونون سلطنتون کی یہی غرض تھی
کہ ملک مین بدعملی پھیلی رہے تاکہ انہین دخل دہی کا موقع ملے اور ان کے
اغراض پورے ہون

دوسرے دن تیسری جون ۱۹۰۸ء کو شاہ نے مارے ڈر کے شہر چھوڑ دیا
اور شہر کے باہر باغ شاہ مین رہنا اختیار کیا۔ شہر سے روانگی کے وقت شاہ
کو یہ اندیشہ ہوا کہ جن راستون سے گذر ہوگا وہان کوئی مزاحم نہ اٹھ کھڑا ہو
لہذا حفظ ماتقدم کے خیال سے اپنے دو ہزار گارڈ کے سپاہی اور تین سو
توپ خانون کے جوانون کو مع توپ خانہ کے یہ حکم دیا کہ شہر مین خوب ہنگامہ
بپا کرین۔ ادھر یہ ہنگامہ شروع ہوا ادھر شاہ چپکے سے کرنل لیاخوف
کو ساتھ لیکر باغ شاہ کو چل دیا۔

دوسرے دن اہل شہر یہ سمجھے کہ شاہ مجلس پر پھر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہا
ہے ایک گروہ کثیر مین جمع ہوئے اور محمد علی شاہ کے معزولی کے طالب ہوئے
پانچوین جون کو شاہ نے دستوری حکومت کے بہت سے ارکین کو
مشورہ کرنے کے بہانہ سے باغ شاہ مین بلوایا اور جب وہ وہان آئے تو
انکو قید کر لیا۔ ان مین سے ایک شخص کسی طور سے بچ کر نکل گیا۔ اور اس نے
فوراً مجلس کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی۔ اس خبر سے تمام شہر مین ہلچل مچ گئی
چھٹی جون سے ۲۳ر جون تک شاہ و دستوری حکومت کے خلاف اعلانیہ تیاریان

کر دیا۔ فوج جمع کی۔ ہتھیار فراہم کئے سامان حرب مہیا کیا تار آفسوں پر قبضہ
کر لیا اور جا بجا تاروں کو کاٹ دیا تاکہ مجلس دوسرے صوبہ جات سے بذریعہ
تار مراسلت نہ کر سکے۔ اور دستوری حکومت کے عہدہ داروں کو ہٹا کر اُن کی جگہ
اپنے ہوا خواہوں کو مقرر کیا اور دستوری حکومت کے عہدہ داروں کو جو اپنی
خدمتوں سے علیحدہ کئے گئے تھے قید کر لیا اور سارے شہر میں فوجی قانون
جاری کر کے روسی کرنل لیا خوف کو افسر اعلےٰ مقرر کیا۔ بعد ازاں قزاقوں
کے ہاتھ مجلس کو پاس ایک الٹیمیٹم (اعلان حرب) بھیجکر یہ دھمکی دی کہ اگر لوگ
مسجد کو چھوڑ کر (جہاں وہ جمع ہو گئے ہیں) منتشر نہ ہو جائیں گے تو مسجد
توپ سے اُڑا دی جائے گی اور یہ کہلا بھیجا کہ دستوری حکومت کے
بعض مویدین مثل واعظ، اوڈیٹر اخبارات فوراً نکال دئے جائیں۔ اسکے
بعد ۲۲ر جون کو رعایا اور مجلس کو یہ دھوکا دیا کہ آئندہ سے کل معاملات متنازعہ
ایک ایسی کمیٹی سے طے ہوا کریں جو دستوری پسند اور بادشاہ دوست ارا کین
سے مرکب ہو۔

۲۳ر جون کو آفتاب طلوع ہونے سے پہلے ایک ہزار قزاق اور دوسری
فوج نے مجلس کی عمارت کا محاصرہ کر لیا اور کل راستوں پر فوجی پہرے
بٹھا دیے۔ اب ارا کین مجلس کی آمد شروع ہوئی۔ جو شخص آتا تھا اُسے مکان
میں جانے دیتے تھے مگر پھر باہر آنے کی اجازت نہ تھی۔ ایک گھنٹے کے

بعد کرنل **لیاخوف** مع چھ روسی افسروں کے وہاں آیا اور فوج اور توپخانہ
تو پونکو اس طرح تقسیم کیا کہ اس مقام پر وہ پوری طور پر حاوی رہیں بعد ازاں
کرنل **لیاخوف** گھوڑے پر سوار ہوکر چلا گیا اور اسکے جانے کے
ساتھ ہی فوج نے باقی روسی افسروں کے حکم سے مجلس کی عمارت پر گولہ باری
شروع کی۔ پہلی ہی باڑھ میں بہت سے فدائی مارے گئے۔

کم و بیش ستّو فدائی جو وہاں موجود تھے انھوں نے اس حملہ کا جواب دیا
اور قزاقوں کی تین توپوں کو بیکار کر دیا اس عرصہ میں قزاق کی اور تازہ دم فوج
آگئی مگر باوجود اسکے کہ فدائی مجلس کے محافظین تعداد میں کم تھے
مگر ساڑھے آٹھ گھنٹہ تک برابر جی توڑ کے لڑا کئے یہاں تک کہ مجلس کی عمارت
گولوں کی ضرب سے بالکل مسمار ہو گئی اور جو اراکین مجلس اس میں تھے وہ
بیچارے شہید ہوئے گرفتار کر لئے گئے یا بعض بچ کر نکل گئے۔ بہت سے
مشہور قومی فدائی گرفتار کرلئے گئے جن میں بعض کو پھانسی دی گئی اور بعض کو
قیدخانہ نصیب ہوا۔ چند لوگ کوشش سے بچ کر نکل گئے۔ کئی دن تک
کرنل **لیاخوف** نے مع اپنی فوج کے ان لوگوں کے گھروں کو خوب لوٹا
اور مسمار کیا جن سے شاہ ناخوش تھا۔ مجلس کا تمام دفتر برباد کر دیا گیا اور وہ اصل
کرنل **لیاخوف** سارے طہران کا حقیقی حاکم بن گیا۔ گو یہ شخص ایک روسی
افسر تھا اور روس کی فوجی وردی پہنے ہوئے تھا۔ مگر جب اہل یورپ نے

طرف سے اس بارہ میں اعتراضات کئے گئے تو روسی کیبنٹ نے صاف
انکار کر دیا کہ گورنمنٹ روس اس واقعہ کی ذمہ دار نہیں ہے اور نہ اسکو ان باتوں کا
علم تھا۔ کرنل لیاخوف کی نسبت بیان کیا گیا کہ وہ بالکل شاہ کے
حکم کے تابع تھا حالانکہ بہت کافی ثبوت اس امر کے ثبوت کے لئے موجود
ہے کہ مجلس کی تباہی اور دستوری حکومت کی بربادی جو لیاخوف کے
ہاتھوں ظہور میں آئی وہ انھیں وزرا کے اشارے سے ہوئی جو سینٹ پیٹرسبرگ
میں زار روس کے مشیر تھے۔ موسیو ہارٹ وگ سفیر دولت روس
متعینہ ایران اسی گروہ کا ایک نمایاں رکن تھا۔ لیاخوف نے جو کچھ کیا
وہ صرف انکے احکام بجالایا۔

اس اثنا میں ایران کے صوبہ جات میں جابجا بلوے شروع ہوگئے۔
بالخصوص رشت، کرمان، اصفہان اور تبریز میں۔ تبریز
کے باشندوں نے شاہ کی معزولی کا اعلان دیدیا اور تین سو سواروں کا
ایک رسالہ دستوری حکومت کی حمایت کے لئے طہران روانہ کیا۔ گو اسوقت
اس امر کی بہت کم امید تھی کہ دستوری حکومت ایران میں پھر مسلط ہوگی اور
اہل طہران کا اس بات پر مایوس ہونا کہ اب ان کی ایک آخری امید کا بھی
خاتمہ ہوا چاہتا ہے بیجا نہ تھا۔ تبریز جو پایہ تخت کے بعد ایران میں دوسرا
مشہور شہر ہے وہاں پر فدائیوں اور شاہی ہواخواہوں میں خانہ جنگی شروع

ہو گئی ملکہ جس روز طہران میں کمرا قتل لیا مخوف - سے مجلس کی عمارت پر گولے برسانے شروع کئے ہیں اسی روز وہان بھی ان دونون فریق میں تلوار چل گئی تبریز کے باشندون کو محمد علی شاہ سے نفرت تھی کیونکہ وہ اسے خوب جانتے تھے یہ وہان عرصہ تک گورنر رہ چکا تھا - طہران میں مجلس کی تباہی کے بعد تبریز میں دستوری حکومت کے موید دس مہینہ تک برابر لڑتے رہے اول شاہی ہوا خواہون سے جنگ ہوئی جن کو انہون نے مار کے نکال دیا - بعد ازان قحط کا مقابلہ کرنا پڑا اسلئے کہ سڑکین سب بند تھین اور شہر محصور تھا -

اکتوبر ۱۹۰۸ء میں یہ افواہ اڑی کہ روس اپنی فوج اس بنا پر تبریز کو بھیجنے والا ہے کہ روسی سفیر کو یورپین رعایا کے جان و مال کا خطرہ ہے - اس درمیان مین یہ راز کھل گیا کہ روسی سفیر موسیو پوخی تانوف شاہ کے حامیون کے ساتھ سازوباز کر رہا ہے اور ان کے لئے اسلحہ جنگ مہیا کئے ہیں یہ محض ایک بہانہ تھا ورنہ دستوری فوج کو خود یورپین کی جان و مال کا بے انتہا خیال تھا جس امر کی تصدیق خود یورپین نے کی ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ مقامی دستوری حکومت نے تمام شہر میں بہت امن قایم رکھا - ۱۱ [illegible] چار سو ایرانی قزاقون کی فوج معہ چار توپون کے لیکر روسی افسران [illegible] طہران سے تبریز کی طرف روانہ ہوئی کہ دستوری حکومت کے [illegible] میں [illegible]

کر سکے۔ مگر تبریز میں ۱۲۔ اکتوبر تک دستوری حکومت والے سارے
شہر پر قابض تھے۔ نومبر کے آخر میں باوجود قزاقوں کی فوج اور توپوں کے
جو شہر کے محاصرین کی امداد کے لئے آئی تھی تبریز کی دستوری حکومت والے
اُن پر برابر فتحیاب ہے اس سے اتنا فائدہ ہوا کہ دوسرے شہروں کے
دستوری حکومت والے اپنی تجاویز کو پورا کر سکے اور چار مہینے کے عرصہ
میں وہ رشت، اصفہان، لار، شیراز، ہمدان، مشہد
استرآباد، بندرعباس، اور بوشہر پر بخوبی حاوی ہو گئے۔

۵۔ جنوری ۱۹۰۹ء کو بختیاری قبائل کے دو سردار صمصام الدولہ
وضرغام السلطنت مع اپنے ہزار آدمیوں کے شہر اصفہان
پر قابض ہو گئے اور بادشاہی فوج کو مار کے منتشر کر دیا۔ بختیاریوں نے
دستوری حکومت کی حمایت کا بیڑا اُٹھایا تھا۔

رشت کے شمال میں دستوری حکومت کی مدد کو وہ عجیب وغریب
شخص سپہدار اعظم پشت پناہ بنگیا جو چند مہینے پہلے شاہ کی فوج
کا افسر تھا جو تبریز کا محاصرہ کر رہی تھی۔

جنوری کا مہینہ اہل تبریز پر بہت سخت گزرا سیکڑوں بھوک سے مر گئے
گھاس تک کھانے کو میسر نہ آتی تھی۔ رحیم خان کے وحشی قبائل اور
شاہ کی فوجیں لوٹ کی امید میں شہر کا محاصرہ کئے پڑی تھیں محصورین فدائیوں

نے کئی دفعہ دھاوا کر کے شہر میں غلہ اور جنس لانے کی کوشش کی۔ اس مہم میں دو
غیر ملک کے باشندوں نے ہاتھ بٹایا۔ ایک انگریز مسٹر مور جو بعض انگریزی
اخباروں کی نامہ نگاری کی غرض سے ایران آئے تھے اور دوسرے ایک امریکن
مسٹر باسکرویل جو شہر تبریز میں ایک مشن اسکول کے معلم تھے۔ ۲۱ر اپریل
کو جو دھاوا ہوا اس میں یہ امریکن صاحب مارے گئے

جب شہر تبریز میں کھانے کی بہت ہی قلت ہوئی تب یہ تجویز ہوئی کہ کل غیر ملک
کے اشخاص جو وہاں سکونت پذیر ہیں ان کو باہر جانے کی اجازت دی جائے
اور شاہ کی فوج کے افسر کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ انہیں امن سے نکل جانے دے
مگر کل غیر ملک والوں نے اس طرح اپنا کاروبار چھوڑ کر جانے سے انکار کیا۔ ۲۲ر اپریل
کو روس نے شہر میں اپنی فوج بھیجنے کا ارادہ کیا تاکہ غلہ وغیرہ کے لانے میں
مدد دے اور غیر ملک کے باشندوں اور سفارت خانوں کی حفاظت کرے
اور اگر کوئی شہر سے باہر جانا چاہے تو اسکو مدد دے۔

۲۹ر اپریل کو روسی فوج جس میں قزاقوں کے چار اسکواڈرن پیدلوں کی
تین بٹالین دو توپ خانے سفر مینا کی ایک کمپنی شامل تھی وہاں آئی اور دوسرے
دن شہر میں داخل ہوئی۔ روسی گورنمنٹ نے صاف صاف الفاظ میں یہ یقین
دلایا کہ یہ فوج صرف اس وقت تک وہاں رہے گی جب تک کہ سفارت خانوں
اور غیر ملک کے باشندوں کے جان و مال کی حفاظت کی ضرورت لاحق ہوگی اور یہ فوج

پولیٹکل جھگڑون سے احتراز کرے گی۔ مگر یہ بھی ایک حیلہ سازی تھی۔ چار ہزار
روسی فوج تبریز مین پڑاؤ ڈالے پڑی رہی اور وہان کے باشندون سے
کچھ تنازعہ نہ ہو یہ امر محال تھا۔ گو شہر مین بالکل امن قایم ہو گیا مگر روسیون نے
باوجود وعدے کے اپنی فوج وہان سے نہ ہٹائی۔ مارچ مین رشت کے
فدائیون نے اس سڑک پر جو بحر کسپین سے قزوین اور طہران کو جاتی تھی کچھ
قبضہ کر لیا مگر وہ بختیاری فوجون کے منتظر تھے جو اصفہان اور جنوب سے آرہی
تھین۔ اس درمیان مین ۲۲ اپریل کو روس اور برطانیہ کی سفارت کی طرف سے
ایک زوردار مراسلہ شاہ کے پاس بھیجا گیا اور شاہ نے ۱۰ مئی کو حلفاً پھر یہ اقرار کیا
کہ دستوری حکومت کو بحال رکھے گا اور اس کا حامی رہے گا۔ مگر اب دستوری
حکومت کے سرگروہ کو اُسکی بات کا کچھ اعتبار نہ رہا تھا۔

اس اثنا مین دستوری حکومت کی فوجین دارالسلطنت کی طرف بڑھنا
شروع ہوئین۔ جو فوج اصفہان سے آئی تھی اس کا افسر بختیاری سردار
صمصام السلطنۃ تھا۔ ساتوین مئی کو سردار اسعد بھی جو ابھی حال
مین یورپ سے خلیج فارس کی طرف سے واپس آیا تھا اُس سے آملا۔ شاہ
اس فوج کے مقابلہ کے لئے بعض شاہی سپاہی روانہ کئے۔

اس درمیان مین دستوری حکومت کی فوج جو رشت سے آئی تھی اُس نے
قزوین پر قبضہ کر لیا۔ یہ شہر طہران کے شمال مین ۹۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے

اس فوج کا افسر سپہدار اعظم تھا۔ گو کہا جاتا ہے کہ ایک ارمنی شخص یفرم خان اس فوج کا روح روان تھا۔ ۵ مئی کو قزوین فتح ہو گیا اور ۶ مئی کو ایرانی قزاقون کی ایک فوج معہ دو سکّرین توپون کے بسرکردگی روسی افسر کپتان زاپولسکی طہران سے بھیجی گئی تاکہ پایۂ تخت کے شمال و مغرب کی طرف ۳۰ میل کے فاصلہ پر جو پل کراج پر واقع ہے اسکی حفاظت کرے اور راستہ کو روکے رہے۔ دستوریون کی فوج کی تعداد چھ سو سے کم تھی۔

اس وقت روسی سفارت نے پھر دخل دیا اور ایک تحکمانہ مراسلہ سپہدار کے پاس بھیجا کہ طہران پر جو پیش قدمی کی جارہی ہے موقوف رہے۔

۱۶ جون کو بختیاری فوجین جن مین ۸۰۰ آدمی تھے طہران کی طرف روانہ ہوئین اور تھوڑے عرصہ مین قزوین کی دستوری فوج سے جا ملین۔ اس عرصہ مین برطانیہ اور روسی سفارت نے کوئی دقیقہ کوشش کا اٹھا نہ رکھا کہ بختیاری سردارونکو اپنے ارادے سے باز رکھین مگر ایک نہ چلی ۲۳ جون کو اس فوج کا ہراول قم تک پہونچ گیا جو طہران کے جنوب مین ۸۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ باوجود اُن تمام دھمکیون کے جو سفارت روس و برطانیہ کی طرف سے ہوئین سردار اسعد نے یہ کہلا بھیجا کہ مین خود شاہ سے بعض اپنے امور کا استفسار کرونگا اور فوج برابر بڑھتی گئی۔ روسی گورنمنٹ اس پر بھی اپنے ارادے سے باز نہ آئی اور دستوری فوج کو ڈرانے کے لئے باکو مین

ایک روسی فوج اسلئے بھیج کی کہ شمالی ایران پر حملہ آور ہو۔اس وقت شاہ کی فوج پانچ ہزار سلطنت آباد مین تعینات تھی اور قزاق بریگیڈ کے (۱۳۵۰) سپاہیون مین سے (۸۰۰) کرنل لیاخوف کی ماتحتی مین دے گئے تھے جن مین سے ۳۵۰ سپاہی طہران کے شمالی حصہ کی حفاظت کر رہے تھے اور (۲۰۰) جنوبی حصہ کی۔ یہ سب بختیاری فوج کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ ۲۳ رجولائی کو کرج پر جو فوج تعینات تھی وہ وہان سے ہٹ کے شاہ آباد مین آرہی جو طہران سے صرف ۱۳ میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور دوسرے دن اس فوج سے اور دستوری فوج کے ہراول سے مٹھ بھیڑ ہوگئی ایرانی قزاق جو کپتان زاپولسکی اور دو اور روسی افسرون کے زیر کمان تھے اور اُن کے پاس تین توپین بھی تھین اُن مین ایک ایرانی افسر اور تین سپاہی مارے گئے اور دو زخمی ہوے دستوری فوج مین ۱۲ آدمی مارے گئے۔

اس عرصہ مین روس نے اپنی فوج باکو سے روانہ کی اور ۸ رجولائی تک دو ہزار سپاہی ایران پہونچ گئے۔

۱۱۔ جولائی کو وہ قزوین پہونچے سفارت نے دستوریون کو متنبہ کیا کہ اگر اور آگے قدم بڑہاؤ گے تو ہم ملتفت ہونگے اسکے علاوہ دستوریونکو ڈرانے اور دہمکانے مین اور بہت سی کوششین کی گئین مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آخر کار ۱۰ر جولائی کو طہران سے ۱۵ میل کے فاصلے پر مغرب کی طرف بمقام بادامک

بختیاریوں اور قزاق بریگیڈ مین ایک جنگ ہوئی جسکا نتیجہ فیصلہ کن نہ تھا۔
اسکے بعد پھر دو دن تک متفرق لڑائیان ہوتی رہین۔ تا اینکہ ۱۳ر جولائی کو
دستوریون کی دو فوجین ایسی ہوشیاری کے ساتھ دشمن کی فوجون مین
سے گزر کر ۶ ½ بجے صبح کو چپ چاپ طہران مین داخل ہوگئین کہ وہ سب منہ
دیکھتے رہگئے یہ چالاکی اُسی ارمنی افسر یفرم خان کی تھی جسکا ذکر اوپر آچکا ہے۔
اب طہران کی گلیون اور سڑکون پر لڑائی شروع ہوئی اور تمام دن جاری رہی
طہران کے باشندون نے نہایت جوش کے ساتھ دستوری فوجون کا خیر مقدم
کیا اور ۱۳ر جولائی کو اُنھون نے اپنا یوم نجات قرار دیا۔ دوسرے دن قزاقون
کا بریگیڈ معہ کرنل لیاخوف کے اپنی بارک مین محصور ہوگیا۔ اور آخر کار روسی
کرنل نے مجبور ہوکے سپہدار کے پاس صلح کا پیام بھیجا اور ہتیار رکھدے۔ دستوری
فوج نے شہر مین داخل ہوکے بڑی جوان مردی دکھائی تمام اہل شہر کے ساتھ بہت
ہی اچھا برتاؤ کیا۔ ۱۵ر جولائی کو وہ شہر پر پورے قابض ہوگئے۔
۱۶ر جولائی کو ۸ ½ بجے صبح شاہ نے معہ ایک کثیر التعداد فوج اور مصاحبین
وغیرہ کے شہر سے بھاگ کر روسی سفارت خانہ مین پناہ لی جو بمقام زرگندہ شہر سے
چند میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور اس طرح تخت سے دست بردار ہوا بھاگنے
سے پہلے اُس نے روسی سفیر کی اجازت حاصل کرلی تھی کہ بھاگ کے وہان
ٹھیرے گا جون ہی یہ وہان پہونچا سفارت خانہ کی عمارت پر روسی اور انگریزی جھنڈے

چڑھادے گئے اس عرصہ مین کرنل لیاخوف نے دستوریون کی
اطاعت قبول کرلی اور اُن کے ملازمت مین داخل ہوگیا اور یہ اقرار کیا کہ
اب وزیر جنگ کے احکامات کی تعمیل کرے گا۔ اُسی دن شام کو بہارستان
کی زمین پر ایک غیر معمولی جلسہ ہوا جس مین شاہ کی معزولی کا باقاعدہ اعلان
کیا گیا اور اس کا بیٹا سلطان احمد میرزا جسکا سن بارہ[12] برس کا تھا
بادشاہ بنایا گیا اور خاندان قاچار کا ایک بہت ہی سن رسیدہ بزرگ شخص
آزادالملک نائب السلطنت مقرر ہوا۔

چنانچہ ۱۶ر جولائی سنہ ۱۹۰۹ء کو دستوری حکومت ایران مین از سر نو قایم ہوئی
اور محض اہل ملک کی غیر معمولی دلیری حب الوطنی اور ہوشیاری کی بدولت
یہ دن دیکھنا نصیب ہوا ورنہ روس اور برطانیہ تو اسکا خاتمہ
کر چکے تھے۔

اس کے بعد دستوری حکومت نے ایک ضروری کمیٹی قایم کی جس سے
برطانیہ اور روس کے سفارت کے درمیان گفتگو شروع ہوئی کہ شاہ معزول
محمد علیشاہ کن شرائط پر ایران سے باہر کیا جاے۔ ملک کے
جواہرات جو اُس کے پاس ہین سب لے لئے جائین وہ اپنا کل قرض
ادا کر دے اور اُس کی ذاتی جائداد جہان کہین رہن ہے اُسنے فک رہن
کراے (تاکہ وہ روسیون کے ہاتھ مین نہ پڑے) اور اُس کے گذارے

EPHRAIM KHAN, CHIEF OF THE POLICE AND GENDARMERIE OF TEHERAN.
He did more than any other to defeat Muhammad Ali

کے لئے کیا پنشن مقرر کیجا سے ۔ چنانچہ ۷ ستمبر کو یہ طے پایا کہ ایک اقرار نامہ

مرتب ہوا اور اسپہر روس اور برطانیہ کے سفرا اور نیز دوسرے فریق اپنے

اپنے دستخط کریں ۔ چنانچہ اقرار نامہ مرتب ہوا اور اسپہر دستخط ہو گئے ۔ اور شاہ

معزول کی پنشن سولہ ہزار چھ سو چھیاسٹھ پونڈ سالانہ قرار پائی ۔ ۹ ستمبر

کو وہ مع اپنے بیگمات اور ہمراہین کے روسی سفارت خانہ سے بحر کسپین

کو روانہ ہوا تاکہ وہان سے اڈسا کو جاے ۔ پہلی اکتوبر کو اس نے

ساحل ایران چھوڑا اور باکو پہونچا جہان سے ایک اسپیشل ٹرین مین بیٹھکر

اڈسا پہونچ گیا ۔ یہ اسپیشل ٹرین گورنمنٹ روس نے اس کے

لئے فراہم کی تھی ۔ ۱۸ جولائی کو سلطنت آباد مین شاہ معزول کے فرزند

احمد میرزا کے بادشاہ ہونے کا اعلان کیا گیا ۔

۲۰ جولائی کو وہ پایہ تخت مین داخل ہوا اور اس کے آمد کی خوشی مین

تمام شہر مین روشنی کی گئی ۔ اس کے بعد روس و انگلستان نے نئی دستوری

حکومت کو تسلیم کیا ۔ اس قومی مجلس نے اب ایک کیبنٹ نامزد کی اور

یفرم خان کو شہر کا کوتوال مقرر کیا ۔ جو اخبارات پہلی مجلس کے زمانہ مین

نکلے تھے اب پھر جاری ہوے اور ان کو ہر طرح کی آزادی دیگئی ۔ اکتوبر

کے مہینے مین مجلس کے ممبرون کا انتخاب شروع ہوا اور ۲۸ اکتوبر تک

۶۴ ممبر ملک کے مختلف مقامات سے انتخاب ہوکر طہران مین جمع ہو گئے

۱۵ - نومبر ۱۹۰۹ء کو مجلس کا باقاعدہ افتتاح ہوا جس مین ہر طبقہ کے وکلاء شریک تھے - سپہدار وزیر اعظم اور وزیر صیغہ جنگ مقرر ہوئے اور انہون نے بادشاہ کی طرف سے اسپیچ دی -

یہان یہ سب کچھ ہو رہا تھا اور اُدہر تبریز - قزوین - رشت اور دوسرے متفرق مقامات پر روسی فوج بدستور اپنے پنجے جماتے ہوئے تھی جسکی وجہ سے روس کی نیت کی نسبت دستوری حکومت والون کی بدگمانی بڑہتی جاتی تھی - باوجود ان ساری دقتون اور پریشانیون کے نئی مجلس اور کیبنٹ نے بڑی جرءت کے ساتھ انتظام ملک مین اصلاح شروع کی اپنی کو دور کیا - ملک مین پولیس قایم کی مالگزاری تحصیل کرنے کے ذرایع معین کئے اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت کا انتظام کیا - تمام ملک ایک نہایت ابتری کی حالت مین تھا اسپر طرہ یہ کہ خزانہ بالکل خالی اور اغیار کا قرض جسکا بار ایران کو پیسے ڈالتا تھا -

ایک فرانسیسی موسیو بیزاو مقرر کیا گیا کہ دستوری حکومت کو مالی اصلاحات مین مدد دے - دو برس تک وہ رہا مگر اُس نے کچھ نہ کیا اور حالت روز بروز ابتر ہوتی گئی ایران کی بدقسمتی سے اُس کے بہادر سپوت جنھون نے ظالم بادشاہ کو تخت سے اُتارا اور فتح مندی کے وقت اپنے تئین باستقلال رکھا افسوس ہے کہ اُن مین بہت ایسے نکلے جو بیہودہ خیالات

سے اپنے ذاتی فائدے اٹھانے مین مصروف ہو گئے - ایک طرف تو خزانہ
کی یہ حالت تھی اور دوسری طرف مالی انتظام مین رشوت اور دغابازی کا بازار
گرم تھا اُسپر بیرونی قرضہ کا بار اور روزانہ اخراجات کی زیادتی غرضکہ ہر طرف تباہی
کے آثار نمایان تھے ایسی حالت مین حقیقت یہ ہے کہ اُسی مجلس کے ممبرون کا
کام تھا کہ اُنکے قدم نہ ڈگے اور اُنھون نے یہ طے کیا کہ اگر ملک کو تباہی سے
بچانا اور دستوری حکومت کو قائم رکھنا ہے تو کوئی جدید طریقہ انتظام جلد جاری کرنا
چاہیئے -

باوجود اس نمایان کامیابی کے جو دستوری حکومت کو حاصل ہوئی یعنی شاہ کو
ملک سے نکال باہر کیا اور اُس نے اپنے کئے کی سزا پائی - ملک کچھ ایسی ابتر
حالت مین تھا کہ ایک عمدہ اور باقاعدہ گورنمنٹ قائم ہونے کی امید بہت کم تھی -
ایسی گورنمنٹ کا قائم ہونا جسکی وقعت لوگون کے دلون مین ہو اور جو ہمسایہ سلطنتین
دوستی کا دم بھرتی ہین اُنھین ملک مین دخل دہی کا کوئی موقع نہ ملے بہت دشوار
تھا - ملک کا انتظام بالخصوص وہ محکمہ جات جو مال سے متعلق تھے شاہان ماسبق
کے وقت مین کچھ ایسے ابتر ہو گئے تھے جن کی وجہ سے ایران کی ساکھ نہ اپنے
لوگون مین رہی تھی اور نہ غیر ملک والون مین ایسی حالت مین اُسے اس تباہی کے
پنجہ سے بچانا بڑا ہی دشوار کام تھا اور اس کے لئے کمال جرأت استقلال
ہوشیاری اور حب الوطنی درکار تھی - اندرونی دشواریان کیا کم تھین کہ اُس پر طرہ

یہ ہوا کہ روس کی علانیہ مخالفت اور انگلستان کے بووسے پن نے اور سونے میں سہاگہ ملا دیا روس اسی فکر میں تھا کہ ایران میں دستوری حکومت نہ چلنے پائے انگلستان کو لازم تھا کہ روس کو اس معاملہ میں روکتا مگر وہ ڈر کے اس بارہ میں اور روس کا دمساز بنا ہوا تھا۔ پس جدید دستوری حکومت کو ابتدا ہی سے ایسے غیر معمولی اور عجیب تعلقات کا سامنا کرنا پڑا جو ان دو سلطنتوں نے بلحاظ ایران کے خود مختار سلطنت ہونے کے خواہ مخواہ اس کے سر منڈھے تھے۔

صوبہ جات کی غریب رعایا کو ہر عہد میں ٹیکس دینا ہوتے تھے جسکا کوئی جزو اُن کی فلاح میں صرف نہ کیا جاتا تھا اور وہ بیچارے ہمیشہ اُن سرکاری لٹیروں اور قزاقوں کا شکار ہوتے تھے جنھیں قسمت اُن پر حاکم مقرر کرتی تھی۔ گو دستوری حکومت اب قائم ہوگئی تھی مگر وہاں کے عوام الناس بالکل جاہل تھے اور ایسی حکومت میں رعایا کے جو حقوق اور ذمہ واریاں ہوتی ہیں اُن سے بالکل لاعلم تھے۔ اب یہ موقع نہ تھا کہ وہ کافی تعلیم حاصل کرکے اپنے تئیں ان باتوں کا اہل بنائیں اسلئے کہ ملک ایک عجیب خطرے میں پڑا تھا جسکی وجہ سے یہ اندیشہ تھا کہ جب تک وہ قابلیت حاصل کرکے اہل بنیں خود ملک کا وجود بحیثیت ایک خود مختار سلطنت کے نقشہ عالم سے مٹ جائے گا اور ملک ہی اُنکے پاس نہ رہے گا۔ لہذا جو لوگ صاحب فہم تھے اور بادشاہ کے معزول ہونے کے بعد اس نئی حکومت میں اٹھارہ مہینے تک باختیار رہے انھیں بڑی ذمہ داری کا

سامنا ہوا چونکہ یہ لوگ ہمیشہ سے ایک راشی اور خراب حکومت کے عادی تھے انھون نے باختیار ہوتے ہی اپنی جیبین بھرنی شروع کین اور مطلق اسبات کا خیال نہ کیا کہ وہ رعایا کے امین ہین اور اسلئے مقرر کئے گئے ہین کہ رعایا کے حقوق کی حفاظت کرین۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے ایک کثیر التعداد روسی فوج شمالی ایران مین موجود تھی گو سفراے روس و برطانیہ نے یہ بیان کیا تھا کہ یہ فوج صرف یورپین باشندونکے جان و مال اور حقوق کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے۔ اور جب اس کی ضرورت نہ رہے گی تب وہان سے ہٹالی جائے گی۔

کچھ تو اس فوج کی موجودگی اور کچھ مقامی شورشون کی وجہ سے جو عموماً ایسے ممالک مین کسی بڑے انقلاب کے وقت ظہور مین آتی ہین دستوری حکومت کو روز افزون دشواریون کا سامنا رہا ستمبر ۱۹۰۹ء مین ایک مشہور ڈاکو رحیم خان نے شہر اردبیل پر جو شمالی ایران مین واقع ہے حملہ کردیا اب روسی گورنمنٹ کو اور فوج بھیجنے کا بہانہ مل گیا اور بجائے اسکے کہ جو روسی فوج ایران مین موجود تھی وہ ہٹائی جاتی اور بہت سی فوج وہان بھیجدی گئی۔ گورنمنٹ ایران کو مجبوراً اس حملہ کا تدارک کرنا پڑا اور ایک زر کثیر صرف کرکے فوج تیار کی جو رحیم خان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئی مگر ۲۴ جنوری ۱۹۱۰ء کو رحیم خان نے اسے ایسا گھیر لیا کہ اب بجز بھاگنے کے کوئی چارہ نہ رہا

اور بھاگنے کے لئے بھی صرف روسی سرحد کا ایک راستہ خالی تھا۔ گورنمنٹ
روس نے بخلاف شرط دفعہ ۱۴ مندرجہ معاہدہ ترکمانچی اُسے اپنے ملک مین
آنے دیا اور وہ وہان پہونچ کے بالکل امن مین ہوگیا اسلئے کہ کوئی اُس کا تعاقب
نہ کرسکا وہان وہ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء تک رہا بعد ازان پھر تبریز کو واپس آیا اور دستوری
حکومت کو پھر ستانا شروع کیا۔ مئی سنہ ۱۹۱۱ء مین ایک ایرانی شاہزادہ داراب
میرزا جو عرصہ سے گورنمنٹ روس کی رعایا ہوگیا تھا اور رُوسی قزاقون کی فوج
مین جو قزوین مین تعینات تھی افسر مقرر تھا اس نے یہ کوشش کی کہ دستوری
حکومت کو توڑ دے اور اس غرض سے اس نے ایک بلوہ کیا۔ گو اہل ایران
نے اس بلوہ کا تدارک کرنا چاہا اور روسی فوج کو اس معاملہ مین دخل دینے سے
روکا مگر روسیون نے یہ بہانہ کیا کہ ہم داراب میرزا کو گرفتار کردین گے یہ محض
اُن کا ایک حیلہ تھا اسلئے کہ جب داراب میرزا ان کے ساتھ قزوین
کو واپس جارہا تھا تو ایک ایرانی فوج سے جو اُسکی گرفتاری کے لئے بھیجی
گئی تھی مٹھ بھیڑ ہوئی اور روسیون نے ایرانی فوج پر حملہ کیا اور ایرانی فوج کا
افسر مارا گیا۔ گو بعد کو روسیون نے صاف انکار کیا کہ اس خانہ جنگی مین ان کا
کچھ تعلق نہ تھا مگر آخر مین یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس معاملہ مین اُن کی پوری
سازش تھی۔ ایک روسی کرنل نے داراب میرزا کے حمایتیون
کو اپنے دستخط سے اس مضمون کے خطوط لکھدئے تھے کہ یہ لوگ شہنشاہ

روس کی پناہ مین ہین اگر کوئی ایرانی ان سے کچھ مواخذہ کرے گا سخت سزا پائیگا

فروری ۱۹۱۱ء مین روسی فوج نے بمقام وارمنی ساٹھ بے گناہ قصباتیون کو جن مین عورتین اور بچے بھی تھے ذبح کرڈالا - یہ مقام ایران مین قصبہ استارا کے قریب واقع ہے -

اس درمیان مین گورنمنٹ ایران نے دسمبر ۱۹۰۹ء کو گورنمنٹ روس و برطانیہ سے پچیس لاکھ پونڈ قرض لینے کی تجویز کی مگر ان دونون سلطنتون نے ایسے سخت شرایط پیش کئے کہ مجلس نے مجبوراً یہ معاملہ کرنا نامنظور کیا اسلئے کہ ان شرایط سے ایران کی خود مختاری کا خاتمہ ہو جاتا مگر تھوڑے سے عرصہ کے بعد مجلس نے لندن مین ایک ساہوکار سے معقول شرایط پر قرض کا معاملہ ٹھیرایا اور قریب تھا کہ طے ہو جائے لیکن گورنمنٹ برطانیہ بمشورہ روس اس مین مخل ہوئی اور بالآخر معاملہ نہ ہوا حالانکہ گورنمنٹ ایران شاہی جواہرات رہن رکھ کر قرض لیتی تھی اس مابین مین روس علانیہ یہ کوشش کر رہا تھا کہ مجلس سے بہت سے فائدہ مند اجارے حاصل کرے اور وعدہ یہ کیا تھا کہ اگر اجارے مل جائین گے تو روس اپنی فوج شمالی حصہ ایران سے ہٹالے گا - المختصر ان دونون سلطنتون کا برتاؤ ایران کے ساتھ برابر مخالفانہ اور منافقانہ رہا - گورنمنٹ روس اسوقت ایسے وزرا کے زیر اثر تھی جن کا اصول پیش قدمی اور ملک گیری تھا ایسی حالت مین مسٹر پوختی تانوف جیسے شخص کا سفیر مقرر ہو کر طہران

آتا گویا یہ صاف دلیل تھا کہ روس نے ایران کو ہضم کرنے کا مصمم ارادہ کیا ہے
یہ وہی حضرت ہیں جو اول تہران میں روسی سفیر تھے اور وہاں دستوری حکومت
کے خلاف خوب سازشیں کی تھیں ۱۶ - اکتوبر ۱۹۱۰ء کو گورنمنٹ برطانیہ نے
اپنا مشہور الٹمیٹم ایران کے پاس بھیجا جس میں یہ شکایت کی کہ جنوبی ملک ایران
کی سڑکیں بہت مخدوش ہیں جسکی وجہ سے تجار کو نقصان پہنچتا ہے لہذا ہندوستان
کی فوج میں سے چند افسر تعینات کئے جائیں جو ان سڑکوں کی حفاظت کا انتظام
کریں اور یہ انتظام گورنمنٹ برطانیہ کے نگرانی میں رہے اور جو کچھ اس کا خرچ
ہو وہ خزانہ ایران سے دلایا جاوے - اس الٹمیٹم نے ایران اور ٹرکی دونوں
ملک میں بڑا جوش پیدا کیا اور بعض مسلمانوں نے شہنشاہ جرمن کو اس
مضمون کا تار دیا کہ وہ ایسے آڑے وقت میں اہل اسلام کی مدد کریں - اس تار
کا مقصد تو یہ تھا کہ ایران کے پولٹیکل معاملات میں جرمنی بھی شریک ہو مگر اسکا
نتیجہ صرف یہ ہوا کہ پوٹسڈیم کے معاہدے میں عجلت کی گئی اور وہ نومبر
کو وہ طے ہو گیا جسکا وقوع برطانیہ اور فرانس کے لئے بہت تعجب خیز تھا -
روس اور جرمن میں اخلاص اور آشتی پیدا ہونے سے یہ معلوم ہو گیا کہ اس
عہدنامے کے شرائط کیا ہیں اور جب روس کو یقین ہو گیا کہ اب کوئی دخل نہ دیگا -
تب اس نے ایران کے ساتھ سخت برتاؤ شروع کیا -

۲۹ - اکتوبر ۱۹۱۰ء میں حسین قلی خان نے جو اسوقت ایران

میں وزیر امور خارجہ سے تھے روس اور برطانیہ کی سفارت کو یہ اطلاع کی کہ شاہ
معزول بعض ترکمانی قبائل کے ساتھ سازو باز کر رہا ہے لہذا حسب معاہدہ مورخہ
۲۵ اگست سنہ ۱۹۰۹ء اُس کا وظیفہ موقوف کر دیا جاے۔ دونوں سفارتوں نے
نہ صرف اس معاملہ میں بالکل بے اعتنائی کی بلکہ اپنے نوکروں کو وردی پہنا کر
بھیجا کہ اُسکی ہتک عزت کریں اور اُسکے پیچھے پیچھے لگے رہیں بلکہ اُسکے مکان
کے دروازے پر جم جائیں اور جب تک شاہ معزول کے وظیفہ کی رقم نہ
وصول ہولے اُس جگہ سے نہ ہٹیں۔ یہ برتاؤ صرف بے انصافانہ اور ہتک آمیز
تھا بلکہ اس قسم کی حرکت کبھی اس سے پہلے کسی سفارت کی طرف سے ظہور
میں نہیں آئی ایک مہینے کے بعد روسی سفیر نے اس وزیر کو مجبور کیا کہ وہ معافی
مانگے اور یہ کہا گیا کہ کاشان میں کسی روسی سفارتی ایجنٹ کے ساتھ
کچھ گستاخانہ برتاؤ کیا گیا تھا حالانکہ اسکی کچھ اصل نہ تھی۔ یہ روسی ایجنٹ دراصل
ایک بدمعاش مشہور ایرانی النسل شخص تھا جسکی نسبت گورنمنٹ ایران نے
سخت مخالفت کی تھی کہ روسی سفارتخانہ میں اس کا تقرر نہ ہو اس معافی نامہ
کی ذلت اُٹھانے کے بعد اب حسام قلی خان کو ظاہر ہو گیا کہ یہ
دونوں سلطنتیں اُسکے ہٹانے کے درپے ہیں چنانچہ اُس نے استعفیٰ
دے دیا اس درمیان میں شاہ معزول اس بہانہ سے اڈیسا کو چھوڑ کے
یورپ کو روانہ ہوا کہ اپنی صحت کے لئے تبدیل آب و ہوا کی ضرورت ہے

مگر دراصل غرض یہ تھی کہ دستوری حکومت کو توڑنے کے لئے ساز و باز کرے
چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ دوسرے سال ماہ جولائی مین ایک مسلح فوج کے ساتھ
ایران کی سرزمین پر آپہونچا۔ پہلی فروری کو شہر اصفہان مین پولیس کے
ایک معزز افسر نے وہان کے گورنر کو جو دستوری حکومت کی طرف سے مقرر
تھا زخمی کیا اور اُس کے ایک چچا زاد بھائی کو مار ڈالا بعد ازان بھاگ کے
روسی سفارت خانہ مین پناہ لی۔ پانچ روز کے بعد ایران کے وزیر مال صنیع الدولہ کو
طہران کی سڑک پر دو گرجیون نے گولی سے مار ڈالا۔ اسکے بعد پولیس کے چار
آدمیون کو زخمی کیا۔ اور جب ایران کی پولیس نے اُن کو گرفتار کرنا چاہا تو روسی سفیر
مانع ہوا اور یہ کہا کہ یہ دونون روسی گورنمنٹ کی پناہ مین ہین اور روسی گورنمنٹ
اس معاملہ کی تحقیقات کر کے ان کو سزا دیگی۔ ۱۰ فروری کو ناصر الملک
نائب السلطنت مقرر ہوے ان سے پہلے آزاد الملک نائب السلطنۃ
تھے۔ جب ۲۲ ستمبر ۱۹۱۰ء کو انکا انتقال ہوگیا تو یہ نائب السلطنت مقرر ہو کے
طہران پہونچے اور ان کی خاطر سے قزوین مین جو روسی گارد متعینات تھے
باستثنار ۸۰ قزاقون کے وہان سے اُٹھا لیا گیا۔

یہ سلسلہ واقعات اب ختم ہوتا ہے اسکے بعد مالی اصلاح اور انتظام ملک
کے لئے امریکن منتظمین بلاے جاتے ہین۔

پہلا باب

(ایران اب یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اصلاح و تہذیب صیغہ مال اور انتظام ملک کے لیے امریکہ سے تجربہ کار لوگ بلائے جائیں - چنانچہ امریکن طہران میں داخل ہوتے ہیں)

وکلار مجلس نے ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۱۰ء میں اس مسئلہ پر بحث کی کہ مالی حالت کی اصلاح کے لئے امریکہ سے تجربہ کار منتظمین بلائے جائیں اسلئے کہ وہ لوگ یورپین اثر سے مبرا ہونگے - بلا رو رعایت اپنے فرایض انجام دینگے اور ایران کے خزانے کی دقیانوسی ابتر حالت کو درست کرسکیں گے - چنانچہ مجلس وزرا نے ۲۵ دسمبر ۱۹۱۰ء کو بوساطت وزیر امور خارجہ **حسین قلی خان** سفارت ایران متعینہ واشنگٹن (امریکہ) کو بذریعہ تار یہ مراسلہ بھیجا :-

سفارت خانہ ایران واشنگٹن -

سکریٹری آف اسٹیٹ (دولت امریکہ) سے فوراً درخواست کیجئے کہ وہ آپ کو وہاں کے سربرآوردہ ماہرین فن مال سے مراسلت کی اجازت دیں اور آپ ایک بے لوث تجربہ کار شخص کو بہ پابندی تصدیق تقرر و منابعت مجلس تین سال کے لئے **صدر المہام** خزانہ کی خدمت کے لئے مقرر کیجئے جو ملک کی مالگزاری و اخراجات کی اصلاح کرے - اس کی مددگاری کے لئے ایک تجربہ کار محاسب

اور صوبہ جات کی تحصیل وصول کی نگرانی کے لئے ایک انسپکٹر اور تشخیص محصول وغیرہ کے لئے ایک ڈائرکٹر جس کی مددگاری میں ایک اور انسپکٹر غرضکہ بالکل چار صاحبونکو مقرر کیجئے۔

امریکین منسٹر ہمکو اطلاع دیتے ہیں کہ سکریٹری آف اسٹیٹ بالکل راضی اور آمادہ ہیں لہذا اب کسی دوسرے طرز عمل کی ضرورت نہیں اور نہ کسی اور سے اس بارہ میں گفتگو کیجائے اسلئے کہ اکثر غیر ذمہ دار لوگ نوکری کے لئے خواہشمند ہونگے۔ اسکی ایک نقل سکریٹری آف اسٹیٹ کی خدمت میں بھیج دیجئے اور جیسا وہ کہیں اسکی تعمیل کیجئے اور بالاختصار اس کی اطلاع دیجئے۔ نمبر ۹۸۷

حسین قلی

چنانچہ سفیر ایران متعینہ واشنگٹن و امریکین اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی باہمی دوستانہ کارروائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں صدر المہام خزانہ کی خدمت کے لئے منتخب کیا گیا اور گورنمنٹ ایران نے باین شرط تین سال کے معاہدہ پر مجھے مقرر کیا کہ میں ایران کی مالگزاری کو ترتیب دوں اور اسکے وصول کرنے کے عمدہ قواعد بناؤں۔ اس کام میں مجھے مدد دینے کے لئے چار اور امریکین مقرر ہوئے جو میری ماتحتی میں دئے گئے۔

میرے اس تقرر سے پہلے کبھی یہ بات میرے خواب خیال میں بھی نہ آئی تھی کہ مجھے ایران جانا ہوگا۔ یہ محض میرزا علی قلی خان سفیر ایران متعینہ

واشنگٹن کی سحر بیانی تھی جس نے میرے سارے شکوک رفع کر دیے اور مجھے وہاں جانے پر آمادہ کر دیا۔ اب میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ حتی الوسع اہل ایران کو جنھیں ہم پر ایسا بھروسہ اور اعتبار ہے اُن کے ملک کے انتظام میں پوری مدد دینی چاہیئے

پہلا کام میں نے یہ کیا کہ پروفیسر براؤن کی کتاب تاریخ انقلاب ایران پڑھ ڈالی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی عالی خیالی اور منصف مزاجی نے میرے ارادے کو مضبوط کر دیا۔ اس روانگی سے پہلے میں نے اس معاملہ میں امریکن اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے سرکاری تعلقات کی نسبت صفائی کر لی اور اب مجھے معلوم ہو گیا کہ میں ایران کسی سرکاری حیثیت سے نہیں جا رہا ہوں۔ میں نے اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے درخواست کی کہ اس بارہ میں اگر کوئی تحریری وضاحت ہو جائے تو مناسب ہے چنانچہ میرے خط کا جواب جو سرکاری طور پر مجھے ملا وہ ذیل میں درج ہے۔

۲۴ر فروری ۱۹۱۱ء

بخدمت مسٹر ڈبلو۔ مارگن شوسٹر

یونین ٹرسٹ بلڈنگ۔ واشنگٹن۔ ڈی۔ سی

جناب عالی!

آپ کا خط مورخہ ۴ر ماہ حال متعلق تقرر پانچ امریکن مشیر مال من جانب دولت ایران اس ڈیپارٹمنٹ کو پہونچا جس میں آپ نے دریافت کیا ہے کہ دولت ایران نے کن وجوہ سے آپکو خدمت صدر المہام خزانہ کے لئے

منتخب کیا۔

جواباً نگارش ہے کہ گذشتہ ماہ دسمبر مین سفیر ایران متعینہ شہر ہذا نے حسب ہدایت گورنمنٹ ایران اس ڈیپارٹمنٹ سے درخواست کی کہ انہین امریکن تجربہ کاران امور مال کے ساتھ مراسلت کرنے مین مدد دیجائے تاکہ وہ پانچ امریکن مددگار مال دولت ایران کی طرف سے منتخب اور مقرر کرسکین لہذا بتعمیل درخواست سفیر ایران اس ڈیپارٹمنٹ نے ایک فہرست چند اصحاب کی ان کے پاس بہیجدی جس مین آپکا نام بھی شامل تھا اور ان سے کہا گیا کہ وہ اس بارہ مین مراسلت کرکے طے کرلین۔ اب اس ڈیپارٹمنٹ کو آپکے خط سے اور نیز سفارت ایران کے مراسلہ مورخہ ۱۷ ماہ حال سے یہ معلوم ہوکر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ صدرالمہام خزانہ کی خدمت کے لئے منتخب ہوئے ہین۔

مین ہون آپکا تابعدار

ہٹنگٹن ولسن

منجانب

مسٹر ناکس اسسٹنٹ سکرٹری آف اسٹیٹ

مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا کہ جب روس کو یہ خبر ہوئی کہ مجلس امریکہ سے منتظمین بلانے والی ہے تو اُس نے اس معاملہ مین طہران کی طرف سرکاری توجہ مبذول کی۔ اول روسی جاسوسون کے ذریعہ سے یہ کوشش کی گئی کہ بعض بدنام ممبران مجلس

کو ہموار کر کے اس تجویز کی مخالفت کی ہے - مگر جب اس میں کامیابی نہ ہوئی
تو گورنمنٹ روس نے امریکن اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کو یہ پیام بھیجا کہ امریکن ماہرین
امور مال کو ایران بھیجنا خلاف مصلحت و مروت ہوگا - اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ چونکہ
اُس وقت گورنمنٹ ایران کے منشا سے لاعلم تھی اُس نے نیک نیتی کے
ساتھ صاف یہ جواب دے دیا کہ جب معاملہ پیش آئیگا دیکھا جائے گا -

بعد ازاں تھوڑے ہی عرصہ کے بعد جب گورنمنٹ ایران نے امریکہ کے
اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے درخواست کی کہ پانچ ایسے اصحاب جنھیں مال کے
کام میں تجربہ ہو منتخب کر دئے جائیں تو اُسوقت برٹش گورنمنٹ سے یہ استفسار
کیا گیا کہ آیا وہ بھی روس کے ساتھ اس رائے میں شریک ہے کہ کوئی امریکن
صاحب ایران کی ملازمت نہ اختیار کریں اور وہاں نہ جائیں - برٹش گورنمنٹ
نے یہ جواب دیا کہ ابتداءً ایسا خیال تھا مگر اب گورنمنٹ برطانیہ کو اسبارہ میں کوئی
عذر نہیں ہے - تب گورنمنٹ روس نے دیکھا کہ یا تو مجبوراً اس معاملہ میں علانیہ
مخالفت کرنی پڑتی ہے یا حکمت عملی سے کام نکالنا پڑے گا - غرضکہ یہ معاملہ
یوں ہی گومگو میں رہا -

۲ - فروری ۱۹۱۱ء کو مجلس نے بڑے جوش کے ساتھ بہ غلبۂ آراء ہمارے
شرائط معاہدہ منظور کئے - چنانچہ ہم بلا کسی وسوسے کے ایران روانہ ہوئے اور
ہم نے یہ خیال کیا کہ گو ان دو ہمسایہ سلطنتوں کو (اُنہیں کے الفاظ میں کہنا چاہیے)

خاص دلچسپی ہو تاہم جب ہم راستی اور ایمان داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینگے تو انہیں کوئی عذر نہ ہوگا۔

۸ اپریل ۱۹۱۱ء کو میں نیویارک روانہ ہوا اور میرے ساتھ مسٹر چارلس میکاسکی ساکن نیویارک مسٹر ریلف ہلس ساکن واشنگٹن اور مسٹر بروس ڈکی ساکن پائن آئیلنڈ ہم سفر ہوئے۔ ہم لوگ گورنمنٹ ایران کی مالی حالت کی اصلاح کے لئے جارہے تھے مسٹر میکاسکی کے مسٹر ہلس کے اور میرے اہل وعیال بھی ساتھ تھے چنانچہ بچے اور نوکر وغیرہ ملاکر سولہ آدمیوں کا قافلہ تھا۔ میں نے اس شرط پر تین سال کے لئے دولت ایران کی ملازمت منظور کی تھی کہ بحیثیت صدر المہام خزانہ مجھے ملک کے مالی معاملات نظم و نسق کا پورا اختیار دیا جائے اور میں جو مناسب سمجھوں کروں۔ مسٹر میکاسکی نے مالگزاری صوبجات کی انسپکٹری منظور کی تھی۔ مسٹر ہلس محاسب مقرر ہوئے تھے اور مسٹر ڈکی انسپکٹر محصولات۔ اور یہ تینوں صاحب میرے زیر نگرانی تین سال کے لئے آئے تھے۔ مسٹر آف اس کیرنس کلکٹر محصولات متعینہ ایویلو جزائر فلپائن ڈائرکٹر محصولات مقرر ہوئے تھے مگر ہمارے ساتھ نہ چل سکے وہ بعد کو عنقریب طہران آنے والے تھے اور میرے خاص مددگار ہونے والے تھے۔ الغرض اس کام کے

لیے جو لوگ منتخب ہوے سب کے سب سال ہا سال کا مالی تجربہ رکھتے تھے
اور مال کے کام سے بخوبی واقف تھے اور یہ خوب جانتے تھے کہ ایسے ممالک
مین کسطرح اصلاح کرنی چاہیئے اور وزرایع آمدنی کس طریقہ سے بڑہانے چاہئین
ہم پارس الہ ‌وَ ناہوتے ہوئے ۲۵ اپریل کو قسطنطنیہ پہونچے جہان سے
بذریعہ جہاز بانوم (روس) گئے۔ وہان ہمی کو داخل ہوئے اور دوسرے
دن ریل مین بیٹھکر باکو روانہ ہوئے ۔ ۶ - مئی کو چار بجے سہ پہر کو ہم باکو سے
ایک روسی جہاز بادیا ٹنکی مین سوار ہوئے اور راتون رات بحر کاسپین
عبور کر کے دوسرے دن ۹ بجے صبح انزلی پہونچے جو ایران کا بندرگاہ ہے
جہاز سے اُتر کر اپنے اسباب کے متعلق چُنگی والون کا اطمینان کیا ۔ بعدازان
چھوٹی کشتی مین سوار ہوئے اور پھر گاڑی مین بیٹھ کر رشت گئے جو صوبہ
گیلان کا پایہ تخت ہے ۔ یہان کے گورنر نے دو دن تک ہمین مہمان کیا اور
ہمارے سفر ایران کے لیے سواری کا انتظام کیا ۔ طہران یہان سے ۲۲۰
میل ہے ۔ یہ سفر پرانی ۔ بدہیئت دقیانوسی گاڑیون مین طے ہوا ۔ ہر ایک
گاڑی مین چار چھوٹے چھوٹے لاغر ٹٹو جوتے جاتے تھے جو ہر دس یا بارہ
میل پر بدلے جاتے تھے ۔ ہم لوگ چار گاڑیون مین (۹) نوین مئی کو ساڑھے
آٹھ بجے صبح رشت سے روانہ ہوئے ہمارا کل وزنی اسباب پہلے دو بڑے
چھکڑون مین روانہ ہو چکا تھا ۔ ہمکو یہ دوستانہ مشورہ دیا گیا کہ آہستہ آہستہ سفر

کرین۔ اسلئے کہ عورتون اور بچون کا ساتھ ہے راہ مین بہت سے دلچسپ واقعات پیش آئے۔

الغرض ۱۲۔ مئی کو دو بجے سہپہر کو ہم طہران کے قریب پہونچ گئے۔ یہان ہم نے دیکھا کہ ہمارا کل اسباب ہمارے انتظار مین رکھا ہوا ہے۔ البتہ صندوقون کی شکل بدل گئی تھی۔ اسلئے کہ تین شبانہ روز بارش اور آندھی مین گذرے تھے اور چھکڑون کے فرمائشی دھکے کھائے تھے۔ خیریت یہ ہوئی کہ بعض لوگون کے کہنے سے ہم نے کل صندوق نمدہ کے تھیلون مین سلوا دے تھے ورنہ یہان تک ایک بھی سلامت نہ پہونچتا۔ جب شہر طہران چار میل رہگیا تو باب قزوین کے باہر سفیر امریکہ مسٹر چارلس ڈبلو۔ رسل مع اپنی بی بی اور دوسرے امریکن مشنری اور بہت سے اہل ایران ہمارے استقبال کو آئے یہان سے ہم اُن گاڑیون مین جو شہر سے ہمارے لئے آئی تھین سوار ہوئے اور سیدھے اتابک پارک پہونچ گئے یہ ایک نہایت وسیع اور خوبصورت قصر ہے جو ہمارے قیام کے لئے آراستہ کیا گیا تھا۔ یہ مکان ابتدائً امین السلطان اتابک اعظم کا بہارستانی تفرجگاہ تھا۔ امین السلطان دستوری حکومت کے مخالف اور شاہی ہوا خواہون کے رکن رکین تھے۔ یہ پیشتر بھی وزیر اعظم رہ چکے تھے اور محمد علی شاہ نے ان کو بلا کر وزیر اعظم مقرر کیا تھا مگر ۳۱ اگست ۱۹۰۷ء کو مارے گئے۔ قیصر

اور باغ جس مین تقریباً آٹھ ایکڑ زمین ہو گی طہران کے اُس حصہ مین واقع تھا جہان سفرا کی کوٹھیان اور یورپین باشندون کے مکانات تھے - یہ املاک اب ایک خیر خواہ ملک دولتمند پارسی تاجر کی ملک تھی جنکا نام ارباب جمشید ہے - اُنہون نے بڑی دریا دلی سے ہمارے قیام کے لیئے یہ مکان گورنمنٹ طہران کے حوالہ کر دیا تھا - یہ عمارت دو منزلی سنگ سفید کی بنی ہوئی تھی تخمیناً تئیس ۲۳ کمرے ہونگے مگر بعض بہت وسیع تھے - کل مکان انواع و اقسام کے فرنیچر اور عجیب و غریب چیزون سے آراستہ تھا - جس مین بہت سے نفیس و نایاب ایرانی قالین بھی تھے - مکان کے اطراف نہایت عمدہ باغ تھا اور جا بجا مصنوعی تالاب اور نہرین جاری تھین اور باغ کے گرد ایک بڑی چوڑی اور بلند دیوار تھی - طہران مین عموماً کل ایسے مکانات اور باغ چار دیواری سے محصور ہین - سر شام ہم لوگ اس قصر کے پھاٹک پر پہونچے - اسوقت ہمارے دلون پر جو پرلطف اثر ہوا اب تک یاد آتا ہے - آپ خیال کیجیئے کہ تین شبانہ روز بارش اور آندھی کی طوفانی سفر مین گزرے تھے - کوہ البرز کی سرد ہوا اور میدان کی گرمی نے سخت پریشان کر دیا تھا - سر راہ تکلیف دہ ڈاک بنگلون مین سونا نصیب ہوا تھا - اور کھانے کا کیا ذکر کیا جاے کچھ تو ہم اپنے ساتھ رکھ لیتے تھے اور کچھ راہ مین میسر آجاتا تھا - آفتاب کی تمازت سے ہمارے منہ تمتما گئے تھے اور ہم گرد و غبار مین بالکل لت پت تھے - ایسی حالت مین ایک پر فضا باغ کے درختون کے نیچے

سے چمن میں صد ہا قندیلیں جگنو کی طرح چمک رہی تھیں دن گزرتا اور شام کی ٹھنڈی
ٹھنڈی ہواؤں میں اس عالیشان قصر کے مرمری سیڑھیوں تک پہونچتا جہاں زرق
برق وردیاں پہنے ہوئے نوکروں کا ایک ہجوم اور گارڈ ہمارے انتظار میں کھڑا
تھا ایک ایسا سماں تھا کہ طہران مجھے ایک پرستان معلوم ہونے لگا۔ شب کے
کھانے سے فارغ ہو کے ہم لوگ بالاخانہ پر گئے اور کئی گھنٹے تک ایران کے
بلبل خوشنوا کے ترانے سنتے رہے جو قصر کے گرد درختوں کی شاخوں پر بیٹھے چہک
رہے تھے ۔

دوسرے دن ہم مشکل اپنے سامان کا ایک صندوق کھولنے پائے تھے کہ
ملاقاتیوں کی آمد شروع ہوئی اور میں سچ کہتا ہوں کہ دو مہینہ تک یہی سلسلہ جاری
رہا۔ صبح سے لیکر رات گئے تک لوگوں کا تانتا لگا رہتا تھا ۔ اس میں شک نہیں
کہ ان لوگوں سے ملنے اور باتیں کرنے میں بہت وقت ضایع ہوتا تھا مگر اس کے
ساتھ ہی معلومات میں بہت کچھ وسعت ہوئی تھی ۔ ہم سے یہ کہدیا گیا تھا کہ یہ لوگ
سب یہاں کے مشاہیر سے ہیں اور اگر ان سے نہ ملونگا یا انہیں اصلاح و انتظام
ملک میں اظہار راے کا موقع نہ دونگا تو وہ برا مانیں گے ۔

جب ہم انزلی پہونچے ہیں تو وہاں ایک صاحب سے ملاقات ہوئی جنکا
نام **ہرمز خان** تھا ۔ گورنمنٹ ایران نے ہرمز خان کو ہمارے استقبال
کے لئے بھیجا تھا چنانچہ ہرمز خان ہمارے بدرقے بنے اور پایہ تخت پہونچنے تک

ہماری رہبری کرتے تھے۔ جب ھرمزخان نے اپنا کارڈ ہمارے پاس
بھیجا تو اُس میں نام کے نیچے امریکن طالب علم بھی درج تھا - وہ انگریزی اچھی طرح
بولتے تھے اور اُن کی تمام تر آرزو تھی کہ ہم لوگ اُن کے وطن مالوف (طہران)
سے خوش ہوں اور ہماری نظروں میں اُس کی وقعت ہے - اس میں شک نہیں کہ
راہ کی تنہائی ان کی وجہ سے نہیں بڑھی اور راہ بھر اپنی دلچسپ باتوں اور سرود گیتوں
سے ہمارا جی بہلاتے آئے - اگر ہم گرد آلود اور خشک میدانوں میں کئی گھنٹے کے
سفر کی تکان سے تھک جاتے تھے تو وہ فوراً ہمیں انگلی کے اشارے سے
کوئی دور افتادہ سبزہ زار یا پہاڑ دکھاتے تھے جہاں قلم آفریدگار کی صنعت نے
ہم جیسے تھکے ہوئے مسافروں کے لئے یہ قدرتی سامان مہیا کر رکھا تھا - گو وہ پکے
مسلمان تھے مگر ایسے شائستہ دو سفروں میں کبھی کبھی ایک جام شراب کا نوش
کرنا جائز سمجھتے تھے بلکہ اسکے دور میں اگر دیر ہو جاتی تھی تو یاد دہی بھی کر دیتے
تھے - جب ہم طہران پہونچے تو ھرمزخان نے یہ خیال کیا کہ یہاں پہونچ کر
ہی اُن کی خدمات کا صلہ ہو گا کہ وہ چیف ٹکس کلکٹر یا مددگار صدر دار المہام
خزانہ مقرر کر دیے جائیں مگر جب اُن کی یہ امید پوری نہ ہو سکی تو بہت مایوس
ہوئے اور ہم لوگوں سے کشیدہ ہو گئے - طہران پہونچنے کے دوسرے دن
سارا وقت مسٹر رسل سفیر امریکہ دوسرے اصحاب سے ملتے ملاتے گذرا اور
ممتاز الدولہ وزیر پیشہ حال سے مشورہ کرنے میں صرف ہوا ممتاز الملک

ایک بڑے واقف کار صاحب فہم شخص ہین جو سابق مین مجلس کے صدر نشین بھی رہ چکے ہین - وہ بے تکلف فرنچ بولتے تھے اور عموماً کل تعلیم یافتہ ایرانی فرنچ بولتے ہین انہون نے مجھے اصلاح و انتظام ملک مین ہر طرح کی مدد دینے کا یقین دلایا - بعد ازان چند روز کے بعد ہم کو معلوم ہوا کہ بہت سے لایق ہوشیار صاحب عقل ایرانی ہمارے ساتھ تعینات ہین جو اپنی خوشی سے محض اسلئے آئے ہین کہ ہمارے آرام و آسایش مین مدد دین - ہم اول انہین پہچان نہ سکے - وہ سب انگریزی یا فرنچ بولتے تھے اور بعض ان مین سے کئی ہفتہ تک وہان رہے کہ اگر ضرورت ہو تو ہمارے لئے مترجم بنین - یا کسی دوسری طرح پر ہمکو مدد دین اور اپنے تئین بکار آمد ثابت کرین - اسلئے کہ وہ جانتے تھے کہ ہم انکو اور اُن کے ملک کو فائدہ پہنچانے کے لئے آئے ہین - ان لوگون کے ایثار اور حب الوطنی کی یہ ایک نمایان مثال تھی -

وزیر مال **ممتاز اللہ ولہ** اور وزیر امور خارجہ **محتشم السلطنت** سے تعین وقت کر کے ۱۶ ارمئی کو ہم مسٹر رسل کے ساتھ فارن آفس مین محتشم السلطنتہ سے ملنے گئے اور گویا پہلی دفعہ سرکاری طور پر اُن کے ساتھ چاۓ نوشی کی - شہر کی سڑکون سے جب ہماری گاڑیان گذرین تو ہم نے غور کیا کہ لوگ ہمین نہایت دلچسپی اور تعجب سے دیکھ رہے ہین یا جب ہم گاڑیون سے اُتر کر گورنمنٹ بلڈنگ مین گئے جو دربار کہلاتا ہے تو ہر شخص ایک غیر معمولی استعجاب

اور محبت سے ہمین گھور رہا تھا۔ مین جب اس وقت کا خیال کرتا ہون تو یہ بات
میری سمجھ مین نہین آتی کہ اہل امریکہ کے نام مین کیا جادو بھرا تھا یا اہل امریکہ
نے ان بیچارے ایرانیون کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا جو وہ اس قدر گرویدہ
تھے۔ اُسی دن سہ پہر کو ہم **ھز ھائنس ناصر الملک نائب السلطنت**
سے ملنے گئے اور قصر الامارہ مین سرکاری طور پر ہم پیش ہوے۔ نائب السلطنت
ایک نہایت خلیق اور قابل آدمی ہین انگریزی زبان پہ پوری قدرت رکھتے ہین
یہ آکسفورڈ یونیورسٹی کے گریجوایٹ ہین اور انگلستان کے موجودہ فارن سکریٹری
سر ایڈ ورڈ گرے کے ہم سبق رہ چکے ہین۔ ہم نے دس پندرہ
منٹ تک اُن سے باتین کین اور اُنہون نے ہم سے کہا کہ آپ بلا تکلف
جس وقت چاہین میرے پاس آئین اور ہر امر مین آزادی کے ساتھ بحث
اور مشورہ کرین۔ اُسی دن شام کو مین نے ایک اور شخص سے ملاقات کی جو گویا
ہمارے زمانۂ قیام ایران مین ہمارا بہترین اور سچا دوست ثابت ہونے والا تھا
یہ صاحب **ارباب کیخسرو** ایک پارسی ہین جنہون نے یورپ
مین تعلیم پائی تھی اور اب ایران واپس آکر دستوری حکومت کے موید ین مین
مل گئے تھے اور دوسری مجلس جو طہران مین قایم ہوئی اُس مین پارسیون
کی طرف سے رکن منتخب ہوئے۔ یہ صاحب جایداد تھے اور طہران مین
تجارت کرتے تھے۔ نہایت خوش مزاج۔ انگریزی زبان پر پورا عبور تھا اور

بعد کے واقعات سے انھوں نے نہ صرف اعلیٰ درجہ کا راستباز اور مستقل مزاج ثابت
کیا بلکہ تحریک آزادی کے دنوں میں بڑی ہمت اور دلیری دکھائی۔ پہلے پہل ملاقات
میں انھوں نے مجھ سے یہ وعدہ کیا کہ حتی الامکان ہر طرح کی مدد دیں گے چنانچہ
ایسا ہی ہوا اور اُس ساعت سے لیکر اُس وقت تک جبکہ ہم طہران سے روانہ
ہوئے انھوں نے کوئی دقیقہ کوشش کا اٹھا نہ رکھا کہ ہم جس کام کے لئے اُنکے
ملک میں آئے ہیں اُس میں پوری کامیابی ہو۔ دن رات اسی فکر میں غرق رہتے
اور ہم لوگوں کو ہر قسم کی سازش اور حملہ سے بچایا۔

دوسرے دن ہم مسٹر رسل کے ساتھ ایک بڑے مشہور عہدہ دار
ہز ہائنس سپہدار اعظم سے ملنے گئے جو فی الحال وزیر اعظم اور
وزیر جنگ تھے۔ ممتاز الدولہ وزیر مال اور نائب وزیر جنگ سردار اعظم
بھی وہاں موجود تھے۔ جن صاحبوں نے اس کتاب کا تمہیدی باب پڑھا ہے۔
انھیں یاد ہوگا کہ یہ وہی سپہدار ہیں جنہوں نے دستوری حکومت کو دوبارہ
زندہ کیا اور یہ انہیں کی متفقہ کوشش کا نتیجہ تھا کہ طہران فتح ہوا اور جولائی
سنہ ۱۹۰۹ع میں محمد علی شاہ تخت سے معزول کیا گیا۔ پہلے یہی حضرت
شاہ کے بڑے ہوا خواہوں میں تھے اور اُن کی نسبت یہ کہا جاتا تھا کہ یہ فی
الواقع کے امیر ہیں اور دستوری حکومت کے سخت مخالف مگر

ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اس میں شک نہیں کہ وہ بڑے صاحب جائداد تھے اور ایران کے دو تین
صوبوں میں اُن کی املاک پھیلی ہوئی تھی اور صدہا مواضعات پر قابض تھے
ان کی دولت کی نسبت یہ مشہور تھا کہ ایران کے قارون ہیں۔ شہر میں ان سے
بڑھ کے کوئی دولتمند نہیں۔ جب میری ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ ایک لنبا دُبلا
پتلا سوکھا سا ساٹھ برس کا بوڑھا آدمی ہے۔ جسکی چھوٹی چھوٹی سیاہ آنکھیں ہیں۔
کھچڑی بال اور گہرائی ہوئی صورت سے یہ پایا جاتا تھا کہ پہلے سرے کا سازشی
ہے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہی بزرگ ایک فاتح فوج کے سردار تھے۔
ایران کے چند ایسے اعلیٰ عہدہ داروں میں ایک یہی تھے جو انگریزی یا
فرانسیسی زبان سے بالکل نابلد تھے اُن کا نائب ایک موٹا تیلیا دیو جو فرنچ
خوب بولتا تھا اثناء گفتگو میں ہمارا مترجم بنا۔ میں نے خاص طور پر سپہسالار
اعظم کا ذکر اسلئے کیا کہ ہمارے زمانہ قیام میں بعض واقعات ایسے پیش
آئے جس میں انہوں نے بڑا حصہ لیا۔

بعد کے چار روز ممبران کابینہ و اعلیٰ اراکین مجلس کی ملاقات بازدید میں
صرف ہوئے۔ بعض نامی اخبارات طہران کے اڈیٹر بھی مجھ سے ملنے آئے
اور اُن کی حسب خواہش میں نے مجوزہ اصلاحات و انتظامات کا ایک عام خاکہ
کھینچ کر بتایا تاکہ انہیں معلوم ہو کہ ہم لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ اُس وقت
نہ صرف طہران بلکہ کل ایران کے اخبار ہمارا دم بھرنے لگے۔ یہ بالکل

معاملات مین ایرانیون کی ناتجربہ کاری اس سے صاف ظاہر ہوتی ہے کہ جہان کسی اخبار مین کچھہ نکتہ چینی چھپی اور وہ ڈر گئے۔ نائب السلطنت سے لیکر ہر ایرانی عہدہ دار کے اوسان خطا تھے کہ کہین ایسا نہ ہو کسی اخبار مین ان کی نسبت کچھہ چھپ جائے جس سے پبلک ناراض ہو یا اُن کا مضحکہ اڑائے باوجود آزادی تقریر کے جو باضابطہ احکام کے رو سے دی گئی تھی حال یہ تھا کہ آئے دن ایک نہ ایک اخبار طہران مین بند کیا جاتا تھا۔ جہان کسی نے سرکاری معاملات پر کچھہ لکھا اور وزیر امور داخلہ نے فوراً ہی اُسکی خبر لے لی۔ مگر دلیر اڈیٹر باز نہ آتے تھے اور چند روز یا چند ہفتہ کے بعد پھر اخبار جاری کر دیتے تھے۔ اُس وقت طہران کے نامی اخبارون مین ایک "استقلال" تھا جو مجلس کے معتدل گروہ کا آلہ کہلاتا تھا اور دوسرا "ایران نو" تھا جو سلطنت جمہوری کے موئدین کا طرفدار تھا۔ اس مین شک نہین کہ آخر الذکر بہت ہی نڈر اور نہایت عمدہ اخبار تھا اور اُس نے ہم لوگون کے ساتھہ بڑا کام کیا۔

۲۲۔ مئی کو وزیر امور خارجہ کے شاغاصی ہکو درباری مکان مین لیگئے جہان ہمارے دفاتر کے لیئے ہنگامی انتظام کیا گیا تھا یہان نائب وزیر مال اور دوسرے دفاتر کے افسرون سے تعرف کرایا گیا اور اس کے بعد بہت سی چاء اور سگریٹ پئے گئے اور خوب وقت ضائع ہوا۔ ہر ایک دفتر کا صدر

چاہتا تھا کہ ہم سے ہنوز ان اپنے دفتر کا دکھڑا روئے اور یہ ثابت کرے کہ مالی [illegible] کی کمی انتظامی کارگزاری کے پہیون کو اچھی طرح نہین چلنے دیتی جس کا مطلب یہ تھا کہ اُن کو خوب روپیہ دیا جائے۔

ممتاز الدولہ وزیر فینانس ہر طرح پر ہمین دوست تھے اور قریب تھا کہ اب ہم اپنا کام شروع کرین کہ اتنے مین ۲۳ رمئی کو کیبنٹ مین کچھ جھگڑا ہوا جس کی وجہ سے انہون نے استعفا دیدیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ **سپہدار** کو یہ بات ناگوار ہوئی کہ وزیر مال چکون اور مطلوبون پر انکے حسب خواہش دستخط نہین کرتے مین اول تو مجھے بھی تغیر کیبنٹ سے کسی قدر تشویش ہوئی مگر پھر بعد کو مین ان باتون کا عادی ہوگیا۔ صیغہ مال کے مختلف عہدہ دار جن سے ملاقات ہوئی اُن مین ایک **مسٹر لیکافرے** تھے یہ صاحب گو دولت برطانیہ کی رعایا تھے مگر دراصل فرنچ تھے اور کئی سال سے ایران مین کنٹرولر مقرر تھے۔ جب سب لوگ چلے گئے تو یہ ایک کرسی پر میرے پاس آن بیٹھے اور آنکھ مین آنکھ ملا کر مجھسے یون ہم کلام ہوئے۔ **مسٹر شوسٹر** مین بہت خوش ہون کہ آپ تشریف لائے اسلئے کہ اب ہم ان لوگون کی خراب مالی حالت درست کرسکین گے۔ مین نے اُن کا شکریہ ادا کیا۔ ۲۵ رمئی کو **مسٹر ہلس** اور اُن کی بی بی جو اپنی شیرخوار بچی کی علالت کی وجہ سے قسطنطنیہ مین ٹھہر گئے تھے طہران پہونچے۔ بدقسمتی سے یہان آتے ہی اُن کا ایک دوسرا بچہ بیمار ہوگیا اور اب مجبوراً انہین نوکری چھوڑ کے امریکہ

واپس جانا پڑا۔ ۲۰ جون کو وہ طہران سے روانہ ہوئے اور ہم سکو اُن کے واپس جانے کا
بہت افسوس ہوا۔ جب ہم اتابک پارک پہونچے ہین تو ہم نے دیکھا کہ پندرہ بیس ہوشیار
ایرانی نوکر وہان تعینات ہین۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ بعض ایرانی مہمان نواز
اصحاب نے بکمال عنایت دو ایک دن کے لئے جب تک ہمارا سامان درست
ہو ہماری مہمانداری کے انتظام کے لئے ان لوگون کو وہان مقرر کیا ہے۔ دو تین
دن مین جب ہم نے اپنا سب انتظام ٹھیک کر لیا تو ان لوگون کو بجائے موقوف
کرنے کے ہم نے خود رکھ لیا اسلئے کہ سب نے ان کی سفارش کی تھی اور اس مین
شک نہین کہ آدمی ہوشیار و سمجھدار تھے۔ کئی ہفتہ کے بعد یہ افواہ اُڑی اور ہمارے
کانون تک بھی پہونچی کہ ہم لوگ بہائی ہین اور طہران مین مالی اصلاح و انتظام کیلئے
نہین آئے ہین بلکہ بہائی مذہب کی اشاعت کے لئے آخر کار ایک دن وزیر
فینانس نے ہمکو اس طرف توجہ دلائی اور یہ مشورہ دیا کہ ہم ان نوکرون کو موقوف
کر دین جو سب کے سب بہائی ہین۔ میرے لئے یہ بالکل ایک نئی بات تھی اور
مجھے بہت عجیب معلوم ہوئی۔ مین نے کبھی ان نوکرون کے مذہبی اعتقاد کی نسبت
خیال بھی نہین کیا تھا بالخصوص اسلئے کہ امریکہ مین یہ چیز قواعد ملازمت کے خلاف
ہے۔ مین نے وزیر مال سے کہا کہ ہم امریکن لوگ نہ بہائی ہین اور نہ یہ چاہتے ہین
کہ اہل ایران ہمارا یا ہمارے نوکرون کا یا ہماری کتابون کے رنگ کا مذہب
اختیار کرین اور اگر گورنمنٹ ایران کے نزدیک اس سے بڑھ کے اور کوئی بات

قابل غور و خوض نہ ہو تو بہتر ہے کہ کوئی اور مفید مسئلہ اپنے غور و فکر کے لئے تلاش کرلے۔ بس سرکاری طور پر ایک ہی دفعہ ہم سے اس بارہ میں کہا گیا لیکن بعض حضرات نے جو ہمارے کام کے خلاف تھے خوب حاشیہ بندی کے ساتھ افواہیں اڑائیں بلکہ بعض مقامی اخبارات میں ہماری تصویریں بھی چھپیں مگر جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ہم اسکی مطلق کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اپنے کام میں مصروف ہیں تو انہوں نے بھی اس معاملہ کو طاق نسیان پر رکھ دیا۔

اب ہمکو ان سازشوں کی حقیقت معلوم ہوئی جو ہمارے فرائض اور ہمارے یہاں آنے کے متعلق ہو رہی تھیں۔ جس کسی سے بات چیت کی نوبت آئی اس نے سازشوں کا ضرور ذکر کیا اور یہ کہا کہ کیبنٹ آپ کے خلاف سازش کر رہی ہے محکمہ چنگی کے بلجین عہدہ دار سازش میں مصروف ہیں۔ **مسٹر شوسٹر** سازشوں کے لئے یہ عجیب خوفناک جگہ ہے۔ ایران طاعون اور سازش کے لئے مشہور رہا ہیں نے ہر ایک سے اسکا یہی جواب دیا کہ امریکن لوگوں کے لئے سازش ایک مبارک فال ہے اور ہمکو اس سے بڑا لطف آتا ہے۔

جس سازش کا وجود اب ہمکو بھی محسوس ہو چلا وہ **موسیو مارنارڈ** محکمہ چنگی کے ایک بلجین عہدہ دار نے تیار کی تھی۔ یہ شخص ایران کے محکمہ چنگی کا ایڈمنسٹریٹر جنرل مقرر تھا۔ اپنے ملک میں تو وہ بہت ہی ادنیٰ خدمت پر مامور تھا مگر یہاں آکر اپنے ہموطن شیطان **موسیو ناس** کا مددگار بن گیا۔ موسیو ناس

مظفرالدین شاہ کے زمانہ میں محکمہ چنگی کے قیام و اصلاح کے لئے مقرر ہوا تھا اور اُس نے مقرر ہوتے ہی ایسی حیرت انگیز ترقی دکھائی کہ سب میں بڑا دولت مند اور با اقتدار آدمی ہو گیا اور گورنمنٹ روس اُس کی بڑی قدر کرنے لگی چنانچہ ابتدائی مجلس نے پہلا کام یہ کیا کہ بتاریخ ۱۰ فروری ۱۹۰۷ء کو شاہ کو مجبور کر کے اس بدمعاش کو نکلوایا۔ اس وقت یہ شخص تمام ملک پر حاوی ہو گیا تھا۔ اب وہ بلجیم میں بڑا صاحب جائداد ہے اور مزے اُڑا رہا ہے۔ اسی شخص نے گورنمنٹ ایران سے بعض اہم مالی معاملات طے کئے تھے مثلاً موجودہ چنگی کا محصول اور روسی قرضے جو اب بیچارے ایرانیوں کی جان پر ایک مصیبت کا پہاڑ تھے۔ چنگی کے محصول کے متعلق میں بعد کو بالتفصیل بیان کرونگا۔ موسیو مارنارڈ۔ موسیو ناس کے خاص مددگار اور دست راست تھے۔ اور جب موسیو ناس ایران سے نکالے گئے تو وہ اُن کی جگہ صدر محکمہ چنگی بن بیٹھے۔

جب ہم لوگ طہران پہونچے ہیں تو اسوقت موسیو مارنارڈ کے علاوہ پچیس تیس اور اہل بلجیم ایران کے کل محصول خانوں پر تعینات تھے۔ وہاں پہونچنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ موسیو مارنارڈ نے بلجین اور روسی سفارت کے ذریعہ سے سخت کوشش کی تھی کہ وہ صدر المہام خزانہ مقرر ہوں مگر مجلس نے ایک نہ سنی۔ جب اس کوشش میں ناکامی ہوئی۔ تب

ان لوگوں نے دوسری تدبیر یہ اختیار کی کہ ہم اہل امریکہ کے تقرر کو بے فائدہ و بیکار ثابت کریں۔

ہمارے آنے سے تھوڑے ہی دن پہلے امپیریل بنک ایران سے بارہ لاکھ پچاس ہزار پاؤنڈ قرض لینے کا معاملہ ٹھہر چکا تھا۔ کل شرائط طے ہو چکے تھے بلکہ ہمارے طہران پہونچنے سے دو ہفتہ قبل مجلس نے بھی اس معاملہ کے متعلق اپنی منظوری ظاہر کردی تھی۔ البتہ مجلس کے بعض اراکین کی یہ رائے تھی کہ ہمارے آنے تک یہ معاملہ ملتوی رہے اور ہم سے بھی اس بارہ میں رائے لی جائے مگر کیبنٹ یہ چاہتی تھی کہ کسی طرح جلد معاملہ کرلیا جائے چنانچہ اس بارہ میں ووٹ پر انحصار کیا گیا۔

موسیو مارنارڈ نے مجلس اور کیبنٹ کے بعض مشہور روسی سازشین کے ذریعے ہمارے آنے سے کچھ ہی دن پہلے ایک مسودہ تیار کیا جسکا منشا یہ تھا کہ کل رقم قرض جو اب لی جارہی ہے ایک کمیشن کے ذریعے صرف کیجائے جسکے پندرہ اراکین ہوں اور موسیو مارنارڈ خود صدر نشین رہیں۔ اس میں چال یہ تھی کہ امریکن صدر المہام خزانہ جب تشریف لائیں تو اپنے تئین ایک عجیب دلدل میں پائیں۔ یا تو انہیں موسیو مارنارڈ کی ماتحتی میں کام کرنا پڑے۔ اسلئے کہ گورنمنٹ کے سارے اخراجات اس کے ہاتھ میں ہونگے یا الگ رہیں اور یہ تماشہ دیکھتے رہیں۔ یہ مسودہ ابھی مجلس میں پیش

ہی تھا کہ مجھے اسکی اطلاع ہوگئی۔ مین نے فوراً وزارت مال کی موجودہ نازک حالت پر ایک مختصر رپورٹ لکھی اور اسے کبنٹ مین پیش کرکے یہ دریافت کیا کہ آیا گورنمنٹ یہ چاہتی ہے کہ اس بدنظمی اور ابتری کی حالت مین اور اضافہ کیا جائے۔ اسی رپورٹ کے ساتھ ایک صاف اور سادہ قانون بھی وضع کرکے مین نے پیش کردیا جس مین یہ دکھایا کہ مجوزہ رقم قرض کا خرچ اور اسکی ادائی صدر المہام خزانہ کے اختیار مین رہنا چاہیئے جو از روے قواعد اسکا مجاز ہے۔ کبنٹ نے فوراً اسکو منظور کرکے مجلس مین بھیجدیا۔ جہان ۳۰ مئی کو یہہ پاس ہوکے قانون کی صورت مین آگیا۔ چنانچہ اس طرح پر یہ پہلی کوشش مخالفین کی رائیگان ہوئی اور اراکین مجلس نے اس بارہ مین بہت مسرت ظاہر کی کہ ہم نے مخالفین کی حیلہ گری کا انکشاف کردیا۔ اس عرصہ مین مجھے ایک بات کا تجربہ ہوا جو قابل ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوگا کہ مشرقی لوگ نہایت جزو معاملات کو بھی کیسا اہم سمجھتے ہین۔ جب سے ہم یہان آے سینکڑون ایرانی اور غیر ملکی حسب رواج ملک ہم سے ملنے آئے۔ مگر ایک نوجوان صاحب کے تشریف لانے سے کسی قدر تعجب ہوا۔ ان صاحب نے بیان کیا کہ وہ اعلیحضرت سردار اسد کے سکرٹری ہین۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ سردار اسد قبیلہ بختیاری کے ایک سردار تھے جنھون نے ۱۹۰۹ء مین شاہ کو نکالنے مین بڑا حصہ لیا۔ المختصر ان نوجوان صاحب نے مجھ سے بیان کیا سردار صاحب موصوف میری ملاقات کے

SARDAR I ASAD

The Bakhtiyari Chieftain who led the forces from Isfahan in 1909 and with Sipahdar-i-Azam captured Tehran from Muhammad Ali and the Cossack Brigade

مشتاق ہین اور میرے آنے کا انتظار کرتے ہین مین نے اُن سے کہا کہ مین یہان اتابک پارک مین پانچ بجے کے بعد ملتا ہون - اور اگر سردار صاحب تشریف لائین گے تو مین بہت خوشی کے ساتھ ان کی تعرفی کی مسرت حاصل کرونگا - یہ سنکر وہ نوجوان صاحب چلے گئے اور دوسرے دن مجھے ایک خط بھیجا جس مین یہ لکھا تھا کہ آج شام کے چھ بجے سردار اسد اپنے مکان واقع بختیاری اسٹریٹ مین میرا انتظار کرینگے - دوسری دن وہ سکریٹری صاحب پھر تشریف لاے اور مجھ سے پوچھا کہ مین کیون نہین گیا اسلئے کہ سردار اسد ایک بڑے ذی اقتدار اور معزز امیر ہین - مین نے ان سے صاف کہدیا کہ ہمارے ملک مین یہ باتین معاشرتی رسم ورواج کو نہین توڑتین - اگر سردار صاحب یہان تشریف لائین گے تو مین بہت خوشی کے ساتھ ان سے ملون گا - چنانچہ سردار اسد اُسی دن شام کو تشریف لاے اور بہت دیر تک ان سے دوستانہ باتین رہین دوسرے دن مین اُن کے پاس بازدید کی ملاقات کو گیا - بعد کو مجھے معلوم ہوا کہ سردار صاحب نے اپنے اہل قبیلہ کی تحریک پر یہ چاہا تھا کہ امریکن صدر المہام خزانہ پہلے اُن سے ملنے آئین تاکہ لوگون کی نظر مین اُن کی وقعت اور احتشام بڑھے اور اُن کے حریف وزیر اعظم یعنی سپہدار کی وقعت کم ہو جائے - اگر مین چلا جاتا تو سپہدار میرے دشمن ہی ہو جاتے - ایک ہفتہ کے بعد ایک اور ایرانی ملاقاتی نے بہت ہی انسانیت کے

ساتھ مجھ سے پوچھا کہ مین روسی سفیر سے ملنے کب جاؤنگا۔ تھوڑی دیر کے
بعد برٹش سفارت خانہ سے ایک شخص اسی طرح کا پیغام لایا۔ مین نے جواب دیا
کہ ایسے لمبے سفر کے بعد مجھے اپنا سامان وغیرہ درست کرنے مین کم از کم ایک ہفتہ
لگیگا۔ اس وقت سے کوئی دن ایسا نہ گذرتا تھا کہ بالراست یا بالواسطہ میرے پاس
اس قسم کے پیغام نہ آتے ہون کہ سفراے دول خارجہ مجھ سے ملنے کے منتظر ہین
دو ہفتے کے بعد یہ واقعہ اور مضحک ہو گیا اور جب مین نے دریافت کیا کہ ایسے
معاملات مین اس ملک کا رواج کیا ہے تو معلوم ہوا کہ جب کبھی کوئی نیا شخص
بحیثیت عہدہ دار یہان آتا ہے تو پہلے لوگ اُس سے ملنے آتے ہین سفیر یا
تو مجھے لغو معلوم ہوئی۔ مگر اب سوال یہ پیدا ہوا کہ مین ان سفرا سے (جن سے سفیر
روس و سفیر برطانیہ مراد ہین) ملنے جاؤن یا نہ جاؤن اور کب جاؤن۔ اگرچہ یہ ایک
معمولی بات تھی مگر تمام یورپین گروہ اور ایرانی عہدہ دارون مین اس کی کھچڑی
پکنے لگی۔

مجھ سے موسیو بیزرو کی افسوسناک داستان بیان کی گئی۔ موسیو بیزرو
ایک مشہور فرنچ عہدہ دار مال تھے جو ہمارے آنے سے دو برس پہلے تشریف
لائے تھے۔ یہان آ کے وہ روس۔ برطانیہ اور دوسرے سفیرون سے گھل مل کر
کچھ ایسے شیر و شکر ہو گئے کہ اپنا کام بھی بھول گئے جس کے لئے وہ یہان بلائے
گئے تھے۔ دن رات سفارت خانون کی دعوت اور ناچ رنگ مین کٹنے لگی

انہین مطلق اس بات کا خیال نہ آیا کہ یہان ملک کی مالی اصلاح کے لئے آئے ہین
نہ کہ صرف چاے خوری برج بازی اور گھوڑا سواری کے لیئے اگر کبھی خواب خرگوش
سے چونکے اور چاہا کہ کچھ کرین تو مجلس نے جو انہین اہل بلجیم کے ساتھ ضرب
دے چکی تھی ان سے یہ کہا کہ بہتر ہوگا کہ آپ ٹھنڈے ٹھنڈے اپنے عروس البلاد
فرانس کو سدھاریے - غرضکہ موسیو بیز دو برس تک طہران مین رہے
مگر کچھ نہ کیا البتہ اختتام مدت پر فرنچ زبان مین تیس صفحہ کی ایک رپورٹ ٹائپ
کر کے گورنمنٹ ایران کو حوالہ کر گئے - جس مین اپنی راے یہ ظاہر کی کہ اگر کوئی
شخص ایران کے مالی اصلاح کے لیئے آئے تو اُسے کیا کرنا چاہیئے - اسکے
بعد وہ اپنی خدمت پر پارس کو واپس گئے - یہان آنے سے اونکی صحت بہت
درست ہو گئی مگر ایران کی مالی حالت جیسی تھی ویسی رہی -
اب ایک دن نائب السلطنت نے اثناے گفتگو مین مجھ سے پوچھا کہ مین
سفیر روس و سفیر برطانیہ سے ملنے جاؤنگا یا نہین - مجھے چونکہ اس معاملہ مین زیادہ
بحث کرنا منظور نہ تھا مین نے مشرقی طریقہ سے یہ جواب دیدیا کہ مین اپنے گھر بار
درست کرنے مین مشغول ہون اور ملک کے مالی اصلاحات کے لئے ایک
قانون بنا رہا ہون جسے عنقریب کبنٹ اور مجلس مین پیش کرنے والا ہون -
چند روز بعد پھر ایک دن کبنٹ کے میٹنگ مین جہان مین اکثر بلایا جاتا تھا وزیر
امور خارجہ محتشم السلطنت نے جو ایک چکنے چپڑے آدمی تھے دوسرے

اور آخر مین ہنستے ہنستے انکے روبرو یہ بیان کیا کہ سفراے دول خارجہ متعینہ طہران کو تعجب
ہے کہ امریکن کیون ان سے ملنے نہین گیا اہل بلجیم و اہل فرانس
یا دیگر ممالک کے لوگ جو گورنمنٹ ایران کے ملازم ہوئے ہمیشہ انہون نے ان سفرا
سے ملنا فخر و مباہات سمجھا - لہذا سفرا کو تعجب ہے کہ ہم امریکن لوگ کیون اسی
قاعدہ کی تقلید نہین کرتے - مین نے کہا جناب عالی اس نازک اور مغلق مسئلہ کے
کچھ جواب دینے سے قبل اسکے کہ مین کچھ زیادہ بحث کرون یہ جاننا چاہتا ہون کہ آیا مین
گورنمنٹ ایران کا ایک اسطرح کا عہدہ دار ہون یا نہین - اگر ہون تو مجھے ان معاشرتی
قواعد کی پابندی کرنی چاہیے جو گورنمنٹ نے معین کئے ہین آخرکار کچھ بحث
کے بعد ایرانی کیبنٹ نے مجھ سے اتفاق کیا اور یہ کہا کہ میرا عذر بالکل معقول ہے
اور کوئی وجہ نہین کہ مین کیون پہلے ان لوگون سے ملنے جاؤن بلکہ وہ اس بات
سے خوش ہونگے کہ ایک غیرملکی اپنے تئین گورنمنٹ کا جزو سمجھے اسلئے کہ اب تک
جتنے غیرملکی ملازم ہوئے انہون نے محض اپنی تنخواہ سے غرض رکھی ان باتون کا خیال
نہ کیا -

اب مین غور کرتا ہون تو یہ معاملہ بہت ہی پرلطف نظر آتا ہے - سفیر روس اور
سفیر برطانیہ کو معلوم ہو گیا تھا کہ مین مجلس مین مالی اصلاحات کا ایک قانون بغرض
منظوری پیش کرنیوالا ہون - روس نے اپنے جاسوسون کے ذریعے علانیہ
کوشش کی کہ وہ قانون پاس نہ ہونے پائے اگر پاس بھی ہو تو موجودہ صورت

مین نہ رہے جب ان کو یہ معلوم ہوا کہ مجلس کے اراکین کی ایک بڑی تعداد ہمیشہ
موافق ہے اور صرف تین ہفتہ کی گفتگو سے ان سب کو میرے اوپر ایسا بھروسہ
ہوگیا کہ انہون نے یقین کرلیا کہ مین بدل انکے ملک کی اصلاح مین کوشان ہون تو
یہ بات اُن سفرا کو بہت ناگوار ہوئی اُنہون نے یہ دیکھ کے بہت پیچ و تاب کھایا کہ
ایک غیر ملکی اس طرح حاوی ہوگیا اور اُن سے ملنے تک نہ آیا۔ اگر کہین مین ایک
دفعہ بھی چلا جاتا یا اپنا کارڈ چھوڑ آتا تو بس سارا کھیل بگڑ جاتا۔ دعوتون کی بوچھاڑ شروع
ہوتی اور مجھے بھی خواہ مخواہ دعوتین دینا ہوتین پس ہم لوگ مشرقی دائرہ ڈپلومیسی کی
لطیفہ ہوا کھاتے رہتے اور جو قانون مین نے تیار کیا تھا وہ کبھی مجلس سے پاس
نہ ہوتا اور آخرکار ان سب باتون کا نتیجہ یہ نکلتا کہ ہمارا باقی وقت ایران مین صرف تفریح
اور برج کھیلنے مین صرف ہوتا۔

ان چھوٹی چھوٹی چالون کو اب ایرانی بھی سمجھنے لگے اُنہون نے اپنی آنکھین
مل کے جو کھولین تو ایک بالکل نئی بات محسوس ہوئی۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا
انشاء اللہ جب ہم مین ایسا ایک فرنگی آملا ہے جو سفراے دول خارجہ کی پروا
نہین کرتا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اسکی پوری مدد کرین۔

مشرق مین افواہ پھیلتے وقت ایک قدم مین سات منزلین طے کرلیتی ہے۔

۱۳ جون کو یعنی ہمارے طہران پہونچنے کے ایک مہینے بعد اراکین مجلس نے گویا
باتفاق آرا ایک قانون پاس کیا جسکے رو سے مالی معاملات مین مجھے پورے

اختیارات دے دیئے گئے اور اب ہم اچھی طرح سے اپنا کام شروع کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

مجھے ان سفیروں کے پاس ملاقات کے لئے جانے میں کوئی عذر نہ تھا اور میں ضرور جاتا مگر صرف اتنا انتظار تھا کہ اختیارات کا مسئلہ طے ہو جائے اس لئے کہ ہم لوگوں کے آنے سے ہی ان حضرات نے اس خفیف معاملہ کو اتنا طول دیا کہ اگر میں اسوقت اُن کے دام میں آجاتا تو ایرانی لوگ مجھ سے بدگمان ہو جاتے اور مجھ پر اتنا بھروسہ نہ کرتے جس کی وجہ سے مجبوراً میں بھی کامیابی کے ساتھ اپنا کام نہ کر سکتا۔ غرضکہ قبل اسکے کہ ہم طہران میں ذرا قدم جمائیں ایک سازش کا جال ہمارے پھانسنے کیلئے پہلے ہی سے تیار ہو چکا تھا اگر ہم دور اندیشی سے کام نہ لیتے تو پھر ہمیں اپنے کام میں ایرانیوں سے مدد کی توقع نہ رہتی۔ جب ہم اُن کے دام میں نہ آئے تو ہم پر کمی فراست کا الزام تھوپا گیا۔ خیر اس کا مضائقہ نہیں۔

غالباً ناظرین اس بات پر ہنسیں گے مگر میں کچھ بُرا نہیں مانتا یہ قصہ میں نے اسلئے بیان کیا تا کہ معلوم ہو جائے کہ طہران میں بعض طبقہ کے لوگوں میں سازش اور عیاری کا مادہ کس قدر غالب ہے۔ اور ہمارے زمانہ قیام میں اس طرح کی بہت سی سازشیں اور عیاریاں ہوئیں۔ سچ کو جھوٹ کرنے کی کوشش کی گئی۔ اصل واقعہ کو غلط بیان کیا گیا۔ بلکہ چند لوگوں کو جنہوں نے غیروں کے فائدے کے لئے غلام بننے سے انکار کیا عام طور پر بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا گیا۔

پہلی جون کو سپہ سالار نے طہران میں اپنی ایک خوبصورت اور وسیع
باغ میں گارڈن پارٹی کی دعوت دی اس دعوت کی ایک خاص غرض یہ بھی تھی کہ
ہم اہل امریکہ کو شہر کے دوسرے ڈپلومیٹک لوگوں سے ملنے کا موقع دیا جائے
مجھے خوب یاد ہے کہ اُس روز سہ پہر کو گرمی بھی زیادہ تھی میں مع اپنی بیوی گاڑی
میں سوار ہو کے نکلا اور طہران کی گرد آلود سڑکوں پر سے گزر کے سپہ سالار کے
باغ کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں جوں ہی ہم سفارت خانہ برطانیہ کے پھاٹک
تک پہونچے کہ اتنے میں ہم نے دیکھا کہ سفیر برطانیہ اور اُن کی بیوی کی گاڑی
پھاٹک میں سے نکلی اور اس کے پیچھے نیزہ بردار ہندوستانی سوار ساتھ ہو لیے
وہ گاڑی ہماری گاڑی سے آگے بڑھ گئی میں نے گویا پہلی دفعہ سر چارلس
ہارڈنگ کو دیکھا۔ جب باغ میں پہونچے تو وہاں نفیس ٹھنڈی ہوا آئی اس لیے
کہ ہر طرف خوبصورت فوارے چل رہے تھے۔ ہم چکر کھا کے ایک بڑے خیمہ
کے قریب پہونچے جو دعوتیوں کے لیے سجایا گیا تھا اور وہاں شاہی بینڈ بج رہا تھا۔
خیمہ کے دروازے پر میزبان اور اوس کے ساتھیوں سے ہاتھ ملایا۔ اُس کے
بعد آگے بڑھے دیکھا کہ بہت سی لیڈیاں اور جنٹل مین جا بجا کھڑی ہوئی تھیں گو سب
ایک بے اعتنائی کے انداز سے ہمیں دیکھنے لگے۔ وہ خیمہ تین طرف سے بند تھا اور وہاں
ہوا کا نام ونشان تک نہ تھا مگر سرد مہری کی البتہ پرواہی تھی میں خیمہ کے وسط میں ٹھہر
گیا میری بیوی میرے ساتھ تھیں اور مسٹر اور مسز [illegible] کی بیوی قریب کھڑے

تھے جو میرے ساتھ آئے تھے یہ حالت دیکھکر مین نے چپکے سے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا

ہے کہ جیسے کسی جنگل مین یا صحرا مین صرف چار آدمی باتین کر رہے ہون اصل مین قصور

سپہدار اور اون کے میر ڈیار یعنی ماسٹر آف سرمنی یا محتشم السلطنة

وزیر امور خارجہ کا تھا - ان لوگون نے اجتماع صدین کا انتظام تو کر دیا مگر اس کا کچھ تصفیہ

نہ کیا کہ کون کس سے ملایا جاسے - آن ہین " انشأ اللہ " اور " نہین " بس یہی ہوتا رہا -

ہم وہان وسط مین کھڑے ہوئے قدیم وضع کی ٹوپیون کو دیکھا کیے جو مختلف

سفارت خانون کے سکرٹری پہنے ہوئے تھے بعض ان مین بہت بڑی اور عجیب وضع

کی تھین - مین نے خیال کیا کہ یہ نوجوان انگریز لوگ اتنی بڑی ٹاپ ہیٹ کیون پہنتے

ہین - اگر ان کے کان حائل نہ ہون تو سارا سر اس مین اُتر جائے مگر بعد کو معلوم ہوا کہ یہ جنس

لباس طہران مین کمیاب ہے - اور چونکہ کوہ البرز کے دشوار گزار راستہ سے پارسلون

کا محفوظ پہنچنا دشوار ہے اسلئے جو سینیر ڈپلومیٹ یہان سے جاتے ہین یہ ٹوپیان یہین

چھوڑ جاتے ہین جو جونیر ڈپلومیٹ کو سرکاری ورثہ مین ملتی ہین - الغرض اسطرح ہم لوگ

دس منٹ تک کھڑے رہے اسکے بعد سکوت موقوف ہوا اور مہمانون نے آپسمین

ملنا جلنا شروع کیا - اس عرصہ مین ہمارے بھی بعض دوست آ گئے اور مسٹر میکاسکی

نے ہم سے کہا کہ سر جارج بارکلی میری ملاقات کے بہت مشتاق ہین - مجھے

خود بھی ان سے ملنے کا اشتیاق تھا - چنانچہ ان سے ملاقات ہوئی اور مین ان سے

ایران کی مالی حالت کے متعلق باتین کر رہا تھا کہ اتنے مین میری نظر ایک شخص پر پڑی

جسکی گھبرائی ہوئی صورت سے یہ پایا جاتا تھا کہ کوئی بڑا ڈپلومیٹ ہے وہ دیر تک سر جارج
بارکلے کو گھورتا رہا اور جب نظر دوچار ہوئی تو آنکھ کا کچھ اشارہ کیا - اب سر جارج
مجھ سے کہنے لگے کہ آپ سفیر روس موسیو پوکلیوسکی سے بھی ملے ہیں
کیا عمدہ آدمی ہیں - میں نے افسوس ظاہر کر کے کہا کہ مجھے ان کی خدمت میں نیاز نہیں
حاصل ہوا ہے پھر سر جارج نے فرمایا کہ میں ابھی آپکو ملاتا ہوں عجب نہیں کہ وہ اسطرف
سے گزرے ہیں - پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہی صاحب جن پر میں نے نظر ڈالی تھی موسیو
پوکلیوسکی تھے اتنے میں وہی صاحب چھڑی ہلاتے ہمارے پاس سے گزرے
سر جارج نے ان کے شانہ پر ہاتھ رکھا اور وہ ٹھہر گئے چنانچہ اس طرح بغیر کسی گڑبڑ
کے مجھ سے اور موسیو پوکلیوسکی سے ملاقات ہوئی - سفیر فرانس بھی وہاں موجود تھے
مگر یا تو انہیں موقعہ نہ ملا یا خاص کر کے اُنہوں نے ملنا نہ چاہا - غرض جب تک ہم طہران
میں رہے کبھی اُن سے ملنے کا اتفاق نہ ہوا - سر جارج بارکلے اور موسیو
پوکلیوسکی کوزیل اسوقت یا جب کبھی اُن سے ملنا ہوا بہت اچھی طرح سے ملے
اور نہایت خلیق اور شایستہ آدمی تھے اور لہذا ہر جو کام اُن سے متعلق تھا انہیں بہت
بارگزرتا تھا اور اُن کے مذاق کے خلاف تھا - البتہ اس میں شک نہیں کہ ایک بھلے
آدمی اور ڈپلومیٹ میں تفریق کرنا چاہیے اسلئے کہ اپنے اپنے گورنمنٹ کے احکام
بجالانے میں تو ہر شخص مجبور ہوتا ہے لہذا ڈپلومیٹ اور جنٹلمین دونوں کو ایک سمجھنا
بڑی غلط فہمی اور بے انصافی ہوگی - بعض گورنمنٹ اپنے سفرا کو بالخصوص جو مشرقی

ممالک میں تعینات ہوتے ہیں بعض کاموں کے لئے ہدایت کرتے ہیں اور انہیں اس کے موافق عمل کرنا ہوتا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ جو اعلیٰ عہدہ داران گورنمنٹ اس طرح کا حکم دیتے ہیں وہ اسبات کی پرواہ نہیں کرتے کہ تعمیل حکم کس طرح پر ہوئی۔ پہلا مالی مسئلہ جو میری رائے کے لئے پیش ہوا یہ تھا کہ نمک پر جو محصول ایک سال سے لگایا گیا ہے جاری رکھا جائے یا موقوف کر دیا جائے۔ رعایا اس کی بہت شاکی تھی اور میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جو معدنی نمک خاص ایران میں نکالا جاتا ہے اس پر فی ۶۰۰ پاؤنڈ ۴ ۶ قران (یا ۴ ۶، ۵ ڈالر) محصول ہے اور جو نمک باہر سے آتا ہے اس پر اسی قدر مقدار کے لئے ۰۹، ڈالر محصول ہے۔ از روے قواعد کسٹم ایسے اشیا درآمد پر محصول نہیں لگانا چاہیئے۔ بیچارے ایران کے نمک فروش اور رعایا کے حق میں بڑی بے انصافی تھی۔ مزید براں گورنمنٹ ایران کو ایک سال کے عرصہ میں اس مد سے جو حقیقی آمدنی ہوئی اُسکی مقدار صرف ۴۲ ہزار تومان تھی گو محصول کی مقدار جو رعایا سے وصول کیا گیا تھا وہ ۲۰۹۰۰۰ تومان تھا۔ ۱۶۷۰۰۰ تومان اخراجات عملہ میں صرف ہوئے۔ میں نے فوراً راے دی کہ ایسا بے منفعت اور بیفائدہ قانون فوراً منسوخ ہونا چاہیئے اور مجلس نے میری راے کو منظور کیا۔ گو یہ معاملہ بہت ہی خفیف تھا مگر اس سے صوبہ جات میں لوگوں کے دلوں میں دستوری حکومت کی وقعت بڑھ گئی اسلئے کہ رعایا کو اس سے بہت تکلیف تھی اور بجز ٹیکس کلکٹروں کے اور کسی کو نفع نہ تھا۔

(ایران کی تمدنی اور مالی حالت جو ہم نے آکے دیکھی۔ نائب السلطنۃ۔ کبنٹ اور مجلس کے اختیارات۔ ضوابط گورنمنٹ اور ذرایع آمدنی۔ قرض عامہ۔ دیگر مختلف دیون ممالک غیر)

جس دن سے ہم طہران پہونچے دن رات یہی صدا ہمارے کان مین آتی تھی کہ ہم ایران مین کچھ نہ کرسکین گے ہم سے پہلے جو غیر ملکی مشیر یا عہدہ دار طہران آئے اور انہون نے عملی طور پر اصلاح کی کوشش کی انہین بالآخر مجبوراً شہر چھوڑنا پڑا یا "طرف ثانی" کے طرفدار ہوگئے لہذا ہم کو بھی چاہیئے کہ ان لوگون سے ربط ضبط بڑھائین جو صاحب اختیار ہین۔ ہم کو بہت جلد معلوم ہوگیا کہ "طرف ثانی" سے کیا مراد ہے اور "اصحاب با اختیار" کون ہین۔ ایران کے بعض عہدہ دارون کی ایک جماعت تھی جو دستوری حکومت کے مخالف اور شخصی سلطنت کے طرفدار تھے یہ لوگ عموماً گذشتہ شخصی حکومت کے بقیۃ السیف تھے۔ اس مین شک نہین کہ یہ لوگ بہت بڑے دولت مند ذی اختیار اور با اثر تھے اور یورپین تعلیم و تربیت بھی پائی تھی ان سب نے بجائے خود یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ گورنمنٹ روس کا حلقہ غلامی پہننا آسان اور مصلحت آمیز ہے چنانچہ یہ لوگ ہمیشہ گورنمنٹ روس کی طرفداری کرتے تھے اور اپنے ہم وطن اہل ملک کی مخالفت۔ بیچارے ایرانی باوجود ناتجربہ کاری اور دستوری حکومت کے ضوابط کی لاعلمی کے بڑے دلیری کے ساتھ

کوشش کر رہے تھے اور دستوری حکومت کے قیام اور پائداری کے لیے
اپنی جانیں لڑا رہے تھے۔ ڈپلومیٹک گروہ متعینہ طہران میں عام طور پر مشہور
تھا کہ ہم امریکن لوگ ایران میں تین مہینے سے زیادہ نہ رہیں گے بلکہ ایک بڑے
سفیر کی میم صاحب نے تو یہ ارشاد فرمایا تھا کہ ایک ہی مہینہ میں ہم اپنا بوریا بستہ
لیں گے۔ ایران کے مالی معاملات کی اصلاح کی بابت جب کبھی ذکر آتا تھا
تو اس پر تمسخر ہوتا تھا اور قہقہے لگائے جاتے تھے۔

ایران جاتے وقت اثنائے راہ میں ہم پانچ دن قسطنطنیہ میں ٹھہرے
تھے جہاں ایرانیوں کی ایک بہت بڑی آبادی ہے۔ ترکوں کا پایۂ تخت ہمیشہ
طہران کی حالت سے باخبر رہا ہے۔ وہاں بہت سے ایرانی ہم سے ملے جو
حال ہی میں اپنے ملک سے یہاں آئے تھے اُن میں بعض تو ایسے تھے جو بیچارے
پولیٹیکل وجوہ سے جلا وطن کئے گئے تھے مثلاً تقی زادہ جو تبریز کی طرف سے
مجلس شورہ کا مشہور رکن تھا۔ تقی زادہ مجھ سے ملنے آیا اور ایک گھنٹہ تک
ایران کے مصائب بیان کرتا رہا۔ دوسرے ایرانی جو مجھ سے ملے وہ بھی
دستوری حکومت کے رکن رکین تھے۔ ان میں بعض تاجر تھے۔ بعض مجتہدین
بعض فارن آفس کے عہدہ دار اور بعض ڈپلومیٹ۔ یہاں آکے مجھے ایران
کی موجودہ حالت کا اندازہ معلوم ہوا جس سے کسی قدر تشویش تو ضرور پیدا
ہوئی۔

مین بہت سی باتون سے متنبہ کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ غیر سلطنتون کی سفارتین
میرے خلاف انواع و اقسام کی سازش کرینگی اور عجب نہین کہ مجھ پر حملہ بھی
ہوگا گرچہ قدر مشورے اور صلاحین مجھے دی گئین ایک امر کے متعلق سب کو
اتفاق تھا کہ ایرانی مجلس یا قومی پارلیمنٹ فی الحقیقت اہل ایران کی تحریک
ترقی کا نتیجہ ہے اور یہ مجلس قانونی و عرفی حیثیت سے اہل ایران کی قومیت
اور آزادی کی ایک نمایان مثال ہے اگر ہم نے اراکین مجلس کی عمدہ راے
اور اعتبار حاصل کر لیا تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ہمارا آدھا کام پورا ہوگیا - لیکن اگر ہمین
ناکامیاب رہے تو پھر کچھ نہ کر سکین گے -

طہران آنے کے بعد ہمکو معلوم ہوا کہ یہ سب باتین بالکل سچ نہین - پہلے جو غیر
ملکی مشیر یا منتظمین ایران آئے وہ محض اپنی لاعلمی اور غفلت کی وجہ سے ناکام
رہے کسی کو طہران کے مدبّرین کا اعتبار حاصل کرنے مین کوئی دقت محسوس ہوئی
اسلئے کہ طریقہ بہت ہی آسان اور رغبت دہ تھا مگر ان لوگون نے غیر ملک کے
سفراء کے ساتھ بہت زیادہ خلا ملا پیدا کیا تو اس سے ایرانی اُن سے بدگمان ہوگئے اور
پھر مجلس نے اُن پر اعتبار نہ کیا -

اسوقت طہران مین ڈپلومیٹک گروہ روس - برطانیہ - جرمنی، امریکہ، اطالیہ،
آسٹرو ہنگریا، ڈچ اور ٹرکی سفراء سے مرکب تھا - ان مین باستثناء روس برطانیہ
اور ٹرکی کے جنہین اس ملک کے ساتھ تعلق تھا اور باقی سفراء کو بجز اسکے اور کچھ کام

نہ تھا کہ اپنے ملک کے بعض لوگوں کی پنشن یا تنخواہ جو وہ بوالیہ گورنمنٹ ایران سے
ملتی تھی اُس کا حساب رکھیں اور نگرانی کریں - ان میں کے اکثر پنشن خوار بڑے
بڑے خطاب رکھتے تھے - کوئی شخص کرنیل کے عہدہ سے کم نہ تھا بلکہ ایک اطالیہ
افسر جسے فوجی افسر ایران سے کچھ خفیف سا تعلق تھا اپنے تئیں جرنیل کہتا تھا -
اگرچہ اس کتاب کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ایران کی جغرافیائی حالت بتائی جائے
یا اس مشرقی مرکز تہذیب کا خاکہ کھینچا جائے لیکن بہت بے انصافی ہوگی کہ اگر میں
اُن حضرات کی تعریف نذر انداز کروں جو طہران کے یورپین لوگوں میں ہر قسم کی
افواہ اور گپ پھیلانے میں خاص دلچسپی لیتے تھے - میں نہیں سمجھتا کہ ناظرین کی واقفیت
کے لئے یہاں کی حالت کا نقشہ کس طرح کھینچوں - بس آپ لوگ تصور کریں کہ ایک
گورنمنٹ معرض زوال میں ہے اور مختلف اقوام کا ایک گروہ کثیر جس میں بلجین
عہدہ داران محصولخانہ - اطالین افسران پولس - جرمن معلمین توپخانہ - فرانسیسی
علماء - ڈاکٹر - پروفیسر و مشیر - آسٹرین فوجی تعلیم دینے والے - انگریز اہل قلم - ترکی
اور ارمنی درباری - اور ان سب پر طرّہ یہ کہ روسی قزاق فوجی افسر - فوجی معلم
فوجی قواعد سکھانے والے شامل ہیں اور یہ سب ملکے گورنمنٹ ایران کو افلاس
کے گڑھے میں ڈھکیل رہے ہیں اور ہر شخص اپنے ملک کے تمدنی اغراض یا
اپنے ذاتی فواید حاصل کرنے میں مصروف ہے - چنانچہ اس مضحکہ آمیز تماشے
میں نہ صرف مرد بلکہ بعض جنس اناث سے بھی شریک تھے کہ ہم بیچارے اہل امریکہ

ایسے وقت میں سرزمین ایران میں داخل ہوئے اور یہ غیر معمولی خیال اپنے دلوں میں
جاگزین کیئے تھے کہ ہم گورنمنٹ ایران کے مقرر کردہ ہیں۔ جس گروہ کا میں نے
اوپر ذکر کیا ہے اُس میں دس بارہ سویڈش افسر بھی شامل تھے جن کی تنخواہیں غریب
رعایا کی جیب سے ادا ہوتی تھیں۔

قانون مال جو مجلس نے باتفاق آرا ۱۳ ارجون کو پاس کیا اس سے کئی ہفتہ پہلے
ہم اس کوشش میں رہے کہ کسی طرح ایران کی مالی حالت کا صحیح اندازہ ہم کو معلوم ہو۔
محصولات جنگی کا محکمہ بالکل موسیو مارنارڈ کے تحت میں تھا اور اسکا
حساب وکتاب انہیں کے پاس تھا۔ اُن سے اس محکمہ کے متعلق کوئی مواد بہم
پہونچانا بہت دشوار تھا۔ دوسرے محکہ جات جو وزارت مال سے متعلق تھے
وہاں نہ کوئی دفتر تھا اور نہ حسابی کتابچہ جن سے کچھ پتہ چلتا وہاں کے میز اور کرسیاں
گویا زبان حال سے یہ کہہ رہی تھیں کہ ؎

آرزو کیوں لئے آتا ہے یہاں کچھ بھی نہیں

جو لوگ ان دفاتر کے صدر تھے اور جن کے ہاتھوں میں اپنے وطن کا مالی انتظام تھا
اُن کے پاس بجز چکنی چپڑی باتوں کے اور کچھ نہ تھا۔

میں کہہ سکتا ہوں کہ ایران کا مالی مسئلہ بہت پیچیدہ تھا بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ
ایران کا مالی وجود ہی کچھ نہ تھا جو محکمہ وزارت مال کے نام سے مشہور تھا وہاں ایسے
سے ایرانی اصحاب مقرر تھے جن کی لیاقت یا مالی تجربہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا

کہ پیمانہ آمدنی مدہو جا اسکے افلاس کی مجبوری سے وہاں اپنی جیبیں بھر لیے آسے
تھے بلکہ بالکل نا تجربہ کار تھے اور اسکے اختیار میں مختلف دفاتر دیئے گئے
تھے ان کا کام یہ تھا کہ گورنمنٹ ایران کے لئے مالیات یا آمدنی وصول
کریں۔ نہ کوئی سول سروس کا نام تھا اور نہ اہلیت و لیاقت کے لئے
کوئی امتحان مقرر تھا۔ عرصہ دراز سے قریباً اس سے ایسے لوگوں کو بھر رکھا تھا جو
بالکل سفارشی ٹٹو تھے۔ کسی ملازم کو یہ یقین نہ تھا کہ ایک دن بھی وہ اطمینان کے
ساتھ اپنی جگہ پر رہ سکے گا۔ کبھی اس بات کی کوشش ہی نہیں کی گئی کہ سرکاری
مالگزاری کی تحقیق کے لئے کوئی صدر محکمہ قائم کیا جائے کہ جس سے یہ معلوم ہو
کس قدر آمدنی وصول ہوتی ہے یا کس قدر وصول ہونا چاہیئے۔ اسی طرح نہ اخراجات
کے متعلق کوئی روک ٹوک یا انتظام تھا اور بڑی بڑی رقمیں خفیہ طور پر خزانہ عامرہ
سے غائب ہو جایا کرتی تھیں جن کے متعلق کچھ نہ معلوم ہوتا تھا کہ کس مد میں صرف
ہوئیں۔ میں نے سب سے پہلے سرکاری بجٹ طلب کیا اسلئے کہ مجھے امید تھی کہ
بجٹ کے دیکھنے سے سرکاری مداخل و مخارج کا اندازہ معلوم ہو سکے گا مگر معلوم
ہوا کہ کوئی بجٹ ہی نہیں ہے۔ گو مسٹر لیکا فرے جن کا ذکر اول آ چکا
ہے دو سال تک کوشش کرتے رہے کہ سرکاری بجٹ تیار کریں یا کم از کم کوئی ایسا
کتابچہ بنالیں کہ جس پر بجٹ کا اطلاق ہو سکے۔ مسٹر لیکا فرے کو ملک کی
تخمینہ آمدنی اور اخراجات کا بمقابلہ سرکاری اسناد و دستاویزات کے بہت
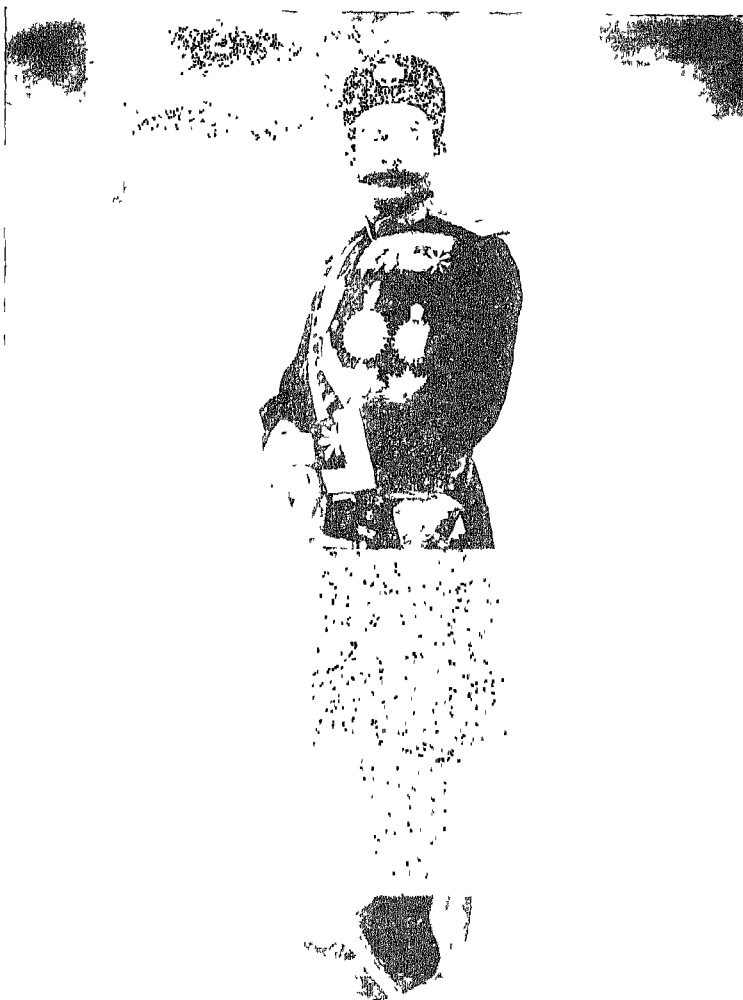
زیادہ علم تھا - جبدن سے انہون نے یہ کام شروع کیا یعنی اس امر کی تحقیق کہ سرکاری مالگزاری کس طرح اور کہان سے آتی ہے اور وہ کیسے صرف ہوتی ہے اُس دن سے ہر ایک وزیر مال اور ٹیکس کلکٹر انہین شکوک کی نظر سے دیکھنے لگا بلکہ محکمہ جنگ کے نزدیک تو اُن کی کچھ وقعت ہی نہ رہی اسلئے کہ یہ محکمہ ملک کی آمدنی خود ہی ہضم کر جایا کرتا تھا اور یہ کہہ دیا جاتا تھا کہ یہ روپیہ محکمہ جنگ سے متعلق - سامان جنگ سے وابستہ عہدہ داران - فوجی آفسر خانہ - سوار - پیدل اور توپخانہ وغیرہ وغیرہ مین صرف ہوا ہے جو ایران کی باقاعدہ فوج سے متعلق ہے - یہ فوج محض کاغذ پر تھی ملک مین کہین اُس کا وجود نہ تھا - آٹھ مہینہ جو مجھے طہران مین گذرے اُنمین گورنمنٹ کو چار مہینے فوجی تیاریون مین صرف کرنا پڑے اسلئے کہ شاہ معزول اور اُسکا پاگل بھائی سالار الدولہ ملک پر حملہ آور ہونے والا تھا اسکے تدارک کے لئے ازسرنو فوج تیار کرکے بھیجی گئی - مین جب تک ایران مین رہا میری نظر کبھی کوئی باقاعدہ فوج نہ گذری البتہ ختم ماہ پر فوج کی تنخواہ یا وردیون کے لئے محکمہ جنگ کی طرف سے بل ضرور پیش ہوتے تھے -

ملک ایران مختلف صوبون مین تقسیم ہے اور ہر صوبہ کا ایک پایہ تخت جدا ہے چنانچہ شمال مین آذربائیجان جسکا پایہ تخت تبریز - مازندران پایہ تخت ساری - گیلان - پایہ تخت رشت اور خراسان پایہ تخت مشہد اسی طرح جنوب مین اصفہان پایہ تخت اصفہان اور فارس

پایہ تخت شیراز ہے - یہ گویا خاص خاص بڑے صوبے ہین ان کے علاوہ اور
چھوٹے چھوٹے اضلاع ہین - ہر شہر مین گورنمنٹ کی طرف سے ایک مالی کارکن
تعینات ہے جسکا فرض ہے کہ رعایا سے محاصل یا مالگزاری تحصیل کرے اور بعد
وضع اخراجات و حق الخدمت رقم محاصل وزیر مال کے پاس بھیجدے - اس طریقہ کی
تفصیل تو دوسرے باب مین بیان کیجاے گی - یہان صرف اس قدر کہدینا کافی
ہے کہ مالگزاری کا ایک حبہ بھی وزیر مال کو نہین پہونچتا اور جب محکمہ جنگ عدالت
تعلیمات داخلہ و امور خارجیہ کی طرف سے مطالبات پیش ہوتے ہین تو وزیر صاحب
مال ہنس ہنس کے مالی کارکنون کے نام چک یا فرمان جاری کرتے ہین - انہین
اس سے بحث نہین کہ ان فرامین کا روپیہ بھی وصول ہوگا یا نہین - غرضکہ جو صاحب
وزیر مال مقرر ہوتے انہون نے اپنی کارگزاری دکہانے اور سب کو خوش رکھنے
کی غرض سے اس قسم کے ہزارہا چک اور فرمان جاری کئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ
چند سال مین یہ مرغان کاغذی کا انبوہ وزیر مال کے پنجرے سے نکل کے کچھ ایسے
ساہوکارون کے ہاتھ لگا جو سرکار کے قرض خواہ تھے مگر سرکار کو جن کے وجود کی
خبر تک نہ تھی اور کچھ چھوٹے چھوٹے تاجرون - ادنیٰ درجہ کے ملازمون یا ناواقف
پنشن خوارون کے وہان بسیرا لیا - اور اسکی تعداد اتنے لاکھ ڈالر تک پہونچ گئی تھی
کہ کوئی ذی ہوش آدمی نہ کبھی اُسکا حساب کرسکتا تھا اور نہ اُس کے ادائی کا خیال
دل مین لاسکتا تھا - پس ایران کے پبلک ڈٹ (قرض نامہ) کا ذکر کرتے وقت

یہ بالکل خارج از حساب سمجھی جاتی تھی، اور یہ کہا جاتا تھا کہ یہ گتھی حشر تک نہین سلجھ سکتی۔ اور اس مرض کا بجز وقت کے دست شفا کے اور کوئی علاج نہین ہے۔

۱۳ ارجون کو جب مجلس نے سودہ قانون مالی جو مین نے پیش کیا تھا پاس کر دیا تو اس وقت مین نے عالیجناب صحاون الدولہ وزیر مال کی خدمت مین یہ عرض کیا کہ از روئے شرائط قانون جدید جسقدر سرکاری رقوم بنک یا خزانے مین ہون میری طرف بحیثیت صدر المہام خزانہ منتقل کرنے جائین۔ عالیجناب موصوف نے ہنس کے یہ جواب دیا کہ بیشک ایسا ہی ہونا چاہیئے اور یہ فرمایا کہ مین فوراً یہ ضروری معاملات آپ کے سپرد کئے دیتا ہون۔ ہمارے حساب روان کا کھاتہ شاہی بنک ایران کے ساتھ ہے۔ اور مین سمجھتا ہون کہ اس وقت ہم چار لاکھ چالیس ہزار تومان زاید از حساب بنک سے لے چکے ہین لہذا ہمارے حساب روان مین اتنی رقم کا ٹوٹا ہے۔ یہ لیجئے بنک کے نام ہدایت نامہ ہے کہ یہ کمی نئے صدر المہام خزانہ کے نام محسوب کیجائے۔ مین نے عالیجناب موصوف کا شکریہ ادا کیا اور اُسی دن سے اپنا کام شروع کر دیا ایک طرف تو بنک کی کمی پوری کرنی تھی اور دوسرے طرف عالیجناب ممدوح کے ہم منصب وزرائے کبنٹ کے بعض ضروری مطالبات کی ادائی کا تقاضا تھا اور یہ کہا جاتا تھا کہ مطالبات سب اشد ضروری ہین اگر ادا نہ کئے جائین گے تو گورنمنٹ ایران کا شیرازہ بکھر جائیگا۔ ان مطالبات کی مقدار سات لاکھ ڈالر تھی۔

وزارت مال کا صرف ایک محکمہ ایسا تھا جسسے نقد رقم سے تعلق رہتا تھا۔ اور وہ شاہی ٹکسال تھی جو شہر سے کئی میل باہر واقع تھی اور جہان ایک پرانی دقیانوسی کل کے ذریعہ سے ایرانی سکہ نقرہ (قران) مسکوک ہوتا تھا اسکے لئے چاندی حسب معاہدہ شاہی بنک ایران سے لی جاتی تھی۔ اسلئے کہ بنک کو اپنے معاملات کے لئے ایک مقدار کثیر مین نقرئی سکون کی ضرورت تھی۔ مین نے کچھ دن پہلے اپنے مددگار مسٹر ڈکی کو وہان بھیجا تھا کہ دارالضرب کا معائنہ کرین۔ اور اُس کا سارا انتظام اپنے ذمہ لے لین چنانچہ انہون نے ایسا ہی کیا۔

اب مین اپنے آفس مین بیٹھا ہوا اپنے دوسرے مددگار مسٹر مکاسکی کی صورت کو جو میز کی دوسری طرف بیٹھے تھے تک رہا تھا اور یہ یقین لانے کی کوشش کرتا تھا کہ آیا مین سلطنت ایران کے کل مداخل و مخارج کا صدرالمہام خزانہ ہون۔

پہلا کام مین نے یہ کیا کہ طہران مین جتنے بنک تھے ہر ایک کو ایک خط لکھا کہ آج کی تاریخ سے کوئی چک۔ ہنڈی۔ فرمان یا کسی قسم کے سرکاری مطالبہ کی ادائی کا حکم جائز نہ سمجھا جائے گا۔ جب تک کہ اُسپر صدرالمہام خزانہ کے دستخط نہ ہون۔ اسکے ساتھ ہی کل بنکون کو یہ اطلاع دی کہ جملہ حسابات یا رقوم جو گورنمنٹ کے کسی محکمہ یا عہدہ دار کے نام سے جمع ہون وہ سب صدرالمہام خزانہ کی طرف منتقل کردئے جائین اور اُن کے حسب ہدایت تعمیل ہو۔ اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے حسابات اور رقوم جن کا وجود شاید ہم کو کبھی معلوم
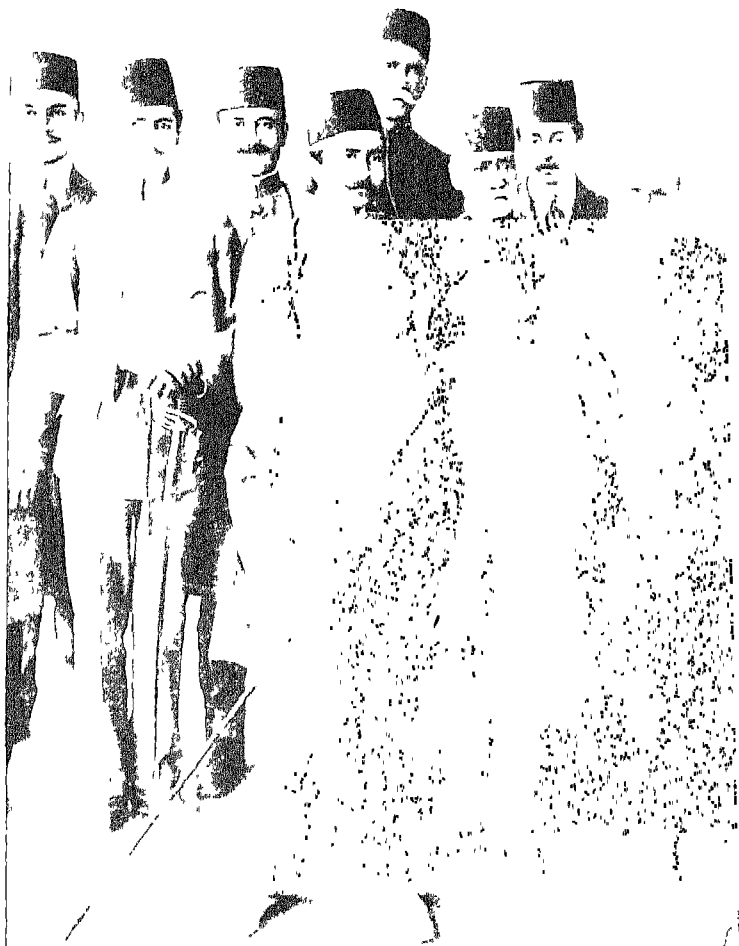
SULTAN AHMAD SHAH, THE PRESENT RULER OF PERSIA.

He succeeded to the throne on July 18 1909 after the deposition of his father Muhammad Ali
Behind him on the left is the Crown Prince The others are royal teachers

نہ ہونا ظاہر ہوگئے۔ ان میں ایک حساب موسیو مارنارڈ کے نام سے
تھا جو بالکل بے قاعدہ تھا۔

ایران کی تمدنی حالت کا اس وقت بیان کرنا غیر ضروری ہے غالباً یہ کہنا
بجا ہے کہ وہاں ایک دستوری حکومت ضرور تھی اسلئے کہ شاہی سطوت صرف
اس قدر باقی رہگئی تھی کہ ایک کم سن بادشاہ تخت پر جلوہ افروز تھا اور نابالغی کی
وجہ سے ایک صاحب نائب السلطنت مقرر تھے مگر شاہ کے گرد ایک فضول خرچ
خوشامدیوں کا گروہ ضرور تھا جو اہل دربار کہلاتے تھے اور جہاں کہیں شاہ جاتا تھا
وہ سب سایہ کی طرح ان کے ساتھ رہتے تھے۔ ملک کا سارا انتظام مجلس
یا قومی پارلیمنٹ کے ہاتھ میں تھا جس میں اسی رکن تھے جو بلحاظ آبادی ملک کی
مختلف صوبہ جات اور اضلاع سے منتخب ہوکے آئے تھے اس پارلیمنٹ کے
حسب منظوری نائب السلطنت کی طرف سے دفعتاً فوقتاً سات ممبروں کی ایک
کیبنٹ بھی مقرر ہوتی تھی۔ لیکن چونکہ مجلس کو حسب احکامات حکومت دستوری
نہ صرف قانونی اختیارات حاصل تھے بلکہ ترمیم کیبنٹ کا اختیار بھی تھا اور جب چاہتی
کیبنٹ کو موقوف کر سکتی۔ چنانچہ حقیقی اختیارات وکلا ر قوم کے ہاتھ میں تھے
جن سے مجلس مرکب تھی۔

دو غیر سلطنتیں جنھیں (انہیں کے الفاظ میں کہنا چاہیئے) ایران سے خاص
تعلق تھا روس و برطانیہ تھیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا ان دونوں سلطنتوں نے ۱۹۰۷ء

پس میں ایک معاہدہ کیا تھا جسکی رو سے ایران میں اپنے اپنے دائرہ اثر
بنے تھے۔ روس کا دائرہ اثر شمال میں تھا اور انگلستان کا جنوبی مشرقی گوشہ
میں۔ از کم برائے نام ہی سہی لیکن اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ ایران میں
دستوری حکومت ضرور تھی جہاں غیر سلطنتوں کے سفرا تعینات تھے چنانچہ امریکہ
کا سفیر بھی وہاں تھا اس دستوری حکومت کو روس اور برطانیہ نے سنہ ۱۹۰۷ء میں معاہدہ
کرتے وقت تسلیم بھی کیا تھا۔

ایران کا قرضہ غیر ممالک مختلف دیون سے مرکب تھا جو شاہان ماسبق کے زمانہ
میں گورنمنٹ روس نے دیئے تھے اور جو اب روس کے شاہی بینک میں جس کی
ایک شاخ طہران میں بھی ایک جا کر دیا گیا تھا۔ اسکے علاوہ گورنمنٹ ہند کا بھی قرضہ
تھا جو دولت برطانیہ نے ہندوستان کے سرمایہ سے شاہان ماسبق کو دیا تھا اسکے
علاوہ سنہ ۱۹۱۱ء کا قرضہ تھا جو شاہی بینک سے لیا گیا تھا اور جسکی تکمیل ہمارے طہران پہنچنے
سے کچھ ہی پہلے ہوئی تھی۔ ان مختلف قرضوں کی تفصیل میں دوسرے باب میں
بیان کرونگا۔ ان سب قرضوں کے علاوہ گورنمنٹ ایران پر بہت سے غیر لوگوں کے
مطالبے تھے جن میں اکثر واجب الادا تھے اور جن کی تعداد کئی ملین ڈالر تھی۔

المختصر ۱۳ رجون سنہ ۱۹۱۱ء کو جب میں نے ایران کے مالی معاملات کا انتظام اپنے
ہاتھ میں لیا ہے تو ملک کی عام حالت یہ تھی جو اوپر بیان کی گئی۔

———(۹)———

اصلاحات و انتظامات کا ایک عام خاکہ - ضابطہ قانون مورخہ ۱۳ر جون ۱۹۱۱ء - ایران کے ساتھ دول غیر کا برتاؤ - واقعۂ اسٹوکس - خزانہ کے لیئے فوجی پولیس کی ضرورت - معاہدہ روس و انگلستان مورخہ ۱۹۰۷ء کا منشا اور مقصد -

یہ امر بالکل صاف اور واضح تھا کہ ایران کے مالی معاملات اُس وقت تک درست نہین ہو سکتے تھے جب تک کہ ہمین پورے اختیارات نہ مل جائین - اب رہی یہ بات کہ وزراے کیبنٹ کو صلاح و مشورہ دے کے کام نکالنا یہ بالکل ایک فعل عبث تھا - اس کا نتیجہ کچھہ نہ ہوتا اسلیئے کہ ان وزرا کو نہ کافی تجربہ حاصل تھا اور نہ انہون نے کوئی باقاعدہ تعلیم پائی تھی اور نہ اُن مین اس بات کی صلاحیت تھی کہ جو خرابیان بوجہ رشوت اور دوسری بدانتظامیون کے خاص طہران اور صوبہ جات مین پھیلی ہوئی تھین اُنکا تدارک کر سکتے -

پس اگر کچھہ اصلاح ہو سکتی تھی تو وہ ہمین لوگون کے ذریعہ سے بلا اعانت و مشورہ ایرانی عہدہ دارون کے جو وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے تھے - البتہ ہم بذات خود ان تبریون کی اصلاح ضرور کر سکتے تھے -

چنانچہ مسودہ قانون جو ۱۳ر جون ۱۹۱۱ء کو پاس ہوا اُس کے بنانے سے میری اصل غرض یہی تھی کہ ایران مین ایک اصلاحی مرکز قائم ہو جس سے مراد دفتر صدر المہام

زانہ تھی اور وہ کل ملک کی آمدنی اور خرچ کا ذمہ دار ہے - جس کسی کو کچھ دلایا جاے
سی دفتر کے ذریعہ سے اب تک یہ طریقہ رائج تھا کہ نہ صرف عہدہ داران وزارت مال
روپیہ تحصیل کرتے تھے بلکہ بعض صیغہ جات جیسے پوسٹ - ٹیلیگراف - وزارت عدالت
وزارت داخلہ - وزارت تعلیمات اور وزارت امور خارجہ سے متعلق تھے وہ بھی اس
جز حصہ لیتے تھے - اسی طرح یہ مختلف محکمہ جات سرکاری جسطرح چاہتے تھے
اس روپیہ کو صرف مین لاتے تھے نہ کچھ اس کا حساب وکتاب تھا اور نہ کسی قسم
کی نگرانی - کوئی دفتر یا محکمہ ایسا نہ تھا جہان اسکے متعلق کوئی حساب رکھا جاتا ہو چنانچہ
گورنمنٹ ایران کے لیے یہ امر دریافت کرنا غیر ممکن تھا (خواہ کتنی ہی کوشش کیجائی)
کہ کل آمدنی کہان سے آتی ہے اور کدھر غائب ہو جاتی ہے - اگر ہم اس وسیع
ذمہ داری کو اپنے سر نہ لیتے اور محض تکمیل اصلاح کے منتظر رہتے تو یہ ممکن تھا کہ
با اختیار لوگون کے طرز عمل مین کوئی تغیر واقع ہوتا گو وہ سب کے سب سازشون
مین مبتلا تھے اور دستوری حکومت کے مخالفین کی دھمکیون سے خائف رہتے
تھے - اس مین شک نہین کہ ایران کے موجودہ مالی طریقہ کی تجدید بہت دشوار تھی
باوجود نیا قانون پاس ہونے کے جن دشواریون کا مقابلہ ہم کو کرنا پڑا وہ ہمین
جانتے ہین تمام ملک مین خانہ جنگی بپا تھی جسکی وجہ سے ہر قسم کی بدنظمی اور ابتری
پھیلی ہوئی تھی - ہم نے آٹھ مہینے جو طہران مین گزارے اور اس عرصہ مین
جو محاصل واجب الوصول پایہ تخت اور دوسرے صوبہ جات اور اضلاع سے

ہم نے تحصیل کئے اُس آمدنی مین سے غیر معمولی اخراجات جو پیش آے ادا کئے گئے چنانچہ تمثیلاً وہ اخراجات یہ تھے کہ محمد علی میرزا جو تخت ایران حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اُس کے تدارک کے لئے فوج تیار کر کے بھیجی گئی۔ سفراے ایران جو غیر ممالک مین تعینات تھے اور جنھین کئی سال سے تنخواہ نہین ملی تھی وہ بیباق کی گئی۔ مختلف محکمہ جات وزارت کی تنخواہین ادا کی گئین اور کل غیر ملک کے مطالبات بیباق کئے گئے اور صدر المہام خزانہ کے آفس مین ہر قسم کی آمدنی اور خرچ کا ایک صحیح اور مکمل حساب تیار کیا گیا۔

معلوم نہین کہ اس انتظام سے غیر سلطنتون کی مخالفت کو کیون جوش ہوا انصافاً دیکھا جاے تو اُن کو اس انتظام سے مطمئن اور خوش ہونا چاہیئے تھا اس لئے کہ پرانے انتظامات مین جو اصلاح ہوئی وہ گویا اس بات کی ضامن تھی کہ اُنکے یا اُن کی رعایا کے مطالبات جلد ادا ہو جائین گے۔ تاہم یہ عجیب بات ہے کہ جس روز یہ قانون پاس ہوا اور روسی سفیر کو جب معلوم ہوا کہ مجلس مین اسکے متعلق بحث ہو رہی ہے تو اُس نے علانیہ مخالفت کی اور یہ لکھ بھیجا کہ جو اہل بلجیم محصول خانون پر مقرر ہین وہ امریکن صدر المہام خزانہ کے تحت و نگرانی مین نہ رہین گے اور یہ دھمکی دی کہ اگر اس کے خلاف عمل ہو گا تو روسی فوج کل محصول خانون پر قبضہ کریگی اور روسی افسر مقرر کر دیئے جائین گے۔ الغرض دو ہفتہ تک سفراے روس۔ فرانس جرمن۔ اطالیہ و اسٹریا ہنگری متعینہ طہران

کی طرف سے مخالفت کی بوچھار ہوتی رہی بلکہ بعض کی تحریرات تو جادۂ اعتدال اور تہذیب سے بھی گرے ہوئے تھے۔ سب کی کوشش یہی تھی کہ قانون اصلاح پاس نہ ہو اور گورنمنٹ ایران اپنے اندرونی معاملات کو درست نہ کرسکے البتہ سفیر برطانیہ۔ ڈچ۔ ٹرکی اور امریکہ نے اس معاملہ مین کچھہ دخل نہین دیا اور وہ الگ رہے۔ اس عرصہ مین کونٹ کواڈ سفیر جرمن متعینہ طہران نے گورنمنٹ ایران کو ایک تحریر بھیجی جس مین یہ لکھا کہ بعض جرمن رعایا جو طہران مین ہے اگر اُس کے مطالبات کے لیے صدر المہام خزانہ کے دستخط سے چک جاری ہونگے اور موسیو مارنارڈ ایڈمنسٹریٹر جنرل محصول خانہ جات کے دستخط سے نہ ہونگے تو یہ امر خلاف قاعدہ ہوگا جسکی وجہ سے جرمنی کے تعلقات پر بُرا اثر پڑیگا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ یہ جرمنی تعلقات کیا تھی۔ دراصل دو جرمن شخص جو جرمن اسکول اور جرمن شفاخانہ پر تعینات تھے انکو چھہ ہزار تومان سالانہ تنخواہ دی جاتی تھی۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ یورپ کی ایک ایسی زبردست اور دولت مند سلطنت غریب گورنمنٹ ایران سے اس طرح کے مطالبہ کی طالب ہو۔ کونٹ کواڈ نے اپنی سرکاری تحریر مین میرے نسبت یہ مہذب الفاظ استعمال کیئے تھے کہ فلان شخص مسٹر شوسٹر نامی جو ایران کا صدر المہام خزانہ کہلاتا ہے" سفیر اطالیہ نے بھی اسی مضمون کی ایک تحریر گورنمنٹ ایران کو بھیجی تھی کہ اُنکے

ملک کے تمدنی حقوق کی پامالی ہوتی ہے - وہ واقعہ یہ تھا کہ ایک بڑا از کار رفتہ اطالین گورنمنٹ ایران کے فہرست ملازمین مین داخل تھا جو جنرل کے خطاب سے موسوم تھا اور فوجی تعلیم کے لیے رکھا گیا تھا یہ شخص اب بجز ایک آرام کرسی پر پڑے رہنے کے کوئی کام نہ کرسکتا تھا - سفیر اطالیہ نے بھی اس تحریر مین میری نسبت اپنے دوست جرمن سفیر کی تقلید کی تھی -

روس کی پشت پناہی سے **موسیو مارناڈ** کو یہ جرأت ہوئی کہ اُسنے گورنمنٹ ایران کی اطاعت سے انکار کیا گو وہ گورنمنٹ ایران کا نوکر تھا اور اس امر کا اعلان کیا کہ صدر المہام خزانہ کے احکامات کو نہ تسلیم کریگا - اس کا یہ طرز عمل کچھ حق بجانب بھی تھا اسلئے کہ اُسے اندیشہ تھا کہ مجلس اُسے موقوف کر دے گی - کیونکہ مین نے مجبوراً اسکی موقوفی کے لیے مجلس مین سفارش کی تھی اُس نے حسابات جو پیش کئے تھے اُن مین بعض مدات ایسے تھے جو بالکل مشکوک و بے قاعدہ تھے اور جن کے متعلق وہ کچھ جواب ہی نہ دے سکتا تھا غرضکہ یہ کاغذی جنگ وجدل وسط جولائی تک جاری رہی اتنے مین بلجیین عہدہ داران محصول خانہ جات نے قانون گورنمنٹ کو تسلیم کرنا منظور کیا اور **موسیو مارناڈ** نے بھی اطاعت قبول کی اور مجھے اس کی اطلاع دی **موسیو مارناڈ** نے مجبور ہو کے ایسا کیا کیونکہ جب اُس نے غیر ملکیون کے مطالبات کے نام سے جو ایران مین ملازم تھے متعدد چیک

محصول خانوں کے محاصل پر لکھ کر دے تو کسی بنک نے وہ چک تسلیم نہ کئے تب اُس نے مجبور ہو کے سر تسلیم جھکایا۔

جب یہاں کل بنکوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا کہ جب تک چک پر صدر المہام خزانہ کے دستخط نہ ہونگے اُسکا روپیہ نہ مل سکے گا تو ہم خاموش ہو گئے آخرکار غیر ملکی ملازمین جو خواہ مخواہ اپنی تنخواہیں لینا چاہتے تھے اپنے ملک کے سفیروں سے اس بات پر لڑے کہ امریکن صدر المہام خزانہ کے دستخطی چک ضرور حاصل کرینگے۔

اس درمیان میں ہمارے دفتر کو وزرا کے کبنٹ کے ساتھ بھی بعض دقتیں پیش آئیں وزیر اعظم سپہدار نے نئے قانون مال کے متعلق میری تائید کی تھی اور کئی دفعہ مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ اُن اصلاحات میں میری پوری مدد دینگے اور جو خرابیاں پھیلی ہوئی ہیں اُن کے انسداد میں میرا ہاتھ بٹائینگے۔ بلکہ اُنہوں نے اپنی عنایت سے یہاں تک مجھ سے کہا تھا کہ گو انہیں جنگی معاملات میں ایک خداداد ملکہ ہے مگر بہت سی باتیں محکمہ جنگ کی اصلاح کے متعلق ایسی ہیں جن کا علم ممکن ہے کہ انہیں نہ ہو اور ایسے امور کے متعلق وہ بہت خوشی کے ساتھ میرے حسب مشورہ عمل کرینگے۔ چونکہ محکمہ جنگ بدمعاشوں کے لئے ایک عمدہ آشیانہ تھا لہذا وہاں بہت سے ایسے نالایق بدمعاش بھرے تھے جو فوجی کام سے بالکل نابلد تھے۔ اُن میں بعض

اپنے تئین جرنیل کہتے تھے۔ بعض سردار کہلاتے تھے اور بعض صدر استان تھے۔ سپھسالار کی ان باتون سے میرے دل مین اُن کی وقعت بہت بڑھ گئی اُنہین اس بات کی بڑی فکر تھی کہ مین بنیک سے کچھہ لقدر روپیہ کا انتظام کب تک کرسکون گا اور جب مین نے پوچھا تو مجھ سے یہ کہا کہ محض اُن کے ذاتی اثر اور وقعت کی وجہ سے گورنمنٹ ایران کا وجود اب تک باقی رہا ورنہ نہ معلوم کیا ہوتا۔ چونکہ اہل ایران ان کی بڑی عزت کرتے ہین لہذا محض اُن کی وجہ سے وہ اب تک خاموش رہے اسلئے باقاعدہ فوج کے ان بہادر لوگون کے لئے کچھہ مالی امداد ایک لازمی امر ہے۔ ۴ رجون کو قبل اسکے کہ قانون ل مجلس سے پاس ہو مین نے امپیریل بنیک ایران کے منیجر مسٹر وڈ کے ذریعہ سے بطور زرمبادلہ دولاکھہ پچاس ہزار تومان کا انتظام کیا تھا۔ اُسی دن شام کو سات بجے اتابک پارک مین سپھسالار کی گاڑی پہونچی اور مجھ سے کہا گیا کہ مہربانی کر کے اُن کے وہان تشریف لے چلیئے وہ مع وزیر مال آپ کا انتظار کر رہے ہین۔ چنانچہ مین آفتاب غروب ہوتے ہی اُن کے خوبصورت باغ مین پہونچا اور سپاہیون کی قطار. ن اور مختلف درجہ کے فوجی افسرون مین سے گذرتا ہوا ایک چھوٹے سے مکان مین داخل ہوا جسکے سطح کاشی کے سقف پر خوبصورت قالین بچھے تھے۔ اور میز کرسیان لگی تھین یہان پہونچ کے مین نے دیکھا کہ وزیر مال کچھہ گھبرائے ہوئے جلد جلد ٹہل

رہے ہیں۔ اتنے میں لیمپ روشن ہوئے چار آئی سگریٹ پیش کئے گئے اور ہم دونوں بیٹھ کے عالیجناب سپہدار صاحب کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے

رات بہت ہی سہانی اور صاف تھی اور جہاں ہم بیٹھے تھے وہاں سے برف پوش پہاڑوں کی چوٹیاں نظر آتی تھیں جو تخمیناً بارہ میل وہاں سے دور ہونگی اور مختلف سفارت خانوں کے مکانات اور امراے ایران کے بہارستانی تفریح گاہ نظر آتے تھے۔

دفعتاً ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ فوجی سلامی کی آواز اور پھر زینہ پر پاؤں کی آہٹ نے ہمیں بتایا کہ سپہدار صاحب تشریف لا رہے ہیں اتنے میں وہ آ ہی گئے اور آتے ہی بیٹھ گئے۔ قبل اسکے کہ ہم کچھ گفتگو شروع کریں ایک مجتہد صاحب تشریف لائے اور اُن کے قریب جا کے کچھ مانگنے لگے۔ وہ ایک لمحہ ٹھہرے تھے کہ وزیر اعظم نے ایک فوجی افسر کو بلا کے اُسے کچھ حکم دیا اور مجتہد صاحب چلتے ہوئے۔

وزیر مال نے گردن ہلا کے مجھ سے فرانسیسی زبان میں کہا مسٹر شسوسٹر آپ دیکھتے ہیں کہ سپہدار صاحب کیسے با اختیار اور زبردست آدمی ہیں آپ نے غور کیا کہ اُنہوں نے ایک مجتہد کی درخواست کو نہ سُنا اور جس قیدی کے لئے وہ سفارش کرنے آئے تھے کل صبح اُسے پھانسی دیجائیگی۔

اسکے بعد سپہدار نے اول کچھ ادھر اُدھر کی مختصر باتیں کیں بعد ازاں محکمہ جنگ

SIPAHDAR I-AZAM (Greatest of the Marshals)
He was the Prime Minister holding the portfolio of War when Mr. Shuster arrived at Teheran.
He was a Russian protégé and was strongly suspected of conspiring with Muhammad Ali
in his attempt to gain the throne

کے مالی ضرورتون کی طرف توجہ دلائی وہ فارسی مین باتین کرتے تھے اور وزیر
مال اُن کے مترجم تھے اُنھون نے بیان کیا کہ حالت بہت خوفناک ہوگئی ہے
اگر روپیہ کا فوراً انتظام نہ ہوا تو ہماری جانین بچنا مشکل ہے - مین نے اُن سے
اپنی مالی دقتون کا اظہار کیا جو مجھے بحیثیت صدرالمہام خزانہ درپیش تھین اُسکے
بعد مین نے اُن سے دریافت کیا کہ سردست کم از کم کس قدر رقم فوج کے لئے
درکار ہوگی -

اسپر وزیر اعظم نے اپنی جیب سے ایک پرچہ نکالا اور وزیر مال کو دیا کہ اُس کا
ترجمہ پڑھ کے مجھے سنائین - اس کے بعد اُن پر کچھ ایسی حالت طاری ہوئی کہ وہ وہان
سے اُٹھ کے تھوڑی دیر کے لئے نیچے چلے گئے - وزیر مال نے ایک ایک
مد پڑھ کے سنائی اور اُس کے بعد سب کی میزان کی کل رقم چار لاکھ چھ ہزار تومان تھی
جس مین سے نصف کے قریب سامان فوج - وردیان - توپخانہ کے گھوڑے اور
دوسرے متفرق اخراجات کے لئے تھی اور باقی فوج کی تنخواہ کے لئے -

مین نے کسی قسم کا اعتراض نہین کیا اتنے مین وزیر اعظم پھر واپس آئے اور اُنکی
صورت سے تشویش نمایان تھی بلکہ مین نے خیال کیا کہ ان دونون مین کچھ آنکھ
کا اشارہ بھی ہوا یا ممکن ہے کہ مین غلطی پر ہون - وزیر مال نے مجھ سے کہا کہ
وزیر اعظم صاحب اس معاملہ مین آپ کا جواب چاہتے ہین -

مین نے سیدھا ہاتھ اُٹھا کے اشارے سے یہ کہا کہ غیر ممکن ہے میرا یہ کہنا

تھا کہ سپہدار اس طرح سے اپنی جگہ پر اچھلے جیسے گولی لگی ہو - اس کے بعد انہوں نے بہت کچھ بحث کی اور ہر طرح مجھے ترغیب دلائی - بیچارے وزیر مال ڈر کے زرد ہو رہے تھے اور مجھ سے کہتے تھے کہ مین غلطی کر رہا ہون - مین نے سپہدار سے فرانسیسی زبان مین یہ دریافت کیا کہ آیا وہ کوئی طریقہ پتھر سے خون نکالنے کا بتا سکتے ہین - انھون نے اسکا کچھ جواب نہ دیا صرف یہ کہا کہ جسطرح ممکن ہو روپیہ آنا چاہیے - غرضکہ تین گھنٹہ کی گفتگو کے بعد ایک لاکھ تومان پر وہ راضی ہو گئے - یہان کے حالات کا تجربہ ہونے کے بعد جب مین خیال کرتا ہون تو مجھے افسوس ہوتا ہے کہ مین کیون ایک لاکھ تومان دینے کو راضی ہو گیا - جب مین وہان سے اٹھ کے باہر آیا تو مین نے وزیر اعظم کو وزیر مال سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ "یہ فرنگی اڑتا خوب ہے مگر انشاء اللہ دوسرے موقع پر دیکھا جائے گا -

اس واقعہ کو گیارہ دن ہو گئے - اس عرصہ مین امیر اعظم - نائب وزیر جنگ مجھ سے ملنے آئے اور انہون نے فوج کی حالت کا ایسا نقشہ کھینچا کہ مشہور مصور ورسیچگن بھی شرما جاتا - انھون نے بیان کیا کہ ملک کا ایسا خیر خواہ وزیر اعظم سپہدار ایک جزو رقم طلب کرتا ہے اور صدر المہام خزانہ اسکے دینے مین پس و پیش کر رہے ہین - اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام ملک مین غدر ہو جائیگا ہر طرف لوٹ مار شروع ہو گی جسکی وجہ سے سخت خونریزی ہو گی - اصل یہ ہے کہ پتھر کا دل اور خالی کیسہ زر البتہ ان لوگون کی التجا کو ٹال سکتا تھا

۱۵ جون کو یہی قانون مال پاس ہونے کے دو دن بعد جسکی رو سے مالی معاملات
مین صدر المہام خزانہ کو کل اختیارات دیے گئے تھے سپہدار نے مجلس
مین کھڑے ہوکے اس امر کے متعلق اپنی ناخوشی ظاہر کی کہ اس قانون سے
اُن کے اہم فرائض بحیثیت وزیر اعظم و وزیر جنگ پر اثر پڑے گا مگر مجلس
کے اراکین نے کچھ اسکا اعتنا نہ کیا وہ جانتے تھے کہ یہ حضرت اپنے دفتر جنگ
کے نام سے روپیہ لینا چاہتے ہین۔ جب اُنہون نے دیکھا کہ کوئی اُن کا ہم
زبان نہین ہوتا تو بہت ہی طیش مین آئے اور بڑے آن بان کے ساتھ
وہان سے باہر چلے گئے اور فوراً ہی اپنی گاڑی مین بیٹھ کے کوچبان کو حکم دیا۔
"برو بہ فرنگستان" چنانچہ وزیر اعظم کی گاڑی شہر سے باہر نکل گئی اور انزلی کیطرف
روانہ ہوئی جو وہان سے دو سو بائیس میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس اثنا مین یہان
یہ افواہ پھیلی کہ شاہ معزولہ کا بھائی سالار الدولہ شہر تبریز پر قابض ہوگیا
ہے اور لوگون سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر اُسے تخت پر بٹھا دیا جائے تو وہ کل
محصولات معاف کر دیگا صرف اس قدر محصول جاری رکھے گا جو اُس کے ذاتی
اخراجات کے لیے کافی ہون اب عوام میں یہ چرچا پھیلا کہ دیکھئے وزیر اعظم
جو خفا ہوکے چلے گئے ہین شاہ کے بھائی سے مل جائین گے یا بحر کسپین سے
عبور کرکے روس و یورپ پہونچین گے اس واقعہ سے ایک ہفتہ پہلے نائب
السلطنت نے بھی ایران چھوڑنے کے متعلق اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا اور آسکی

وجہ یہ بیان کی تھی کہ مجلس نے دربار کے متعلق ایک نیا بجٹ پاس کیا جس مین
اُن سے مشورہ نہین لیا۔ اس بجٹ مین مصارف دربار بہت تخفیف کر دیے گئے
ہین۔ چنانچہ آٹھوین جون کو ہزہائنس نائب السلطنت نے مجھے بلا بھیجا اور تین گھنٹہ
تک مجھ سے بحث کی جس مین اپنی تشویش اور دقتین بیان کین جو بلاشک ایک حد
تک واجبی تھین۔ مین نے اُن سے یہ عرض کیا کہ ایسے وقت مین آپکا ملک
سے چلا جانا یا آپ کے جانے کی افواہ پھیلانا نہ صرف جدید مالی انتظام مین خلل انداز
ہوگا بلکہ گورنمنٹ کو ایک عام ہل چل مین ڈالدے گا۔

اُنھون نے مجھ سے وعدہ کیا کہ اچھا مین نہ جاؤن گا۔ بعد ازان مجلس کے
بعض اراکین سے اس بارہ مین گفتگو ہوئی اور آخر یہ طے پایا کہ سر جارج
بارکلے سفیر برطانیہ سے کہہ کر سر ایڈورڈ گرے فارن سکرٹری
برطانیہ کی طرف سے نائب السلطنت کے نام ایک خانگی تار منگایا جائے جسمین
سر ایڈورڈ گرے انہین طہران مین رہنے پر مجبور کرین۔ نائب السلطنت
سر ایڈورڈ گرے کو بہت مانتے تھے اور اُن کے بڑے دوست تھے چنانچہ
ایسا ہی ہوا مگر اس عرصہ مین ہزہائنس نائب السلطنت نے خود اپنے جانے
کا خیال دل سے نکال ڈالا تھا۔

اس درمیان مین تقریباً روز مین نائب السلطنت سے ملتا تھا اور گفتگو
ہوتی تھی انہین ایران کی موجودہ حالت پر بہت تشویش تھی اور یقین نہ آتا تھا کہ

اہل ایران ملک کو سنبھال سکین گے۔ مجلس اور کیبنٹ مین اکثر کسی نہ کسی بات
پر کھنچاؤ رہتا تھا اور مختلف پولٹیکل گروہ ایک دوسرے کے سخت مخالف
ہو گئے تھے۔ ایسے وقت مین سپہدار کے دفعتاً چلے جانے سے پریشانی اور
غیر اطمینانی زیادہ بڑھ گئی تھی۔ کیبنٹ کے دوسرے وزرا باربار سپہدار
کو رشت مین تار بھیج رہے تھے جہان وہ اٹھارہ دن کو پہونچ گئے تھے
اُن کا غیظ و غضب تو اب ٹھنڈا ہو گیا تھا مگر وہ یہی کہتے تھے کہ مجھے اپنی صحت
کے لئے یوروپ جانا ضرور ہے۔ وزرا کی یہ رائے تھی کہ وہ طہران واپس آئین
یا مستعفی ہو جائین اس عرصہ مین مین کیبنٹ کے اجلاس مین برابر جاتا تھا اور وزرا کو یہ
سمجھانے کی کوشش کرتا تھا کہ موجودہ مالی حالت کو بغور سمجھین اور ایسے نازک وقت
مین بڑے بڑے رقوم طلب کرنے سے باز رہین۔ ان سب مین سب سے زیادہ
جو صاحب شور مچاتے تھے وہ امیر اعظم تھے جو اب قائم مقام وزیر اعظم
مقرر ہوئے تھے۔ امیر اعظم وہ بزرگ تھے کہ جن کی عام شہرت خیانت
اگر اُنہین کسی جیل خانہ مین ایک طولانی مدت کے لئے بھی بھیج دیتی تو بعید
نہ تھا۔ مین نے اپنے ایک ایجنٹ کو ہدایت کی تھی کہ دفتر جنگ کے بعض بعض
معمولی معاملات کی تنقیح کرے بالخصوص وہ رقومات جو قائم مقام وزیر اعظم کے
نام سے مختلف بنکون مین جمع ہین۔ چنانچہ ۱۹ جون کو کونسل وزرا مین جہان مین
بھی موجود تھا اُنہون نے اس بات کا اعلان کیا کہ طہران کی فوج بلوہ پر آمادہ ہے

اور اگر صرف بیالیس (۴۲) ہزار تومان اُن کی تنخواہ وغیرہ کے لئے فوراً نہ دیے گئے
تو کل بلوہ ہو جائیگا - مین نے مہذبانہ الفاظ مین اُن سے پوچھا کہ اسی قدر رقم جو دس
روز پہلے دی گئی تھی کس مد مین صرف ہوئی جسکا جواب اُنہون نے یہ دیا کہ وہ سب
غریب فاقہ ست فوج مین تقسیم کر دی گئی تب مین نے یہ کہا کہ کیا اُس مین سے
اب کچھ باقی نہین رہا - اُنہون نے جواب دیا کہ ایک قِران بھی نہین ہے - اب
مین نے جیب سے ایک یادداشت نکالی جو لیتے ساتھ لایا تھا جس مین صاف
درج تھا کہ امیر اعظم نے تراسی ہزار تومان ایک دیسی ساہوکار کے وہان رکھائے
ہین اور یہ رقم گذشتہ مہینے کی تنخواہ فوج اور دوسرے مختلف فوجی اخراجات کے
لئے ہے - اتنی رقم اس وقت اس ساہوکار کے پاس جمع ہے اور امیر اعظم
صاحب کے بہادر افسر سپاہیون کو بلوہ کرنے کی ترغیب دے رہے ہین مین نے
اپنی یادداشت سے جب تاریخ وار رقوم پڑھ کے سنائے اور اُن سے پوچھا کہ آیا
یہ صحیح ہین یا غلط تو اُس وقت امیر اعظم صاحب نے ایک ادائے خودپسندی
کے ساتھ اپنے ڈیڑھ من وزنی دماغ کی کھوپڑی کو اونچا کر کے اپنے لمبے جسم کو
پورے چھ فٹ ۵ انچہ تک تان دکھایا - اور سینہ پر ہاتھ رکھ کے وزرائے کونسل
کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ کیا اب میری نیک نامی پر دھبہ لگایا جاتا ہے -
چونکہ معاملہ مشکوک تھا امیر اعظم بات ٹال کے یہ فرمانے لگے کہ اگر
(۸۳۰۰۰) تراسی ہزار تومان اُن کے نام سے کہین جمع ہین تو اُنہین اس کا علم

نہین۔ وزراے کبنٹ نے اسکو باور نہ کیا اور یہ راے ہوئی کہ امیر اعظم
اپنے محاسب کو بلا کے دریافت کرین۔ چنانچہ محاسب طلب ہوا ہم لوگ سب
بیٹھ گئے اور انتظار کرنے لگے۔ محاسب کے آتے ہی امیر اعظم اُٹھے باہر گئے
اور اُس سے کچھ گفتگو کرنے کے بعد مسکراتے ہوئے پلٹے اور مجھ سے اور وزراے
کبنٹ سے فرمانے لگے کہ جو کچھ مین کہتا ہون بالکل صحیح ہے۔ اُنہین ابھی محاسب
سے معلوم ہوا کہ گزشتہ مہینے کی ماہوار جمع ہے ابھی فوج کو تقسیم نہین ہوئی گو حکم
دیے انہین عرصہ ہوا اور یہ وہی رقم ہے جسکے لئے فوج تقاضا کر رہی ہے۔
الغرض اس طرح پر آسانی کے ساتھ فوج کا بلوہ ملتوی کیا گیا۔ یہ ایک ادنیٰ مثال تھی
جس سے ناظرین ان اعلے عہدہ دارون کی خیانت و امانت کا اندازہ کر سکین گے
اُسی دن شام کو مسٹر کئرلنس بھی آ گئے اور اُن کے آنے سے ہمارے
مجوزہ انتظامات مین بہت تقویت ہو گئی۔ مسٹر کئرلنس ڈائرکٹر محصولات
مقرر ہو کر آئے تھے۔ اور میرے خاص مددگار تھے۔ چونکہ وہ بندرگاہ ایلوئلو
واقع جزائر فلپائن مین کلکٹر چنگی کی خدمت پر تعینات تھے اسلئے ہمارے ساتھ
نہ آ سکے۔ ہمارے آنے کے بعد روانہ ہوئے۔ اور اب طہران پہونچے۔
۲۳ رجون کو سپہدار نے رشت سے نائب السلطنت کے
نام تار دیا کہ وہ اس شرط پر طہران واپس آئین گے اور اپنے فرایض بھی انجام
دین گے۔ اگر قانون مال مورخہ ۱۳ رجون کے بعض دفعات ترمیم کر دے جائین۔

اور اُنہیں ملک کی آمدنی صرف کرنے کے معاملات میں زیادہ اختیار دیا جائے -
جب یہ تار مجلس میں پڑھا گیا تو اُس پر خوب مضحکہ ہوا - علاوہ بریں اب یہ
افواہ اڑی کہ بعض اہل ایران بالخصوص گروہ محاسبین جواب تک صوبہ جات کے
محاصل پر تعینات تھا ہمارے خلاف ایک سوسائٹی قایم کرنے والا ہے - غرضکہ
ہر روز ایک نیا شگوفہ کھلنے لگا - کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ مختلف وزارت خانوں کے
ملازمین کام بند کرنے پر آمادہ ہیں - اور کبھی کچھ اور افواہ اڑتی تھی - المختصر میں نے
مجبوراً ایک عام اعلان جاری کیا کہ اگر کوئی ملازم کام کرنے سے انکار کرے گا تو
فوراً اسکا نام فہرست ملازمین سے خارج کر دیا جائیگا - اس عرصہ میں میں نے کل دفاتر
متعلق بہ وزارت مال اپنے تحت میں لے لئے اور وزیر صاحب مال و نائب وزیر
صاحب کو مع سکرٹری و صدر دفتر کبنٹ اُن کے حال پر چھوڑ دیا کہ چین کریں اور
اب انہیں سرکاری مطالبات یا احکامات پر دستخط کرنے کی زحمت باقی نہ رہی -

۱۳ ارجون سے لیکر اب تک موسیو مارنارڈ اور سفیر روس موسیو
پوکلیوسکی کوزیل برابر اس کوشش میں رہے کہ امپیریل بینک ایران
موسیو مارنارڈ کے دستخطی چیک قبول کرلے کبھی دھمکی دی کبھی ترغیب
دلائی - غرضکہ کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا - سفیر روس کو زیادہ تر تین لاکھ ساٹھ ہزار
روبل کی فکر تھی جو گورنمنٹ روس کو بعض مستقل شدہ قرضوں کی بابت واجب الوصول
تھی - یہ بندہ قرض چھ ماہ قبل سے پچھلے اُرسے تجانب گورنمنٹ ایران روس سے

خریدی تھین اور گو محکمہ جنگ ایران مین داخل ہونی چاہیئے تھین مگر اب تک بندرگاہ انزلی مین بھی نہ پہونچی تھین - جب قیمت کا اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ سہ چند قیمت لگائی گئی ہے - یہی بندوقین ایک تہائی قیمت پر یورپ مین ملسکتی تھین - خیر اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ گورنمنٹ روس اور سپہدار کے ایمان پر چھوڑ دیا جاے کہ باقی دو تہائی رقم قیمت کہان جائیگی -

امپیریل بینک کے ڈائرکٹر نے صاف انکار کردیا اور یہ کہا کہ بجز قانون مصدرہ مجلس اور کسی حکم کی تعمیل نہین ہوسکتی اور چونکہ مین نے بینک کو ہدایت کردی تھی کہ سفیر روس سے یہ کہدیا جاے کہ جب بندوقین آجائین گی رقم فوراً ادا کردی جاے گی تو اب سفیر روس اور موسیو نارڈ کو مجبوراً تحکمانہ روش سے باز آنا پڑا -

مین نے اب تک **موسیو نارڈ** کی صورت بھی نہ دیکھی تھی - جب کبنٹ نے بتاریخ ۲۹ رجون یہ رزولیوشن پاس کیا کہ **موسیو مارنارڈ** سے قانون مورخہ ۱۳ رجون کو تعمیل کرائی جاے جس سے وہ اب تک انکار کررہے ہین - مین نے قایم مقام وزیراعظم **محتشم السلطنت** کو لکھا کہ مین موجودہ حالت کو اب زیادہ عرصہ تک گوارا نہین کرسکتا - اگر موسیو مارنارڈ سے فی الفور تعمیل حکم مجلس نہ کرائی گئی تو مین مجبوراً یہ معاملہ بالراست مجلس مین پیش کردونگا -
۱۲ رجولائی کو کبنٹ مستعفی ہوگئی مگر پھر مجھے معلوم ہوا کہ اراکین کبنٹ بدستور اپنا کام کرینگے - ایران مین کبنٹ کا استعفا دینا محض ایک زبانی ڈھکوسلا تھا -

زیادہ سے زیادہ اسکے یہ معنی ہوتے تھے کہ ممبران کبنٹ کسی امر سے ناخوش
ہو گئے ہین - بس یہ ظاہر کر دینا فرض ہے کہ اس درمیان مین جب کہ موسیو مار
نارڈ کے بارہ مین جھگڑا ہو رہا تھا سفیر برطانیہ نہ صرف اس معاملہ سے بالکل علیحدہ
رہے بلکہ ہمکو اپنے فرایض کی انجام دہی مین مدد دی - محکمہ جنگی کے کل اہل بلجیم
ملازمین نے یہ دہمکی دی تھی کہ اگر صدر المہام خزانہ کے ماتحت کئے جائینگے
تو وہ سب کے سب استعفا دیدینگے - اُدہر یہ دہمکی اور ادہر گورمنٹ روس کا
تحکمانہ برتاو - غرضکہ مارے ڈر کے مجلس وزرا کے اوسان خطا تھے - علاوہ برین
بعض معزز اراکین کبنٹ (مثل قایم مقام وزیر اعظم و وزیر امور خارجہ محتشم السلطنۃ)
ایسے بھی تھے جن کی راے مین قدیم مالی انتظامات مین کوئی تبدیلی یا اصلاح نامناسب
تھی - یہی معزز رکن صاحب چند روز پہلے اپنے لئے چودہ ہزار تومان کا ایک
مطالبہ پیش کر چکے تھے اور یہ ارشاد ہوا تھا کہ کئی سال قبل جب وہ ٹرکی و ایران
کے سرحدی کمیشن مین مقرر ہو کر گئے تو اس وقت انہین کوئی معاوضہ نہین دیا
گیا لہذا یہ اُس وقت کا حق الخدمت تھا - اگر فی الحقیقت دیکھا جاے تو بہت کم
ایرانی ایسے ہونگے جنھون نے نمک حلالی کے ساتھ اپنے ملک کی کوئی پولیٹکل
خدمت انجام دی ہو مگر اُسوقت دعویدار بہت سے کھڑے ہو گئے تھے اور سب
کو یہ شکایت تھی کہ ناسپاس قوم نے اُن کی خدمات کی جیسی چاہیے ویسی قدر نہ کی
(سبحان اللہ - جس قوم کے اعلے طبقہ مین ایسے نفس پرست خود غرض افراد جمع ہون

کہ ایک طرف ملک دوالیہ ہورہا ہو اور انھین محض اپنی جیب بھرنے کی فکر ہو اُس کا تمدنی وجود دنیا مین "اگر ماند شبے ماند شب دیگر نمی ماند" کا مصداق ہے۔)

آخر کار ۸ ر جولائی کونسل وزرا نے **موسیو مارنارڈ** کو طلب کیا کہ وہ حاضر ہو کے بیان کرین کہ آیا قانون مصدرۂ مجلس مورخہ ۱۳ ر جون کو جس کی رو سے کل مالی محکمہ جات دولت ایران بہ شمول محصولخانہ جات محکمہ جنگی صدر المہام خزانہ کے زیر تحت ہین تسلیم کرتے ہین یا نہین۔ چنانچہ **موسیو مارنارڈ** صبح کے دس بجے وہان تشریف لائے۔ اول فرانسیسی زبان مین بہت دیر تک بحث ہوتی رہی اور انہون نے **بلجین** عہدہ داران محصول خانہ جنگی کی کارگزاریان بیان کین بعد ازان یہ کہا کہ اگر موجودہ طرز عمل مین کوئی تبدیلی ہوگی تو بڑی دقت پیش آئے گی۔ اور آخر مین یہ بیان کیا کہ ان کا ارادہ کبھی قانون سے انحراف کرنے کا نہ تھا۔ قایم مقام وزیر اعظم نے اب مجھ سے پوچھا کہ اگر مجھے اسکے متعلق کچھہ کہنا ہو تو مین بھی کہون۔ مین نے جواب دیا کہ مجھے اس سے کچھہ بحث نہین کہ کوئی عہدہ دار گورنمنٹ کے قانون کی تعمیل کرتا ہے یا نہین اور نہ مین اسلئے یہان آیا ہون کہ کوئی صلحنامہ مرتب کرون مگر اب چونکہ **موسیو مارنارڈ** قانون مجریہ مجلس کی پابندی کے لئے بالکل تیار و آمادہ ہین اسلئے میری راے مین زیادہ بحث کی ضرورت نہین ان کو چاہیئے کہ جو کچھہ کہتے ہین اُسپر عمل کرین۔ اس گفتگو کے بعد موسیو مارنارڈ

نہایت ہی خلیق و توجہ کے ساتھہ مجھ سے ملے اور محکمہ جنگی اور اُس کی آمدنی
کے متعلق میرے ساتھ گفتگو کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ مین بھی اُن سے
کشادہ پیشانی کے ساتھ پیش آیا۔ اُنہون نے کل سرکاری رقوم جو مختلف بینکون
کی تحویل مین جمع تھین اُن کی ایک فرد بھیجنے کا وعدہ کیا اور یہ کہا کہ آیندہ سے
صدرالمہام خزانہ کے مجوزہ اخراجات محکمہ جنگی کے مطابق برآورد بھیجا کرین گے۔
اس درمیان مین مجھ سے **میجر اسٹوکس** سے ملاقات ہوگئی جو سفارتخانہ
برطانیہ مین فوجی ایلچی تھے اور جن کی مدت چہار سالہ قریب الختم تھی۔ مجھ سے
اکثر لوگون نے کہا کہ میجر اسٹوکس سے ہوشیار ہو یہ برطانیہ اور گورنمنٹ روس
کے جاسوس ہین اور اہل ایران کے سخت دشمن میجر اسٹوکس ہندوستان کی فوج مین
ایک افسر تھے اور فارسی زبان خوب اچھی طرح لکھتے پڑھتے اور بولتے تھے۔
اسکے علاوہ تمام ملک مین دَورے کر چکے تھے اور یہان کے لوگون کے رسم
ورواج عادات اور مختلف گروہ کے سیاسی خواہشات سے بخوبی واقف
تھے۔ تھوڑے عرصہ سے مین یہ تجویز کر رہا تھا کہ ایک مخصوص فوجی پولیس
قایم کرون جو راست میرے زیر حکم رہے اور عہدہ داران خزانہ کو تمام ملک
مین مختلف قسم کے ٹیکس وصول کرنے مین مدد دے۔ یہ سچ ہے کہ موجودہ
فوجی پولیس بھی اس کام مین مدد دے سکتی تھی مگر اول تو اسکا وجود ہی مثل
ایرانی فوج باقاعدہ کے محض کاغذی تھا۔ دوسرے یہ کہ طہران کے باہر

اُن سے زیادہ تر توقع یہ تھی کہ بجاے مدد دینے کے وہ سرکاری محاصل خود ہضم کر جائینگے۔ اسکے علاوہ وہ سب کے سب وزیر امور داخلہ کے زیر حکم تھے اور اُن پر طہران مین ایسے ایسے عہدہ دار تعینات تھے جو یہ نہین چاہتے تھے کہ ملک کی مالی حالت درست ہو۔ پس باین وجوہ یہ نہایت ضرور تھا کہ پایہ تخت سے باہر بالخصوص ایسے مقامات مین جیسے کہ تبریز۔ قزوین۔ اصفہان اور شیراز جہان سرکاری مالگزاری واجب الوصول تھی اُسکی تحصیل کے لئے ایک نئی فوجی پولیس مرتب کیجاے جو اسی کام کے لئے مخصوص ہو۔ چنانچہ مین نے خزانہ کی فوجی پولیس کے نام سے ایک محکمہ قایم کرنا چاہا جو صدر المہام خزانہ کے دفتر کا جزو اعظم رہے۔ یہ اُمید کی جاتی تھی کہ ایک سال کے اندر کئی ہزار آدمی بھرتی ہوکے تعلیم پاجائینگے اور چند سال مین اس کی تعداد دس ہزار سے بارہ ہزار تک ہو جاے گی اور تب اس امر کا یقین کرنا ممکن ہوگا کہ کل مالگزاری جو سرکار کو واجب الادا ہو آسانی سے وصول ہوسکے گی۔ ایران کے کسان۔ اہل حرفہ۔ مزدور۔ اور چھوٹے چھوٹے زمیندار سرکاری محاصل ادا کرنے مین سرکشی نہین کرتے مگر ملک کی ناص اور عجیب حالت اس امر کی مقتضی تھی کہ تحصیل محاصل کے لئے سرکار کی طرف سے ایسی فوجی پولیس تعینات رہے۔ بغیر اسکے محض اہل قلم کے حکم کی تعمیل ممکن نہ تھی چنانچہ اس بارہ مین میجر اسٹوکس سے کئی دفعہ گفتگو ہوئی اور مجھے یقین ہوگیا کہ اس کام کے لئے اُن سے بہتر کوئی شخص نہین

سکتا جو اس مجوزہ فوجی پولیس کے جوانوں اور افسروں کو باقاعدہ فوجی قواعد سکھائے
اور تعلیم دے اور جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ ایران سے جانا نہیں چاہتے اور
اُن کو اس ملک کی فلاح کے لئے سچی دلچسپی ہے تب میں نے خانگی طور پر
اُن سے کہا کہ آپ اس فوج کی افسری منظور کیجیئے۔ اس کا تعلق بلا راست مجھ سے
رہیگا۔ بعد ازاں میں نے مسٹر جارج بارکلے سفیر برطانیہ کو لکھا کہ میجر اسٹوکس
جو سفارت برطانیہ میں ملٹری اٹیچی ہیں اُن کی مدت ملازمت ختم ہوا چاہتی ہے
میں اُنہیں اپنے مجوزہ فوجی پولیس کے تربیت و انتظام کے لئے رکھنا چاہتا ہوں
چنانچہ سفارت برطانیہ سے اس بارہ میں کچھ مراسلت ہوئی بعد ازاں ۲۲ جولائی
کو سفیر برطانیہ نے اپنی گورنمنٹ کی طرف سے مجھے یہ اطلاع دی کہ میجر اسٹوکس
کو فوجی پولیس کی افسری منظور کرنے سے پہلے ہندوستانی فوج کی افسری
سے استعفا دینا ہوگا۔ چونکہ ابتدائی درخواست کے وقت میجر اسٹوکس سے
اس بارہ میں کچھ ذکر نہ آیا تھا کہ اُنہیں یہ خدمت منظور کرنے کے لئے ہندوستان
کی فوج سے مستعفی ہونا پڑیگا اور چونکہ گورنمنٹ ایران کے اغراض کے لحاظ
سے بھی اس میں کوئی ہرج نہ تھا اسلئے کہ اُن کے خدمات صرف تین سال
کے لئے مانگے گئے تھے۔ اسلئے میں نے خیال کیا کہ اگر گورنمنٹ برطانیہ
کے منشا کے مطابق میجر اسٹوکس استعفٰی دینگے تو غالباً منظور ہو جائے گا۔
چنانچہ اُنہوں نے بذریعہ تار استعفا بھیجدیا۔ اس معاملہ کو دو ہفتہ ہو گئے اور

ہمین اطمینان ہوا کہ اب معاملہ طے شدہ ہے مگر پھر یہ سن کے بہت ہی تعجب
ہوا کہ سفیر دولت برطانیہ نے ۱۸ اگست کو وزیر امور خارجہ ایران کو اس مضمون
کی ایک بے دستخطی چٹھی بھیجی کہ گورنمنٹ ایران میجر اسٹوکس کے تقرر پر اصرار
نہ کرے البتہ اُس صورت مین میجر اسٹوکس ملازم ہو سکتے ہین کہ شمالی حصہ ایران
سے اُن کا تعلق نہ رہے - اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ اگر گورنمنٹ ایران اصرار کریگی
اور گورنمنٹ روس شمالی حصہ ایران مین اپنے اغراض کے تحفظ کے لیے کوئی
کارروائی کرے گی تو گورنمنٹ برطانیہ اُسے جائز تسلیم کریگی -

اس مراسلے کے بعد ۱۹ اگست کو پھر دوسری تحریر آئی جس مین ۱۸ اگست کی
تحریر کی یاد دہانی کی گئی -

جب دولت برطانیہ سے اولاً یہ درخواست کی گئی کہ اُس کی رعایا سے ایک
شخص تین سال کے لئے گورنمنٹ ایران ملازم رکھنا چاہتی ہے تاکہ انتظام
ملک کی ایک شاخ کو درست کرے اُسوقت دولت برطانیہ نے دانشمندی سے
اس درخواست کو منظور کیا اور صرف یہ کہا کہ جو شخص ملازمت اختیار کرنا چاہتا ہے
اُسے ہندوستان کی فوج سے استعفا دینا ہوگا اور جب اُس شخص نے استعفا بھی
دیدیا اور نیک نیتی کے ساتھ معاہدہ کی تکمیل ہو گئی تو پھر دولت برطانیہ کا بلا لحاظ
حقوق فریقین اس معاہدہ کے خلاف عمل کرنا اور ایک دوسری سلطنت کے
ساتھ مل کے نہایت جابرانہ طور سے گورنمنٹ ایران کو شاہی حقوق کے استعمال

سے بار، کہنا کس قدر تک واجبی تھا۔

میں نے میجر اسٹوکس کو محض اس لئے کہ وہ برطانیہ کے رعایا تھے نوکر رکھنا نہیں چاہا تھا بلکہ اس خیال سے کہ وہ ایک نہایت لایق آدمی تھے اور جس غرض سے میں انہیں رکھنا چاہتا تھا اُسکے اہل تھے اور میرے کل اسکیم اصلاحات مال میں بہت بکار آمد اور معین ہوتے۔ یہ فوجی پولیس مخالفین کے لئے نہیں تیار کی جاتی تھی۔ بلکہ اُسکی اشد ضرورت تھی اسلئے کہ بغیر قواعد دان اور مسلح فوج کے ٹیکس کلکٹروں کو اپنے فرایض کی انجام دہی دشوار تھی۔ اس کے علاوہ فوجی پولیس سے دور دراز کے اضلاع میں امن قایم رکھنا مقصود تھا بغیر اسکے مالگزاری تحصیلنا نہایت دشوار تھا۔ یہ ممکن تھا کہ میں اپنے مشدا سا امریکہ کے فوج کے وظیفہ یاب عہدہ داروں میں سے کسی کو انتخاب کر لیتا اور وہ حتی الوسع اس کام میں پوری مدد دیتے مگر میجر اسٹوکس اس خدمت کے لئے بہت ہی موزون تھے اور وہ اس کام کو جس خوبی سے انجام دے سکتے تھے کوئی دوسرا شخص خواہ وہ کیسا ہی ذہین اور ہوشیار ہوتا ویسی اچھی طرح انجام نہ دیسکتا۔ جبکہ آج تک یہ نہ معلوم ہوا کہ شمالی حصہ ایران میں دولت برطانیہ اور دولت روس کے غیر معین اغراض کیا تھے جنکے لئے دونوں سلطنتوں کی طرف سے اتنا زور دیا جاتا تھا۔ یہ تو صاف ظاہر ہے کہ معاہدہ روس و برطانیہ ۱۹۰۷ع میں کہیں ان کا ذکر نہ تھا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ گورنمنٹ ایران

بھی ۲۲ جولائی تک ان سے ناواقف تھی۔ بلکہ دولت برطانیہ کو بھی ۲۲ جولائی تک اسکا علم نہ تھا ورنہ یہ کسطرح ممکن تھا کہ گورنمنٹ مذکور ہندوستانی فوج سے میجر اسٹوکس کا وظیفہ منظور ہونے کا خیال کرسکے اُس معاہدہ پر انھیں دستخط کرنے دیتی جو انہوں نے خزانہ کی فوجی پولس کی افسری کے لئے پیش کیا تھا۔

اب سلسلۂ واقعات کی تکمیل کے لئے یہ بیان کردینا بھی ضرور ہے کہ سفیر روس نے ۱۹ اگست کو وزیر امور خارجہ طہران کے پاس اس مضمون کی ایک یادداشت بھیجی کہ گورنمنٹ روس بعض وجوہ سے جو گورنمنٹ ایران کو دریافت کرائے گئے ہیں میجر اسٹوکس کا تقرر بحیثیت افسر فوجی پولس بلحاظ تکمیل مقاصد ملک اپنے اغراض کے لحاظ سے خلاف سمجھتی ہے اور سفیر روس کی اس تقرر پر سخت اعتراض ہے۔ اس بارہ میں اطمینان بخش عمل نہ ہوا تو گورنمنٹ روس کو اختیار ہوگا کہ شمالی ایران میں اپنے اغراض کے تحفظ کے لئے جو مناسب سمجھے کرے۔ سفیر برطانیہ نے جب پہلی تحریر گورنمنٹ ایران کو پیش کی تھی تو اُس وقت میں نے اپنی رائے مندرجہ ذیل الفاظ میں سفیر برطانیہ متعینہ طہران پر اس طرح ظاہر کردی۔

میں ایک نہایت ہی ضروری امر میں جو میرے فرائض سے متعلق ہے خانگی طور پر آپکو یہ تحریر بھیجنے کی جرأت کرتا ہوں۔ آج شام کو مجھے یہ معلوم ہوکے سخت تعجب ہوا کہ آپکی گورنمنٹ نے وزیر امور خارجہ طہران کے پاس ایک تنبیہ نامہ

بھیجا ہے جسمین میری اس تجویز پر اعتراض ہے کہ میجر اسٹوکس فوجی پولیس متعلق دفتر صدر المہام خزانہ کے افسر نہ مقرر کئے جائین - اب تک اس معاملہ مین جو کارروائی ہوئی ہے آپ اُس سے بخوبی واقف ہین - آپ کو معلوم ہے کہ بلحاظ اُس مراسلت کے جو آپ نے اپنی گورنمنٹ کے حسب خواہش ۲۳ جولائی کو مجھے بھیجی تھی اور جسکا مفہوم یہ تہا کہ میجر اسٹوکس یہان کی ملازمت اختیار کرسکتے ہین بشرطیکہ وہ ہندوستان کی فوج سے مستعفی ہو جائین اب اُس کے خلاف جو تحریر آج آئی ہے میری سمجھ مین نہین آتی غالباً آپ کی گورنمنٹ اُس حالت کو محسوس کرسکے گی جو اس تحریر کی رو سے مجھے گورنمنٹ ایران اور اہل ایران کے ساتھ پیش آئے گی - آپ کی گورنمنٹ کا دفعتاً دوسری سلطنت کے ساتھ مل کے اس ملک کے شاہی اختیارات مین دخل دینا کہان تک صحیح ہے اسلئے کہ آپ کی گورنمنٹ اور نیز گورنمنٹ روس نے مشترکاً اور منفرداً اس امر کا اقرار واثق کیا ہے کہ اس ملک کی خودمختاری اور تمامیت کا لحاظ رکھین گے - نیز ذاتی دلشکنی خارج از بحث ہے لیکن جو کام میرے تفویض کیا گیا ہے اُسکی کامیابی یا ناکامی بہت قابل غور ہے اسلئے کہ گورنمنٹ ایران نے مجھ پر پورا اعتماد کرکے اپنے ملک کے کل مالی معاملات میرے سپرد کئے اسکے علاوہ میرے ہم وطن جنکو میری نیک نامی یا بدنامی کے ساتھ بالطبع دلچسپی ہے وہ اس بارہ مین کیا خیال کرینگے -

قبل اسکے کہ مین اس خدمت کو منظور کرون مجھے اس امر کا یقین دلایا گیا تھا کہ دولت برطانیہ و دولت روس جنھین اس ملک مین خاص تعلقات ہین اُن کو میرے اس تقرر پر کوئی اعتراض نہین ہے اور میرے اس کام کی انجام دہی مین انھین کچھہ عذر نہ ہوگا پس یہ واقعہ کوئی زبانی ڈھکوسلا نہ تھا۔

آپ سے بہتر کوئی شخص اس بات سے واقف نہین ہے کہ کوئی پولٹیکل غرض میجر اسٹوکس کے انتخاب مین محرک نہین ہوئی اور نہ کوئی سمجھہ دار آدمی میری نسبت اس طرح کا گمان کرسکتا ہے کہ مین یہان کسی پولٹیکل دلّالی کے لئے آیا ہون اسلئے کہ میرے لئے پولٹیکل میدان مین قدم رکھنا نہ صرف مضحکہ کا باعث ہوگا بلکہ جس کام کے لئے مین آیا ہون اُسے خاک مین ملائے گا۔

پس آپ ہی انصاف فرمائے کہ مین کیا خیال کرون جب مین دیکھتا ہون کہ اس ملک کی خراب اور ابتر حالت کی اصلاح مین مین نے پہلا قدم اُٹھایا اور وہ اس طرح دونون سلطنتون نے بے رحمی کے ساتھہ روک دیا حالانکہ ان دونون سلطنتون نے بارہا اس امر کا یقین دلایا ہے کہ انہین اس مصیبت زدہ ملک کی ترقی اور آسودگی کی جس کے لیئے مین کوشش کر رہا ہون سچی خواہش ہے۔

کیا آپ کے اعلٰے عہدہ دار امور خارجہ اس بات کا بخوبی اندازہ کرسکتے ہین کہ جو طریقہ اُنہون نے اس معاملہ مین اختیار کیا ہے اُس سے اہل ایران کے دلون پر یہ بات نقش کرنی ہے کہ آپ کی گورنمنٹ فی الحقیقت میرے فرایض

کی انجام دہی کے خلاف ہے اور اسکے علاوہ گویا مجھے مجبوراً ماننا پڑتا ہے کہ مین اپنے
خرابیوں کے کسی اہم امر مین آپ کی گورنمنٹ سے دوستانہ اور اخلاقی مدد کی
توقع نہ رکھوں۔

اگر اس ملک مین لایق تجربہ کار اور تعلیم یافتہ لوگ بکثرت دستیاب ہو سکتے تو
اس صورت مین آپ کی گورنمنٹ کا اعتراض بجا تھا مگر جس حالت مین جیسا کہ آپ
خود جانتے ہین کہ یہان قحط الرجال ہے تو ایسی صورت مین آپ کے طرف
اس طرح کے اعتراض سے یہ معنی نکلتے ہین کہ آپ کی گورنمنٹ کو میرے فرائض
منصبی کی بجا آوری منظور نہین۔

مین امید کرتا ہون کہ کسی نہ کسی طرح پر آپ کی گورنمنٹ اس معاملہ پر غور کرے گی
علاوہ اس کے جو کچھ مین نے عرض کیا آپ یہ تو دیکھیے کہ محض معمولی انتظامی معاملات
مین اس طرح کی بیجا دخل دہی کیسی بدنما ہے۔

اس معاملہ سے مین بذات خود ایسا متاثر ہوا ہون کہ مین سمجھتا ہون کہ مجبوراً
مجھے اس بات کی ضرورت ہوگی کہ کل واقعات جو مجھے طہران آ کے پیش آئے
انہین پبلک مین ظاہر کردون تا کہ میرے ہم وطن کم از کم اس حالت سے آگاہ
ہوجائین۔ البتہ ایسا کرنے سے مجھے بہت افسوس ہوگا مگر آپ جانتے ہین کہ
گورنمنٹ اور افراد کے مابین انصاف اور راستبازی ہر معاملات مین ایک
ضروری چیز ہے اور موجودہ معاملہ مین مجھے یقین ہے کہ مین نے جو کچھ کیا ہے

وہ مثل روز روشن کے ایسا صاف ہے کہ اُس میں کسی قسم کی گرفت کا اندیشہ نہیں ہے"

ان واقعات کے ملاحظہ سے ناظرین کو صاف معلوم ہو جائیگا کہ سنہ ۱۹۰۷ء کا عہدنامہ جو مابین دولت روس و دولت برطانیہ تحریر ہوا محض ایک خندہ انگیز سوانگ اور فریب تھا ورنہ میجر اسٹوکس کے تقرر پر اعتراض نہ کیا جاتا اس لئے کہ میجر اسٹوکس صدر المہام خزانہ کو مالی اصلاح اور اندرونی انتظامات میں مدد دینے کے لئے مقرر کئے جاتے تھے اس معاملہ کو اُس معاہدہ کی شرائط سے کیا سروکار تھا اُس معاہدے کے عنوان ہی میں یہ کہدیا گیا تھا کہ دولت برطانیہ و دولت روس دونوں باہم ایران کی خودمختاری اور تحفظ کی ضامن ہیں اور دونوں سلطنتوں کی یہ دلی خواہش ہے کہ تمام ملک میں امن پھیلے اور یہ ملک ترقی کرے۔ باوجود ان سب باتوں کے اس طرح کی دخل دہی پر کیا خیال کیا جائے ہر ملک کے شاہی حقوق کا پہلا حق یہ ہے کہ اپنے اندرونی معاملات کا انتظام جسطرح چاہے کرے اور جسکو چاہے اپنے ملک میں عہدہ دار مقرر کرے کسی دوسری سلطنت کو اس معاملہ میں محل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اسکے علاوہ معاہدہ کا مطلب صاف صاف یہ تھا کہ ان دونوں سلطنتوں میں سے کوئی سلطنت اپنے لئے یا اپنی رعایا کے لئے کسی قسم کا تمدنی یا تجارتی اجارہ (جیسے کہ ریلوں کا بنانا۔ بینکوں کا قایم کرنا۔ تار کا کھولنا۔ سڑکیں تعمیر کرنا۔ نقل و

حرکت کے ذرائع مہیا کرنا یا بیمہ کمپنی وغیرہ کھولنا دوسری سلطنت کے دائرہ
اثر کے اندر) نہ حاصل کرے گی - میجر اسٹوکس کا تقرر کوئی اجارہ نہ تھا
اسلئے کہ میجر اسٹوکس نہ کوئی بنک تھے نہ ریل کی سڑک اور نہ کسی معدنی یا تجارتی
اجارہ کی تعریف میں آسکتے تھے گورنمنٹ ایران کا اپنی مرضی اور خوشی کے
ساتھ ان سے نوکری کی خواہش کرنا - کسی طرح پر دولت برطانیہ کے اجارہ جاتی
کی تعریف میں نہیں آسکتا تھا اور اس میں ہرگز یہ معنی نہیں پہنائے جا سکتے
تھے کہ دولت برطانیہ اپنے لئے یا اپنی کسی رعایا کے لئے کوئی اجارہ چاہتی ہے

دوسرا مغالطہ اس معاملہ میں یہ ہے کہ دولت برطانیہ نے ابتداءً میجر اسٹوکس
کے تقرر کو اس معاہدہ کے خلاف خیال نہیں کیا - بلکہ جب روس نے مخالفت
کی تو اس وقت دولت برطانیہ اس کی ہم زبان ہو گئی اس کا ثبوت میں اوپر بیان
کر چکا ہوں - دولت ایران کو یہ حق حاصل تھا کہ اس معاہدہ کی تاویل یا اس کا تسلیم
کئے بغیر یہ کہہ سکتی کہ جس حالت میں معاہدہ کی عبارت بالکل صاف اور واضح ہے
تو اس میں کسی قسم کے شرح یا استدلال کی گنجائش نہیں - سلطنتوں کو جانے
دیجئے اگر دو شخصوں میں ایسا معاملہ پیش آتا یا اس طرح کا برتاؤ کیا جاتا جو دولت
برطانیہ نے گورنمنٹ ایران یا مدار المہام خزانہ کے ساتھ کیا تو اسے خلاف ورزی
اور بے ایمانی سے تعبیر کرتے - مسٹر ایڈورڈ گرے برٹش فارن سکرٹری
نے جب سے اب تک کئی دفعہ اس بات کو سمجھانے کی کوشش کی کہ میجر

اسٹوکس کی ملازمت کے بارہ میں جو وہ اپنے وعدہ کی پابندی نہ کرسکتے۔ اُس کی
وجہ یہ تھی کہ چونکہ مسٹر اسٹوکس کا تقرر اُن کی رائے میں اصول معاہدہ کے خلاف
تھا۔ معلوم نہیں "اصول" سے کیا مطلب ہے۔ کیا المعنی فی بطن الشاعر
سمجھا جا سکے۔

عہدنامہ کی عبارت سے تو کچھ مترشح نہ تھا جس پر کوئی دوسرے معنی پہنائے
جاتے۔ علاوہ بریں اگر مسٹر اسٹوکس کا تقرر معاہدہ کے اصول کے خلاف ہوتا
تو دولت برطانیہ اول ہی اعتراض کرتی حالانکہ ایسا نہیں ہوا دولت برطانیہ نے
اُن کے تقرر کو اس شرط پر منظور کیا کہ وہ فوج ہندوستان سے مستعفی ہو جائیں
اصل یہ ہے کہ روس کا نیم سرکاری اخبار بالخصوص نوو ودیمیا نے اس
تقرر پر بہت کچھ شور مچانا شروع کیا تھا اور غالباً اُس کا یہ فعل روسی فارن آفس
کے اشارہ سے تھا۔ چونکہ اُس وقت مراکش کے معاملہ میں دول یورپ کا باہمی
کھنچاؤ بہت بڑھ گیا تھا اس وجہ سے سر ایڈورڈ گرے کو مجبوراً مسٹر اسٹوکس کے
تقرر کے متعلق اپنے اگلے وعدہ کو واپس لینے کے لئے کوئی بہانا ڈھونڈنا
پڑا اسلئے کہ انہیں ڈر تھا کہ مبادا کوئی ایسی بات ہو جس سے گورنمنٹ روس
ناخوش ہو جائے کیونکہ انہیں گورنمنٹ روس کی طرف سے کسی نہ کسی قسم کی مدد
کی توقع تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر جرمنی کے ساتھ کوئی جھگڑا پیش آیا تو روس انہیں
کا طرفدار ہوگا۔ چنانچہ ان معاملات کی وجہ سے وہ عجیب و غریب الفاظ یعنی اصول

معاہدہ تراشے گئے جن کی رو سے روس یا برطانیہ ایران کے ہر معاملہ میں اس بہانہ سے دخل دینے کی مجاز ٹھہری کہ وہ اس کے یا ان کے اغراض کے خلاف ہوگا۔ یہ اغراض حسب ضرورت بیان کئے جاتے تھے مگر اس مشہور عہد نامہ میں کہیں صحت کے ساتھ ان کا ذکر نہیں کیا گیا تھا۔

۹ جولائی کو منلون المزاج سپہدار صاحب چپ چاپ طہران واپس آئے اور خانہ نشینی اختیار کی۔ بجز خاص خاص رفقا کے اور کسی سے ملتے نہ تھے اور یہ افواہ اڑائی کہ مجلس اور صدر المہام خزانہ سے انتقام لینے کی فکر کر رہے ہیں کہ انہوں نے اختیارات کیوں سلب کر لئے۔ وہ اختیارات جو ۱۹۰۹ء میں بزور شمشیر انہوں نے حاصل کئے تھے۔ اس درمیان میں پرنس سالار الدولہ برادر شاہ معزول بھی ایشیائک ٹرکی کی طرف سے ایران میں داخل ہوگیا اور بغداد کے گردونواح میں کردی قبائل کو جمع کرنا شروع کیا کہ تخت ایران حاصل کرنے کی دوبارہ کوشش کرے۔ سرکاری فوج جو ہمدان میں تعینات تھی وہ اس قابل نہ تھی کہ اسکا مقابلہ کرتی۔ اب حالت ایسی ابتر ہو چلی کہ آخر مجبوراً میں نے نائب السلطنت سے عرض کیا کہ اگر اس کا فوراً تدارک نہ لیا گیا تو نتیجہ بہت ہی برا ہوگا ؎

سر چشمہ باید گرفتن بہ بیل چو پر شد نہ شاید گرفتن بہ پیل

موسیو مارنارڈ جو کچھ مجھ سے کہہ گئے اب تک انہوں نے اس کی تعمیل

مہینوں کی۔ آخر میں نے مجبوراً پہلی جولائی کو اُن کے نام اس مضمون کا تار دیا اور
ایک مراسلہ بھیجا کہ اگر آج چار بجے تک کل رقوم محصول خانہ جات جو بینکوں میں
جمع ہیں میرے نام منتقل نہ کی گئیں تو مجبوراً میں اس خلاف ورزی کی اطلاع
مجلس کو دونگا مگر تار پہونچتے ہی اُنہوں نے جواب دیا کہ کل رقومات محصول خانہ جات
جو بینک میں جمع ہیں آپ اپنے قبضہ میں لے لیجئے اور اُن کے جوابی تار
کو تلیفتاً پیش کر دیجئے۔ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں روسی بینک صدر المہام خزانہ
کی تحقیر کی غرض سے رقوم میرے نام منتقل نہ کرے اور روسی قرضہ کی بابت
جو قسط آج واجب الادا ہے وہ وقت پر نہ پہونچ سکے۔ میں سیدھا بینک کو گیا
وہاں کے منیجر سے ملا اور اس امر کا اطمینان کر لیا کہ کل رقم بعد وضع رقم قسط میرے
نام بینک میں جمع کر دی گئی ہے۔

اسی عرصہ میں میں نے مجلس میں بعض تجاویز اور اہل امریکہ کو بلانے کے متعلق
پیش کئے اور مجلس نے سب کو منظور کیا اب میں اس فکر میں تھا کہ اچھے آدمی انتخاب
کر کے بلاؤں۔ اس درمیان میں سفیر برطانیہ نے مجھے کئی خط بھیجے کہ فوجی پولیس
کے لئے سوئیڈش افسر مقرر کر لیا جائے یا اگر میجر اسٹوکس ہی کو رکھنا منظور ہے
تو ایران کے جنوبی حصہ میں وہ تعینات کئے جائیں۔ سفیر برطانیہ کی یہ دونوں
تجویزیں عملاً بے سود تھیں۔ سوئیڈش افسر نہ فارسی زبان جانتا تھا اور نہ
ملک کی حالت سے واقف تھا۔ اب رہی دوسری تجویز اس کے متعلق

دولت ایران پہلے ہی سے قطعاً انکار کر چکی تھی کہ جو تقسیم ملک روس و برطانیہ نے
قرار دی ہے اور دوائرہ ہائے اثر قایم کئے ہیں انہیں ہرگز تسلیم نہ کرے گی
چنانچہ جس وقت میجر استوکس کا مسئلہ مجلس میں پیش ہوا تو اسوقت
مجلس نے یہ اعتراض کیا کہ ان کی تعیناتی کے متعلق حسب منشاء دولت
برطانیہ عمل کرنا تو نہ ہوگا۔ اگر دولت برطانیہ یہ بتا رہی ہے کہ جنوبی حصہ ملک میں وہ
تعینات کئے جائیں تو اس سے یہ مطلب ہوگا کہ ہم اُس تقسیم کو منظور کرتے
ہیں جو یہ دونوں سلطنتیں خواہ مخواہ ہم سے تسلیم کرانا چاہتی ہیں۔
۱۷ جولائی کو میں نے ایک تحریر دیکھی جو ایک ڈپلومیٹک افسر کے نام
سفیر برطانیہ نے بھیجی تھی اور جس میں ایک تار کا مضمون درج تھا جو برٹش فارن
آفس سے سفیر برطانیہ متعینہ طہران کے نام آیا تھا۔ اس مضمون میں سفیر برطانیہ
کو ہدایت کی گئی تھی کہ متعدد لشکر جات جنگی کی نگرانی کے جھگڑے میں اُنکو
چاہئے کہ روسی گورنمنٹ کا ساتھ دیں۔ اس کے بعد مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم
ہوا کہ سفیر برطانیہ کے پاس سر ایڈورڈ گرے کا ایک مراسلہ
بھی آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ آج کل یورپین سلطنتوں کے باہمی تعلقات کی
عام حالت ایسی نازک ہو رہی ہے کہ مجبوراً گورنمنٹ برطانیہ کو بجز اس طرز
عمل کے اور کوئی چارہ نہیں۔ میں نے یہ بھی سنا کہ اس مراسلے کے آنے
سے سفیر برطانیہ بہت متردد ہوئے اور مجبوراً انہیں اس کے مضمون سے

اپنے ایک شریک کو اطلاع دینا پڑا۔

۱۸ جولائی کو جب یہ مجھے سرکاری ذرائع آمدنی کا کچھ علم ہو چلا تو اس وقت دفعتاً ایک نیا متوحش واقعہ پیش آیا وہ واقعہ یہ تھا کہ اُسی دن شب کو ہمارے پاس اس مضمون کا ایک تار آیا کہ محمد علی شاہ معزول جو گورنمنٹ روس کی نگرانی میں بمقام آڈیسہ سکونت پذیر تھا مع چند ہمراہیں کے گمش ٹپہ میں آگیا ہے یہ مقام بحر کسپین کا ایک بندرگاہ روسی سرحد کے قریب تھا کہ ایران سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ خبر بہت ہی متوحش تھی۔ جب سے شاہ معزول کے بھائی

لہ اخبار لندن ٹائمس کے نامہ نگار نے جو خبر ۱۸ جولائی کو بھیجی وہ یہ تھی۔

شاہ معزول محمد علی مع اپنے چھ سپاہیوں کے گمش ٹپہ میں آگیا ہے ان ہمراہیں میں اس کا بھائی شعاع السلطنۃ اور بدمعاش امیر بہادر جنگ بھی شامل ہیں۔ محمد علی کا ارادہ ہے کہ جمعرات کو استرآباد پہونچے جہاں آج کل کوئی گورنر نہیں ہے۔

جب سے شاہ معزول آڈیسہ سے ویانا کو روانہ ہوا متواتر یہ افواہ گرم ہوئی کہ وہ عنقریب ایران واپس آتا ہے۔ گورنمنٹ ایران نے ان افواہ کی طرف روس کو توجہ دلائی اور یہ بیان کیا کہ شاہ کے ایجنٹ ارشد الدولہ کا ایران میں آنا بہت مشتبہ ہے افواہ ہے کہ ایک غلط پاسپورٹ (پروانہ راہداری) کے ذریعہ سے وہ ابھی حال میں بہت سی بندوقیں اور کارتوس لیکر باکو سے آیا ہے۔ گورنمنٹ روس نے ایران کو کسی قسم کی مدد دینے سے انکار کیا اور ارشد الدولہ اسی طرح ترکمانوں کو ساتھ بستی میں چلا گیا۔ قریب ایک سال سے ترکمانوں کے ساتھ شاہ معزول

سالار الدولہ نے مغربی ایران میں ایک ہنگامہ مچا رکھا تھا اس طرح کی افواہیں
اکثر اڑا کرتی تھیں مگر طہران میں کسی کو یہ یقین نہ آتا تھا کہ روس جس نے برطانیہ اعظم کے
ساتھ ابھی تھوڑے دن پہلے ایران سے معاہدہ کیا ہے اُس سے ایسی خلاف ورزی کریگا

سازش کر رہا تھا گورنمنٹ ایران نے اس طرف روس کو توجہ دلائی تھی اور یہ کہا تھا کہ شاہ معزول
کی سالانہ پنشن جو واجب الادا ہے روک دی جائیگی ۔ ۱۹۰۹ء کے عہدنامہ کے رو سے روس
نے یہ بات اپنے ذمہ لی تھی کہ اس طرح کی کوئی سازش نہ ہونے دے گا اور اُس عہدنامہ میں یہ شرط
بھی تھی کہ اگر کوئی سازش اس قسم کی ہوئی تو شاہ معزول کو اپنے وظیفہ سے باز آنا پڑیگا ۔ اب شاہ معزول
روسی جہاز میں بیٹھ کے ایران پہنچ گئے تھے اور یہ بات کوئی پوشیدہ نہ تھی کہ ان کی نقل و حرکت کا
علم عہدہ داران روس کو نہ ہوا ہو

دیسی لوگوں میں یہ بات علانیہ مشہور ہے کہ شاہ معزول کی واپسی اطمینان بخش ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ
سارا ملک مجلس سے ناخوش ہے ۔ شاہ معزول کے ایجنٹوں نے ترکمانوں اور شہسواروں کو اپنے ہموار کر لیا ہے
اُسکا بھائی سالار الدولہ کردستان میں اُنکی طرف سے پہنچ جائے ہے ۔ سپہدار (جو طہران میں تشریف رکھتے ہیں)
وہ بھی شاہ کے آنیکے خلاف نہیں ہیں بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اُنکا رشت تشریف لیجانا کچھ اسی سے متعلق
تھا ۔ ایسے وقت میں مجلس اور اخباران ملک نے جو اتحاد اور استقلال ظاہر کیا وہ بہت قابل تعریف ہے،
گو دوسرے لوگ اسے نظرانداز کریں ۔ بارہ سو (۱۲۰۰) بختیاری جو طہران میں اسوقت موجود ہیں مجلس کو اُن کی
وفاداری پر بھروسہ ہے اگر معاملہ طول کھینچا تو شاہ معزول کو اپنی کوشش میں کامیابی کی امید بہت کم ہے ۔
بہت مشکل ہے کہ ترکمان اور شہسواران اپنی اپنی بستیوں سے باہر اُسکا ساتھ دیسکیں معلوم نہیں کہ شاہ معزول کو مالی مدد کہاں

محمد علی میرزا شاہ معزول تخت طہران حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
اس معاملہ میں روس کی چشم پوشی اور سازش ۔ شاہ معزول اور اُس کے بھائی کے
مقابلہ کے لئے فوجی تیاریاں ۔ دستوری حکومت کی فتح ۔ شاہ معزول کی شکست
اور ارشد الدولہ کا قتل

محمد علی کے خاک ایران میں داخل ہونے کے متعلق جو پہلا مراسلہ آیا ہے اُسمیں یہ درج تھا کہ وہ دو دن بعد یعنی آئندہ پنجشنبہ کو قصبہ استر آباد میں داخل ہو جائیگا جب یہ خبر آئی تو دوسرے دن ۱۹/ جولائی کو جلدی سے کل پولٹیکل فریق طہران میں جمع ہوئے اور ایک ضروری کبنٹ مقرر کر کے مجلس کی منظوری کے لئے پیش کی جسکو مجلس نے منظور کیا۔ یہ کبنٹ حسب ذیل اصحاب سے مرکب تھی۔
سپہدار وزیر اعظم صمصام السلطنۃ وزیر جنگ وثوق الدولہ وزیر داخلہ۔ قوام السلطنۃ برادر وثوق الدولہ وزیر عدالت مشیر الدولہ وزیر پوسٹ و ٹیلیگراف ۔ حاکم الملک وزیر تعلیمات عامہ معاون الدولہ وزیر مال ۔ اور محتشم السلطنۃ وزیر امور خارجہ
اسی دن شام کو مجلس کے حکم سے مارشل لا جاری ہوا جسکی تعمیل کونسل وزرا

اور وزیر جنگ کے تفویض ہوئی۔

باوجود اس اظہار دلیری اور ہمت کے کل طہران میں ایک ہلچل مچی تھی دستوریوں کو یہ ڈر تھا کہ شاہ معزول روسیوں کی مدد سے پھر تخت پر بٹھا دیا جائیگا اور سارا شہر لوٹنے کے لئے ترکمانی قبائل کے حوالہ کر دیا جائیگا جو شاہ کے ہمراہ آرہے ہیں۔ شاہی ہوا خواہ الگ ترساں تھے اور اُنہیں یہ اندیشہ تھا کہ دستوری حکومت اُن سے انتقام لے گی اور عجب نہیں کہ اُنہیں گرفتار کر کے سزا دیگی۔

اس وقت ایران میں در اصل کوئی باقاعدہ فوج نہ تھی اور جو کچھ تھی اُس کا وجود محض کاغذی تھا۔ فوجی پولیس جو پایہ تخت میں تعینات تھی اس کی تعداد اٹھارہ سو سے زیادہ نہ تھی اور وہ بھی اچھی طرح مسلح نہ تھے۔ اس کے علاوہ یہ فوجی پولیس طہران میں امن قایم رکھنے کے لئے ضرور تھی۔

اب خبریں آنا شروع ہوئیں کہ شمالی مشرقی سرحد کے ترکمانی قبائل شاہ معزول کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو رہے ہیں اور عجب نہیں کہ چند ہفتہ میں شاہ مع اُن لوگوں کے طہران کے پھاٹک پر آ پہونچے۔

شاہ معزول کا بھائی سالار الدولہ ہمدان کی طرف بڑھ رہا ہے جہاں اُس نے ہزارہا کُردی قبائل جمع کر لئے تھے۔ ایسی حالت میں کونسل وزرا کو دوہرے خطرہ کا سامنا تھا اور مارے خوف کے سب کے اوسان خطا تھے۔

اسوقت تک تو گورنمنٹ نے کسی قدر مستعدی اور استقلال دکھایا تھا مگر جب خطرات بڑھنے لگے تو گورنمنٹ کا شیرازہ بکھر گیا اور چند روز مین یہ حالت ہوئی کہ کوئی گورنمنٹ ہی باقی نہ رہی بلکہ چند لوگ رہ گئے جو بڑی ہمت کے ساتھ سامنے آئے اور اُنھون نے مصمم ارادہ کر لیا جو کچھ ہو دستوری حکومت کو ضرور بچا لینگے اور ان باغیون کی سرکوبی کا پورا تدارک کرین گے۔

ان لوگون مین یفرم خان افسر فوجی پولیس متعینہ طہران جسکا ذکر پہلے آچکا ہے سب سے آگے تھا۔ یفرم خان ایک ترکی ارمنی ہے جو چند سال قبل رشت مین آیا تھا اور وہان کسی چھوٹی سی تجارت مین مشغول تھا۔ اُس کے اگلے حالات تو معلوم نہین مگر عام اعتقاد یہ ہے کہ رشت سے جو مہم آئی تھی اُس کا روح روان یفرم خان تھا اور سپہدار صاحب محض ایک میر فرش تھے۔

سنہ ۱۹۰۹ء مین جب طہران فتح ہو گیا اور دستوری حکومت کو تسلط نصیب ہوا تو یفرم خان شہر کا کوتوال مقرر ہوا اور یہ خدمت یہان بمقابلہ دوسرے مہذب شہرون کے بہت اہمیت۔ ذمہ داری اور وقار رکھتی ہے۔

یفرم خان نے فوجی پولیس کو بہت ہی عمدہ طور سے قواعددان بنایا اور انھین اچھے ہتھیارون سے مسلح کیا۔ دستوری حکومت کو کبھی ایسی فوجی پولیس نصیب نہ ہوئی تھی اور یفرم خان نے تمام شہر نہایت اعلیٰ درجہ کا

امن قایم کیا۔ اُس مین ایک خاص صفت یہ تھی کہ لوگ اُس سے بہت رجوع ہوتے تھے اور اس کی وفاداری کا دم بھرتے تھے۔ گو وہ معمولی لیاقت کا آدمی تھا مگر اُس کے معلومات بہت وسیع تھے اور اُس مین خداداد فوجی قابلیت تھی اور بہا بہت جری اور دلیر تھا۔

ایسے نازک وقت مین یفرم خان اہل ایران کے آڑے آیا۔ گو وہ عیسائی تھا اور عیسائی ہونے کی وجہ سے مسلمان اُسے کافر سمجھتے تھے۔ مگر باوجود اس نقص کے اور باوجود اُس حسد کے جو اُس کے ذی اختیار ہونے کی وجہ سے لوگون کے دلون مین تھا سب نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ اگر کوئی شخص شاہ معزول کی فوجون کا مقابلہ کر کے شہر کو بچا سکتا ہے یا دستوری حکومت کے وجود کو قایم رکھ سکتا ہے تو وہ یہی یفرم خان ہے

۱۹ ر جولائی کو صمصام السلطنت مارشل لا کے اعلان کی رو سے بحیثیت وزیر جنگ طہران کے فوجی گورنر مقرر ہوئے اور انہین گویا اپنے کل اہل ملک کی جان و مال کا اختیار ہو گیا۔

پہلی تجویز یہ ہوئی کہ شاہ معزول کے کل ہوا خواہ اور سازشین جو شہر مین باقی رہ گئے ہین فوراً گرفتار کر لئے جائین تاکہ وہ دستوری حکومت کے خلاف رعایا کو ورغلا نہ سکین چنانچہ تیس چالیس آدمیون کی ایک فہرست تیار کر کے نائب السلطنت کو دکھائی گئی بعد ازان امر ض تعمیل یفرم خان کے حوالہ کی گئی

۲۰ جولائی کو نائب السلطنت نے مجھے بلا بھیجا اور دیر تک موجودہ حالت کی نسبت گفتگو کی۔ مین نے یہ راے دی کہ کچھ فوج شاہ کے مقابلہ کے لئے فی الفور طہران سے روانہ کی جاے اُس کا اخلاقی اثر اُن لوگون کے دلون پر جو یہ شبہ کر رہے ہین کہ دستوری گورنمنٹ شاہ معزول کا مقابلہ نہ کر سکے گی بہت اچھا ہوگا۔ نائب السلطنت نے میری اس راے کو پسند کیا اور صمصام السلطنت و یفرم خان کو میرے ساتھ مشورہ کرنے کی ہدایت کی۔ مین نے نائب السلطنت کو اور یہ راے دی کہ مجلس فوراً ایک قانون پاس کرے جسکی رو سے شاہ معزول اور اُس کے دونون بھائی جنھون نے گورنمنٹ کے خلاف تلوار اُٹھائی ہے باغی قرار دے جائین اور اُن کی گرفتاری یا قتل کے لئے انعام مقرر کیا جاے۔ نائب السلطنت نے اس تجویز کو بہت پسند کیا اور وعدہ کیا کہ کبنٹ وزرا اور مجلس کو مجبور کر کے ایسا حکم جاری کرائین گے۔ نائب السلطنت نے یہ بھی بیان کیا کہ بہت سے اور مشہور بدمعاش جو شاہ کے ہوا خواہ ہین ایک آدہ دن مین یفرم خان کے ہاتھون سے گرفتار ہو جائین گے۔ مین نے کہا کہ اُن کی گرفتاری فی الفور ہونی چاہیئے اس معاملہ مین جتنی تاخیر ہوگی عامہ خلائق کی گھبراہٹ خوف اور شبہ زیادہ ہوگا۔

اُسی دن صبح کو ایک معتبر ذریعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ برطانیہ کی

طرف سے سفیر برطانیہ متعینہ طہران کے نام اس مضمون کا ایک مراسلہ آیا ہے
کہ دولت برطانیہ کی طرف سے شاہ معزول کی واپسی کے متعلق مخالفت کرے
اور یہ کہے کہ شاہ کا پھر تخت پر پہنچنا نہ صرف خود اس کے عہد و پیمان کے خلاف
ہے۔ بلکہ اس معاہدہ کی رو سے جو ستمبر ۱۹۰۷ء میں گورنمنٹ روس و گورنمنٹ برطانیہ
کے دستخط کیے ہیں سخت قابل اعتراض ہے میں نے فوراً نائب السلطنت کو
اس امر سے آگاہ کیا کہ دولت برطانیہ بھی محمد علی کی اس حرکت کو ہرگز گوارا
نہ کرے گی۔ اور عنقریب ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی ناراضگی کسی نہ کسی صورت
میں ظاہر ہو۔ بیشک نائب السلطنت کی ہمت اور بڑھ گئی۔

اسی دن شام کو سپہدار کے پاس محمد علی کا ایک تار آیا جس کا
مضمون یہ تھا کہ تم میرے آنے تک طہران کی حکومت اپنے ہاتھ میں لو۔ اور
امن قایم رکھو۔ سپہدار نے یہ مشہور کیا کہ انہوں نے شاہ معزول کو اس تار
کا جواب یہ دیا ہے کہ لوگ آپکے ظلم اور تعدی کو کبھی برداشت نہ کریں گے۔
آیا در اصل سپہدار نے ایسا تار دیا یا نہیں۔ یہ امر مشکوک ہے اب یہ بات صاف
صاف ظاہر ہو گئی کہ بعض اراکین کابینٹ جن میں سپہدار محتشم السلطنہ
اور معاون الدولہ بھی شامل تھے مقابلہ کی تیاریوں میں زیادہ دلچسپی
نہیں لیتے۔ سپہدار تو طہران کے باہر اپنے بہارستانی اقامت گاہ میں جا بیٹھے
جو شمران میں واقع تھا اور اسی جگہ کو رونق دینے لگے۔ جو [illegible]

کو بعض بدمعاشوں کی گرفتاری کے لئے دیا گیا تھا۔ اب طہران کے لوگ سپہدار کی وفاداری کی نسبت بہت بدگمان ہو گئے اور کیبنٹ وزرا کا عملاً کوئی وجود ہی نہ رہا۔

۲۱ جولائی کو صمصام السلطنت۔۔۔ سے گفتگو ہوئی اور انہوں نے بیان کیا کہ دو ہزار بختیاریوں کو حکم دیا گیا ہے کہ فی الفور اصفہان میں جمع ہوں اور طہران کی طرف کوچ کریں۔ اس کوچ کے لئے دس روز درکار ہوں گے میں نے فوراً بذریعہ تار بختیاری سردار کے پاس روپیہ بھیجا جو اصفہان کا گورنر تھا اور یہ ہدایت کی کہ اس سے ابتدائی اخراجات ادا کئے جائیں۔ صمصام السلطنت نے یہ وعدہ کیا کہ کونسل وزرا اور مجلس کو اس بات پر مجبور کرینگے کہ اس مضمون کا ایک عام اعلان دیا جائے کہ جو کوئی محمد علی کا سر لائے گا اُسے ایک لاکھ تومان دئے جائیں گے۔ اور جو کوئی سالار الدولہ اور شعاع السلطنت کے سر لائیں گے ہر ایک کو پچیس پچیس ہزار تومان انعام دیا جائے گا۔ وزیر جنگ کو اس تجویز سے ایسا جوش تھا کہ انہوں نے یہ آمادگی ظاہر کی کہ اگر مجلس رقم انعام کے بارے میں کچھ پس و پیش کریگی تو وہ خود اپنی ذاتی جاگیر سے اس قدر روپیہ کا بندوبست کر دیں گے۔

صمصام السلطنت ساٹھ برس کے بوڑھے تھے لیاقت معمولی رکھتے تھے مگر خاندانی تفاخر بہت تھا۔ دل کے صاف اور سیدھے تھے اسی وجہ

بلد اپنے بھائیوں کی سازش سے متاثر ہو جاتے تھے۔ اس وقت
ی ذمہ داری اُنکے سر پڑی وہ چاہتے تھے کہ نیک نامی کے ساتھ
م دیں۔ اُن کے بھائی سردار اسد چند ہفتے ہوئے یورپ
ہو چکے تھے چنانچہ اب ایران میں بختیاری قبائل کی سرداری صرف
صام السلطنت کے سر تھی۔

اثنائے گفتگو میں اُنہوں نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ میں دستوری حکومت کا
ہا دلدادہ ہوں کہ آج ہی صبح کو میں نے نائب السلطنت سے کہا کہ آپ
ایک ایلچی کی حیثیت سے محمد علی کے پاس جائیے اور اس سے ملکر ایک پستول
سے اُس کا کام تمام کر دیجئے میں اگرچہ بوڑھا ہوں مگر اُس ظالم کو اپنے ملک سے
فنا کرنے کے لئے جان دینے پر تیار ہوں۔ افسوس ہے کہ نائب السلطنت
نے میری اس تجویز کو منظور نہ کیا۔ بعد ازاں صمصام السلطنت نے مجھ سے
دریافت کیا کہ آیا بحیثیت منسٹری کو نہ وہ حفاظت ملک کے لئے اخراجات کا
حکم دینے کے مجاز ہیں۔ میں نے یہ عرض کیا کہ قانون کے رو سے بیشک آپ
مجاز ہو سکتے ہیں تب اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ محمد علی اور اُس کے بھائیوں
کو قتل کرنے کے لئے کسی کو روانہ کرو اور اس معاملہ میں اگر ایک لاکھ تومان
تک صرف ہوں تو صرف کئے جائیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ میری رائے
میں یہ کام اہل فوج اور اہل پولیس کے ذریعہ سے لیا جاسکے۔ بعد ازاں انہوں

نے سپہدار محتشم السلطنت اور معاون الدولہ
کی نسبت اپنی بے اعتباری ظاہر کی اور یہ کہا کہ آیندہ سے میں فوج کی تنخواہ
فوج کے معائنہ کے بعد دیا کرون اور بعض دفتر جنگ سے برآوردہ پیش
ہونے پر ادا نہ ہوا کرے اسکے یہ معنی تھے کہ بجائے چالیس ہزار تومان جو صرف
ہوتے تھے وہ تخفیف ہو کر بارہ ہزار تومان رہ گئے ہیں۔

اس عرصہ میں بہت سے شاہ کے ہواخواہوں نے جو بھاگ کے زرگندہ
میں پناہ لی تھی جہان روسی سفارتخانہ تھا اور وہان سے ان بدمعاشون نے
دستوری حکومت کے خلاف سازش کرنا شروع کیا۔

اس وقت طہران میں سو بختیاریوں کی ایک مختصر سی فوج تھی۔ یہ فوج
گو بختیاری سردارون کی شرکت و انتظام کے لیے رہتی تھی مگر اسکی تنخواہ اور
دیتی تھی۔ یہ لوگ شاہ کے مقابلہ میں جانے کے لیے آمادہ ہوسکے۔

یفرم خان نے بالکل راز میں شاہ معزول کے مقابلہ میں ایک مہم بھیجنے
کا منصوبہ مجھ سے بیان کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ کہا کہ ہرگز کسی وزیر کو اسکی
خبر نہ ہو ورنہ معاملہ بگڑ جائے گا۔ اسلئے کہ ان میں کوئی اعتبار کے قابل نہیں ہے۔
اس نے کہا کہ اسکے سپاہی اسنائیڈر توپوں میں کارتوس بھرنے کی مشق کر
رہے ہیں اور یہ کام خاص معتبر سپاہیوں کے حوالہ کیا ہے اسلئے کہ قزاق بریگیڈ سے جو
توپین ہاتھ آئی ہیں جب تک ان توپوں کی نسبت اپنا پورا اطمینان نہ ہولے

فوج کے ساتھ نہین بھیج سکتا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ سپہدار اس قابل ہے
کہ اُسے پھانسی دیجاے یا گولی سے مارا جاے اور اُسے اس بات پر بہت
ہی غصہ آتا ہے کہ مجلس نے اب تک میجر ھاسی کے لیے ایک قلیل
رقم پنشن منظور نہین کی۔ میجر ھاسی ایک جرمن ہین جو ہنگری مین توپ اور
بندوقون کی تعلیم مین بڑے ماہر خیال کیے جاتے ہین اور ایک سال قبل جب
وہ میرے زیر حکم جنگ مین مشغول تھے تو اُس وقت زخمی بھی ہوے اس مہم
کے لیے جو استرآباد جارہی ہے میجر ھاسی کی بہت ضرورت ہے
مگر اُن کے ساتھ اب تک جو سلوک ہوا وہ بہت قابل افسوس ہے چونکہ وہ یہان
صرف توپخانے کے معلم ہین لڑائی مین اُن کا شریک ہونا یا نہونا خود اُن کی
اختیاری چیز ہے مین نے یفرم خان سے کہا کہ مین اُن کی پنشن کا انتظام
کردیتا ہون۔ چنانچہ وہ یفرم خان کے ساتھ جانے پر راضی ہوگئے میری
راے مین اسوقت ایران کے محبان وطن مین جو شخص سب سے زیادہ قابل
تعریف ہے وہ نواب حسین قلیخان ہین۔ وہ محض اپنی اعلیٰ قابلیت
اور عمدہ خصائل کی بدولت اعلےٰ مرتبہ کو پہونچے تھے اور ایران ہی پر کیا مخصوص
ہے ایسا شخص ہر جگہ اور ہر حالت مین اس رتبہ کو پہونچ سکتا۔ وہ وزیر امور خارجہ
تھے مگر سنہ ۱۹۱۰ع مین برطانیہ اور روس کے ہتک آمیز برتاو کی وجہ سے اُنہون
نے اپنی خدمت سے علیحدگی اختیار کی اور اُس وقت سے برابر ہر پولیٹکل

HUSAYN KULI KHAN, NAWWAB
Ex-Minister of Foreign Affairs, and leader of the Constitutionalists in Persia

خدمت کو منظور کرنے سے انکار کرتے رہے مگر اس کے ساتھ ہی وزارت
اپنے ملک کی ترقی کی کوششوں میں مشغول تھے اُن کا سن تقریباً پچپن برس
کا ہوگا۔ صورت نہایت وجیہ اور رعب دار تھی اور یورپ کے تعلیم یافتہ تھے۔
انگریزی۔ فارسی۔ اور فرنچ بلاتکلف بولتے تھے۔ اور سب سے زیادہ جو
بات قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ اپنے خانگی اور سرکاری معاملات میں نہایت
ایماندار اور راست باز مشہور تھے۔ پولٹیکل معاملات میں اُن کے خیالات
جمہوری تھے۔ چنانچہ ایران میں جمہوری گروہ کے وہ رہنما کہلاتے تھے۔ گو
مجلس کے اکثر دوسرے اراکین بھی بڑے ڈماکریٹ (جمہوریت پسند) مشہور تھے
جب تک میں طہران میں رہا میں نے ہمیشہ اُن کو ایک عالی خیال محب قوم پایا
اور وہ اپنے ملک کی بہبودی کے لئے دل وجان سے کوشاں رہتے تھے۔

نواب حسین قلی خان کے مکان میں گفتگو ہوئی اور ابراہیم خان
نے مجھ سے بیان کیا کہ آج ہی صبح کو کونسل وزرا کے پاس سے بعض شاہی ہوا خواہان
اور شاہزادوں کی گرفتاری کے لئے حکم آیا ہے جس کی بنا پر میں چاہتا تھا کہ اُن
لوگوں کو گرفتار کروں کہ اتنے میں سپہدار نے (جو اب تک برائے نام
وزیر اعظم ہیں) مجھ سے ٹیلیفون میں کہا کہ اُس حکم کی تعمیل ابھی ملتوی رہے۔
ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ابراہیم خان کے ایک افسر ماتحت نے یہ
اطلاع دی کہ پولیس نے ایک شخص مسمی نظام السلطنت کو مع اور شاہی ہوا خواہان

کے گرفتار کیا ہے گر وہ لوگ یہ کہتے ہین کہ سپہدار کے حکم سے وہ مجاہدین کی ایک فوج تیار کر رہے ہین۔ یفرم خان نے کہا کہ غالباً سپہدار کے پاس سے ابھی حکم آتا ہوگا کہ اُن لوگون کو رہا کر دو اگر مین نے رہا نہ کیا اور سپہدار کے حکم کی تعمیل نہ کی تو وہ بعض ملاؤن سے کہہ کر میرے لئے کفر کا فتوی جاری کراوین گے۔ اور اس طرح بعض مسلمانون کی نظر مین ایک بڑے شجاع بن بیٹھین گے۔ یفرم خان کی راے یہ تھی کہ سپہدار فوراً گرفتار کر لئے جائین مگر وہ انہین وجوہ سے اُن کی گرفتاری مین پس و پیش کرتا تھا۔

اُس کے بعد میری یہ تجویز پیش ہوئی کہ فوجی پولیس خزانہ پر قایم ہو اور اسپر بحث کی گئی۔ یفرم خان نے اصل واقعات کے لاعلمی کی وجہ سے اس تجویز سے اپنی بدگمانی ظاہر کی اور یہ کہا کہ اُسکے عمل مین لانے سے ملک ایران کی تقسیم جو روس اور انگلستان نے قرار دی ہے تسلیم کرنا ہوگا بالخصوص اگر میجر اسٹوکس مقرر ہوئے۔

اسموقع پر یہ انتظام کیا گیا کہ مجاہدین کا ایک مخصوص رسالہ بنایا جائے اور وہ یفرم خان کے زیر حکم رہے۔

دوسرے دن صبح یعنی بتاریخ ۲۳ جولائی صمصام السلطنتہ اور ارباب کیخسرو اتابک پارک مین ان معاملات پر بحث کرنے کے لئے
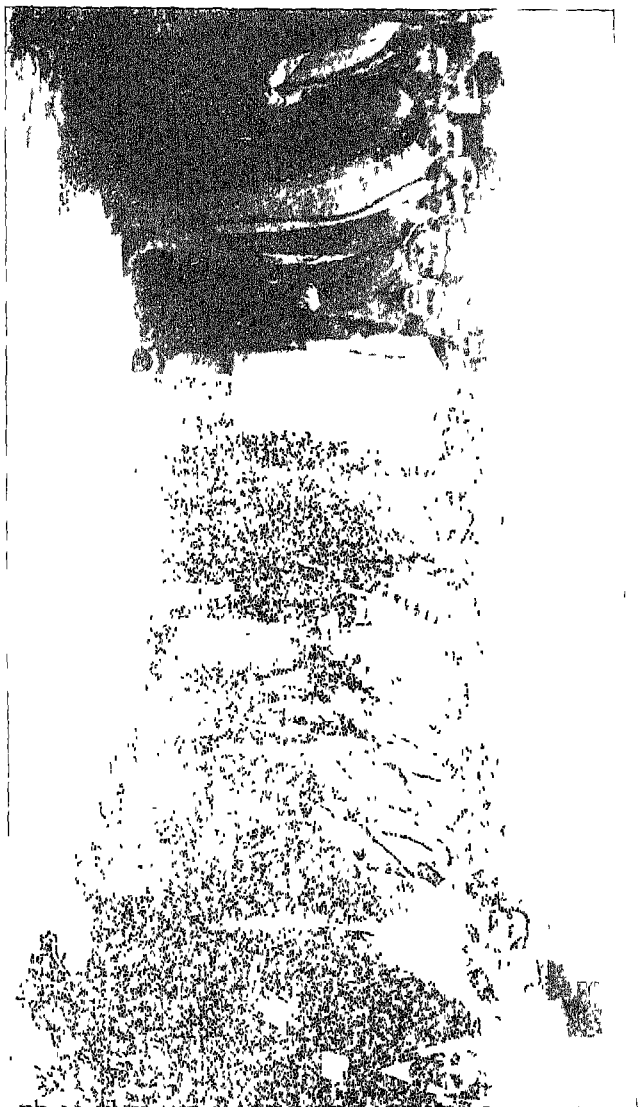
میرے پاس آئے۔ صمصام السلطنت نے سپہدار کی بہت شکایت کی اور یہ کہا کہ وہ بڑا دغا باز نمک حرام ہے اور نائب السلطنت کی نسبت یہ رائے ظاہر کی کہ وہ بڑے کمزور اور متلون المزاج ہیں۔ صمصام السلطنت نے کہا کہ میں نے یہ تجویز کیبنٹ وزرا کے سامنے پیش کی تھی کہ شاہ معزول اور اُس کے بھائیوں کی گرفتاری کے لئے انعامات مقرر کئے جائیں مگر کیبنٹ وزرا نے مارے ڈر کے اُسے مجلس میں بھیجنے سے پس و پیش کیا اور یہ کہا کہ تجویز بالکل انوکھی اور غیر معمولی ہے اسکے بعد صمصام السلطنت نے بیان کیا کہ انہوں نے اصفہان کو تار دیکر تین ہزار اور بختیاری طہران کو بلائے ہیں۔ کیبنٹ وزرا میری مجوزہ تجویز بھی مجلس میں پیش کرنا نہیں چاہتے تھے وہ تجویز یہ تھی کہ جب میجر اسٹوکس کی مدت ملازمت ختم ہو تو انہیں پنشن دیجائے اس لئے کہ ہندوستانی فوج کی افسری سے مستعفی ہونے کی وجہ سے وہاں کی پنشن سے وہ محروم رہیں گے۔

اب طہران کی حالت روز بروز خراب ہونے لگی بعض لوگوں میں شاہ معزول کی طرفداری کے خیالات بڑھنے لگے۔ نئی کیبنٹ وزرا جس سے بہت کچھ عملی امداد کی توقع تھی۔ اسکے ممبروں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔ سپہدار محتشم السلطنت اور معاون الدولہ علانیہ دوسرے چار ارکین سے علٰحدہ ہوگئے۔ بعض مشہور دغا باز بدمعاش کھلم کھلا دستوری حکومت کے

خلاف سازشیں کرنے لگے اور وہ گرفتار نہ ہو سکے اسی طرح یہ ہوا کہ سپہدار جسکے زیر اثر مجلس کے بہت سے اراکین تھے اُس کے خلاف بھی کوئی قطعی تجویز عمل میں نہ آسکی ۔

میں حکم دے چکا تھا کہ فی الفور پانسو سپاہی فوجی پولیس خزانہ کے لئے فراہم کئے جائیں چنانچہ بعد کے دو دن اُن کے لئے وردی اور دوسرے سامان کی تیاری میں صرف ہوئے ۔ اس عرصہ میں میں مجلس کے دونوں گروہ سے وقتاً فوقتاً ملتا رہا اور اُن سے بحث و مشورہ کرتا رہا ۔ اب اُنہوں نے بھی اس بات کو محسوس کیا کہ موجودہ حالت کے لئے ضرور ہے کہ کوئی قطعی امر اختیار کیا جائے ۔

آخر کار ۲۵ ر جولائی کو اراکین مجلس نے بغلبہ آراء یہ طے کیا کہ سپہدار اور محتشم السلطنۃ موقوف کئے جائیں اور فوراً نائب السلطنۃ کے پاس چند اراکین کو بھیجا کہ وہ ان دونوں وزرا کا استعفا منظور کرلیں چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ اب وزرا میدان صاف ہوا اور دستوری حکومت کی تائید میں ایک نئی کیبنٹ ان اندر ہوئی ۔

مجلل الدولہ کو یفرم خان کے آدمیوں نے دو دن پہلے گرفتار کیا تھا ۔ اور فوجی قانون کے حکم سے اُسکو پھانسی دینا قرار پایا تھا اور یہ طے ہو گیا تھا کہ بجیسوئیں کو اُسے پھانسی دیجائے گی کہ اتنے میں مسٹر جارج بارکلے سفیر برطانیہ نے گورنمنٹ ایران کو لکھا کہ اسکی

شخص کے معاملہ مین باقاعدہ تحقیقات ہونی چاہیئے اور اشارتاً یہ ذکر کیا کہ
اُسکا قتل دولت برطانیہ کو ناگوار ہوگا - اسکے وجوہ یہ بیان کیے گئے کہ
مجد الدولہ مثل سفیر برطانیہ سی - ایم - جی کا خطاب یافتہ تھے -

اس دخل دہی کا بہت بُرا اثر ہوا اور اس کی وجہ سے بہت سے بزدل
لوگون کو یہ یقین ہوگیا کہ گورنمنٹ برطانیہ اور گورنمنٹ روس خفیۃً شاہ معزول
کے طرفدار ہین - یہان تک کہ یفرم خان نے بھی اس بات کو مان لیا مجد الدولہ کی
گرفتاری مین ایک پولیس اور دو نوکر جن مین ایک عورت بھی تھی مارے گئے

۲۶ جولائی کو ایک نئی کیبنٹ مقرر ہوئی جو حسب ذیل وزرا سے مرکب
تھی - صمصام السلطنۃ وزیر اعظم وزیر جنگ وثوق الدولہ وزیر
امور خارجہ حکیم الملک وزیر مال مشیر الدولہ وزیر عدالت
علاء السلطنۃ وزیر تعلیمات قوام السلطنۃ وزیر داخلہ
دبیر الملک وزیر پوسٹ و ٹیلیگراف -

دوسرے دن یہ خبر آئی کہ محمد علی کی فوج کا ہراول شاہ رود کے
قریب پہونچ گیا ہے - یہ مقام طہران کے شمال و مشرق مین چار سو میل کے فاصلہ
پر واقع تھا نہ میرا ٹیکس کلکٹر جو وہان تعینات تھا اُس نے بھی مجھے اس مضمون
کا تار دیا کہ اُس کے نام پرنس شعاع السلطنۃ کے پاس سے حکم آیا
ہے کہ بہت جلد ٹیکس تحصیل کرکے نئے گورنر کے حوالے کرے جو شاہ معزول

نے مقرر کیا ہے اگر اس کے خلاف عمل ہوگا تو سزائے موت دی جائے گی
اس وفادار شخص نے جو دستوری حکومت کا سچا بہی خواہ تھا خود اپنے ہاتھ سے
یہ تار دیا اور مجھ سے التجا کی کہ میں اس کا کچھ جواب نہ بھیجوں اس لئے کہ اگر میرے
پاس سے اس کے نام کوئی تار جائیگا تو وہ اس کی موت کا باعث ہوگا۔ دوسرے
دن اس نے پھر تار دیا کہ چار سو ترکمان سوار دفعتاً شاہرود میں آگئے اور کل
سرکاری دفاتر اور پھر اسکے گھر کو بھی لوٹ لیا اس نے بمشکل اپنے اہل و عیال
کے ساتھ بھاگ کر ایک سفارتی دوست کے گھر میں پناہ لی۔

۲۸ جولائی کو کل وزراء نے میرے اس کمیشن پر دستخط کئے اور میں نے
فوراً اس لئے کمیشن کے بھرتی کا انتظام شروع کیا۔ اس کے لئے میجر [illegible]
سے بہتر [illegible] اور شخص میسر نہ ہو سکتا تھا جسے ہم چن لیتے۔

اسی دن جنرل کے ایک کرنل صاحب ایک ایرانی فدائی کو میرے پاس
لائے جسکا نام بتانے کی ضرورت نہیں اور مجھے اطلاع دی کہ اس شخص
نے ابھی ابھی ان سے بیان کیا کہ وہ ایک روسی وائس کونسل متعینہ طہران
کے پاس سے آرہا ہے جنہوں نے اسے اس بات کی ترغیب دلاکر آمادہ کیا ہے
کہ اگر وہ مسٹر شوسٹر کو زہر دیدے یا گولی سے مار ڈالے تو روس اسکی حمایت کریگا۔
اور بچا لیگا۔ روس میرے قتل کا درپے اس لئے ہوا ہے کہ میں ایران میں اس کے
منصوبے نہیں چلنے دیتا۔ اصل غرض جس کے لئے روسی کونسل جنرل نے اس

شخص کو باریابی کا موقع دیا یہ تھی کہ یہ شخص محمد علی کے پاس ایک خفیہ پیام لیجا سے
اس واقعہ کا سچ ہونا کوئی غیر ممکن امر نہ تھا مگر مین نے اُسکو دبا دیا اس لئے کہ اُس کے
انکشاف سے میرے کام مین اور خلل پڑجاتا -

اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد ایک اور ایرانی نے جس کا نام فراج اللہ
خان تھا دربار مین اپنے بعض احباب سے یہ ذکر کیا کہ مین اُس گروہ کا ایک رکن
ہون جو صنیع الدولہ کیطرح مسٹر سوشتر کو مارنے کے لئے
مقرر ہوا ہے - بعض لوگون نے اس گفتگو کو سن لیا اور یفرم خان کی
پولیس کو اس کی خبر کردی - پولیس نے فراج اللہ خان کو گرفتار کر کے
پابہ زنجیر کیا اور خوب تازیانہ لگائے -

۲۹ر جولائی کو مجلس سے حسب ذیل اعلان جاری ہوا کہ جو کوئی محمد علی
کا سر لائے گا ایک لاکھ تومان انعام پائے گا اور جو کوئی اُس کے دونون بھائیون
کے سر لائے گا ہر ایک پچیس ہزار تومان انعام پائے گا - چنانچہ اس اعلان کی
نقل ذیل مین درج ہے -

شہر شعبان ۱۳۲۹ھ

برحسب رای مجلس مقدس اعلان میشود - کسانیکہ محمد علی میرزا را
اعدام یا دستگیر نمایند یکصد ہزار تومان بانہا دادہ میشود -

کسانیکہ شعاع السلطنہ را اعدام یا دستگیر نمایند بیست و پنجہزار تومان
بانہا دادہ میشود -

و نیز اخطار میشود کہ اگر داوطلبان خدمات مزبورہ بعد از انجام خدمت
کشتہ شدند مبلغ ہای فوق الذکر بہمان نسبت بورثہ انہا دادہ خواہد
شد و این مبلغ در خزانہ دولت موجود است و بعد از انجام خدمت نقد
بانہا پرداختہ میشود -

محل امضا حضرت رئیس الوزرا

میجر اسٹوکس کی پنشن بھی مجلس سے منظور ہوگئی اور اسی شام کو سفیر روس

وزیر خارجہ کے دفتر پر آئے اور یہ کہا کہ میجر اسٹوکس کے معاہدہ پر دستخط نہ کئے جائیں
اگر ایسا ہوگا تو گورنمنٹ روس کی طرف سے ایک بڑے معاوضہ کا مطالبہ ہوگا۔
وزیر امور خارجہ بیچارے ایسا ڈر گئے کہ اُنھوں نے مجھے اس مضمون کا خط لکھا کہ
تجویز اُس وقت تک واجب التعمیل نہیں ہے جبتک کہ اُس پر نائب السلطنتہ
کے دستخط نہ ہوں - حالانکہ یہ بات بالکل لغو تھی - ایران میں دفتری رعب وداب
جمانے کے لئے اس طرح کی ظاہری کارروائیاں اکثر ہوا کرتی ہیں -

اس واقعہ کے کچھ عرصہ پہلے جو بندوقیں اور کارتوس سپہدار نے گورنمنٹ
روس کے ذریعہ سے منگائے تھے انزلی پہونچ گئے اور وہ رشت کے
راستہ سے طہران میں لائے جا رہے تھے - یہ ہتھیار ایسے وقت میں بھیجے گئے تھے
کہ اُن کے تلف ہونے کا بہت احتمال تھا اسلئے کہ شاہ معزول کے جاسوس تمام
پھیلے ہوئے تھے - مگر بارے یہ بہتر ہوئی کہ اُن کے ہاتھ نہ لگے اور بہت سے صندوق
جن میں سات ہزار بندوقیں اور چالیس ہزار کارتوس تھے بحفاظت قزوین پہونچ
گئے - ان کے آنے سے طہران میں جو سامان جنگ موجود تھا اُسمیں ایک معقول اضافہ
ہوگیا - اگر یہ سامان نہ آتا تو دستوری حکومت کو بڑی دقت پیش آتی - میں نے اُس
میں سے پندرہ سو بندوقیں اور چھ ہزار کارتوس لیکر اپنے اتابک پارک میں رکھ لیے
تاکہ جب خزانہ کی پولیس کو ضرورت ہو تو اُنھیں دیدیئے جائیں - ایران میں ہتھیار
کچھ عجیب طرح پر غائب ہو جاتے ہیں - گو اُن کے لئے کتنی ہی حفاظت کیجاسے

سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اُنہیں پیش نظر رکھے۔

اب تک اس بارے میں کچھ ذکر نہیں کیا گیا کہ گورنمنٹ روس محمد علی کو تخت ایران پر بٹھانے کی کیا کوشش کر رہی تھی۔ روسی عہدہ دار اس معاملہ میں نہ غافل تھے اور نہ اُنھیں احتراز تھا۔

گورنمنٹ روس نے باتفاق گورنمنٹ برطانیہ دو سال پہلے اس بات کی ذمہ داری لی تھی کہ شاہ معزول کو اپنے عہدہ پیمان پر ثابت قدم رکھیں گے اور اُسے دستوری حکومت کے خلاف کسی قسم کی سازش کرنے کا موقع نہ دیں گے۔ یہ گویا اُس معاہدے کی دفعہ (۱۱) کا مضمون تھا۔ جس پر ۹ ستمبر ۱۹۰۹ء میں گورنمنٹ روس و برطانیہ نے دستخط کئے تھے۔ ایسی حالت میں محمد علی کا اڈیسہ سے نکل کے روسی ملک میں ہو کر روسی جہاز پر سوار ہو کے بحر کیپین سے عبور کرنا اور سرحد ایران میں داخل ہونا کہاں تک واجبی تھا۔ گورنمنٹ روس نے نہ اس کا کچھ تدارک کیا اور نہ اُسے دستوری حکومت کے خلاف سازش کرنے یا حملہ آور ہونے میں کچھ مزاحم ہوئی۔ واقعہ یہ ہے کہ وہ مع اپنے ہمراہیں کے ایک مصنوعی ڈاڑھی لگا کے روسی پروانہ راہداری کے ساتھ ملک روس میں سے ہو کے گزرا اور سامان حرب یعنی بندوقیں اور ذخیرہ توپیں بھی ہمراہ لایا جن کے صندوقوں پر یہ لکھا تھا کہ اس میں سوڈا لیمنیڈ وغیرہ ہے۔ اس کے پروانہ راہ داری میں یہ درج تھا کہ وہ بغداد کا ایک سوداگر ہے اور خلیل

اُس کا نام ہے۔ اس فریب دہی سے روسی عہدہ دار جو پروانہ راہداری کے معائنہ کے لئے مقرر تھے وہ ہو کے ہین آ گئے اور اُسے چھوڑ دیا۔ غالباً گورنمنٹ روس دنیا کو یہ یقین کرانا چاہے گی کہ اُس کا فرض یہ نہ تھا کہ ہر وقت محمد علی کے نقل و حرکت کو بغور دیکھتی رہتی۔ وہ آڈیسہ سے اول وینا گیا اور وہان کچھ عرصہ تک قیام کر کر اس مہم کے لئے ہتیار خریدے اور تیاریان کین۔ بعض واقعات جو وہان گزرے وہ بعد کو اُس کے جنرل ارشد الدولہ کے بیان سے ظاہر ہو گئے۔ ارشد الدولہ اُس کے ہمراہ ایران آیا تھا اور یفرم خان کی فوج کے ہاتھون گرفتار ہو کے گولی سے مارا گیا۔ اُس نے مرتے وقت جو کچھ کہا وہ کل واقعات پر بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔

مسٹر مور نامہ نگار اخبار لندن ٹائمز متعینہ طہران جو ارشد الدولہ کے مارے جانے کے وقت موجود تھے بلکہ اُس فوجی کونسل مین بھی شریک تھے جو ارشد الدولہ کو سزا ے موت دینے کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ مسٹر مور ارشد الدولہ کے بیانات حسب ذیل قلمبند کرتے ہین۔

مین **محمد علی** سے وینا مین ملا۔ روسی سفیر بھی ہم سے ملنے آئے اور ہم نے اُن سے مدد چاہی۔ انہون نے کہا کہ روس ہم کو مدد نہین دے سکتا۔ روس اور انگلستان نے اسکے متعلق معاہدہ کیا ہے اُسکے خلاف نہین کر سکتے۔ دونون سلطنتون نے اقرار کیا ہے کہ ایران کے اندرونی معاملات مین دخل نہ دین گے۔ ہم آپ

لوگون کو کچھ مدد نہین دیسکتے تو ہم آپ کے خلاف بھی کوئی کارروائی نہ کرینگے۔
اب آپ بجاے خود اس بات کا فیصلہ کیجیئے کہ آپ کو کامیابی کے کیا توقعات
ہین اگر آپ سمجھتے ہین کہ ایران کے تخت تک پہونچ سکین گے تو بسم اللہ جایئے
مگر یہ یاد رکھئے کہ ہم آپکو کچھ مدد نہین دے سکتے اور اگر آپ نے شکست کھائی
تو ہم ذمہ دار نہ ہونگے۔ ہم نے اسکا یہ جواب دیا کہ آپ ہمارے لیئے اتنا تو ضرور
کر سکتے ہین کہ ہمین کچھ روپیہ قرض دلا دین اُس نے جواب دیا کہ یہ بھی ممکن نہین
گو ہم نے بہت منت سماجت کی اور دو مرتبہ اُس سے ملے مگر ہماری درخواست
کو اُس نے نامنظور کیا البتہ اُس نے یہ مشورہ دیا کہ اگر محمد علی کے بعض جواہرات
جو روسی بنیک طہران مین رکھے ہین اُن کی رسید موجود ہو تو اُس کی کفالت پر قرض
کا انتظام ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ محمد علی کے پاس کوئی رسید نہ تھی۔ اس لیئے کچھ نہ ہو سکا
مسٹر مور اچھی طرح فارسی سمجھتے ہین لہذا جو کچھ شاہ معزول کے جنرل نے
بیان کیا اُسکی صحت مین کچھ کلام نہین۔ جب مین نے لنڈن ٹائمز مورخہ ۱۳ر اکتوبر
مین اپنا ایک کھلا ہوا خط چھپوایا اور اُس مین اس واقعہ کا ذکر کیا تو گورنمنٹ روس
نے سرکاری طور پر اس بات سے انکار کیا کہ روسی سفیر نے وئینا مین شاہ معزول
سے یہ باتین کین اور اس واقعہ کی تغلیط کی کوشش کی۔ کچھ عرصہ بعد جب پارلیمنٹ
برطانیہ مین یہ مسئلہ پیش ہوا تو روس کے انکار پر بہت ہی مضحکہ اڑایا گیا۔ مجھے بعد کو
معلوم ہوا کہ روسی انکار ایک حد تک صحیح تھا۔ در اصل روسی سفیر نے وئینا مین

شاہ معزول اور اس کے جنرل سے یہ باتین نہین کین بلکہ سفارت روس کے ایک وکیل کے ساتھ اس طرح کی گفتگو آئی تھی چونکہ ارشد الدولہ نے جو کچھ مسٹر مور کے سامنے بیان کیا وہ فارسی زبان مین تھا اور فارسی مین لفظ سفیر ہر طرح کے سیاسی عہدہ دارون کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے مسٹر مور اور نیز دوسرے لوگون نے جو وہان موجود تھے خیال کیا کہ ارشد الدولہ کی مراد روسی سفیر سے ہے۔ مگر پھر بعد یہ معلوم ہوا کہ روسی وکیل سفارت جس کے ساتھ یہ گفتگو ہوئی تھی وہ موسیو ڈی ہارٹ وگ تھے جو اول طہران مین سفیر رہ چکے تھے اور محمد علی کو تخت طہران پر قبضہ رکھنے مین بہت مدد دی تھی یہ حضرت اسے بلگریڈ مین روسی سفیر مقرر تھے۔ اور وہان سے کئی دفعہ شاہ معزول اور ارشد الدولہ سے ملنے کی غرض سے ویئنا مین آئے تھے۔ یہ واقعات مجھے اس وقت معلوم ہوئے جب مین گذشتہ جنوری مین ایران سے واپس آ رہا تھا اور وائینا مین کچھ دیر ٹھہرا تھا۔ چنانچہ شاہ معزول مع ہمراہین وسامان جنگ روسی جہاز مین سوار ہوکے ایک روسی لنگر گاہ سے جو باکو کے شمال مین واقع ہے روانہ ہوا اور بحر کیسپین کو عبور کرکے گمیش ٹپہ مین جہاز سے اترا۔

بالفرض یہ مان لیا جائے کہ یہ سارے واقعات غلط ہین اور شاہ معزول کا اس طور پہ آڈیسہ سے نکل کے یہان آجانا محض ایک اتفاقی امر تھا اور یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ سفیر روس متعینہ بلگریڈ یا وائینا نے محمد علی کے

اس ارادے کی اطلاع روسی وزراے کیبنٹ کو نہین دی مگر اس بات کا کیا جواب ہے کہ متعدد شہادتین اس کے خلاف موجود ہین جن سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ گورنمنٹ روس کے اعلے عہدہ دارونکو شاہ معزول کی نقل وحرکت اور تخت ایران حاصل کرنے کی کوشش کا حال بخوبی معلوم تھا۔ محمد علی کے وارد ہونے سے دس روز پہلے طہران مین ایک ڈنر ہوا تھا جہان بہت سے لوگ مدعو تھے اس ڈنر کے موقع پر روسی سفیر نے یہ بیان کیا کہ چند ہفتہ مین ایران کی دستوری حکومت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ گو اُس وقت سفیر کے اس بیان پر بہت ہی تعجب معلوم ہوا مگر جب ۱۸ رجولائی کو یہ خبر آئی کہ محمد علی ایران مین وارد ہوا ہے تو اُس وقت اس بیان کی حقیقت کھلی۔ شاہ معزول کے آنے سے تمام ملک ایران مین روسی سفرا کو جو خوشی ہوئی وہ اظہر من الشمس تھی۔ اُنھون نے اس خوشی کو چھپانے کی کوشش بھی نہین کی بلکہ متفقہ ومتحدہ مختلف صورتون مین شاہ معزول کے ہوا خواہون کو اسبات مین پوری مدد دی کہ دستوری حکومت کا استیصال کرین۔ روسی عہدہ دار تو ایران مین اپنے اغراض پورا ہونیکے لئے محمد علی کو ایک بہترین ذریعہ سمجھتے تھے انہون نے دیکھا کہ جب تک دستوری حکومت قایم ہے انکی دال نہ گلیگی بہتر ہی کہ اس گدھو محمد علی کو تخت پر بٹھائین اور اُسکے کان اینٹھکر جیسا چاہین کام لین۔

۲۳ رجولائی کو گورنمنٹ ایران نے طہران مین کل سفارت خانون کو مارشل لا جاری ہونے کی اطلاع دی۔ اکثر سفارت خانون نے تو معمولی طور سے یہ جواب دیا کہ

عہدنامہ ترک مانچی کے بعض شرائط کا لحاظ کرنا چاہیے۔ مگر روسی سفیر نے ابتدا ہی سے ایک مخالف اور منافقانہ لہجہ اختیار کیا اور منحلہ اور باتوں کے یہ لکھا کہ روسی سفارت خانہ کو اختیار ہے کہ جسکو روسی رعایا سمجھے اور یہ دیکھے کہ وہ ملک کے موجودہ ہنگامہ میں شریک ہونا چاہتا ہے اوسے فوراً گرفتار کرلے۔ اس کی اصل غرض یہ تھی کہ کل ملک ایران میں روسی سفرا کو ایک بہانہ ملجائے جسکی بنا پر وہ جس ایرانی کو چاہیں گرفتار کرلیں اور اُسے دستوری حکومت کی طرف سے محمد علی کے مقابلہ میں جانے کا موقع نہ دیں۔ اگر انصافاً اس دہمکی کی پوری تعمیل کیجاتی تو سب سے پہلے بہت سے روسی سفیر اور سفارت خانہ کے ملازمین گرفتار ہونے کے قابل تھے۔

رشت میں روسی سفیر نے یہان تک کہا کہ گورنمنٹ ایران کو اس بات کی اطلاع دی کہ وہ جسکو چاہیگا محض روسی رعایا ہونے کے شبہ پر گرفتار کرلے گا اور اسکی تحقیقات پھر بعد کو ہوتی رہیگی جب ہنگامہ فرو ہوجائیگا۔

ابھی محمد علی کو یہان آئے ہوئے کچھ دن بھی نہ گزرے تھے اور ملک گیری کے لئے اس کے قدم بھی نہ جمنے پائے تھے کہ ۳۱ جولائی کو برطانیہ اور روس کی طرف سے شاہ معزول کے حملہ آوری کے متعلق گورنمنٹ ایران کے نام اس مضمون کا ایک مراسلہ پہنچا۔

چونکہ شاہ معزول بخلاف اُس مشورہ کے جو گورنمنٹ برطانیہ و گورنمنٹ روس کی طرف سے وقتاً فوقتاً اُسے دیا گیا کہ وہ ایران کے خلاف کسی قسم کی سازش

کرنے سے باز رہے اب ایران مین داخل ہو گیا ہے لہذا ہردو دول اس امر کا
اعلان کرتی ہین کہ شاہ معزول کو اب کوئی حق اس پنشن پانے کا باقی نہین رہا
جو عہدنامہ کے روسے گورنمنٹ ایران نے اس کے لئے مقرر کی تھی لیکن بخلاف
اسکے گورنمنٹ روس و برطانیہ کا یہ خیال ہے کہ چونکہ شاہ معزول اب ملک طہران
مین آگیا ہے لہذا گورمنٹ روس و برطانیہ کو اس مین دخل نہ دینا چاہیئے۔ پس
گورنمنٹ روس و برطانیہ اس امر کا اظہار کرتی ہین کہ اس لڑائی مین جو بدقسمتی سے
ایران مین اُٹھ کھڑی ہوئی ہے وہ کسی طرح پر دخل نہ دینگی۔

چنانچہ ایران کی دستوری حکومت کم از کم ایک سلطنت کی مجرمانہ غفلت
اور بدعہدی کی وجہ سے خانہ جنگی مین مبتلا ہوئی۔ جب اصل واقعہ معلوم ہو گیا اور
دونون سلطنتون نے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ کسی کی طرفداری نہ کرینگی اس حالت
مین بھی گورمنٹ ایران اپنے تئین ان دقتون سے بچا سکتی تھی۔ اگر وہ دونون
سلطنتین ایمانداری کے ساتھ اپنے قول پر قایم رہتین۔ روسی عہدہ دارون
نے باوجود اس امر کے کہ گورنمنٹ روس نے صاف صاف اس امر کا اعلان
کر دیا تھا کہ وہ کسی کی طرفداری نہ کرے گی۔ ایران مین جو برتاؤ کیا۔ وہ حسب ذیل
واقعات سے ظاہر ہوگا۔

۲۹ جولائی کو مسٹر م سفیر روس متعینہ اصفہان نے وزیر امور خارجہ ایران کو
حسب ذیل مراسلہ بھیجا۔

"اس سفارت کو یہ معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ اصفہان مجتہدین، امراء تجار اور معائدین شہر کا ایک بڑا جلسہ کرنے والی ہے تاکہ ایک تار اس مضمون کا مختلف سفراے دول خارجہ کے پاس بھیجا جاسکے کہ یہان کی رعایا محمد علی کا آنا پسند نہین کرتی اور ایرانی اس کے آنے سے سخت ناراض ہین۔ لہٰذا مین قبل از قبل آپ سے استدعا کرتا ہون کہ آپ اس معاملہ مین جن لوگون کو لکھنا چاہیے لکھ بھیجئے یہ معاملہ ایران اور اہل ایران سے تعلق رکھتا ہے اس باب مین شاہی سفارتخانہ روس کو تکلیف دینا بیکار ہے" بعد ازان اس نے پھر یہ تحریر بھیجی۔

"محمد علی شاہ کے معاملہ مین آپ بیکار روسی سفیر کو زحمت نہ دین یہ وزیر امور خارجہ ایران اور اس کے قائم مقامون کا فرض ہے کہ اپنی گورنمنٹ کو اس طرف متوجہ کرے اور اس طرح کے معاملات سے باز رکھے اور اسکا پورا تدارک کرے" ایک شخص رشید الملک نامی جو اہل ایران سے تھا اور سابق مین صوبہ اردبیل کا گورنر تھا سرکاری فوج کا افسر مقرر ہوا۔ وہ دغابازی کے ساتھ ایک بہت ہی تھوڑے شہسوارون کے مقابلہ مین بھاگ کھڑا ہوا شہسوار قبائل ہمیشہ سے معزول شاہ کے طرفدار تھے۔ اسپر بغاوت کا الزام لگایا گیا اور گرفتار ہو کے تبریز مین قید کر دیا گیا۔

۲۷ جولائی کو روسی سفیر کبیر متعینہ تہران نے گورنر تبریز سے اسکی رہائی چاہی

گورنر نے یہ کہلا بھیجا کہ رشید الملک حسب الحکم دستوری حکومت قید کیا
گیا ہے اس پر روسی سفیر نے تین سو مسلح سپاہی گورنر کے مکان پر بھیجے۔
جنھوں نے ایرانی پہرہ والوں کو مار کے ہٹا دیا گورنر کی ہتک کی اور رشید الملک
کو رہا کر کے اپنے ساتھ لے گئے۔ چند روز بعد رشید الملک شجاع
الدولہ کی باغی فوج سے جاملا جو تبریز پر حملہ آور ہونے والی تھی۔
گورنمنٹ ایران نے اس واقعہ کے متعلق ایک باقاعدہ اعتراض نامہ
سفیر روس کے پاس بھیجا جسکے جواب میں اس نے اس واقعہ کو تسلیم کیا اور
اُس کے ساتھ یہ لکھا کہ رشید الملک کو ایک سخت سزا سے بچانا مقصود تھا
جو اُسکے لئے تجویز ہوئی تھی۔ اس طرح کا برتاؤ اگر دو مساوی الدرجہ سلطنتوں کے
ساتھ کیا جاتا تو فوراً جنگ چھڑ جاتی روسی سفیر نے یہ لکھا کہ گورنمنٹ روس کے
بعض عہدہ داروں نے رشید الملک کو بچانے کا وعدہ کیا تھا اسلئے روسی فوج
جاکر اُنھیں چھڑا لائی۔ یہ محض بے بنیاد بات تھی اس لئے کہ رشید الملک
کے نسبت کسی قسم کی سزا کا حکم ہی نہیں ہوا تھا اور بالفرض اگر سزا کا حکم بھی
دیا گیا ہوتا تو سفیر روس اسطرح کی دخل دہی کے ہرگز مجاز نہ تھے۔ یہ شجاع الدولہ
کا خطاب رحیم خان لیٹرے نے اختیار کیا تھا جسکا ذکر اس کتاب کی تمہیدی
باب میں آچکا ہے۔ تبریز کے نواح میں روسی فوج اُسے برابر مدد دے
رہی تھی۔ اور روسی افسر اُس کے پشت پناہ تھے۔ روس کو آذربایجان میں

اپنی فوج تعینات کرنے کے لئے یہ ایک عمدہ بہانا لگیا تھا)

اسکے علاوہ اور بیسیوں واقعی اسی طرح کے پیش ہوسکتے ہین جنمین روسی عہدہ دارون نے ایران کے معاملات مین مخالفانہ دست اندازی کی۔ حالانکہ ایران ایک خود مختار سلطنت تھی جسکے ساتھ روس دوستانہ برتاؤ کا مدعی تھا۔ اس طرح کی دست اندازی اگر دو مساوی القوت سلطنتون مین کیجاتی تو فوراً جنگ کا اعلان دیدیا جاتا۔ اس طرحکا جو واقعہ پیش آیا گورنمنٹ ایران نے فوراً اس کے متعلق سفیر روس متعینہ طہران کو آگاہ کرکے سیاسی اعتراض کیا۔ اور اسی طرح کے اعتراضات سفارت ایران کی طرف سے لندن اور سینٹ پیٹرسبرگ مین بھی کئے گئے مگر گورنمنٹ روس نے مطلق نہ اس کا اعتنا کیا اور نہ کسی روسی افسر کو سزا دی۔

تئیس جولائی کی سہ پہر کو ایک ایرانی فوجی افسر جو بظاہر بہت متین معلوم ہوتے تھے مجھ سے ملنے آئے اور یہ کہا کہ گورنمنٹ نے انکو اس مہم پر مقرر کیا ہے جو شاہ معزول کے مقابلہ مین جارہی ہے۔ ان صاحب کا نام سردار محی تھا۔ گو پہلے یہ معز السلطان کے لقب سے مشہور تھے۔ ۱۹۰۹ء مین جو قومی فوجین بہ ماتحتی سپہدار طہران پر حملہ آور ہوئین تھین اُن مین یہ بھی شریک تھے اور کچھ بہادری بھی دکھائی تھی۔ جب وہ میرے دفتر مین آئے تو اوچی پہنے ہوئے تھے۔ کئی پستول کمر مین آویزان تھے اور بہت سے

کارتوسون کے مارے گئے مین والے تھے - جن کی تعداد تین سو سے کم ہو گی
آدمی بہت جسیم تھے اور زرد لمبی بوٹ پہنے ہوے تھے - انہون نے مجاہدین
کا ایک رسالہ ترکمانون کے مقابلہ مین لے جانے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ
اُسکے ابتدائی اخراجات کے لیے وزیر جنگ کا دستخطی خط پیش کیا جس مین
یہ لکھا تھا کہ چھبیس ۲۶ ہزار تومان اُنکو دلائے جائین - اس رقم سے خود ان کی
ذاتی ماہوار بحیثیت کمانڈر فوج دکوزراستر آباد (جہان انکے جانے کی بہت کم
اُمید تھی) دلائی گئی تھی - اور اس کے علاوہ دوسرے مصارف کا ذکر تھا
جو انہین پیش آنے والے تھے - ان صاحب کو ابھی حال مین گورنمنٹ
نے چھ ہزار تومان دلائے تھے اور یہ کہا گیا تھا کہ وہ ضلع کرمان کے گورنر
مقرر ہوے ہین لہذا یہ ان کی تنخواہ ہے حالانکہ وہ کبھی کرمان نہین گئے -
مین نے اس بارے مین کیبنٹ کے ساتھ بہت حجت کی اور یہ رقم دینے سے
انکار کیا مگر پھر مجبوری دینا پڑا - اُس وقت سے میری روانگی طہران تک جو
پانچ مہینے کے بعد ظہور مین آئی برابر اس قسم کے احکامات کیبنٹ کیطرف
سے سرکاری خزانہ پر آتے رہے - کوئی شخص ایسا نہ تھا جس نے کسی
نہ کسی بہانے سے کیبنٹ یا وزیر جنگ کی منظوری حاصل کر کے خزانہ سے
رقم کا مطالبہ نہ کیا ہو - یہ سلسلہ جو شروع ہوا تو پھر ختم نہ ہوا - اصل یہ ہے کہ
شاہ معزول کو شکست دینے کے لیے کیبنٹ اپنے ہوا خواہون کو روپیہ

سے خوش کرنا چاہتے تھے۔

اب جنوب سے طہران میں بختیاروں کی آمد شروع ہوئی اور اُن لوگوں نے روپیہ کے لئے ایسے مطالبات پیش کئے جو بالکل بیجا تھے۔ میں نے کئی دفعہ کیبنٹ کو اطلاع دی کہ اگر اس طرح خزانہ کی لوٹ جاری رہے گی تو میں اپنی خدمت سے استعفا دیدونگا۔ حاکم الملک وزیر فینانس نے بھی بختیاریوں کی اس حرکت پر اظہار تاسف کیا اور یہ کہا کہ اگر کیبنٹ ان کے مطالبات کو منظور کرتی رہیگی تو وہ بھی اپنی خدمت سے مستعفی ہو جائینگے۔ بختیاریوں کا پہلا جرگہ جو طہران پہنچا اسکا سردار ایک نوجوان معین ہمایوں تھا جس نے اس مہم میں بڑی بہادری اور حقیقی حب الوطنی دکھائی۔

تیسری اگست کو سالارالدولہ کرمان شاہ پہنچ گیا اور وہاں تاجروں کو حکم دیا کہ چنگی کا محصول گورنمنٹ کو دینا موقوف کریں۔ اور اُن سے پچاس ہزار تومان قرض کا طالب ہوا۔ اسی طرح کی درخواست اُس نے وہاں کے بینک سے بھی کی۔ مگر بینک نے صاف انکار کر دیا۔

اب کیبنٹ نے بشمول وزیر اعظم صمصام السلطنہ میرے ساتھ بھی مخالفت شروع کر دی اسلئے کہ میں اس سرکاری لوٹ کے خلاف تھا اور وزیر اعظم نے صاف انکار کر دیا کہ وہ مجھے حسب وعدہ خزانہ کے لئے فوجی پولیس مرتب کرنے میں مدد نہ دینگے۔ اور جو بارک اور دوسرا سامان حرب

وزیر جنگ کے قبضہ مین تھا مجھے نہ دلائین گے۔

اس وقت سرکاری فوج مین بہت سے بیقاعدہ بختیاری تھے جو اصفہان اور طہران کے شاہراہ پر پھیلے ہوئے تھے اور خاص طہران مین بارہ سو پولس اور پانسو فوجی پولیس کے سپاہی تھے۔ اس کے علاوہ یفرم خان کا ایک لفٹنٹ جو قزوین مین تعینات تھا اس کے پاس پانسو فوجی پولس کے سپاہی اور دو سو ارمنی مجاہدین موجود تھے جو سپاہی پیشہ کہلاتے تھے۔

آٹھوین اگست کو یہ خبر آئی کہ ارشد الدولہ نے سرکاری فوج کو جو طہران کے شمال و مشرق کی طرف دامغان مین تعینات تھی مار کے بھگا دیا سرکاری فوج کے بہت سے سپاہی شاہ معزول کی فوج سے جا ملے جس زمانہ مین سپہدار وزیر جنگ تھے اُنھون نے یہ فوج معہ دو توپون کے وہان تعینات کی تھی۔ یہ توپین معہ اور سامان حرب شاہ معزول کی فوج کے ہاتھ لگین۔ اکثر لوگون کو اس بات کا یقین تھا کہ اس معاملہ مین سپہدار کی سازش ہے اسلئے کہ دستوری حکومت کے ساتھ اُسکی مخالفت اب کوئی چھپی ہوئی بات نہ تھی۔

اگست کے مہینہ مین قومی فدائیون کی اکثر فوجین شاہ کے مقابلہ مین بھیجی گئین۔ پہلی فتح جو دستوری حکومت کی فوج کو حاصل ہوئی وہ طہران کے شمال و مشرق کی پہاڑیون مین بمقام فیروزہ کوہ تھی۔ وہان ایک تنگ

گھاٹی مین اس نوجوان بختیاری سردار معین ہمایون نے رشید السلطان کی فوج کو شکست دی اور اُسے گرفتار کرلیا - اس معرکہ مین رشید السلطان کے ساٹھ آدمی مارے گئے -

پندرہ اگست کی شب کو سالار الدولہ کے آٹھ سو سوارون نے شہر ہمدان پر قبضہ کرلیا اور وہان جو باقاعدہ سرکاری فوج تعینات تھی اس نے کچھ مزاحمت کی خود شاہ معزول کی نقل و حرکت کا کچھ پتہ نہ معلوم تھا - بعض لوگ یہ کہتے تھے کہ وہ اس واقعہ سے بہت خائف ہوگیا ہے کہ اس کا سر لانے کے لئے ایک لاکھ تومان مقرر ہوے ہین اور بھاگ کے اُس جہاز مین جا چھپا ہے جو اس کے لئے لنگر انداز تھا بلکہ بعض افواہ یہ بھی کہ وہ وہان سے روانہ ہوگیا ہے - اس عرصہ مین یفرم خان چند سپاہیون کی تھوڑی تھوڑی فوج ان پہاڑی درون کی حفاظت کے لئے بھیجتا رہا جو طہران آنے کی راہ مین حایل تھے اور اس کا یہ خیال تھا کہ ایک فوج محمد علی کے عقب مین بھیجکر دریا کا راستہ اس کے لئے مسدود کردے چونکہ طہران کی حالت بہت نازک تھی اس لئے یفرم خان نے شاہ معزول کے مقابلہ مین اپنا طہران چھوڑنا مناسب نہ سمجھا - وہ اس انتظار مین تھا کہ شاہ معزول کی فوج پایہ تخت کے قریب آئے تو خود حملہ آور ہو -

گیارہ اگست کو مین ایک دعوت مین گیا جو کرنل بیڈوز نے گلہک مین دی تھی - کرنل بیڈوز لندن کی ایک کمپنی موسومہ مسرس سلگمن براورس

کے ایجنٹ تھے۔ اس دعوت میں اور مہمان جو وہاں آئے تھے ان میں سر چارج بارکلے سفیر برطانیہ اور ان کے دوست موسیو پوکلیوسکی کوزیل سفیر روس اور مسٹر مور نامہ نگار اخبار لندن ٹائمس بھی تھے۔ ایران کی موجودہ حالت پر خوب بحث رہی اور روسی سفیر نے اپنا خیال یہ ظاہر کیا کہ شاہ معزول عنقریب فتح یاب ہو کے قابض ہو جائے گا۔ میجر اسٹوکس کے تقرر کے مسئلہ میں بھی بہت دیر تک گفتگو رہی۔ ڈنر کے بعد ہم نے برج کے کئی ربر کھیلے اور میں خوب بازی جیتا۔ میری جیتا سے روسی سفیر کے دل پر اہل امریکہ کے مالی قابلیت کا بہت اثر ہوا۔

اتنے میں سفیر روس اور میں وہاں سے اٹھ کر مکان کے بالاخانہ پر ٹہلنے لگے۔ سفیر روس موسیو پوکلیوسکی کوزیل ایک بہت ہی پر مذاق آدمی تھے۔ باتوں باتوں میں انہوں نے پھر دستوری حکومت کی نااہلی کا ذکر کیا اور مجھ سے پوچھنے لگے کہ اگر محمد علی پھر بادشاہ ہو جائے تو کیا میں اس کی حکومت میں صدر المہام خزانہ یا وزیر با اختیار بننا پسند کروں گا۔

انھوں نے مجھے یقین دلایا کہ اگر میں اسے منظور کر لوں تو گورنمنٹ روس میری پوری حمایت کرے گی اور معاوضہ خدمت بھی بہت معقول ملیگا۔ اب مجھے جو کچھ کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ جب تک یہ تغیر واقع ہو میں چپ چاپ رہوں اور کچھ نہ کروں۔ یہ مشورہ گو دبی زبان میں دیا گیا مگر اس کا مطلب

صاحب تھا۔ سفیر روس نے اپنے نزدیک ایک بہت معقول تجویز میرے
لیے پیش کی۔ اس سے مجھے ذلت دینا اُن کا مقصود نہ تھا۔
المختصر اُن کی لچھے دار گفتگو سے اگر سیاسی پہلو اور نشست الفاظ کی صورت
بدل دی جاے تو اُن کا صاف صاف مطلب یہ نکلتا تھا کہ مین موجودہ دستوری
حکومت کو مدد دینے سے باز آؤن اور اُسے دیوالیہ ہوکے برباد ہونے دون
اور اُس ظالم شیطان محمد علی کی ملازمت قبول کرون جو وزراے روس کا غلام
ہوکے رہیگا۔ مین نے وزیر روس سے صاف صاف کہدیا کہ مین دستوری
حکومت سے عہد کرچکا ہون کہ حتی الوسع اپنے فرایض بہت خوبی اور ایمانداری
کے ساتھہ انجام دونگا۔ اس ہنگامہ کا نتیجہ کچھہ ہی ہو مین محمد علی کی ملازمت
کا خیال دل مین نہین لاسکتا۔

مجھے پھر معلوم ہوا کہ سفراے روس متعینہ طہران اور ویَنا نے شاہ
معزول کی کامیابی مین بہت کوشش کی گورنمنٹ برطانیہ روسی سفرا کی لاعلمی
اور نیک نیتی کا راگ ہی گاتی رہی۔ سفراے روس نے ۱۹۰۷ء کے معاہدہ
کی خلاف ورزی کرکے شاہ معزول کی طرفداری مین پورا حصہ لیا۔

۱۵ اگست کو نائب السلطنت کے ساتھہ مجھہ سے دیر تک گفتگو رہی اور
انھون نے ایران کی حالت کی ایک بہت ہی مایوسانہ تصویر کھینچی گو انھون
نے اس امر کے متعلق اپنا اطمینان ظاہر کیا کہ ایران کے مالی معاملات

کا انتظام کچھ اچھا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ کہا کہ ایران میں ہمیشہ ہر قسم کی شکایتیں بلند ہوتی ہیں۔ جب کبھی مالی انتظام کی طرف توجہ کیجاتی تین سویڈش افسر جو گورنمنٹ ایران نے پولیس کی تعلیم کے لیے نوکر رکھے تھے طہران آ گئے۔

کیبنٹ وزرا کے ساتھ بہت مباحثوں کے بعد یہ طے ہوا کہ آیندہ سے فوج کی تنخواہ بجائے وزیر جنگ کی وساطت کے میرے ذریعے سے دلائی جائے اس سے مجھے بہت کچھ اصلاح کا موقعہ ملا۔

۲۰ اگست کو یہ خبر آئی کہ سالارالدولہ دس ہزار فوج کے ہمدان پہونچ گیا ہے اور طہران کی طرف بڑھنے کی تیاری کر رہا ہے۔ اس وقت پایہ تخت یا اس کے اطراف میں دستوری فوج کی تعداد تین ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ اس خبر کے آنے سے اور ہلچل بڑھ گئی۔

۲۲ اگست کو کمسن شاہ کی چودھویں سالگرہ کا دن تھا جس کی خوشی میں طہران سے باہر شاہی قصر میں ایک دربار عام منعقد ہوا۔ میں تو وہاں جا نہ سکا مگر میرے مددگار مسٹر کیرسن تشریف لے گئے اور ایک نہایت عمدہ شاخ نرہوال[1] جو امیر البحر پیری اپنے قطب شمال کی مہم سے

---

[1] - بحر شمال میں وہیل مچھلی کی جنس کی طرح ایک بہت بڑی مچھلی ہوتی ہے جسکے پیشانی پر مثل گینڈے کے ہاتھی دانت کا سا ایک بڑا سینگ رہتا ہے۔

ساتھ لائے تھے اعلیحضرت کو نذر دی۔ اُس پر اڈمیرل پیری کے دستخط بھی کندہ تھے۔ اور یہ تحفہ شاہ کے لئے سفارت ایران متعینہ واشنگٹن کے ذریعہ سے بھیجا گیا تھا اور مسٹر کیرسن کے تفویض ہوا تھا کہ وہ پیش کریں۔

سلطان احمد شاہ نے کبھی اس سے پہلے مسٹر کیرسن کو نہ دیکھا تھا اور مسٹر چین کی بعض غلط بیانی سے وہ کچھ عرصہ تک اس دھوکے میں رہے کہ مسٹر کیرسن وہی شخص ہیں جو قطب شمالی کی مہم پر گئے تھے اور وہ خود اُس شاخ کو نذر دینے لائے ہیں مگر آخر کار اس غلط فہمی کی تصحیح کر دی گئی جس سے مسٹر کیرسن کو اطمینان ہوا۔

اس وقت طہران میں رہنا خوشگوار نہ تھا اس لئے کہ موسم گرما کی شدت تھی اور اس کے علاوہ خاک اس قدر اُڑتی تھی کہ دن بھر بلکہ رات گئے تک گرد و غبار چھایا رہتا تھا۔ خوش قسمتی سے قصر اتابک میں جہاں میں ٹھیرا تھا ایک عمدہ سرداب بھی تھا۔ ایران میں عموماً کل بڑے بڑے مکانوں میں سرداب ہوتے ہیں اور اس سرداب سے ہم کو بہت آرام ملا۔ دن کو سرداب بہت خنک رہتا تھا اور میں نے وہیں اپنا آفس بنا لیا تھا۔ موسم گرما میں (یعنی وسط جون سے آخر ستمبر تک) کل سفرائے دول خارجہ اور یورپین باشندگان طہران اور بہت سے ایرانی اُمرا اور دولتمند لوگ شہر چھوڑ کے پہاڑ پر چلے گئے تھے جو شہر سے آٹھ نو میل کے فاصلہ پر واقع تھا اور جہاں اُن لوگوں

کے لئے بہارستانی تفرج گاہ سے بنے تھے - چونکہ مین نے خزانہ کی اصلاح
کا کام ابھی ابھی شروع کیا تھا اسلئے میرے واسطے ضرور تھا کہ شہر مین
رہون جہان اور سرکاری دفاتر تھے -

اگست کے آخر مہینے مین بختیارون نے طہران مین روپیہ کے لئے
ایسے مطالبات پیش کئے کہ مجبوراً مجھے انکار کرنا پڑا اور مین نے صاف
کہدیا کہ جب تک کوئی فوجی مہم قطعی طور سے تیار ہو کے مقابلہ کے لئے نہ
بھیجی جاے گی اُس وقت تک مین ایک حبہ نہ دونگا - وہ جانتے تھے کہ
گورنمنٹ کی باقاعدہ فوج بالکل بے مصرف ہے اس لئے ایسی حالت
مین جو کچھ وہ طلب کرین گے دلایا جاے گا - اُن کی خودغرضی اور لالچ
ایسی صاف نمایان تھی کہ اہل طہران بھی اُن کی اس حرکت سے سخت
ناراض ہوئے -

سفیر روس اور سفیر برطانیہ جب مجھ سے ملنے آئے تو مین نے چالیس
لاکھ پونڈ قرض کے معاملہ کا ذکر کیا جو مین لندن کے تجار سر سلگ مین
برادرس کے ایجنٹ کے ذریعہ سے طے کر رہا تھا - اثناء گفتگو مین
سر جارج بارکلے نے ملک کے جنوبی تجارتی راستون کا ذکر کیا کہ
اُن کی حالت بہت مخدوش ہو رہی ہے جسکی وجہ سے گورنمنٹ برطانیہ
کو تشویش ہے - اُنھون نے مجھ سے کہا کہ کیا ان راستون کی حفاظت کا

کوئی معقول انتظام نہین ہوسکتا - مین نے یہ جواب دیا کہ شاہ معزول کی حملہ آوری کی وجہ سے دستوری حکومت کو اُس کے مقابلہ فوج بھیجنے کی ضرورت پیش آئی ہے اُس لئے اُس سمت کے اضلاع سے بختیاری قبائل طہران بلا لئے گئے ہین اور اُن کے چلے آنے سے اکثر تجارتی راستے غیر محفوظ ہوگئے ہین مگر آپ ہی انصاف کیجئے کہ اس مین گورنمنٹ ایران کا کیا قصور ہے - سر جارج بارکلے نے تب یہ تجویز پیش کی کہ مین ان راستون کی حفاظت کے لئے پولیس مقرر کرون یا کم از کم اپنی نئی پولیس خزانہ مین سے کچھ سپاہی وہان بھیج دون -

انھون نے کہا کہ اگر مین اس کا انتظام کر دون تو وہ اپنی گورنمنٹ کو بذریعہ تار اطلاع دین گے جس سے دولت برطانیہ کی تشویش رفع ہوجاے گی - کیونکہ پارلیمنٹ مین برٹش فارن سکرٹری سے باربار یہ جواب طلب ہوتا ہے کہ ایران کے اُس حصہ ملک کی حالت خراب ہونے سے برطانیہ کے تجارتی اغراض کو جو نقصان پہونچ رہا ہے اُس کا گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے کیا انتظام ہوا ہے - مین نے جواب دیا کہ اگر دولت برطانیہ خزانہ کے لئے فوجی پولیس جلد مرتب کرنے مین مجھے مدد دے گی تو مین بہ منظوری پرشین کیبنٹ وزراء بہ خوشی اس کام کو اپنے ذمہ لونگا مگر اس فوجی پولیس کی تیاری زیادہ تر میجر اسٹوکس کے تقرر پر منحصر ہے اور جب

تک اُن کے تقرر سے انکار ہوتا رہے گا میں نہیں سمجھتا کہ کس طرح اس مشکل ذمہ داری کو اپنے سر لے سکوں گا گو دولت برطانیہ کیسے ہی خواہشمند کیوں نہ ہو۔

اثنار گفتگو میں میں نے یہ بھی کہا کہ میری راے میں دولت برطانیہ نے میجر اسٹوکس کے معاملہ میں جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ سراسر وعدہ کے خلاف ہے اور کھلم کھلا روس کی طرفداری کی ہے جو ایران کے معمولی شاہی حقوق میں خواہ مخواہ دخل دینے کی کوشش کرتا ہے۔ میں نے ہنسی ہنسی میں یہ بھی کہدیا کہ چونکہ ان دونوں سلطنتوں کا برتاؤ ایران کے ساتھ منافقانہ معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ جرمنی کو بعض اجارے دلائے جائیں اس لئے کہ کچھ عرصہ سے جرمنی ایران کے مغربی حصہ میں آنا چاہتا ہے۔ میں نے یہ بات بالکل ہنسی میں کہی تھی مگر سفیر برطانیہ اسے سنکر ایسے خائف ہوے کہ میں نے جلدی سے دوسرا ذکر چھیڑ دیا۔

اسوقت بختیاری قبائل کی ایک فوج بہ سرکردگی امیر مفخم ہمدان کے قریب اس لئے ٹھہرے ہوئی تھی کہ اگر سالار الدولہ کی فوج آگے بڑھی تو اُس کا مقابلہ کرے۔ اس فوج کے بختیاریوں کو حق الخدمت مل چکا تھا مگر اُن کے سردار جو طہران میں موجود تھے بالخصوص صمصام السلطنت کے ایک بھائی سردار جنگ تقاضا کر رہے تھے

کہ ساٹھ ہزار تومان ادا کئے جائیں اور جب تک یہ رقم وصول نہ ہوگی اہیر
منظم کو میدان جنگ میں پیش قدمی کا حکم نہ دیا جائے گا۔ بیچاری دیوالیہ
گورنمنٹ ایران سے اس طرح کی زرکشی مجھے ایسی ناگوار ہوئی کہ میں نے مجبوراً
وہاں کے اخبارون کو اس کی اطلاع کردی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سارے طہران
مین اس بات کی خبر ہو گئی اور بختیاری سردارون کو اپنی کوشش مین ناکام
ہونا پڑا۔

۲۸ اگست کو بہت سے ترکمان جو بہ سرکردگی ارشد الدولہ طہران کی طرف
بڑہے آرہے تھے اور قصبۂ ایوان کیف تک پہونچگئے تھے اُن سے وہان
کچھ سرکاری بے قاعدہ فوج سے مقابلہ ہوا اور سرکاری فوج نے شکست
کھائی۔ یہ واقعہ پایۂ تخت سے ۶۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہوا کچھ اور فوج
صمصام السلطنۃ کے چھوٹے بھائی امیر مجاہد کی سرکردگی مین فوراً روانہ
کی گئی۔

چوتھی ستمبر کو یہ خبر آئی کہ ارشد الدولہ طہران کی طرف بڑہ رہا ہے
اور قصبۂ امام زادہ جعفر کے قریب پہونچ گیا ہے اور طہران سے چالیس
میل کا فاصلہ رہگیا ہے یفرم خان ساڑہے تین سو چنندہ کارآزمودہ
سپاہیون کو لے کر فی الفور طہران سے روانہ ہوا۔ میجر حسی جرمن
معلم توپ خانہ بھی اُسکے ساتھ تھے اور ایک میکزیم توپ مع تین اسنائیڈر

زود فیر توپون کے بیچ جس کے چار بجنے نہ پائے تھے - یہ خبر آئی کہ بختیاریون
کی فوج نے جو امیر مجاہد کی سرکردگی مین بڑھ گئی تھی شکست
کھائی - اخبار لنڈن ٹائمس کے نامہ نگار اور رائٹر کے ایجنٹ اس
مسٹر میریل امریکن مددگار جو ابھی حال مین طہران آئے تھے اور خزانہ
کے پولیس کے افسر مقرر ہوئے تھے اس مہم کے ساتھ روانہ ہوئے تاکہ
جنگ کا معائنہ کرین -

پانچوین ستمبر کو ۱۱ بجے دن کے اس فوج نے جو سرکردگی یفرم خان
شاہ معزول کی فوج پر حملہ کر دیا - شاہ معزول کی فوج مین دو ہزار ترکمانی
اور ایرانی تھے اور ارشد الدولہ اُن کا افسر تھا اس فوج مین چودہ سو
سوار بھی تھے - سرکاری فوج مین پانسو بختیاری اور ایک سو اسی ارمنی
مجاہدین اور پولیس - تین اسٹانڈرڈ توپین اور ایک میکزین توپ
تھی - بختیاریون کا رسالہ سردار بہادر اور سردار محتشم
کے ماتحت تھا - دوسری سرکاری فوج امیر مجاہد کی ماتحتی مین امامزادہ
جعفر کے جنوب مین دو میل کے فاصلہ پر ارشد الدولہ سے مقابلہ کر رہی
تھی - اس فوج مین چار سو بختیاری اور چند فوجی پولیس کے سپاہی
تھے دوپہر سے دو گھنٹہ پہلے ارشد الدولہ ایک پہاڑی پر جا ٹھہرا
جو تقریباً ڈیڑھ میل مربع ہوگی اور وہان چار توپین اپنی حفاظت کے

لئے لگا دین اُس نے تین سو ترکمانی سو ضلع ودا مین مین اس لیے بھیجدیے تھے کہ وہان ہنگامہ برپا کرین۔ جب یفرم خان اپنی فوج لئے ہوے اسکی فوج مین پہونچا تو اُسے بندوقون کی آواز سنائی دی جس سے معلوم ہوا کہ امیر مجاہد ترکمانون سے لڑ رہا ہے۔

یفرم خان نے میجر جمسی کو میگزیم توپ دیکر اور سردار بہادر کو رسالے کے ساتھ کرکے روانہ کیا کہ اُس پہاڑی پر قبضہ کرلین جو ارشد ولہ کی فوج کے داہنے جانب واقع تھی چنانچہ وہ چپ چاپ پہاڑی پر پہونچ گئے اور وہان سے میگزیم توپ سے ترکمانون پر گولہ باری شروع کردی۔ ارشد الدولہ جب گرفتار ہوکے آیا ہے تو اُس نے یہ بیان کیا کہ میگزیم توپ کی آواز سے ترکمان ایسے خائف ہوے کہ گھبرا کے منتشر ہوگئے۔ اُن کے افسرون نے ہرچند چاہا کہ سپاہیون کو روکین اور مرتب کرین۔ اتنے مین سردار بہادر نے اپنے بختیاری رسالے سے اُن پر حملہ کردیا پھر کیا تھا سب بھاگ کھڑے ہوے۔ ارشد الدولہ کے پاؤن مین زخم لگا جس کی وجہ سے وہ بھاگ نہ سکا اور بختیاریون کے ایک گروہ نے اُسے گرفتار کرلیا۔

ترکمانون کے ساٹھ ستر آدمی مارے گئے اور تین چار سو گرفتار ہوے جن مین بعض زخمی بھی تھے۔ باقی سب بہت بدحواسی کے ساتھ

جنوب کی طرف بھاگ گئے تاکہ منتھل کی سڑک سے اپنے ملک کا راستہ لیں۔ منگل کے دن ایک بجے تک یہ لڑائی ختم ہوگئی بختیاریوں نے اس وجہ سے دشمن کا تعاقب نہیں کیا کہ وہ بہت تھکے ہوئے تھے شبانہ روز کوچ کرکے وہاں تک پہونچے تھے۔

ارشداللہ ولد کو منگل کے دن بارہ بجے شب کو یفرم خان کے خیمہ میں لائے جہاں سرکاری فوج کے افسر بہت خلق کے ساتھ اُس سے پیش آئے۔ اُسے ہر طرح کا آرام دیا گیا۔ پاؤں کے زخم کا علاج ہوا۔ کھانا پینا۔ سگریٹ غرضکہ کل مایحتاج اُس کے لئے مہیا کئے گئے یفرم خان میجر حسی۔ مسٹر مور۔ مسٹر ملونی۔ مسٹر مریل اور بختیاری سرداروں کے ساتھ آرام سے وہ وہاں بیٹھا اور باتیں کرنے لگا۔

ارشداللہ ولد سے شاہ معزول کی نقل و حرکت کی بابت دریافت کیا کہ وئینا میں کب تک رہا اور اُسکے بعد پھر کہاں کہاں گیا اُس نے بیان کیا کہ وئینا میں محمد علی میرزا اور وہ دونوں دو دفعہ سفیر روس سے ملے تھے اور سفیر روس نے محمد علی میرزا سے یہ کہا تھا کہ روس یا برطانیہ اندرونی جھگڑے میں جو محمد علی میرزا کے تخت ایران حاصل کرنے کی وجہ سے ایران میں واقع ہونگا دخل نہیں دے سکتے لیکن اگر محمد علی میرزا

خود وہان جا سکتا ہے تو جاسکے راستہ صاف ہے۔ پھر ارشد الدولہ
نے کہا کہ محمد علی میرزا نے روسی سفیر سے فوج ہتھیار اور روپیہ کی درخواست
کی مگر اُس نے انکار کیا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روسی سفیر نے اُسے
کچھ مدد ضرور دی ورنہ وہ تین آسٹریا توپین صندوقون مین بند کرکے
وئینا سے ملک روس ہوکر بہ آسانی باکو تک نہ لا سکتا۔ کسی نے اُس کے
پروانۂ راہداری پر بھی اعتراض نہ کیا اور نہ اُس کے اسباب کے متعلق
کچھ پوچھا۔ جب ارشد الدولہ سے یہ دریافت کیا گیا کہ سامان اسلحہ کے
ایسے بھاری صندوق ملک روس مین سے کیسے گزر سکے تو اُس نے جواب
دیا کہ صندوقون پر سوڈا منیرل وغیرہ لکھا تھا۔ اُس نے یہ بھی کہا کہ محمد علی
نے ایک جعلی پروانۂ راہداری کے ذریعہ سے یہ سفر طے کیا۔ اُس پروانۂ راہداری
مین درج تھا کہ وہ بغداد کا ایک تاجر ہے اور خلیل اس کا نام ہے۔ ارشد
الدولہ کے پاس بہت سا سامان جنگ تھا اُس کے سپاہی عمدہ قسم کے آسٹریا
قرابینون سے مسلح تھے اور اس کے ایک صندوق مین سکہ ایران کا بہت سا
نقد روپیہ تھا۔

بختیاری سردارون سے جو باتین ہوئین تو اُس نے اثناء گفتگو مین
اپنی جان کی امان چاہی اور جب وہ اسٹیشن کے جانے لگے تو بڑی منت
کے ساتھ التجا کرنے لگا کہ اُس کا خیال رکھین۔ اُنھون نے کہا کہ جاؤ راست کو

آرام سے سوؤ صبح کے لیئے تیار رہو۔

دوسرے دن صبح کو فوجی پولیس کے تین سپاہی حسب الحکم آئے اور بغیر
آنکھ پر پٹی باندھے) ایک دیوار کے قریب لیگئے اور وہاں کھڑا کر کے اُس
باڑھ ماری۔ وہ ہاتھ اُٹھا کے منہ کے بل گرا مگر پھر معلوم ہوا کہ ابھی زندہ ہے صرف
ایک گولی لگی ہے۔ تھوڑی دیر تک وہ زمین پر پڑا رہا اتنے میں ارمنی مجاہدین
کے چند سپاہی وہاں پہنچ گئے۔ ایرانی سپاہیوں کی نشانہ اندازی بہت
خراب بلکہ مشکوک ثابت ہوئی۔ اتنے میں ایک گدھا کہیں سے اُدھر آ گیا
اور ارشد الدولہ اور دیوار کے درمیان حائل ہو گیا۔ لوگ اُسے ہٹا
کے لئے دوڑے تب ارشد الدولہ نے قدم اٹھا اور فارسی میں بہ آواز
بلند یہ کہا "زندہ باد شہ محمد علی شاہ" جب اُس پر دوسری دفعہ
باڑھ چلی تو کئی جگہ زخمی ہوا اور مر گیا۔

اُس کے قتل کے وقت نہ یفرم خان تھے اور نہ دوسرے سردار
البتہ مسٹر مور، مسٹر ملون اور مسٹر مریل موجود تھے۔

ارشد الدولہ نے مرتے وقت کسی قسم کا اظہار رنج یا خوف
نہیں کیا۔ البتہ یہ وصیت کی کہ اُس کی لاش اُس کی بیگم کے پاس طہران بھیجدی
جائے۔ اور طلائی تعویذ جو گلے میں پہنے تھا اُس کے ساتھ دفن کر دیا جائے
۱۰ر ستمبر کو اُس کی لاش طہران آئی اور دوسرے دن میدان میں عام نظارے

سکے لئے رکھدی گئی ایک معمولی گاڑی کے سوار سے سے وہ رکھدی گئی تھی اور
تماشائیوں کا ہجوم اُس کے گرد و پیش تھا۔ اس غیر معمولی کاروائی کی اصل
غرض یہ تھی کہ لوگوں کو یقین ہو جائے کہ شاہ معزول کا قضیہ چکا دیا گیا
ہے اور اُس کی ترکمانی فوج نے شکست کھائی ہے یفرم خان نے
بعد کو مجھ سے بیان کیا کہ اُس کے قتل میں جلدی اس لئے کی گئی کہ اگر وہ زندہ
طہران لایا جاتا تو روسی سفیر ضرور اُس کی رہائی میں ساعی ہوتے اور کچھ نہ کچھ
بہانہ ڈھونڈتے۔ اس شکست سے شاہ معزول کی بازی پوری طرح خاک میں
مل گئی۔ ارشد الدولہ اُس کا بڑا بہادر اور ہوشیار جنرل تھا اور بڑی
دلیری کے ساتھ دارالسلطنت کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اگر یفرم خان
کی فوج سے برابر ہو کے اُسے شکست نہ دیتی تو طہران فتح ہو جاتا اور سارا
شہر ترکمانوں کے ہاتھوں تاخت و تاراج ہوتا۔ کئی ہزار وحشی ترکمان جب شہر
میں در آتے اور انہیں لوٹ مار کی اجازت مل جاتی تو وہ قیامت ہی ڈھا دیتے۔
بہت سے ترکمانی قیدی طہران لائے گئے جن میں اکثر سخت زخمی ہوگئے
تھے اور اُن کے ساتھ چار توپیں اور بہت سی بندوقیں جو گرفتار ہوئی تھیں
ہمراہ آئیں۔ ترکمانوں کا باقی گروہ جو میدان جنگ سے بھاگا تھا اُس نے
سرحد مشرق کی طرف کا راستہ لیا اُنہیں یہ ڈر تھا کہ مبادا بختیاری سوار
اُن کا تعاقب کریں گو ایک بختیاری سوار بھی اُن کے پیچھے نہیں گیا۔

وہ بھاگا بھاگ چلے گئے یہاں تک کہ ان کے گھوڑے تھک تھک کے
گر پڑے ۔ مشہد کی سڑک پر بہت سے تار آفس کی چوکیاں ہیں جو انڈو
یورپین ٹیلیگراف کمپنی سے تعلق رکھتی ہیں ۔ جب طہران میں برٹش سفارت
ٹیلیگراف کو ترکمانوں کے شکست کی خبر ہوئی تو اس نے فوراً تمام چوکیوں
پر تار دیدیا کہ ترکمانوں سے کہا جائے کہ بختیاری ان کے پیچھے آ رہے ہیں ۔
اس چال سے یہ غرض تھی کہ باغیوں کو لپٹنے بھاگنے کی فکر رہے اور بیچارے
غریب دیہاتیوں کی جانیں بچیں اور مواضعات جو راہ میں واقع ہوں لوٹ
سے محفوظ رہیں ورنہ وہ سب کو خاک سیاہ کر دیتے جیسا کہ اکثر موقعوں پر
کیا تھا ۔

اب یہ خبر آئی کہ شجاع الدولہ سواروں کی ایک بڑی فوج لئے
تبریز پر حملہ کرنا چاہتا ہے ۔ ارشد الدولہ کی شکست سے شاہ معزول
کی آس ٹوٹ گئی اور اب اسے صرف ہمدان میں اپنے بھائی سالار الدولہ
کی کوششوں پر سہارا رہ گیا تھا ۔

پانچوان باب

سالار الدولہ کے مقابلہ کیلئے فوجی تیاریان سرکاری فوج کا اسکے شکست کھانا شعاع السلطنہ
کی جائداد ضبط کرتے وقت ایک واقعہ کا پیش آنا۔ استعفا شاہ ام لندن [illegible]

ماہ ستمبر کی ابتدا مین سرکاری فوج جو بسرکردگی بختیاری سردار امیر مفخم
سالار الدولہ کے مقابلہ کے لیے بھیجی گئی تھی اس نے قصبہ ملایار کے قریب
شکست کھائی اور دو سو بختیاری کام آئے۔ کچھ تو گرفتار ہوگئے اور باقی مارے
گئے اور بہت سا سامان جنگ بندوقین توپ اور کارتوس دشمن کے ہاتھ لگا
اور اس دغاباز سردار نے یہ بھی کہا کہ پندرہ ہزار تومان جو ابھی حال مین اُسے
شاہی بینک ہمدان سے دلائے گئے تھے وہ بھی ضایع ہوئے۔ ایک اور سرکاری
جنرل امیر نظام نے بھی اپنے تئین بہت مشکوک حالت مین سالار الدولہ
کے حوالہ کردیا اور کئی بڑی توپین جو سرکار نے اُسے ہمدان کی حفاظت کیلئے
دی تھین سالار الدولہ کے ہاتھ لگین۔

۱۱ ستمبر کو بمقام سنہ کوہ سرکاری فوج سے جو معین ہمایون کے ماتحت
تھی شاہ معزول اور اس کے بھائی شعاع السلطنت کی فوجون سے
مقابلہ ہوا۔ شاہ معزول کی فوج نے شکست فاش کھائی اور دو سو اسکے

بھائی کو بڑی دقّت سے گہرے کہر کی بدولت بھاگ کے نکل گیا اور یہہ خبر آئی کہ
سرشتہ سات آدمی اُس کے ہمراہ تھے اور وہ بھاگ کے گیلیش پہنچ گیا ہے۔

۸ ستمبر کو سالار الدولہ نے ہمدان سے طہران کی طرف بڑھنا شروع کیا
اور بظاہر سرکاری فوج اُس کی پیش قدمی میں کچھ مزاحم نہ ہوئی اُس نے رعایا
کے نام جو اعلان شایع کیا اُس میں اپنے تئیں بادشاہ کے لقب سے مخاطب
کیا اور ایک مقام سے مجلس و کونسل وزرا کے نام تار بھیجا جس میں اپنی مجلس
اور اپنے وزرا درج کیا۔ ۲۷ ستمبر کو یفرم خان مع اپنے مجاہدین اور توپخانہ
کے بختیاریوں کی سرکاری فوج سے جا ملا اور سالار الدولہ کی فوج کو بمقام باغ
شاہ جو طہران کے جنوب و شمال کی طرف نوّے میل کے فاصلہ پر قصبہ قم اور
توران کے درمیان واقع تھا شکست دی۔ یفرم خان کے ساتھ بختیاری
افسر سردار بہادر سردار محتشم اور سردار جنگ بھی شریک تھے۔ سالار الدولہ
کے ساتھ چھ ہزار فوج تھی جس میں سے پانسو سپاہی مارے گئے اور کچھ زخمی
ہوئے اور دو سو سپاہی گرفتار ہوگئے سرکاری فوج کی تعداد دو ہزار سپاہیوں
سے کم تھی سرکاری فوج میں بہت کم نقصان ہوا صرف دو مارے گئے اور
کچھ زخمی ہوئے۔ غنیم کی دو توپیں اور بہت سا سامان جنگ ہاتھ آیا۔ سالار الدولہ
جنوب و مغرب کی طرف بھاگ گیا اور اُس کی ساری امیدیں طہران فتح کرنے
اور تخت پر بیٹھنے کی ہوا ہوگئیں۔ اگر سرکاری فوج مستعدی کیساتھ اُس کا

تعقب کرتی تو غالباً وہ گرفتار ہو جاتا اس لیے کہ وہ صرف چند میل آگے تھا۔
چنانچہ شروع اکتوبر تک سرکاری فوج دو معرکون مین کامیاب رہی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ شاہ معزول اور اُس کے بھائی بھاگ گئے اور اُن کی فوجین بالکل منتشر ہو گئین۔ سرکاری فوج کو ان دو موقعون پر جو فتح حاصل ہوئی وہ محض یفرم خان کی دلیری مستعدی اور ہوشیاری کی بدولت تھی۔ جب یفرم خان طہران کو واپس آیا تو مجلس نے اوسے ایک مرصع تلوار عنایت کی اور ماہانہ تین سو تومان اُس کی پنشن مقرر کی اور وہ شمالی فوج کا افسر قرار پایا۔
شاہ معزول کے ساتھیون مین استرآباد کے قریب ابھی کچھ لوگ باقی رہ گئے تھے جن کے مقابلہ کے لئے ۸ اکتوبر کو معین ہمایون مع پانسو سپاہیونکے بھیجے گئے۔
طہران کے جنوب مین قم اور اصفہان کے درمیان کاشان واقع ہے وہان ایک مشہور لٹیرا نائب حسین رعایا کو ستا رہا تھا جس کی وجہ سے گورنمنٹ کو تشویش تھی۔ چنانچہ میرے حسب تجویز گورنمنٹ نے قزاق بریگیڈ کے اڑھائی سو سپاہی مع چند روسی افسرون کے ادھر روانہ کئے تاکہ تین سو بختیاری سپاہیون سے ملکر جو اصفہان سے آرہے ہین اُس لٹیرے کی سرکوبی کرین مگر یہہ لوگ بغیر کسی عمدہ عملی نتیجہ کے طہران واپس آئے۔
۲۔ اکتوبر کو کونسل وزرا نے میرے پاس ایک حکم بھیجا کہ شعاع السلطنہ

اور سالار الدولہ کی جائداد پر قبضہ کرکے ضبط کرلون اور مجھے یہہ ہدایت ہوئی کہ
مین بحیثیت صدر المہام خزانہ اس حکم کی تعمیل کرون اور جائداد مذکور کو خزانہ
مین شامل کرلون۔

یہہ حکم بالکل بجا اور قانوناً باقاعدہ تھا اس لیے کہ وہ تینون شخص جن کے
خلاف یہہ حکم صادر ہوا تھا اُنھون نے نہ صرف دستوری حکومت کیساتھ اپنے
معاہدے کی خلاف ورزی کی بلکہ علانیہ بغاوت اختیار کی اور مسلح فوج سے
گورنمنٹ پر حملہ آور ہوئے۔

جسوقت گورنمنٹ ایران نے یہہ حکم جاری کرنا چاہا تو محض اخلاقانہ برتاؤ
کے خیال سے وزیر امور خارجہ کے ایک عہدہ دار کو سفیر برطانیہ اور سفیر روس
کے پاس بھیجکر اس کی اطلاع کی اور یہہ کہلا بھیجا کہ " دول خارجہ کے حقوق پر جو
ان جائدادون سے کچھ بھی تعلق رکھتے ہون اس حکم سے اگر کچھ اثر پڑیگا تو گورنمنٹ
اُن حقوق کی ضامن اور ذمہ دار ہے۔ سفیر برطانیہ اور سفیر روس نے اس پر کچھ
اعتراض نہین کیا۔ ضبطی کے احکام مین بھی اسی مضمون کا ایک جملہ شامل تھا۔

۹۔ اکتوبر دوشنبہ کے دن مین نے اس حکم کی تعمیل کے لئے ضروری
ہدایات جاری کئے کیونکہ ان جائدادون کے ضبط کرنے مین مجھے کسی قسم کی
مخالفت یا دقت کا گمان ہی نہ تھا اس لئے مین نے کل چھہ پارٹیان روانہ کین
ہر ایک پارٹی مین خزانہ کا ایک سول عہدہ دار خزانہ کی پولیس کا ایک افسر اور

پانچ پولیس کے جوان شامل تھے مین نے اُن کو حکم دیا کہ جو کچھ جایداد خاص شہر طہران یا اس کے نواح مین واقع ہو اُس پر سرکار کیطرف سے قبضہ کرلین۔

شہر مین شعاع السلطنت کی جایداد مین ایک پارک اور قصر تھا جو اتابک پارک سے کچھ دور واقع نہ تھا۔ یہہ ایک بڑی شاندار عمارت تھی جو مختلف قسم کے نایاب قیمتی فرنیچر پردون اور قالینون وغیرہ سے آراستہ تھی اُس کے گرد ایک بہت بڑا باغ تھا جو ایک مضبوط دیوار سے محصور تھا اس عمارت مین شعاع السلطنت کی چند بیگمات بچے اور اُن کی مان رہتی تھین۔

ہمارے لوگ جب اس مکان پر قبضہ کرنے کے لیے وہان پہنچے تو اُسوقت جو کچھ پیش آیا وہ اُس سرکاری رپورٹ کے ترجمے سے بخوبی ظاہر ہوگا جو مین نے ۱۰۔اکتوبر کو کونسل وزرا کے سامنے پیش کی۔ وہ رپورٹ فرنچ مین تھی جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

طہران۔ ۱۰۔اکتوبر ۱۹۱۱ء

بخدمت عالیجناب کونسل وزرا

کونسل وزرا نے جو حکم ضبطی مورخہ ۴۔اکتوبر ۱۹۱۱ء بغرض تعمیل میرے پاس بھیجا اور جس کی بنا پر مین نے شاہی گورنمنٹ کیطرف سے شعاع السلطنت اور سالار الدولہ باغیون کی کل جایداد پر قبضہ کرنا چاہا مگر جو واقعات پیش آئے وہ عرض کیے جاتے ہین۔

جسوقت مین نے بغرض تعمیل حکم فوجی پولیس کے چھ دستہ جن مین ایک ایک سول افسر ایک افسر پولیس اور پانچ جوان شامل تھے روانہ کیئے اور اُن کو یہہ ہدایت کی کہ ان دونون باغیون کی جو جائدادین جہان جہان واقع ہین وہان جاکے اُن پر قبضہ کرلین۔

شجاع السلطنت کی چار جائدادین تھین جن مین ایک باغ طہران مین واقع تھا۔ ایک باغ موسومہ جیزہ گلہک کے قریب اور دو جائدادین طہران کے باہر تھین جنکا نام دولت آباد اور منصور آباد تھا اسیطرح سالار الدولہ کی دو جائدادین تھین ایک ضلع شہریار مین واقع تھی اور دوسری مرد آباد کہلاتی تھی۔

مین نے اپنے لوگون کو یہہ ہدایت کی تھی کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے ان جائدادون پر صلح کے ساتھ قبضہ کرلین اور جو لوگ وہان موجود ہون انھین حکم ضبطی کے شرائط سنادین اور اس امر کی نسبت مین نے انھین خاص توجہ دلائی کہ اگر غیر ملک کی رعایا کیساتھ کسی قسم کا معاہدہ ان جائداد کے متعلق ہوگا تو گورنمنٹ اُس کا پورا لحاظ رکھے گی یا اگر کسی غیر ملکی کے ساتھ کرایہ کا معاہدہ ہوگا تو اُس صورت مین کرایہ واجب الوصول حسب معاہدہ تا ختم مدت کرایہ نامہ سرکاری صدر دفتر خزانہ پر بھیجا جائیگا۔

مین نے اپنے لوگون کو یہہ تاکید کی کہ اگر ان جائدادون پر قبضہ کرینگی

حالت مین کوئی غیر متوقع واقعہ پیش آئے تو وہ بہت تحمل اور استقلال سے کام لین اور جب تک مجھ سے پھر اس کی بابت مزید حکم حاصل نہ کرلین کسی قسم کا جبر نہ کرین۔

کل ۹۔ اکتوبر کو ۱۰ بجے صبح ایک پارٹی جس مین ایک سولین افسر دو ایجنٹ ایک افسر پولیس اور چار سپاہی تھے۔ شعاع السلطنت کی جائداد پر (جو طہران مین واقع ہے) قبضہ کرنیکے روانہ ہوئے۔

اُن لوگون نے اُسی دن جو رپورٹ میرے پاس بھیجی اُس کا ترجمہ منسلک کرتا ہون اس رپورٹ پر علی اصغر افسر پولیس اور محمد ناظر سولین افسر کے دستخط ثبت ہین۔

بعالیجناب مسٹر شوسٹر صدر المہام خزانۂ ایران

۱۵۔ شوال کو ۱۰ بجے صبح جب مین بہمراہی میرزا علی اصغر خان دو ایجنٹ قدسترا اور چار جوانان پولیس شعاع السلطنت کے پارک کو روانہ ہوا اور جب پھاٹک پر پہونچا تو وہان بعض ایرانی قزاقون نے ہمین اندر جانے سے روکا جب ہم نے اونھین سرکاری ضبطی کا حکم دکھایا۔ تب ہم باغ مین داخل ہوئے ہم نے پھاٹک پر ایک جوان تعینات کردیا بعد ازان عمارت مین داخل ہوئے اور کمرون کو کھولکر وہان کے سامان کی فہرست مرتب کرنے لگے۔ اس عرصہ مین ایک قزاق نے ٹیلیفون کے ذریعہ سے قزاق بریگیڈ کو اس کی خبر کردی اتنے مین

ہم نے دیکھا کہ دو روسی افسر اندر داخل ہوئے اور بہت غصہ سے ہم سے کہنے لگے کہ ہمین پارک مین داخل ہونے کا کوئی حق نہ تھا اور بہتر ہے کہ ہم فی الفور یہان سے چلے جائین - میرزا علی اصغر خان نے روسی زبان مین اُن سے کہا کہ ہم سرکاری حکم کی تعمیل کرنے آئے ہین - مگر اُنھون نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اور ہمکو دھمکایا کہ اگر فوراً نہ چلے جائین گے تو قزاقون کے ہاتھون سے خوب پٹوائینگے چنانچہ انھون نے بارہ روسی قزاق جو باہر حکم کے منتظر کھڑے تھے انھین بلایا اور حکم دیا کہ ہم پر حملہ کرین - میرزا علی اصغر نے ہرچند ٹیلیفون دینا چاہا مگر دیسکے چونکہ ہمین حکم نہ تھا کہ ہم اس سے زیادہ کچھ کرین ہم نے اپنے لوگون کو بلایا اور باغ سے روانہ ہوگئے اس پر بھی روسی افسر اور قزاق سڑک کے آخر تک ہمارے پیچھے پیچھے آئے اور ہمکو دھمکاتے رہے کہ اگر ہم فوراً نہ چلے گئے تو ہمپر حملہ کیا جائیگا -

دستخط

محمد ناظر و علی اصغر

بعدازان دونون افسرون نے مجھ سے تفصیلی واقعات زبانی بیان کیے جس سے یہہ معلوم ہوا کہ اُن دونون روسی افسرون نے جو روسی سفارت خانہ سے آئے تھے اور اپنی پوری وردی پہنے ہوئے تھے اور مسلح روسی قزاق جو اُن کے زیر حکم تھے ہمارے آدمیون کو مار ڈالنے کی دہمکی دی تھی -

جب ایرانی افسر باغ سے میرے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا تو مین نے
ساڑھے دس بجے دن کے سفیر کبیر روس مسٹر پوکلیوسکی کوزیل کے نام
انگریزی مین حسب ذیل تار دیا

بخدمت عالیجناب اس۔ پوکلیوسکی کوزیل وزیر سفارت خانہ دولت روس
مقام زرگندہ

مین بہت افسوس کیساتھ آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ آج صبح کے نو بجے
مین نے حسب تعمیل حکم ضبطی صادرہ گورنمنٹ ایران شعاع السلطنۃ کی جائداد پر
قبضہ کرنے کے لیے اپنے لوگون کو بھیجا تھا جب میرے آدمی قابض ہوگئے
اور اساس البیت کی فہرست بنانے مین مصروف ہوئے تو آپ کے سفارتخانہ سے
دو روسی افسر مع دس روسی قزاقون کے وہان گئے اور ہمارے لوگون کو حکم
دیا کہ فی الفور چلے جائین اور اگر پھر اسطرف نظر آئین گے تو اُن پر فیر کی جائیگی
ہمارے آدمیون کو لڑنا منظور نہ تھا اس لیے وہ چپ چاپ وہان سے چلے آئے
مین یقین کرتا ہون کہ آپ اپنے افسرون کی اس کارروائی کو بالکل ناجائز اور
بے قاعدہ تسلیم کرینگے لہذا مین مستدعی ہون کہ براہ کرم اپنے سفارت خانہ مین یہ
حکم صادر فرمایئے کہ جو فوج وہان بھیجی گئی ہے فوراً واپس بُلالی جائے اور مجھے
اس کی اطلاع دیجیے۔

دستخط

ڈبلیو مارگین شوسٹر صدر المہام خزانہ

یہہ تار بھیج کے مین نے موسیو پوکلیوسکی کو ذیل کے نام ایک خط بھی
لکھا جس مین اپنے تار کا حوالہ دیکر حسب ذیل فقرہ اور بڑھایا۔
کونسل وزرا نے جو حکم میرے پاس بھیجا ہے وہ صاف اور قطعی ہے لہذا
مین اس کی فوری تعمیل کرنے پر مجبور ہون۔ اطلاعاً عرض کرتا ہون کہ کل دس بجے
اس جائداد پر قبضہ کرنے کے لیے اپنے آدمی بھیج روانہ کرونگا مجھے امید ہے کہ جناب
نے ضروری احکام جاری کر دیے ہون گے تا کہ کوئی بدنما واقعہ نہ پیش آئے اگر
اس معاملہ مین کچھ غلط فہمی ہوئی ہو تو مین اس کی معذرت چاہتا ہون۔
دستخط
ڈبلیو۔ مارگن شوسٹر صدر المہام خزانہ
اسی دن شب کو ۱ بجے موسیو پوکلیوسکی کے پاس سے میرے تار کا
جواب آیا جو ذیل مین درج ہے۔ (پرائیوٹ)
بخدمت مسٹر مارگن شوسٹر۔ طہران
آپ کا تار اور آپ کا خط وصول ہوا۔ دولت آباد ایک ایسی جائداد ہے جو
دو روسی رعایا کے پاس کرایہ پر ہے لہذا قبل اس کے کہ اس کی نسبت کوئی کارروائی
کیجاتی اول سفیر کبیر روس کو اس کی اطلاع دینا اور اس امر کا اطمینان دلانا ضرور
تھا کہ رعایائے روس کے کل حقوق محفوظ رہین گے اور اون کے ساتھ جو معاہدہ
ہوا ہے وہ بدستور قایم رہیگا اس شرط سے البتہ گورنمنٹ ایران شعاع السلطنت کی

جائداد پر قبضہ کر سکتی ہے اور اس صورت میں سفارت روس کی طرف سے
کوئی دست اندازی نہ کی جائیگی اگر اس کے علاوہ کوئی اور دعوی رعایائے
روس کا شعاع السلطنت پر ہوگا تو گورنمنٹ ایران اوسکی ذمہ دار رہیگی -

شرح دستخط

پوکلیوسکی

میں کونسل وزرا کی خاص توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں
کہ سفیر روس نے میری درخواست کا کچھ جواب نہیں دیا ہے میں نے اُن کو یہہ
تار دیا تھا کہ جو روسی فوج شعاع السلطنت کے باغ کو بھیجی گئی ہے واپس بلالیجائے
مگر انہوں نے اپنے جواب میں ایک دوسری جائداد دولت آباد کا ذکر کیا ہے
جو شہر کے باہر واقع ہے اور جسکا میں نے اپنے تار میں کچھ ذکر ہی نہ کیا تھا -
چونکہ میں سفیر روس کو اس امر کی اطلاع دے چکا تھا کہ آج میں دس بجے
اپنے آدمی بھیجونگا کہ شعاع السلطنت کے باغ اور مکان پر جو طہران میں
واقع ہے قبضہ کرلیں اور چونکہ سفیر روس نے اس بارے میں کچھ جواب ہی
نہ دیا لہذا اب بجز اس کے اور کیا چارہ تھا کہ میں اپنے ارادہ کو پورا کردوں -
چنانچہ آج صبح کو دس بجے میں نے اپنے مددگار مسٹر کیرنس کو معہ پچاس
فوجی پولیس کے سپاہیوں پانچ ایرانی افسروں اور پچاس شہر کے پولیس کے
سپاہیوں اور تین افسروں کے روانہ کیا - یہہ کل فوج میری مددگار مسٹر ایپلی کے

زیر حکم روانہ ہوئی۔

مین نے مسٹر ہیرل اور دوسرے افسرون کو یہہ تاکید کی کہ شعاع السلطنت کی جائداد پر حتی الامکان امن کے ساتھہ قبضہ کرین اگر طرف مخالف کی طرف سے کوئی مزاحمت ہو تو اس صورت مین بھی اول روسیون کو گولی چلانے دین خود سبقت نہ کرین۔ بہر صورت سرکاری حکم کی تعمیل اور اس جائداد پر قبضہ کرنا ضرور تھا۔

جب مسٹر کیرنس اور ہیرل مع اس فوج کے باغ کے قریب پہونچے تو بنظر احتیاط اول روسی سفارت خانہ مین گئے جو قریب ہی واقع تھا اور فوجی پولیس کے ایک افسر کو جو روسی زبان جانتا تھا ساتھہ لیتے گئے روسی سفیر موسیو پوخی تانوف سے ملا کر مسٹر کیرنس نے اپنے آنے کا اصل مقصد بیان کیا اور ضبطی کا حکم پڑھ کے سنایا اور جو کچھہ مین نے ہدایت کی تھی وہ بھی بیان کی اور انھین اس بات کا یقین دلایا کہ تجیر تکیون کے حقوق کا پورا لحاظ رکھا جائیگا۔ بعد ازان مسٹر کیرنس نے روسی سفیر سے یہہ درخواست کی کہ جو فوج باغ مین تعینات ہے وہان سے بلائی جائے۔

کچھہ بحث کے بعد روسی سفیر نے وہان سے فوج ہٹانے سے انکار کیا۔ اس موقع پر یہہ بیان کر دینا ضرور ہے کہ دوران گفتگو مین روسی سفیر برابر مسٹر کیرنس اور مسٹر ہیرل سے یہہ کہتا رہا کہ جو فوج باغ مین تعینات کیگئی ہی

وہ اُن کے حکم سے ہے اور مین پھر اس بات کو دُہراتا ہون کہ روسی سفیر نے
فوج ہٹانے سے قطعی انکار کیا۔ تب مسٹر کیرنس نے اطلاعاً اُس سے کہا کہ اب
جبراً باغ پر قبضہ کیا جائیگا۔

چنانچہ اُنھون نے اپنی فوج کو ضروری احکام دیئے اور سرکاری فوج کے
سپاہی باغ کی آہنی پھاٹک پر پہنچے۔ اُنھون نے دیکھا کہ چھ سات ایرانی قزاق
بندوقون سے مسلح اندر ٹہل رہے ہین۔ اُن سے کہا گیا کہ پھاٹک کھول دین اور
اگر نہ کھولین گے تو سرکاری فوج بزور باغ مین داخل ہوگی۔ ایرانی قزاقون نے
یہہ جواب دیا کہ اُن کے پاس کنجی نہین ہے تب فوجی سپاہی بلا انتظار ایک
دوسرے پھاٹک کیطرف گئے جو قریب ہی واقع تھا اور اس طرف سے باغ
مین داخل ہوئے انھون نے ایرانی قزاقون سے ہتھیار لے لیئے اور اُن سے
کہا کہ چپ چاپ وہان سے چلے جائین۔ چنانچہ ایرانی قزاق اپنے ہتھیار حوالہ
کرکے وہان سے روانہ ہوگئے اور باغ مین سرکاری فوج کا پورا قبضہ ہوگیا۔

اسباب وغیرہ کی فہرست تیار کرنے کے متعلق مین نے یہہ تاکیدی حکم
دیدیا تھا کہ جو مستورات مکان کے زنانے حصہ مین رہتی ہون اُنھین کسی قسم کی
تکلیف نہ دی جائے اُن کا جی چاہے تو سردست وہین رہین یا بہ آرام و
اطمینان دوسری جگہ چلے جائین اس کے علاوہ مین نے یہہ بھی کہدیا تھا کہ
اُن کے عزیزون مین سے جو کوئی مرد وہان موجود ہو اُسے اندر پہنچنے کے یہہ

معذرت کی جائے کہ سرکاری حکم کی تعمیل سے ہم معذور ہیں۔ مگر آپ مطمئن رہئیے کہ آپ کو کسی قسم کی زحمت نہ دی جائے گی۔ اور آپ کو یہاں سے اوٹھنے کے لیئے کافی وقت دیا جائیگا۔

اسی دن سہ پہر کو اڑھائی بجے ایرانی افسر نے جو باغ کی حفاظت کیلئے تعینات کیا گیا تھا مجھے ٹیلیفون دیا کہ تھوڑی دیر ہوئی تین افسر وردیاں پہنے ہتھیار لگائے وہاں آئے جن میں دو روسی سفارت خانہ کے معلوم ہوتے تھے اور تیسرا ایوب خان قزاق بریگیڈ کا سرہنگ تھا۔ جب یہہ لوگ پھاٹک کے قریب پہنچے تو سنتریوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اندر جانیکی ممانعت ہے ایوب خان گاڑی سے اُترا اور روسی افسروں نے اس سے یہہ کہنا شروع کیا کہ دیکھو قریب نہ جاؤ۔ سنتری تم پر بندوق چلائیں گے۔ اس نے کہا نہیں اور سنتریوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ہم فیر نہ کریں گے۔ بعد ازاں روسی افسروں نے سرکاری پولیس کے سپاہیوں اور افسروں کیساتھ بدکلامی شروع کی اور اُنھیں دھمکیاں دینے لگے کچھ دیر تک یہی ہوتا رہا بعد ازاں وہ لوگ چلے گئے پھر کوئی واقعہ پیش نہ آیا۔

کل شام کو چھ بجے اُن افسروں اور عہدہ داروں کے پاس سے جو دولت آباد اور منصور آباد پر قبضہ کرنے کیلئے بھیجے گئے تھے یہہ خبر آئی۔

جب یہہ لوگ معہ اپنے ہمراہیوں کے ان دونوں مقامات پر قبضہ کرنیکے واسطے پہنچے اور وہاں کے لوگوں کو ضبطی کا حکم پڑھ کے سُنایا اور دونوں مقامات

قبضہ کرلیا اور ۳ دو افسر جہانگیر پر منتری بٹھا کے مکان میں داخل ہوئے تو
تھوڑی دیر بعد روسی سفارت خانہ کے دو افسر وہان پہنچے چودہ پندرہ سپاہیوں کو
ساتھ لیے دفعتاً وہان آئے اور مکان میں داخل ہوئے - ایک روسی افسر نے
سرکاری پولیس کے افسر کا بازو پکڑا اور ایک روسی قزاق نے دوسرے افسر کے
ساتھ یہی برتاؤ کیا بعد ازان ان سے پوچھا کہ تمھارے پاس کچھ ہتھیار تو نہیں ہین
اس کے بعد روسیون نے سرکاری پولیس کے افسرون کو یکے بعد دیگرے گرفتار کرلیا
اور ان کے ہتھیار چھین لیئے - بعد ازان انھین ایک کوٹھری مین بند کر کے تین روسی
قزاق پہرے پر تعینات کر دیئے تب یہہ لوگ دولت آباد سے منصور آباد گئے
اور وہان بھی یہی کیا اس کے بعد روسی افسرون نے ان قیدی افسرون کو اپنے
ساتھ گاڑی مین سوار کیا اور پولیس کے جوانون کو گدھون پر سوار کر کے سب کو
قیدی بنا کے روسی سفارت خانہ لے گئے -

وہان روسی سفیر نے انھین متنبہ کیا کہ شعاع السلطنت اور سالار الدولہ کی
جائداد کے متعلق پھر ایسا عمل نہ کرین اس لیے کہ وہ دونون روسی رعایا ہین اسکے
بعد ان کے ہتھیار واپس کر دیئے اور انھین رہا کر دیا -

تیسری پارٹی جو گلہاک کے قریب جیزہ پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی
اس نے بلا کسی دقت کے وہان قبضہ کرلیا اور اسطرح کا کوئی واقعہ نہین پیش
آیا - سالار الدولہ کی جائداد کے متعلق ابھی تک امیر کے پاس کوئی خبر نہین آئی ہے

اس لیے کہ وہ کچھہ فاصلہ پر واقع ہے۔

مین اپنی اس رپورٹ کو بغیر اس یقین کے ختم نہین کر سکتا کہ اس معاملہ مین
روسی سفیر اور اس کے افسرون نے نہایت ناواجبی برتاؤ کیا جو گورنمنٹ ایران کے
شاہی حقوق اور قانون ملک کے سراسر خلاف ہے میرے آدمیون نے باوجود
ان دشواریون کے بہت انسانیت اور باقاعدگی برتی۔

اس واقعہ کے بعد اخبارون مین روسیون نے یہہ چھپوایا کہ مسٹر کیرنس نے اثنائے
ملاقات مین روسی سفیر سے قطع کلام کیا یا گفتگو ہو رہی تھی کہ انھون نے جایداد پر
قبضہ کرا لیا۔ ملاقات یا مباحثہ کا ذکر ہی سراسر غلط ہے اس لیے کہ مسٹر کیرنس
محض اخلاقاً مسیو پوکلیوسکی نازوفنا سے ملنے گئے تھے کوئی میٹنگ یا مباحثہ
پہلے سے نہ ٹھہرا تھا اور وہان جانے سے اُن کی غرض صرف یہہ تھی کہ کوئی بدنما
واقعہ نہ پیش آئے جب اُنھون نے دیکھا کہ روسی سفیر کسی طرح نہین مانتے
تب مسٹر کیرنس وہان سے چلے آئے اور اُنھین یہہ اُمید تھی کہ جب قبضہ
ہو جائیگا تب یہہ جھگڑے مٹ جائین گے۔

یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جب سرکاری عہدہ دارون نے
امن کے ساتھ جایداد پر قبضہ کر لیا تب دو گھنٹے کے بعد مسٹر پیٹروف اور
مسٹر ھلڈے برانڈ پھاٹک پر آئے اور ایرانی سنتریون کو گالیا دینا شروع
کیا اور اُن سے کہا کہ وہ مار ڈالے جائین گے۔ یہہ ساری کاروائی صرف

اس لیے کی گئی کہ یہہ ناواقف سپاہی غصہ مین آکر اُن پر حملہ کرین اور تب اُنھین
یہہ بہانہ مل جائے کہ ایرانی افسرون نے روسی گورنمنٹ کی ہتک کی۔ یہ دونون
وہی روسی نائب سفیر ہین جو ایک دن پہلے ہمارے لوگون پر حملہ آور ہوئے تھے
المختصر جب اونھون نے دیکھا کہ اس کوشش مین ناکام رہے اور ہمارا اوپر بھی
قبضہ نہ ہوسکا تب ان دونون نے خواہ مخواہ گورنمنٹ روس کو اس جھگڑے مین
پھنسانا چاہا۔

مین نے اپنے لوگون کو اچھی طرح سمجھا دیا تھا کہ اس فریب مین نہ آئین چنانچہ
سب نے بہت تحمل کیا اور گو یہہ نائب سفیر ہر طرح پر اُنھین برا بھلا کہتے رہے
مگر انھون نے کچھ اعتنا نہ کیا تب وہ مجبور ہوکے وہان سے چلے گئے اور افترا پردازی
کی کہ اُن کے ساتھ بڑی ذلت کا برتاو کیا گیا۔ حالانکہ وہ خود یہان بیٹھے بٹھائے
جھگڑا مول لینے آئے تھے۔

موسیو لوبخی تانوف نے بلا اطلاع سفیر کبیر سینٹ پیٹرس برگ کو یہہ
غلط بیانات لکھ بھیجے اور پیچھے معلوم ہوا کہ یہہ ساری کارروائی سفیر کبیر کو ناگوار
ہوئی مگر گورنمنٹ روس نے اس معاملہ مین جو طرز عمل اختیار کیا وہ قابل دید ہے
اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ روس کی وزارت خارجہ کے معاملات کیسے
معقول ہین جہان افسری اور ماتحتی کا کچھ لحاظ نہین کیا جاتا اور ماتحت کی عدول
حکمی پر چشم پوشی کی جاتی ہے۔ گورنمنٹ روس کو چاہیے تھا کہ اس معاملہ مین

تحقیقات کرتی اور جس فریق کی زیادتی ثابت ہوتی اُسے سزا دیتی مگر یہہ کچھ نہ ہوا اور سچائی و انصاف کا خون کیا گیا - وجہ یہہ تھی کہ موسیو کو صاف کے تقرر سے گورنمنٹ روس کی کیبنٹ وزراء مین اصول پیش قدمی کے موئدین کو غلبہ ہوگیا تھا چنانچہ کیبنٹ نے ایک ماتحت کے بیان کو افسر بالا دست کی رائے کے خلاف صحیح تسلیم کرلیا محض اس لیے کہ پوخی تانوف کی غلط بیانی اُن کے حسب منشا تھی -

موسیو پوخی تانوف کو خود روسی سفیر کبیر اور نیز سفیر برطانیہ جس ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے طہران مین ایک مشہور بات تھی - سر جارج بارکلے نے اُن کو اپنے وہان دعوت مین بُلانا موقوف کردیا اور شعاع السلطنۃ کے معاملہ مین اُن کی اس کارروائی کو ایک مجنونانہ حرکت سے تعبیر کیا - بالآخر پوخی تانوف اور موسیو پو کلیوسکی کوزیل کے باہمی تعلقات مین ایسا کھنچاؤ ہوگیا کہ سالانہ سرکاری بال مین جو ۱۹ - دسمبر کو روسی سفارت خانہ مین دیا گیا تھا پوخی تانوف بُلائے گئے نہ اُن کے اسٹاف کے لوگ اور نہ اُن کی بیوی اور سب یورپین لوگ وہان موجود تھے - جسدن پوخی تانوف کے روسی سپاہیون نے ہمارے آدمیون کو شعاع السلطنت کے باغ سے نکال دیا اُسی روز سہ پہر کو موسیو پو کلیوسکی کوزیل نے جو اسوقت زرگندہ مین اپنے بہارستانی مکان مین تھے جو شہر سے چند میل فاصلہ پر واقع ہے روسی سفیر پوخی تانوف کو

ٹیلیفون کے پاس بلایا اور اُن سے پوچھا کہ اس معاملہ مین کیون دخل دینی گئی
دونون مین سخت[1] کلامی کی نوبت پہنچی - اور آخر مین سفیر کبیر موسیو پوکلیوسکی
کوزیل نے پوخی تانوف سے یہہ کہا کہ تم ہرگز اسطرح کی کارروائی کرنیکے مجاز نہین
پوخی تانوف نے جواب دیا کہ میرے پاس کافی وجوہ موجود ہین - جس پر پوکلیوسکی نے
کہا کہ اگر کوئی معقول وجہ نہ ہو تو تم کو چاہیئے کہ جلد کوئی تلاش کرو اس لیئے مین تمہاری
شکایت کا تار دیچکا ہون - تب پوخی تانوف نے یہہ عرض کیا کہ مین آپ کے ملاحظہ
مین کچھ کاغذات بھیجونگا اور اس کے ساتھ ہی پوخی تانوف نے فوراً ایک آدمی
بنک کو روانہ کیا کہ بعض جعلی دستاویزات جو شعاع السلطنت نے کئی برس
پہلے بنک کے نام لکھے تھے لے آئے - یہہ دستاویزات اوسوقت کرلیے
گئے تھے جب محمد علی کو تخت سے اتارنیکا مسئلہ پیش تھا - شعاع السلطنت
نے اس امید مین یہہ مصنوعی دستاویز روسی بنک کے نام روس کے مشورہ سے
لکھدی تھی کہ بنک دو لاکھ پچیس ہزار تومان اُس کے لیے دستوری حکومت سے
اس بنا پر وصول کرلیگا کہ شعاع السلطنت برادر شاہ معزول اتنی رقم کا قرضدار
ہے جو بنک کو ملنا چاہیئے - حالانکہ یہہ سب جھوٹ تھا - بجائے اس کے کہ وہ
بنک کا قرضدار ہو - خود بنک اس کا دینا ارتھا جیسا کہ اس کے مصدقہ وصیت
نامہ سے ظاہر ہوتا ہے - یہہ وصیت نامہ اُس نے ایران چھوڑتے وقت لکھا تھا -

---

[1] - یہہ ساری گفتگو اسپدان شام کو ٹیلیفون کے ایک ایرانی ملازم نے جو روسی زبان سمجھتا تھا اور جس نے یہہ گفتگو سنی تھی مجھ سے بیان کی

اس معاملہ مین روسی بینک کی دغابازی ایسی صریح و صاف تھی کہ سفیر برطانیہ کو ناگوار ہوا اور وہ ایرانیون کے طرفدار ہو گئے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ روسی بینک کے فریب وہی ناکامیاب رہی چنانچہ وہ یہی جعلی کاغذ تھا جو پوخی تانوف نے بینک سے منگا بھیجا تھا اُسے یقین تھا کہ اس کاغذ کی رُو سے وہ ثابت کر دیگا کہ شعاع السلطنت کا باغ بینک کے پاس رہن ہے لہذا اُسے دخل دہی کا پورا حق حاصل ہے مگر ایک معتبر ذریعہ سے مجھے فی الفور اطلاع ہوگئی کہ شعاع السلطنت کا کرایہ جو بینک سے ہے اس کی اصل حالت کیا ہے اور اس کے ساتھ مجھے یہہ بھی معلوم ہوگیا کہ پوخی تانوف نے یہی جعلی دستاویز بینک سے منگا بھیجی ہے۔ گورنمنٹ روس اس معاملہ مین ذرا بھی شہادت پیش نہ کرسکی کہ بینک کو شعاع السلطنت کی جائداد پر کسی قسم کا دعوی یا حق حاصل ہے۔

آٹھوین اگست یعنی جس تاریخ سے گورنمنٹ برطانیہ اور گورنمنٹ روس نے گورنمنٹ ایران کو ڈرانا شروع کیا تھا کہ فوجی پولیس کی اصلاح کے لیے میجر اسٹوکس کی ملازمت سے باز رہے مین موسیو پوکلیوسکی کوزیل۔ اور سرجارج بارکلے کے ساتھ دوستانہ مشورہ کر رہا تھا کہ وہ اپنی اپنی گورنمنٹون کو راضی کرین کہ اس اعتراض کو اٹھا لین۔ مین نے اُن سے بیان کیا کہ میجر اسٹوکس کے تقرر سے فوجی پولیس درست ہو جائے گی جس سے دونون سلطنتون کو فائدہ پہونچیگا۔ اس کے علاوہ اگر انصافاً دیکھا جائے تو یہہ اعتراض

کسقدر بیجا ہے - مین سمجھتا ہون کہ مین نے ان دونون صاحبون کو اس بات پر راضی
کر لیا تھا اور انھین بالکل یقین ہوگیا تھا کہ میری درخواست واجبی ہے اور میرا مقصد
محض اصلاح ملک ہے جسکے لیئے ایک لائق ہوشیار افسر کی ضرورت ہے - مگر
سینٹ پٹرس برگ مین کیبنٹ کا خیال تو کچھ اور ہی تھا - وہ کب چاہتی تھی کہ ایران کی
مالی حالت اس قدر جلد درست ہو جائے - گورنمنٹ روس کو اس بات کا یقین ہوگیا
تھا کہ ہم لوگ (اہل امریکہ) اُن لکیرون پر نہ چلینگے جو بلجین عہدہ داران جنگی نے
روس کیلئے پہلے سے ڈال رکھی ہین -
۱۵ - اکٹوبر کو موسیو پوکلیوسکی کوزیل نے مجھے لکھا کہ گورنمنٹ روس کسی
طرح میجر اسٹوکس کے تقرر کو منظور نہین کرتی - اُن کی یہہ تحریر اور پھر اُس کے
ساتھ شعاع السلطنت کے معاملہ مین روس کے ناجائز برتاؤ اور اُس کے
علاوہ چالیس لاکھ پونڈ قرض جو مین ایران کے لیئے لندن مین ٹھہرا رہا تھا اس مین
روس کی ریشہ دوانی - غرضکہ ان سب باتون نے مجھے اور اراکین مجلس کو یقین کرادیا
کہ روس یورپ کی موجودہ مخدوش حالت سے پورا فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے اور گورنمنٹ
برطانیہ ایران کے معاملات مین روس کیساتھ بہت کمزوری ظاہر کر رہی ہے -
ادھر میجر اسٹوکس کے آنے کی کوئی توقع نہ رہی اُدھر چالیس لاکھ پونڈ
قرض کا معاملہ بھی نہ طے ہوا ان دونون باتون کے نہ ہونے سے اب مجھے بالکل
یاس ہوگئی کہ مین ایران کی مالی حالت کو درست کرسکون گا - مین نے خیال کیا کہ

ان باتون کو پوشیدہ رکھنا بیکار ہے لہذا ۱۷- اکتوبر کو مین نے لندن ٹائمس کے نامہ نگار اور ریوٹر کے ایجنٹ سے جو مجھ سے ملنے آئے تھے صاف صاف بیان کر دیا کہ گورنمنٹ روس کا میجر اسٹوکس کے معاملہ مین گورنمنٹ ایران کو دھمکانا اور میجر اسٹوکس کے تقرر پر اعتراض کرنا بالکل غیر واجبی اور ناجائز ہے اور اس معاملہ مین دولت برطانیہ کا روس کی طرفداری کرنا اس بات پر دال ہے کہ یہہ دونون سلطنتین نہین چاہتین کہ ایران کچھ ترقی کرے اور یہان کی مالی حالت درست ہو - گو مین نے یہہ واقعات بہت نرم الفاظ مین بیان کیے - اور وہ لوگ خود بھی ان معاملات سے بخوبی واقف تھے مگر لندن ٹائمس فی ۱۹- اکتوبر کے پرچہ مین میرے بیانات کی تردید کی اور یہہ لکھا کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ غلط اور بے بنیاد ہے - چونکہ یہہ مشہور اخبار عموماً برٹش فارن آفس کا نیم سرکاری اخبار کہلاتا ہے اس لیے مین مجبور ہوا کہ مجھپر جو حملہ کیا گیا ہے اُسکی تردید کرون اور برٹش عامہ خلائق کو حقیقی واقعات سے آگاہ کرون تاکہ گورنمنٹ برطانیہ کو وہان کی رعایا انصاف پر مجبور کرے اور ایران کی خود مختاری اور شاہانہ اختیارات جن کے تحفظ کا دونون سلطنتون نے اقرار واثق کیا ہے قایم رہین

چنانچہ مین نے ایک مضمون تیار کیا اور بعض ایرانی مشاہیر صاحب الرائے سے بھی مشورہ لیا - بعد ازان کیبنٹ سے خانگی طور پر اجازت لیکر ۲۱- اکتوبر کو مین نے وہ مضمون شایع ہونے کیلئے لندن ٹائمس کو بھیجدیا -

میرا مضمون دسوین۔ گیارھوین نومبر کے ٹائمز مین دو دفعہ کرکے چھاپا گیا۔
جب لندن سے ۱۰۔ نومبر کی ڈاک آئی اور سفیر برطانیہ کو اس مضمون کی اطلاع ہوئی
تو انھون نے میرے پاس سے اُسکی نقل منگا بھیجی۔ انگلستان کے کل اخبارون نے
اس مضمون کی نسبت اپنی مختلف رائین ظاہر کین اور اسیکی بنا پر پارلیمنٹ مین
فارن سکرٹری سے بہت کچھ سوالات کئے گئے۔

گورنمنٹ ایران کے پاس روس کا پہلا الٹیمیٹم آنا۔ گورنمنٹ برطانیہ کا گورنمنٹ ایران کو الٹیمیٹم قبول کرنے کی صلاح دینا۔ گورنمنٹ ایران کا معذرت کرنا۔ دوسرا الٹیمیٹم نازل ہونا

اکتوبر کے آخر مین گورنمنٹ روس نے اپنی فوجین انزلی مین اُتارنا شروع کیا
اور ایک بڑی فوج باکو مین جمع ہونے لگی اسوقت انگلستان نے گورنمنٹ ایران
کو اسکی اطلاع دی کہ وہ بھی ہندوستانی سوارون کے دو غول بوشہر کو بھیج رہا ہے
جہان سے وہ شیراز جائینگے اور سفارت خانہ برطانیہ کی حفاظت کرینگے
سردار محی وہ فوجی حضرت جو کچھ دن پہلے زرد بوٹ پہنے ہوئے میرے

پاس تشریف لائے تھے - اور فوج کے اخراجات کیلئے روپیہ کے طالب ہوئے تھے - اُنہون نے بندرچنیزین ترکمانون سے شکست کھائی - اس معرکہ مین روسی جنگی جہاز اور روسی سفیر نے برابر باغیون کی مدد کی -

دوسری نومبر کو موسیو پوکلیوسکی کوزیل سفیر کبیر روس وزیر امور خارجہ ایران کے دفتر پر تشریف لائے اور اپنی گورنمنٹ کیطرف سے زبانی یہ مطالبہ پیش کیا کہ خزانہ کی فوجی پولیس کا پہرہ شعاع السلطنت کے باغ سے فوراً اٹھا دیا جائے اور اس جگہ قزاق بریگیڈ سے کچھ ایرانی قزاق اُس جائداد کی نگرانی کیلئے وہان بھیج دیئے جائین - اس کے علاوہ یہہ کہا کہ روسی عہدہ داران سفارت کو جو ہتک دی گئی ہے اوسکی معافی مانگی جائے - وزیر امور خارجہ ہرچند اس بات پر اڑے رہے کہ ہمارے اندرونی معاملات مین کیون دخل دیا جاتا ہے اور ہمارے شاہی حقوق کیون پامال کیے جاتے ہین - مگر اُس نے ایک نہ سُنی بلکہ گورنمنٹ ایران کی طرف سے اس بارہ مین جو تحریری شکایت بھیجی گئی تھی اُسے بھی اُسنے واپس کر دیا -

سفیر کبیر نے یہہ بیان کیا کہ مجھے یہہ ہدایت ہوئی ہے کہ ایران کی مجلس وزرا سے اس بارہ مین فی الفور ہان یا نہین جواب طلب کرون -

وزیر امور خارجہ ایران نے یہہ کہا کہ ایسے اہم معاملہ مین بغیر مشورہ دوسرے وزرا کے کوئی کارروائی نہین کیجا سکتی - چنانچہ دو دن تک اس مسئلہ پر بحث

ہوتی رہی۔ بعدازان مجہہ سے رائے پوچھی گئی۔ مین نے یہہ کہا کہ ایسے پولٹیکل
معاملہ مین مین دخل دینا نہین چاہتا تاہم میری رائے یہہ ہے کہ روس کا
مطالبہ بالکل ناجائز اور خلاف قاعدہ ہے۔ اور اگر کبنٹ وزرا ایران کے
حقوق محفوظ رکہنا چاہتی ہے تو اس سے بہتر موقعہ نہین ہوسکتا اس سے لیئے
کہ حق ایران کے طرف ہے۔

جسدن یہہ زبانی الٹیمٹم دیا گیا اسی دن ایک اور واقعہ پیش آیا۔
طہران کے بعض دولتمند امرا سے کسیطرح ٹکس وصول نہوتا تہا ہر
چند کوشش کی گئی مگر بے سود ہوئی۔ تب مین نے خزانہ کی فوجی پولیس کے چند سپاہی
بہیجے کہ بزور ٹکس وصول کرین۔ اور یہہ طریقہ ایران مین کوئی نیا نہ تھا۔ بلکہ ہمیشہ
سے ایساہی ہوتا آیا تھا۔ ان امرا مین سب سے زیادہ نادہند پرنس
علاءالدولہ خاندان شاہی کا ایک رکن تھا جو سابق مین شیراز کا گورنر
بھی رہ چکا تہا۔

جب اس نے کئی دفعہ ٹیکس کلکٹر کو گالیان دیکر اپنے گہر سے نکال دیا
تب مین ٹیکس کلکٹر کو مع پانچ جوانون کے اس کے مکان پر بہیجا یہہ لوگ
وہان جاکر پہاٹک پر بیٹھ گئے اور علاءالدولہ کو اطلاع دی کہ جب تک
سرکاری دیون ادا نہ کرین گے اسوقت تک انکی جایداد پر سرکاری قبضہ رہیگا۔
علاءالدولہ دوسرے دروازہ سے نکلکر صمصام السلطنت وزیراعظم کے

وہان پہونچا جن کا گھر قریب تھا۔ اور انکھون مین آنسو بھر کر یہہ بیان کیا کہ خزانہ کے عہدہ دارون نے اس کی بڑی بیعزتی کی اسیطرح اور باتین بنا کے اپنے دوست وزیر اعظم کو ایسا برہم کر دیا کہ انھون نے اپنے بھائی **امیر مجاهد** ایک بختیاری سردار کو اس لئے بھیجا کہ خزانہ کی فوجی پولیس کو علاء الدولہ کے مکان سے نکال دین **امیر مجاهد** تو میرے دشمن تھے ہی اس لئے کہ مین نے کئی دفعہ ان کو روپیہ دینے سے انکار کیا تھا وہ علاءالدولہ کے فرزند کو جو فوج کا کرنل تھا ساتھ لے کر مع چند بختیاری جوانون کے علاءالدولہ کے مکان پر آئے اور خزانہ کے جوانون پر حملہ آور ہو کر انھین لکڑی سے خوب پیٹا اور ان کی بندوقین چھین لین یہہ واقعہ سر شام پیش آیا۔

دوسرے صبح کو وزیر اعظم نے مجھے اس واقعہ کی اطلاع دی مین نے فی الفور انھین لکھا کہ اس معاملہ مین آپ کو تحریراً معافی مانگنی چاہیئے اور ان لوگون کو سزا دینی چاہیئے جو اس جرم کے مرتکب ہوئے ہین اور فی الفور کل رقم ٹیکس داخل کرنی چاہیئے۔ چنانچہ دوسرے دن وزیر اعظم نے بڑی انسانیت کے ساتھ کونسل مین معافی مانگی اور ایک تحریری معذرت نامہ بھی مجھے بھیجا اور یہہ کہا کہ بڑھاپے کی وجہ سے انھین بہت جلد غصہ آجاتا ہے جب ایسا عالی مرتبت شخص جیسے کہ پرنس علاءالدولہ آنکھون مین آنسو بھرے دوڑتا ہوا میرے پاس آیا تو اُس وقت مجھے اپنی طبیعت پر ضبط نہ رہا۔

وزیر اعظم کے فوجی ایڈیکانگ نے معذرت کے ساتھ حوالون کی بندوقین
واپس کین اور کل رقم ٹیکس آنہ پائی ادا کر دی گئی - اس واقعہ کا اثر بہت اچھا ہوا
اس سے خزانہ کی وقعت بہت بڑھ گئی اور بہت سے دوسرے اُمراء و شہزادے
جو اب تک ٹیکس دینے سے انکار کر رہے تھے سب نے اپنا اپنا ٹیکس
ادا کر دیا - اگر مین اوس ہتک کی جو خزانہ کے حوالون کو ملی تھی کچھ پروا نہ کرتا
تو مجھے اپنا دفتر ہی بند کر دینا ہوتا - ایسے ایسے خفیف واقعے ایران مین
بہت اہمیت رکھتے ہین جہان وقعت کا بڑا خیال کیا جاتا ہے اس مین خواہ کوئی
معمولی آدمی ہو یا گورنمنٹ -

چند روز کے مباحثہ کے بعد کبنٹ وزرائے چھٹی نومبر کو وزارت خارجہ کے
ایک عہدہ دار کی زبانی روسی الٹمیٹم کا جواب کہلا بھیجا - جواب بہت مؤثر تھا جس
سے گورنمنٹ ایران کی وقعت قایم رہتی تھی - اور جس کا منشا یہہ تھا کہ -
شعاع السلطنت کے واقعہ کی بلا رو رعایت پوری تحقیقات کی جائے
جو کچھہ اس تحقیقات کا نتیجہ ہوگا گورنمنٹ ایران اس کی پابندی کریگی -
اس عرصہ مین اخبارون مین یہہ چھپا کہ روس شمالی ایران مین صوبہ گیلان
اور ضلع تالیج پر قبضہ کرنا چاہتا ہے اس مین شک نہین کہ گورنمنٹ روس کو
ایران کے استقلال اور انداز جواب پر بہت ہی تعجب ہوا تھا -
ساتوین نومبر کو سفیر برطانیہ سر جارج بارکلے نے مجھے لکھا کہ ،، مجھے

منا چاہتے تھے میں اور ایک تار کا مضمون اسے مجھے پڑھکے سنانا چاہتے ہیں جو ان کی
گورنمنٹ کے پاس سے آیا ہے۔ چنانچہ دوسرے دن وہ تشریف لائے وہ تار
سرایڈورڈگرے کے پاس سے آیا تھا اور سرجارج بارکلے کو یہہ ہدایت
کی گئی تھی کہ مجھسے مل کر بیان کرین کہ مین نے مسٹر لیکافر ے ایک
رعایائے برطانیہ کو تبریز مین جو وہان کے مالی معاملات کے معائنہ کے
لئے مقرر کیا ہے۔ روس کے طرف سے اس پر اعتراض ہوگا اور یہہ کہا جائیگا
کہ وہان ان کے تقرر سے روسی اغراض پر اثر پڑے گا اور یہہ اندیشہ ہے کہ
کہین روس ایران کے شمالی حصہ ملک پر قبضہ نہ کر لے۔ سفیر برطانیہ
کے طرز بیان سے یہہ صاف مترشح تھا کہ روس کے اشارہ سے یہہ تار بھیجا
گیا ہے اس مین شک نہین کہ چند ہفتہ پہلے مین نے یہہ ارادہ کیا تھا کہ
مسٹر لیکافر ے کو دس لاکھ تومان محاصل ٹیکس کے تغلب کی تحقیقات کرنے
کے لئے تبریز بھیجون۔ میرے چند یوروپین مددگارون مین جو فارسی زبان
بول سکتے تھے ان مین ایک مسٹر لیکافر ے بھی تھے علاوہ زبان
دانی کے وہ ایرانی طریقہ ٹیکس کی پیچیدگیون کو خوب سمجھتے تھے اور پہلے
تبریز مین رہ چکے تھے اور وہان کی حالت سے خوب واقف تھے مجھے یہ
سن کے بہت تعجب ہوا کہ روس کو اس بارے مین بھی اعتراض ہے
مسٹر لیکافر ے فینانس مین تقریباً دو سال سے ملازم تھے اور طہران مین

وہ ایک بڑی اور معزز خدمت پر تعینات تھے۔ چونکہ طہران مثل تبریز کے اُس حصہ ملک مین واقع ہے جسمین یہ لوگ روس کے زیر اثر گنتے ہین۔ لہذا ایسی صورت مین مسٹر لیکافرے کو ایک خاص کام پر تبریز بھیجنا محض ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا تھا۔

مین نے سر جارج بارکلے کو یہ جواب دیا کہ مین ہمیشہ اور اس وقت بھی روس اور دوسری سلطنتون کے جائز حقوق کی جو ایران مین انکو حاصل ہین پوری نگرانی کرنے کو تیار ہون لیکن مین اس معاملہ مین یا میجر اسٹوکس کے مسئلہ مین بیرونی دائرہ اثر کو تسلیم نہین کرسکتا یہ ایک ایسی چیز ہے جسکو گورنمنٹ ایران نے سرکاری طور پر تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے اور مجھے بھی کئی دفعہ ہدایت کی ہے کہ مین اسکو تسلیم نہ کرون۔ اس کے بعد مین نے یہ کہا کہ اگر گورنمنٹ روس میرے کام کے ساتھ جو مین نے ایران مین شروع کیا ہے ذرا بھی مخلصانہ برتاو کرے تو مین وعدہ کرتا ہون کہ اس کا پورا معاوضہ کردون گا۔ سر جارج بارکلے نے پیغام رسانی کا فرض اس طرح ادا کیا جیسے کوئی شخص بہ مجبوری ادا کرتا ہے اور اُٹھکر چلے گئے میری بات کا کچھ جواب نہ دیا۔

۱۱۔ نومبر کو مجلس نے ایک قانون پاس کیا جس کے رو سے مجھے اختیار دیا گیا کہ روس اور اہل امریکہ کو مالی کام مین مدد دینے کیلئے مین بلاؤن۔ اوسیدن دوپہر کو سفارت خانہ روس کے مشرقی سکرٹری مو سیو ڈی کیم لم

وہی مطالبہ تحریر مین پیش کیا جو گورنمنٹ روس کیطرف سے زبانی ہوا تھا موسیو ڈی گیرز نے بیان کیا کہ اگر ۴۸ گھنٹے مین اس کی تعمیل نہ کیجائے گی تو دونون گورنمنٹون کے سیاسی تعلقات منقطع ہو جائینگے۔

اخبار لندن ٹائیمس نے میرے مضمون پر قدح کی اور ایک مضمون چھاپا جس مین مجھپر یہ الزام لگایا کہ مین ایرانی فدائیون کیساتھ شریک ہو گیا ہون میری سمجھ مین نہین آتا کہ اس سے اخبار لندن ٹائیمس کا کیا مطلب تھا جس حالت مین کہ مین نے ایران مین دستوری حکومت کی ملازمت ہی اختیار کی تو شرکت کا کیا ذکر ہے۔ اس وقت میرا مضمون جو لندن ٹائیمس مین چھپ چکا تھا فارسی مین اُس کا ترجمہ ایک چھوٹی سی کتاب کی صورت مین چھاپا گیا اور تمام ملک مین کثرت سے تقسیم ہوا جب مجھپر یہ الزام لگایا گیا کہ مین نے اس کا ترجمہ کر کے شایع کرایا ہے حالانکہ مجھے اس کا علم بھی نہ تھا تو اسوقت ایک مقامی اخبار نندن نے اس بات کا اقرار کیا کہ اس نے یہ مضمون فارسی مین چھاپ کے تقسیم کیا ہے۔

۱۱- نومبر کو ایرانی کیبنٹ وزرا روس کی فوجی تیاریون سے جو وہ شمالی حصۂ ملک پر قبضہ کرنے کے لیئے کر رہا تھا بہت خائف ہوئی اور دولت برطانیہ سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ سر ایڈورڈ گرے نے فوراً بذریعہ تار کے یہہ صلاح دی کہ روسی الٹیمیٹم منظور کر لیا جائے اور معافی مانگی جائے

صمصام السلطنت وزیر اعظم نے مجھے لکھا کہ اپنے کل جوان
شعاع السلطنت کے باغ سے اٹھاؤن۔ یہ بیوقوف بڈھا کئی روز سے کسی
سخت روسی سازش مین پھنسا ہوا تھا بلکہ مجلس کے بعض اراکین اوسکی سچی
وفاداری پر شک کرنے لگے تھے۔ جب میرے پاس صمصام السلطنت کا یہ حکم
پہونچا تو مین نے دیکھا کہ اوس پر بجائے کل وزراے کونسل کے صرف انہین
کے دستخط ثبت ہین۔ چونکہ پہلا حکم ضبطی جو میرے پاس آیا تھا اوس پر کل وزرا
کے دستخط تھے لہذا مین نے لکھا کہ کونسل کا حکم کونسل ہی منسوخ کر سکتی ہے
اور مین نے اس بات پر زور دیا کہ یا تو میرے ایجنٹ ان جایدادون پر
نگران رہین یا ان کی نگرانی بالکل مجھ سے علیحدہ کر لیجاے مین ان کا ذمہ دار
نہین ہوسکتا۔

اب پھر حسب معمول کبنٹ وزرا متزلزل ہین ایک دن تو وزیر مال
یہ کہتے تھے کہ انھون نے استعفا دیدیا ہے اور دوسرے دن پھر کونسل
چیمبر مین موجود ہوتے تھے۔

۱۸- نومبر کو سفارت ہاے روس نے گورنمنٹ ایران کو یہ اطلاع دی کہ
چونکہ الٹیمیٹم منظور نہین ہوا لہذا سیاسی تعلقات منقطع سمجھے جاتے ہین مگر تجارتی
معاملات سفراے روس کے ہاتھون سے طے ہوتے رہینگے۔ اس کے بعد یہ
خبر آئی کہ چار ہزار روسی فوج کوہ قاف سے ایران کی طرف آرہی ہے اب

کیبنٹ نے سر ایڈورڈ گرے کے مشورہ پر غور کیا اور بالآخر یہ طے پایا کہ اُنکے حسب رائے عمل کرنا چاہیے چنانچہ میرے نام ایک تحریری حکم بھیجا کہ شعاع السلطنت کی جائداد حوالہ کردون اور اپنے جوانون کو بلا لون مین نے اس حکم کی تعمیل کردی اور ہر ایک چیز جس پر قبضہ کیا تھا واپس دیکر اُس کی رسید لے لی۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ برٹش فارن آفس روس کی فوجی تیاریون سے بہت خائف ہوئی اور ایران کو جو مشورہ دیا گیا وہ محض اس لیے تھا کہ روسی فوج کی پیش قدمی رُک جائے ورنہ اندیشہ یہہ تھا کہ پارلیمنٹ مین اس کی نسبت سخت اعتراض ہوگا کہ روس معاہدہ ۱۹۰۷ء کی خلاف ورزی کیون کررہا ہے اس درمیان مین ایک نئی کیبنٹ وزرا قائم ہوئی جس نے یہ رائے دی کہ روس سے معافی مانگی جائے۔

چنانچہ ۲۔ نومبر کو **وثوق الدولہ** وزیر امور خارجہ بڑے ٹھاٹھ سے روسی سفارت خانہ مین پہونچے اور سفیر کبیر روس سے ہاتھ ملا کے یہہ کہنے لگے کہ مین اپنی گورنمنٹ کیطرف سے معافی مانگنے آیا ہون اور جہانتک سفارت خانہ کے عہدہ دارون کو شعاع السلطنت کے معاملہ مین ہوئی اس کی معذرت چاہتا ہون۔ اس کے عوض مین سفیر کبیر صاحب نے اُنکے ساتھ ایسا بدنما سیاسی مذاق کیا جو ایک روسی کیبنٹ ہی بلالحاظ انصاف و انسانیت کرسکتی ہے

وزرائے ایران بظاہر یہہ سمجھے کہ اگر اپنی دولت گوا کر کے شعاع السلطنت
کی جائداد واپس کر دین گے تو اس سے روس کا غصہ فرو ہو جائے گا اور کل معاملہ
طے ہو جائیگا۔ انھین روس کی چال بازیون کی خبر نہ تھی۔ روس یہہ کب چاہتا
تھا کہ ایران اس کے مطالبات منظور کر لے۔ اگر اوسے اپنے سفارتخانہ کے
ماتحت عہدہ دارون کی شان و شوکت قایم رکھنا مقصود ہوتا تو البتہ وثوق الدولہ
کی معذرت معاملہ کو طے کر دیتی مگر روس تو دراصل شمالی حصہ ایران پر قبضہ کرنے
کیلئے بہانہ ڈھونڈھتا تھا۔ سر ایڈورڈ گرے نے بذریعہ سفیر برطانیہ متعینہ طہران
کبنٹ وزرا کو یہہ یقین دلایا کہ اگر روس سے معافی چاہی جائے گی تو روسی
فوج جو عنقریب ایران مین داخل ہوا چاہتی ہے اوس کی پیشقدمی رک جائیگی
چنانچہ سر ایڈورڈ گرے کے اسطرح یقین دلانے پر گورنمنٹ ایران نے روسی
مطالبات کو منظور کیا۔

جب وثوق الدولہ نے سفیر کبیر روس سے معافی چاہی ہے تو اسوقت سفیر
صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ایران نے پہلے الٹیمیٹم کے مطالبات تو منظور کر لیے مگر
ایک اور الٹیمیٹم تیار ہو رہا ہے جسکی اطلاع مین آپکو دیتا ہون اوس وقت
وثوق الدولہ کی صورت دیکھنے کے قابل تھی اون کے منھ پر ہوائیان اڑ رہی تھین
اور اوسان خطا تھے۔ یہہ ملاقات سفیر برطانیہ نے ٹھہرائی تھی۔ خیر اس درمیان
مین کوئی نئی بات تو نہ ہوئی جس سے دوسرے الٹیمیٹم کی بنا پڑتی مگر یہہ صاف ظاہر تھا

کہ روس چاہتا ہے اپنی فوجین شمالی حصہ ملک مین بھروسے گو دولت برطانیہ یا گورنمنٹ ایران کچھ بھی کہے یا کرے۔ روس جس موقعہ کے انتظار مین تھا وہ آخر آہی گیا۔ درحقیقت اسکا یہ ارادہ ہے کہ ہندوستان کیطرف اپنی فوجین بڑھائے اور خلیج فارس کا کونہ دبائے۔ یہہ آرزو دلپورہی ہوسکے دن آگئے مراکش کا جھگڑا ابھی بالکل طے نہ ہوا تھا جسکی وجہہ سے اسے یقین تھا کہ ایران کے معاملہ مین برطانیہ کیطرف سے کوئی سخت اعتراض نہ ہوگا۔

چنانچہ حسب وعدہ ۲۹۔ نومبر کو گورنمنٹ روس کیطرف سے ایک دوسرا الٹیمٹیم آہی گیا اور اُس کی منظوری ۴۸ گھنٹے کے اندر چاہی گئی۔

اس الٹیمٹیم کی عبارت بہت ہی پُرلطف تھی۔ لہذا اس کا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

روس کے دوسرے الٹیمٹیم کا ترجمہ

۲۲۔ نومبر بروز جمعہ جب آپ مجھسے ملنے آئے تو مین نے اثنائے گفتگو مین آپ سے بیان کیا تھا کہ بعض وجوہ سے امپریل گورنمنٹ روس چند اور مطالبات گورنمنٹ ایران سے چاہنے والی ہے چنانچہ مین اُسکے متعلق اپنی گورنمنٹ کے ہدایات کا منتظر تھا۔ اب وہ ہدایات مجھے مل گئے اور مین گورنمنٹ روس کیطرف حسب ذیل مطالبات پیش کرتا ہون۔

(۱) مسٹر شوسٹر اور لیکافر سے موقوف کردیے جائین۔ دوسرے لوگ

جو مسٹر شوسٹر نے بلاکے ملازم رکھے ہین اُن کے متعلق دوسری تجویز کے لحاظ سے عمل کیا جائیگا۔

(۳) گورنمنٹ ایران اس بات کا عہد کرتی ہے کہ آیندہ کسی غیر ملکی کو بلا اجازت و منظوری گورنمنٹ روس و گورنمنٹ برطانیہ ملازم نہ رکھیگی۔

(۴) گورنمنٹ روس نے حال مین جو فوج ایران کو بھیجی ہے اس کے اخراجات گورنمنٹ ایران بطور تاوان کے ادا کرے۔ رقم کا تعین اور طریقہ ادائی گورنمنٹ ایران کا جواب آنے پر طے ہوگی۔

اس الٹیمیٹم کی شرح جو وزیر سفارت خانہ روس نے کی وہ بھی پُر لطف ہے اسکا ترجمہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔

یہہ تجاویز جو پیش کیے گئے ہین اُنکی شرح بیان کر دینا بھی ضرور ہے۔

(۱) چونکہ مسٹر شوسٹر کی ہتک آمیز عمل کیوجہ سے گورنمنٹ روس کو مجبوراً اپنی فوج ایران کیطرف بھیجنا ہوئی اس لیے جو کچھ اخراجات عاید ہوئے اسکا مواخذہ ملنا بہت ضرور ہے۔

(۲) گورنمنٹ روس کی یہہ خواہش ہے کہ جو اسباب مخالفت پیدا ہوگئے ہین دور کر دیے جائین اور آیندہ مصالح کی ایسی بنیاد ڈالی جائے جسپر دونون گورنمٹین مضبوطی کیساتھ قصر اخلاص اور اتحادی تعلقات قایم کر سکین اور جو معاملات اب تک تصفیہ طلب ہین وہ طے ہوجاوین۔

(۳) بسلسلۂ امور متذکرہ بالا مین اس امر کی اطلاع دیتا ہون کہ گورنمنٹ روس ۴۸ گھنٹے سے زیادہ اس کے جواب کا انتظار نہ کریگی اور اس عرصہ مین جو روسی فوجین آگئی ہین وہ رشت مین ٹھہری رہین گی۔ اگر کچھ جواب نہ آیا یا جواب آیا بھی اور وہ خاطر خواہ نہ ہوا تو اس صورت مین فوجون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جائیگا اور یہہ ظاہر ہے کہ فوجون کے بڑھنے سے ایران کو اور زیادہ تاوان دینا ہوگا۔

اس الٹیمیٹم کے آنے سے کبنٹ وزرا مجلس اور عامۂ خلائق پر جو اثر ہوا اسکے بیان کی ضرورت نہین ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہین۔

اول تو اس الٹیمیٹم کی عبارت خاصکر پیچیدہ رکھی گئی تھی بالخصوص جہان تاوان یا معاوضہ کا ذکر آیا تھا یا جہان معاملات تصفیہ طلب کیطرف اشارہ کیا گیا تھا۔

اس الٹیمیٹم کے ساتھ ہی ایک خط بھی آیا جسکا مضمون یہہ تھا کہ شعاع السلطنت کی والدہ لیڈی نزہتہ السلطانہ نے اعلیحضرت زار اور ان کی بیگم زارینہ کو تار دیا تھا جس کی بنا پر گورنمنٹ ایران کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آج سے انکی جائداد اور خود بیگم صاحبہ گورنمنٹ روس کی حفاظت مین سمجھی جائین۔

یہہ بیگم صاحبہ اب تک تو ایران کی رعایا سے تھین مگر اب گورنمنٹ روس نے صرف ایک تار بھیجکر انکی حیثیت کو بدلدیا۔

ساتوان باب

روٹی کا ہنگامہ۔ مجلس سے روسی الٹیمٹیم کی نامنظوری۔ روسی فوج کا حملہ۔ ایران کیطرف سے اُسکی مدافعت۔ ایرانی مستورات کی دلیری۔ ۲۴- دسمبر کو مجلس کا برخاست ہونا

۲۹- نومبر کو روس نے جو الٹیمٹیم بھیجا اُس مین گورنمنٹ برطانیہ کا بھی نام درج تھا حالانکہ سفیر برطانیہ کو اسکی کچھ خبر ہی نہ تھی۔ اگر دولت ایران ان مطالبات کو منظور کر لیتی جو الٹیمٹیم مین درج تھے تو گویا اپنے شاہی حقوق روس و برطانیہ کو حوالہ کر دیتی۔ یہہ الٹیمٹیم پیش ہونے کے چند روز بعد سر ایڈورڈ گرے سے پارلیمنٹ مین یہہ پوچھا گیا کہ گورنمنٹ برطانیہ کا نام اُس مین کیون درج کیا گیا۔ اُنھون نے جواب دیا کہ روس کے مطالبات سے اُن کو اتفاق ہے البتہ تاوان کے مضمون سے وہ متفق نہین ہین اس لیے کہ اگر ایران سے تاوان لیا جائیگا تو ایران کی مالی حالت اور ابتر ہو جائے گی جسکی وجہ سے جنوبی حصہ ملک مین رستون کی حفاظت کیلیے پولیس کا انتظام نہ ہو سکیگا جسکی وجہ سے برطانیہ کی تجارت کو نقصان پہنچیگا۔ برٹش فارن آفس نے اس

لیٹیٹیم مین صرف یہی ایک چیز قابل اعتراض سمجھی - سر ایڈورڈ گرے نے میری نسبت
یہہ الزام لگایا کہ مین نے ایران مین ترقی معکوس کا طریقہ اختیار کیا ہے جس کی
وجہ سے مجھے اپنی تجاویز مین ناکامیابی ہوئی ہے لہذا میرا وہان رہنا بیکار ہے
۲۹ . نومبر کو الٹیمیٹم پیش ہونے کے دو گھنٹہ بعد سہ پہر کو نائب السلطنت نے
مجھے بلا بھیجا مین وہان گیا اور مین نے دیکھا کہ وزرائے کیبنٹ انھین گھیرے
ہوئے بیٹھے ہین جن مین میرے پرانے دوست محتشم السلطنت بھی تشریف
رکھتے ہین - معلوم نہین کہ یہہ بزرگ پھر کسطرح وزیر اعظم صمصام السلطنت
کے مزاج مین دخیل ہو گئے -

نائب السلطنت نے کہا کہ گورنمنٹ کو روٹی کے ہنگامہ سے بہت تشویش
ہے - ایران مین روٹی کی کثرت اور ارزانی سے کیبنٹ کے انتظامی قابلیت
کا اندازہ کیا جاتا ہے - گیہون کی روٹی یہان کے لوگون کی خاص غذا ہے
بالخصوص شہرون اور بڑے بڑے قصبون کے باشندے اسی پہ جیتے ہین
عموماً یہہ روٹی لوگون کے گھرون مین نہین پکائی جاتی بلکہ عام نان پزون
کی دوکانون مین تیار ہوتی ہے - اور طہران مین نان پزون کی صدہا دوکانین
ہین - یہہ روٹی لمبی لمبی پٹیون کی صورت مین آدھی انچ موٹی پکائی جاتی ہے
اور ان پٹیون کو لوگ ہاتھون ہاتھ اسطرح لیجاتے ہین جیسے لپیٹنے کا کاغذ -
سڑکون پر اکثر آپ دیکھین گے کہ ایرانی ان روٹیون مین اپنا پنیر یا پھل لپیٹے

ہوئے لیجا رہے ہین۔

موسم بہار مین جب گیہون کٹتا ہے تو اسوقت گورنمنٹ بجائے روپیہ کے ایک مقدار گیہون کی محصول مین لے لیتی ہے۔ پایہ تخت کے اطراف کے اضلاع مین یا دوسرے بڑے بڑے قصبون مین گورنمنٹ یہہ گیہون سرکاری انبار خانون مین جمع کرتی ہے تاکہ موسم خزان مین رعایا کو کثرت سے ارزان روٹی مل سکے یہہ طریقہ ایران مین ایک مدت دراز سے جاری ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے اور گورنمنٹ اپنے غلہ کو فروخت کرڈالے تو امرا یا دوسرے دولتمند جن کے اضلاع مین گیہون بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ آپس مین مل کر غلہ کو خرید لین گے اور جس قیمت کو چاہین گے نان پزون کے ہاتھ فروخت کرینگے۔ جسکا نتیجہ یہہ ہوگا کہ روٹی گران ہو جائیگی اور بلوے اُٹھ کھڑے ہونگے۔ چنانچہ اسی امر کے تدارک کیلئے گورنمنٹ نے یہہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جب غلہ گران ہو تو سرکاری انبار خانون سے گیہون نکال کر نان پزون کے ہاتھ ارزان قیمت پر فروخت کیا جائے۔ اس طریقہ سے روٹی کی قیمت گران نہین ہونے پاتی کیونکہ لوگون کو اس بات کا علم رہتا ہے کہ سرکار کے پاس انبار خانون مین غلہ موجود ہے۔ اور اسکی وجہ سے امرا یا دوسرے دولت مند لوگ کچھ نقصان نہین پہونچا سکتے۔

چنانچہ اسوقت گورنمنٹ کو ایسی دقت کا سامنا ہے جسکی وجہ سے نایب السلطنت اور مجلس وزرا کو سخت تشویش ہے۔ اس سال ایران کے شمالی حصہ مین

بالخصوص طہران کے اطراف فصل بہت خراب ہوئی ہے جس کی وجہ سے غلہ
بہت کم پیدا ہوا ہے۔ اس کمی کا سبب کچھ تو خشک سالی ہے اور کچھ عام ابتری
جب سے محمد علی ایران مین آیا ہے ہر طرف لوٹ مار شروع ہے جسکی وجہ
سے زراعت کو سخت نقصان پہنچا ہے اسکے علاوہ موسم بہار مین برابر لڑائی
ہوا کی اور پائے تخت کے نواح مین بہت سے بختیاریون اور دوسری بیقاعدہ
سپاہ کے اجتماع سے تمام قاطرچی اور شتربان بھاگ گئے ہین۔ اور جن ذرایع
سے غلہ شہر مین آتا تھا وہ مفقود ہو گئے ہین۔

لہذا عہدہ داران خزانہ کا فرض یہہ ہے کہ جو محصول گیہون پر یا دوسری
اجناس مثل چانول۔ جو۔ روئی اور کاہ پر واجب الادا ہو بجائے روپیہ کے
غلہ لیا جائے اور یہہ غلہ شہرون مین منگا کے انبارخانون مین جمع کر دیا جائے
چنانچہ اس وقت کا لحاظ کر کے مجلس وزرا نے مجھسے کہا کہ مین غلہ کی درآمد پر کافی
نگرانی رکھون۔ اور یہہ دیکھتا رہون کہ وہ انبارخانون مین جمع کیا جاتا ہے اِس
مین شک نہین کہ پائے تخت کے بعض عہدہ دارون اور گورنر کیلئے یہہ غلہ ہمیشہ
بہت مفید مطلب ہوتا تھا۔

چنانچہ مین نے اس بارہ مین سخت کوشش شروع کی کہ قبل راستہ مسدود
ہو نے کے گیہون و دور دراز اضلاع سے شہر مین آجائے مین نے طہران کے
عہدہ داران میونسپلٹی کو اس بات سے روکا کہ روٹی کے نرخ مین خیانت سے

باز رہین - بہت سے امراجو دستوری حکومت کے خلاف تھے اُنھون نے اپنین ایکا کرلیا تھا - جس سے انکی غرض ایک یہہ تھی کہ اپنے تئین مالامال کرین - اور دستوری حکومت کو دقت مین پھنسائین -

مین نے نائب السلطنت اور مجلس وزرا سے یہہ صاف کہدیا کہ اگر وہ چاہتے ہین کہ مین اس معاملہ کو اپنے ہاتھہ مین لون تو اول اُن کو چاہیئے کہ ایک ایماندار شخص طہران کا گورنر مقرر کرین ورنہ مین اس ذمہ داری کو اپنے سر نہ لونگا - اُنھون نے وعدہ تو کیا مگر حسب معمول امروز فردا پر ٹالتے رہے یہان تک کہ حالت روز بروز ابتر ہوتی گئی - وقتاً فوقتاً روٹی کیلئے شہر مین بلوے ہوئے مگر آسانی سے اُن کا تدارک کر دیا گیا -

ایک واقعہ کسیقدر سنگین پیش آیا - طہران مین ایک خاص نان پز تھا جو منتہو سیاطی کے عہدہ دارون سے ملاہوا تھا - اور وہ گویا بڑا سرغنہ تھا - یہہ شخص بہت بدنام تہا - بلکہ اُسکی نسبت یہہ مشہور تھا کہ اُسنے کئی دفعہ بعض لوگون کو جو اُسکی دوکان مین ملازم تھے اور اسکی ان حرکتون سے نالان تھے تنور مین ڈھکیلکر خاکستر کر ڈالا تھا -

ایک دن بعض نامی فدائیون سے مین نے اُسکی سازشون کا ذکر کرتے ہوئے یہہ کہا کہ ان سارے ہنگامون کا باعث یہی شخص ہے - وہ اول تو بہت خراب روٹی لوگون کے ہاتھہ بیچتا ہے اور اُسپر طرہ یہہ ہے کہ قیمت بہت

گران لیتا ہے۔ پس مناسب یہہ ہے کہ یہہ شخص دفع کر دیا جائے۔ ایک دن صبح کو جب مین اپنے دفتر مین گیا تو میرے ایک ایرانی مددگار نے مجھسے بیان کیا کہ میری حسب خواہش وہ نان پز مار ڈالا گیا۔ اس خبر کے سننے سے مجھے بہت تعجب ہوا۔ دریافت کرنیسے معلوم ہوا کہ فی الحقیقت لوگون نے بلوہ کر کے اُس نان پز کو ہلاک کر دیا۔ مین نہین سمجھتا کہ میرے کہنے سے ایسا کیا گیا۔ مگر تاہم مین نے ارادہ کیا کہ آیندہ سے اپنی رائے کے اظہار مین بہت احتیاط سے کام لون گا۔ اسمین شک نہین کہ وہ شخص خود ایک خونی تھا اور غریبون پر ظلم کر کے اُس نے بہت دولت جمع کی تھی۔ لہذا ایسی صورت مین اسکا مارا جانا کچھ خلاف انصاف تو نہ ہوا۔ مگر ایرانی مددگار نے جسطرح سے اُس کے خاتمہ کی نقل بیان کی اُس سے مجھے ایک صدمہ ہوا۔ اس شخص کے مارے جانیسے بلوے دفع ہو گئے اور روٹی کا نرخ معین کرنے مین آسانی ہوئی۔

۲۱۔ نومبر کی سہ پہر کو مجلس مین ایک غیر معمولی واقعہ پیش آیا۔ وزیر اعظم صمصام السلطنت نائب السلطنت سے ملکر پارلیمنٹ مین گئے اور نئی مجلس وزرا قایم کرنے کے لیے چند نام پیش کیے جن مین محتشم السلطنت کا نام بھی شامل تھا اور اُنکی رائے تھی کہ محتشم السلطنت وزیر عدالت بنائے جائین۔ اراکین پارلیمنٹ کو مدت سے بدنام وزرا کے نامون سے واقف تھے

مگر محتشم السلطنت کا نام پیش کرنے پر وہ بہت بگڑ گئے۔ وزیر اعظم کے تعلقات
روسی سفارت خانہ کے ساتھ کچھ عرصہ سے بہت گاڑھے ہو رہے تھے۔ اور
چونکہ محتشم السلطنت روسی جاسوسون اور سازشین کیساتھ گہرے تعلقات
رکھتا تھا اس لیے وہ چاہتے تھے کہ اُسے بھی کبنٹ مین شریک کرین۔ حالانکہ
دوسرے وزرا اُسکی اس تجویز کے خلاف تھے۔ جب بوڑھے وزیر اعظم نے نامونکی
فہرست پڑھکر سنائی اور نئے وزیر عدالت محتشم السلطنت کا نام لیا تو
اُسوقت پارلیمنٹ مین ایک ہلچل ہوئی۔ پرنس سلیمان مرزا نے ممبر پر چڑھکے
یہہ اعلان کیاکہ تہران پارلیمنٹ کو وزیر اعظم پر پورا بھروسہ ہے مگر سپہدار کی
کبنٹ کے دغاباز ممبرون مین سے کسی شخص کو جدید کبنٹ کیلیے پارلیمنٹ منظور
نہین کرسکتی۔ تب وزیر اعظم ممبر پر گئے اور نہایت سخت الفاظ مین جمہوریت
پسند گروہ کے خلاف ایک تقریر کی۔ موتمن الملک جو پارلیمنٹ کے صدر نشین
تھے اُنھون نے وزیر اعظم کو روکنا چاہا جسپر وزیر اعظم صاحب یہہ کہکر وہان سے
چلے گئے کہ اپنے بختیاریون کو بلا کے کل جمہوریت پسند لوگون کا کام تمام کردینگے
بعد ازان طہران کے مجتہد صاحب اُٹھے اور اُنھون نے اپنی تقریر مین صدر نشین
اور جمہوریت پسند گروہ پر حملہ کیا۔ تب صدر نشین نے تین مرتبہ اُن کو منع کیا کہ
خاموش رہین اور یہہ کہا کہ اگر پھر کوئی کلمہ زبان سے نکالین گے تو حسب قواعد
مجلس وہ قید کردیے جائینگے۔ اب مجلس مین ایک ہنگامہ ہو گیا اور اسمین

شک نہین کہ ایران کی پارلیمنٹ مین ایسے واقعہ کا وقوع بہت شرم
ناک تھا۔

یہہ واقعہ اور روسی الٹیمیٹم کی افواہ جب شہر مین پھیلی تو ایک عجیب ہل چل پڑی۔
اگر یفرم خان شہر کا کوتوال نہ ہوتا تو سارے شہر مین ایک بلوہ ہو جاتا جس کی
وجہ سے بہت خونریزی ہوتی اسوقت خزانہ کی پولیس مین آٹھ سو سپاہی تھے جو
طہران مین موقعہ موقعہ سے تعینات کر دیے گئے تھے یہہ سپاہی پورے قواعد دان
اور بخوبی مسلح تھے اور چار امریکن اُن کے افسر تھے وزیر اعظم کی یہہ کوشش کہ
محتشم السلطنت پھر کیبنٹ مین داخل ہون اور جمہوریت پسند گروہ کی
نسبت ان کی یہہ دھمکی کہ یہہ ہتھیارون سے اُن کا قلع وقمع کرایا جائے گا یہہ
سب باتین اس امر کی شاہد تھین کہ روسی سازش زورون پر ہے اور وزیر اعظم
ملے ہوئے ہین اور دستوری حکومت کیلیے خطرہ کا سامنا ہے بعد کو پھر یہہ معلوم
ہوا کہ پرنس علاءالدولہ جس نے سرکاری مالگذاری دینے سے اول انکار
کیا تھا اب اور دوسرے بدمعاشون سے ملکر گورنمنٹ روس سے درخواست
کر رہا ہے کہ محمد علی کو پھر تخت پر بٹھا دین چنانچہ پولیس نے اس مضمون کی ایک
عرضی بھی گرفتار کی جسپر علاءالدولہ اور بہت سے دوسرے لوگون کے
دستخط تھے۔

الٹیمیٹم پیش ہونے کے دوسرے دن نواب حسین قلی خان اور یفرم خان

مجھ سے ملنے آئے اور موجودہ حالت کی نسبت میری رائے پوچھی۔ مین نے اُن سے
کہا کہ آپ مجلس اور کیبنٹ کو اس بات کی اطلاع کر دیجئے کہ میرا یا میرے امریکن مددگارون
کا کچھ خیال نہ کرین بلکہ اپنے ملک کیلئے جیسا مناسب سمجھین تصفیہ کرین اُن کے
جانے کے بعد اور بہت سے ارکین مجلس مجھ سے ملنے آئے اور مشورہ کے طالب
ہوئے۔ مین نے سب کو وہی جواب دیا اور یہہ کہا کہ گورنمنٹ کے تصفیہ پر میری
آیندہ نیکنامی پر اثر پڑیگا مگر مجھے اسکی کچھ پروا نہین۔ مین یہہ نہین چاہتا کہ میری
وجہ سے اُن کو الٹیمٹیم کے تصفیہ مین کوئی دقت پیش آئے۔ مجلس روسی الٹیمٹیم کا
جو کچھ فیصلہ کریگی مین وعدہ کرتا ہون کہ مین خود اور میرے ساتھ دوسرے
اہل امریکہ اُسکی پابندی کرینگے۔

دوسرے دن صبح کو جب مین آفس گیا تو مین نے سُنا کہ پرنس علاء الدولہ
مارڈالا گیا۔ وہ اپنے مکان سے کہین جا رہا تھا کہ تین آدمیون نے جو قریب مین
کسی بالاخانہ پر اس کی تاک مین بیٹھے ہوئے تھے گولی سے اُسکا کام تمام کر دیا۔
اور گولی لگتے ہی وہ فوراً مر گیا۔

اسیطرح مشیر السلطنت پر بھی حملہ ہوا مگر وہ بچ گیا۔ ٹانگ مین زخم
لگا اور اس کا بھتیجا مارا گیا۔ وہ گھوڑے پر جا رہا تھا اور بھتیجا بھی ساتھ ساتھ
تھا۔ یہہ مشیر السلطنت سابق مین محمد علی کے عہد مین وزیر اعظم رہ چکے تھے۔
طہران مین خفیہ انجمنین قایم تھین جب اُن کے ممبرون کو یہہ یقین ہوا کہ ایران مین

دستوری حکومت کے خلاف ایک گہری سازش ہو رہی ہے اور اسکی کوشش کی
جا رہی ہے کہ اس ظالم مجسّم شیطان محمد علی کو پھر تخت پر بٹھایا جائے تو اسوقت
اسطرح کے جرائم قتل کی صورت مین ظاہر ہونے لگے۔ جب ملک کے فدائیون کو
یہہ بات اچھی طرح سے معلوم ہو گئی کہ شاہ معزول کے ہواخواہ اور اُمرا ملک کو
روس کے ہاتھ فروخت کر رہے ہین تو اُن کی آتش غضب بھڑک اُٹھی۔ یہہ
انجمنین جو چند سال قبل ایران مین دستوری حکومت قایم کرنے کے باعث ہوئی
تھین اور جن کے ممبرون نے بڑی مردانگی دکھائی تھی ابھی تک برخاست نہ
ہوئی تھین بلکہ اُن کا وجود بدستور قایم تھا۔ البتہ جب تک دستوری حکومت کو کسی
قسم کا اندیشہ نہ رہا یہہ انجمنین ساکت و صامت رہین مگر جون ہی دستوری
حکومت کو کسی قسم کا خطرہ محسوس ہوا تو وہ خم ٹھوک کر میدان مین آگئین۔ اِن
انجمنون کے اراکین فدائی کہلاتے تھے اور وہ ہمیشہ اپنے ملک کے لیے جان
دینے کو تیار رہتے تھے۔ پرنس علاء الدولہ کے مارے جانے کا یہہ اثر ہوا کہ
ہر امیر اور عہدہ دار جس کے دل مین چور تھا اپنی جگہہ پر کانپنے لگا۔ جب صمصام السلطنہ
کو اُن کے دوست پرنس علاؤالدولہ کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو وہ رونے لگے
اور قسم کھائی کہ جو لوگ اُسکی موت کا باعث ہوئے ہین اُنھین خاک مین ملا دونگا
اور ایک جان کے لیے بیس جمہوریت پسند کی جانین لونگا۔
روس کے دوسرے الٹیمیٹم کی وجہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ مین نے مسٹر

لیکافرسے کو جو رہا پائے برطانیہ تھے اس حصہ ملک مین ٹیکس کلکٹر مقرر کیا۔ جو
روس کے زیر اثر کہلاتا تھا اور اپنے مضمون لندن ٹائمس کا فارسی مین ترجمہ
کراکے چھپوایا اور تقسیم کیا حالانکہ یہہ دونون باتین اگر سچ بھی ہوتین تو بہت ہی
خفیف نہین - چہ جائیکہ ان کی کچھ اصلیت ہی نہ تھی -

تاہم روسی مطالبات نے اہل ایران کو ونگ کر دیا گو روس کیطرف سے
فریبانہ کوشش اُن مطالبات کو جائز ثابت کرنے مین کی گئی - دستوری حکومت
گو چند سال سے وزرائے روس کی سختیون اور ناجائز زیادتیون کی عادی ہوئی
تھی - مگر مجلس وزرا کو ایسی کارروائی کی کبھی توقع نہ تھی -

اب کیبنٹ کو کچھ معلوم ہو چلا کہ برطانیہ اور جرمنی کی روز افزون نقیض کیوجہ سے
یوروپ کا امن مخدوش ہے اور مراکش کے معاملہ مین جو کھنچاؤ ہو گیا تھا گو اب
کم ہو رہا ہے مگر اب بالکل رفع نہین ہوا انھین یہہ محسوس ہوا کہ سر ایڈورڈ گرے
یوروپین پیچیدگیون مین ایسے گرفتار ہین کہ وہ ایشیا کے مسائل کی اہمیت
بھولے ہوے ہین اور دولت برطانیہ پر ایشیائی معاملات کیوجہ سے جو اثر
پڑنے کا اندیشہ ہے اسکا خیال ہی نہین کرتے - ان اسباب سے اب روسکو
موقعہ مل گیا ہے کہ اپنے پرانے منصوبہ کو پورا کرلے - ایران کو ہضم کر جائے
اور خلیج فارس پر اپنا بحری مرکز جمائے - جبتک روس کے پاس یہہ بہانہ
موجود ہے کہ وہ اینگلو رشین کنونشن ۱۹۰۷ء کو تسلیم کرتا ہے اسوقت تک

اسے ایران میں اپنی کارروائیاں جاری رکھنے کا پورا موقع حاصل ہے کیونکہ
وہ جانتا ہے کہ اس بہانہ سے برٹش فارن آفس سے پارلیمنٹ میں بازپرس
نہ ہوگی کہ کیوں روس اپنے معاہدہ پر قایم نہیں رہا ہے۔

باوجود ان سب باتوں کے اہل ایران جیسا کہ واقعات سے ثابت ہوگا
ان بڑی عیسائی سلطنتوں کے عہد و پیمان پر پورا بھروسہ کیے ہوئے تھے اور
یہہ بات کبھی ان کے خیال میں بھی نہ آتی تھی کہ ان کا قومی وجود اور آزادی راتوں
رات یوں پامال ہوگئی ہے اور یہہ سارے حلفیہ اقرار اور معاہدے محض بچوں
کا کھیل ہیں۔

جب انھیں اصل حقیقت معلوم ہوئی تو اب امر گذشتہ کا معاملہ ہوچکا تھا
مگر میں یہہ کہتا ہوں کہ اگر پہلے سے بھی اس کی اطلاع ہوتی تو وہ بیچارے
کیا کرسکتے جو حیلہ روس نے اب اختیار کیا اگر وہ بھی نہ ہوتا تو وہ اپنے اغراض
کے لیے اور بہت سے بہانے ڈھونڈھ نکالتا۔ بہرحال جو جال ایران کے
گرد پھیلایا گیا۔ خواہ انسانی ہاتھوں نے پھیلایا ہو یا ایران کی بدقسمتی سے۔
سنہ ۱۹۱۱ء کے موسم بہار میں یورپین بساط شطرنج پر یہہ غیر متوقع چال پڑی کہ
مگر خرس شمال کی یہہ ہوشیاری تھی کہ قبل اس کے موقع ہاتھ سے جاتا
اس نے پیچ مار ہی دیا۔

یہہ ناگہانی مصیبت جو گورنمنٹ ایران کو پیش آئی یہ شخص ایک دوسرے

کی نسبت بدگمان ہوگیا۔ انتظام ملک مین پھوٹ پڑگئی اور دو گروہ قائم ہوگئے
کبنٹ وزرا جو صمصام السلطنت کے زیر اثر ہوگئی اور نائب السلطنت
بھی باکم و بیش انہین کے طرفدار بنگئے۔ اراکین مجلس چونکہ اب بھی سچے دل سے
حب الوطنی کا دم بھرتے تھے اور ایران کی حکومت قایم رکھنا چاہتے تھے وہ
وزرا کے مقابلہ مین کلّہ بہ کلّہ اپنی ذمہ واریان اُٹھانے کیلیے مستعد ہوگئے
ایران کے مدبرین اور سرداران سے اسوقت کبنٹ مرکب تھی اُن کی
یہہ رائے ہوئی کہ دوسرا الٹیمیٹم بھی منظور کرلیا جائے۔ یہہ رائے خواہ اسوجہ سے
ہوکہ روس کی دھمکیون کی آڑ مین برہنہ سنگینون کی نوکین نظر آتی تھین۔ یا
انھون نے یہہ خیال کرکے کہ مقابلہ زبردست کا ہے مخالفت سے کیا نتیجہ
ہوگا۔ یہہ رائے دیدی۔ گو سب کو اس بات کا علم ضرور تھا کہ اس کا نتیجہ رعایا
پر ظلم و تعدی کے سوائے اور کچھ نہ ہوگا اور وہ یہہ بھی جانتے تھے کہ جو کچھ
کر رہے ہین اس مین اپنے ملک کی سخت نمک حرامی ہے۔

چنانچہ پہلی ڈسمبر کو قبل اس کے کہ ۴۸ گھنٹے کی مدت جو روس نے معین
کی تھی ختم ہو وزرائے کبنٹ پارلیمنٹ مین آئے تاکہ ممبران پارلیمنٹ سے
اپنی رائے کی نسبت ان کی منظوری حاصل کرین بارہ بجنے مین ایک گھنٹہ
کی کسر تھی۔ پارلیمنٹ کی عمارت کھچا کھچ لوگون سے بھری ہوئی تھی۔ سب کی
صورتون سے تشویش کے آثار نمایان تھے۔ عمارت کی غلام گردش مین مشتا جمع

ایران اور وکلائے سفارت خانہ ہائے دول خارجہ بیٹھے تھے۔ سب کو یہی انتظار تھا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔ بارہ بجے ایران کی قسمت کا فیصلہ ٹھہرا ہے۔ دیکھنا یہہ ہے کہ ایران کا وجود بہ حیثیت قوم باقی رہتا ہے یا غلامی نصیب ہوتی ہے۔

کیبنٹ وزرا تو یہہ مصمم ارادہ کرکے آئی تھی کہ پارلیمنٹ کی منظوری حاصل کرنے مین کوئی پہلو فروگذاشت نہ ہونے پائے وہ سمجھے تھے کہ دم گھنٹہ ختم نہین اب صرف ایک گھنٹہ باقی رہگیا ہے۔ اتنی دیر مین لوگون کو غور یا بحث کرنے کا موقعہ کیا ملیگا۔ چنانچہ وزیر اعظم صمصام السلطنت نے یہہ تجویز پارلیمنٹ کے سامنے پیش ہی کردی کہ مجلس وزرا کو اختیار دیا جائے کہ روس کا دوسرا الٹیمیٹم بھی منظور کرلے۔

جب یہہ تجویز پڑھی گئی ایک عجیب سناٹے کا عالم تھا۔ ممبر پارلیمنٹ بوڑھے۔ جوان۔ مجتہد۔ مقنن۔ ڈاکٹر۔ تجار اور امرا سب اپنی اپنی جگہ پہ خاموش بیٹھے تھے۔ اتنے مین ایک بزرگ مجتہد اسلام کھڑے ہوئے اور انھون نے یہہ فرمایا۔ "بھائیو! وقت تنگ ہے۔ ادھر بارہ بجے کہ اس معاملہ مین رائے دینے کا موقعہ ہاتھ سے جاتا رہیگا۔ لہذا مین نہایت مختصر الفاظ مین یہہ کہنا چاہتا ہون کہ اگر اللہ کی مرضی یہی ہے کہ ہماری آزادی اور ہمارا ملک ہم سے چھین لیا جائے تو خیر یونہی سہی۔ مگر ہم کو اپنے ہاتھ سے [illegible]

دستخط کرکے اُسے نہ دینا چاہیے۔ اپنے کانپتے ہوئے ہاتھون سے اُنھون نے ایک اشارہ کیا اور اسکے بعد اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

یہہ الفاظ گو بظاہر صاف و سادہ سے تھے۔ مگر اُن مین بلا کا اثر بھرا تھا۔ اسپنے خانگی جلسہ مین ایسی باتین کرلینا آسان ہے مگر ایک ظالم شقی القلب کے سامنے جسکے جاسوس وہان بیٹھے ہوئے غور سے اس متکلم کو گھور رہے تھے اور اپنے دل مین اسکے لئے سزائے قید۔ اذیت وہی یا جلا وطنی تجویز کرلی تھی اسطرح کے الفاظ مُنہ سے نکالنا کچھ کھیل نہ تھا۔

اُن کے بعد اور ممبران پارلیمنٹ نے کھڑے ہوکر تقریرین کین اور اپنے ملک کی عزت اور حرّیت کو قایم رکھا اور اس بات کا اعلان کیا کہ جو حقوق اپنا خون پسینہ کرکے حاصل کئے گئے ہین اُنھین اسطرح ہاتھ سے نہ جانے دینگے۔

بارہ بجے سے چند منٹ پہلے سب سے رائے لی گئی دو ایک بُزدلے توچپ چاپ اُٹھکے باہر چلے گئے باقی سب نے نام بنام کابنٹ کی تجویز کے خلاف اپنی رائے دی اور جب یہ معاملہ ختم ہوا تو ہر شخص نی(خواہ مجتہد یا تاجر جوان یا بوڑھا) اپنے اور اپنے اہل وعیال کی قسمت کا فیصلہ کرلیا۔ سب یہ جانتے تھے کہ شمالی خرس کے منہ مین جاتا ہے مگر سبکو یہ منظور تھا۔ لیکن اپنی قومی حرّیت اور ملک کی وقعت کی قربانی گوارا نہ تھی۔ اصل یہہ ہے کہ ان بیچارے ایرانیون نے اس موقع پر بڑی دلیری دکھائی اور اُن ملک فروش وزرا کو شرما دیا جو یہہ تجویز لیکر آئے تھے۔ حاضرین جلسہ مین اکثر لوگ رونیلگے۔

اور ہر طرف سے احسنت کی آوازین بلند ہوئین - وزرائے کیبنٹ مارے ندامت کے پانی پانی ہو گئے اور خوف زدہ ہو کے وہان سے نو دو گیارہ ہوئے جلسہ برخاست ہوا اور ممبران پارلیمنٹ اس مسئلہ پر بکر غور کرنے کیلئے چلے گئے کہ آیندہ اپنے ملک کیلئے کیا تدبیر اختیار کرنا چاہیئے - قاعدہ کی رو سے تو اس ووٹ نے کیبنٹ کا خاتمہ کر دیا اور اوسکا وجود ہی باقی نہ رہا - طہران کی بڑی شاہراہ لالہ زار پر لوگ جوق کے جوق آنے شروع ہوئے اور اُنھون نے یہہ نعرے مارنے شروع کیے کہ ملک خراسون کو ہیچ کرو اور خدا کو شاہد کر کے یہہ کہنے لگے کہ وہ اپنے ملک کیلئے اپنی جانین قربان کرینگے -

چندروز بعد ممبران پارلیمنٹ اور اراکین کیبنٹ مشرقی کا ایک خانگی جلسہ ہوا جسمین پھر وہی رائے قائم رہی کہ روسی الٹیمیٹم نامنظور کیا جائے - اس عرصہ مین روس کی ہزارہا فوج اور توپخانے انزلی اور جلفا سے شمالی ایران مین آنے شروع ہوئے اور باکو سے جہازون کو عبور کرکے ایرانی بندرگاہ انزالی مین پڑاؤ ڈالا گیا - جہان سے کوہ البرز کے راستہ سے قزوین اور طہران کیطرف فوج کو کوچ کا حکم ہوا -

اب طہران مین یہہ حالت تھی کہ جلسہ پر جلسہ ہوتے تھے کمیٹی پر کمیٹیان کیجاتی تھین - پہلے تو ممبران پارلیمنٹ کے خلاف سازشین ہوئین - بعد ازان علانیہ دھمکیان دیجانی لگین - مگر داہ رے ممبران پارلیمنٹ با وجود ان سب

باتون اور مزید خطرون کے وہ اپنی رائے پر قایم رہے۔

دسمبر کا سارا مہینہ اسی تشویش اور پریشانی مین گذرا مگر ممبران پارلیمنٹ کے قدم نہ ڈگے۔ حالت یہہ تھی کہ ایک ہنگامہ محشر بپا تھا۔ برف پوش پہاڑ تک ملک کی اس تباہی پر اشک افسوس بہاتے تھے۔

مجتہدین اسلام نے یہہ اعلان شایع کیا کہ کوئی شخص روسی یا انگریزی اسباب نہ خریدے۔ یہان تک کہ لوگ ایک دن ٹریم مین سوار نہ ہوئے محض اس شبہہ پر کہ ٹریموے روس کی ملک ہے۔ جب بلجین سیفر نے واویلا مچائی اور ایران کے فارن آفس مین درخواستین بھیجین کہ ٹریموے کے مالک اہل بلجیم ہین تب خدا خدا کر کے یہ شک رفع ہوا۔ تمام دن ٹریم کی گاڑیان خالی رہین۔ کوئی سوار نہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص غلطی سے بیٹھ بھی گیا تو دوسرے لوگون نے اس کی ٹانگین پکڑ کر گھسیٹ لیا۔ تمام سڑکون پر نوجوان ایرانی طلبا کا ہجوم تھا۔ جن دوکانون مین روسی مال نظر پڑا اس کے دروازے اور کھڑکیان مسمار کر دین۔ یہان تک کہ لوگون نے چار پینا چھوڑ دیا کہ وہ روس سے آتی ہے دگو چار عموماً ہندوستان سے بھیجی جاتی ہے) بعض اوقات ان نوجوان ایرانیون۔ طالب علمون۔ اور عورتون کے جوق سفرا دول خارجہ کے سفارتخانون پر پہنچکے فریاد کرتے تھے کہ دنیا کی ایسی بڑی اور زبردست سلطنتون نے ہم غریبون پر کیون ظلم ڈھایا ہے۔

ایک دن یہہ افواہ اڑی کہ نجف اشرف کے مجتہد[۵۳] نے روسیون کی خلاف جہاد کا اعلان دیا ہے۔ دوسرے دن یہہ خبر آئی کہ روسی فوج نے جو طہران کو آرہی تھی قزوین مین غارتگری شروع کردی۔

جب لوگون نے انگریزی اسباب کی خریداری بالکل ترک کردی تو شیراز مین اُسکا ایسا اثر ہوا کہ ہندوستانی فوج کو جو وہان بھیجی گئی تہی کھانا دستیاب ہونا دشوار ہوگیا۔

بعض مجتہدین نے یہہ فتوی دیا کہ بنک کے نوٹ ناپاک ہین اس لیئے اُنھین نہ چھونا چاہا۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ سیکڑون نوٹ بنک کو واپس کردیئے گئے اور اُن کا روپیہ لے لیا گیا۔ نوبت یہہ پہنچی کہ بنک کو روزانہ بیس ہزار تومان نقد دینے پڑے۔

ایک دن خفیہ پولیس نے دو آدمی گرفتار کئے جو مجھے مارڈالنے کی فکر مین تھے۔ اُن کی خانہ تلاشی ہوئی اور بام بنانے کا سامان مع چند بام کے برآمد ہوا۔ جب پولیس نے تحقیقات کی۔ تب اُنہون نے قبول دیا کہ بعض ایرانی ہواخواہان

[۵۳] ۱۳ دسمبر کو نجف اشرف کے بڑے مجتہد ملا محمد کاظم خراسانی نے دفعتًا انتقال فرمایا اسکی نسبت مشہور ہوا کہ روسی جاسوسون نے اُنہین زہر دیا۔ کچھہ عجب نہین کہ ایسا ہوا ہو اسلیئے کہ وہ طہران کو آرہے تھے اور روسیون کے خلاف جہاد پر دستخط کئے کا ارادہ رکھتے تھے۔ مجتہدین اسلام مین ملا محمد کاظم خراسانی اور اُنکے دو شریک مجتہد حاجی حسین ابن خلیل اور ملا عبداللہ مازندرانی دستوری حکومت کے بڑے طرفدار تھے۔

Mullá Muhammad Kázim al Khurásání Hájji Mírzá Husayn ibn Khalíl Mullá 'Abdu'lláh al Mázandarání

THE THREE GREAT MUJTAHIDS WHO SUPPORTED THE NATIONAL CAUSE

شاہ معزول نے اُن کو بہت سا روپیہ دیکر اس کام کیلئے معین کیا تھا کہ جب مسٹر شوسٹر کی گاڑی سڑک پر نکلے تو انہیں بام سے اُڑا دین۔

اس وقت طہران مین رہنا خطرناک تھا۔ یہہ تو ایک معمولی بات تھی کہ مین اپنے آفس مین بیٹھا ہوا گولیون کی سن سناہٹ کی آواز سنتا تھا۔ سڑکون اور گلیون مین جدال و قتال گرم تھا۔ کوئی شب ایسی نہ گزرتی تھی کہ ماسر اور پستول کی باڑھ نہ چلتی ہو۔ روسیون کی جو فوج قزوین سے یہان پہنچ گئی تھی اسکے بعض افسر اتابک پارک کے گرد گشت لگاتے تھے اور یہاں لوگون کے محافظین کو چڑاتے رہتے تھے۔ روس نے ایک بڑی فوج ایران مین محض میرے نکالنے کیلئے بھیجی تھی اور روسی نیم سرکاری اخبارون مین مجھپر سخت حملے چھپتے تھے۔ اسکا اثر یہ ہوا کہ بہت سے بدمعاش اور پولیٹکل بھگوڑے کوہ قاف سے طہران اسلئے آئے تھے کہ مجھے ضرر پہنچائین۔ اونکا خیال تھا (خواہ صحیح ہو یا غلط) کہ اس ذریعہ سے گورنمنٹ روس اُنپر مہربان ہوگی۔ اور اُنھین اپنی پناہ مین لے لیگی۔ جیسا کہ ضیع الدولہ کے قاتلون کے ساتھ کیا گیا تھا۔

ایک دن سر شام مین معہ اپنے بیوی کے ایک دعوت مین جا رہا تھا۔ کہ دفعتاً مجھے خبر ملی کہ تین چرکس قریب کی گلی مین میرے منتظر کھڑے ہین۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا تو صحیح تھا۔ مین نے دعوت مین جانا موقوف کر دیا۔ اسوقت بعض ایرانی فدائیون نے مجھسے اجازت چاہی کہ میری جان کی حفاظت کیلئے

چند فدائیون کا ایک باڈی گارڈ مرتب کرین جو ہمیشہ میرے ساتھ رہتے۔ مین نے بخوشی منظور کیا۔ اُسوقت سے ہر ایک فدائی والنٹیر ہمیشہ میرے ساتھ رہتے تھے۔ اور کبھی مجھسے جدا نہوتے تھے۔ الا اُسوقت جب مین سونے جاتا تھا۔

۲۴- ڈسمبر کو میجر اسٹوکس طہران سے روانہ ہوگئے کہ ہندوستان جاکر اپنی خدمت کا چارج لین۔ دوسرے دن سفارتخانہ روس نے گورنمنٹ ایران کو یہہ اطلاع دی کہ اگر چند دن کے اندر شرائط الٹیمٹم کی تعمیل نہ کیجائیگی تو چار ہزار روسی فوج جو قزوین مین ٹھہری ہوئی ہے طہران کی طرف بڑھے گی چند روز بعد دو ہزار ترکمانون نے روسی فوج کو قزوین کیطرف بڑھتا ہوا دیکھکر مازندران سے پایہ تخت کیطرف بڑھنا شروع کیا۔ اور دامغان تک آگئے جہان سے طہران بہت قریب تھا۔ اسوقت طہرانمین چند سو سپاہیون سے زیادہ نہ تھے۔ چنانچہ یہہ چھوٹی سی فوج یفرم خان کے ایک لفٹنٹ کیساتھ بھیجی گئی کہ ترکمانون کو روکے۔ اسوقت تمام دنیا کے مسلمانون کیطرف سے طہرانمین ہمدردی اور ہمت دلانے کے تار اور پیغام آنے شروع ہوئے اس مین شک نہین کہ بعض تارون کے مضمون نے وزرا اور کیبنٹ کو ضرور ندامت مین ڈبو دیا ہوگا

س جھے یہہ سنکے نہایت افسوس ہوا کہ ان فدائیون مین سے ایک شخص کو میری روانگی کے بعد پھانسی دیگئی اور بنا پھانسی دینے کی یہ قرار دیگئی کہ وہ خطرناک فدائی تھا۔

یہہ وزرا ابتدا ہی سے روسی غلامی کیلیئے کمر بستہ تھے۔
کلکتہ کی مجلس محافظت ایران نے کیبنٹ وزرا کو اس مضمون کا تار دیا
دونئے تجاویز ہرگز منظور نہ کرو بلکہ جو جوش منچیسٹر اور دنیا کے مسلمانون مین
پیدا ہوا ہے اُس سے فائدہ اوٹھاؤ۔ ہندوستان کی عورتون تک
کو جوش آگیا ہے۔ شمال کا دباو ریل کے اجارے کیلیئے ہے۔ جنوب
کے مشورہ پر بہروسہ مت کرو۔ امریکہ کے ساتھہ تعلقات بڑھاؤ۔
ایکدفعہ وزیر امور خارجہ ٹرکی نے پارلیمنٹ مین ایک سوال کا عجیب
جواب دیا جس سے ہنسی آتی ہے۔ ان حضرت نے یہہ بیان کیا کہ ایران
کی خودمختاری خطرہ مین نہین ہو سکتی اس لیئے کہ اینگلو رشین معاہدہ کے
رو سے وہ محفوظ ہے حالانکہ اسوقت بارہ ہزار روسی فوج ایران کے
شمالی حصہ پر قابض تھی۔
مجلس نے اس مصیبت سے نکلنے کیلیئے بہت سی تدبیرین سوچین
منجملہ اُن کے ایک بالکل نئی تدبیر یہہ تھی کہ گورنمنٹ امریکہ کو ایران مین
دخل دینے کا موقعہ دیا جائے۔ ایک شب کو مجلس کے بہت سے نامی
اراکین میرے پاس آئے اور یہہ درخواست کی ایک مختصر مسودہ
قانون تیار کر دون جسکی رو سے کئی مشہور ریلین بنانے کا اجارہ دیا جائے
تا ہم جا بجا جگہ خالی چھوڑ دی جائے۔ یہہ قانون فوراً پاس کر دیا جائیگا اب

آپ بعض امریکین اہل بدول کے نام اس مین درج کردیجے ۔ پس فوراً نیویارک کو تار دیجئے کہ یہہ اجارے ان لوگون کو دیئے گئے ہین اور اجارے دارون سے کہئے کہ اپنی گورنمنٹ سے اُن کیلئے پشت پناہی چاہین ۔ مین نے اس تجویز کی تائید تو کی مگر یہہ کہا کہ مین ایسے معاملہ مین دخل نہین دیسکتا ہون مشیر الدولہ جو برائے نام وزیر عدالت تھے اور الٹیمٹیم آنے کے وقت کیبنٹ کی کارروائیون سے بالکل الگ الگ رہتے تھے مجھسے پوچھنے لگے کہ اگر مجلس مجھے پورے اختیارات دیدے تو کیا مین روس انگلستان کیساتھ یہہ معاملات طے کر سکتا ہون ۔ اُنھون نے یہہ بھی کہا کہ ان کے بھائی جو کیبنٹ کے پریسیڈنٹ ہین ۔ اُن کی خواہش ہے کہ اس طرح کی تجویز مجلس مین پیش کرین اور مجلس کے بہت سے اراکین بھی اس کی تائید مین ہین ۔ مین نے اُن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہہ معاملات خود کیبنٹ کو طے کرنے چاہئین ۔ صدرالمہام خزانہ اس کیلئے موزون نہین بالخصوص جس حالت مین کہ الٹیمٹیم مین خود میری علیحدگی کی ایک شرط درج ہے مجلس کے بعض اراکین نے یہہ تجویز کی کہ گورنمنٹ ایران روس کے مطالبہ کو منظور کرلے اور مجھے بحیثیت صدرالمہام خزانہ علیحدہ کر دے ۔ مگر بطور مشیر خاص رکھ لے ۔

جب مجلس نے مایوس ہو کے ایک کمیٹی ۱۲ بارہ ممبرون کی بنائی ۔ اور

اُس نے نائب السلطنت کے پاس بھیجکر یہہ کہلا بھیجا کہ مجلس کو وزرا کے
کبنٹ پر اعتبار باقی نہین رہا ہے لہذا مجلس کی یہہ تجویز ہے کہ نائب السلطنت کو
اختیار دے کہ روس اور انگلستان کیساتھ اس معاملہ مین گفتگو کرین۔ اور
گورنمنٹ ایران کیطرف سے شرائط کو طے کرین۔ نائب السلطنت یہہ
سُنکے بدحواس ہوگئے اور اُن کے چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین۔ اور گھبرا
کے یہہ کہنے لگے کہ اگر پھر ایسی بات کہی جائے گی تو وہ آدھ گھنٹہ کے اندر
اپنی گاڑی مین سوار ہوکے انزلی روانہ ہوجائین گے۔

ایک وقت ایران کی چارون پولیٹکل گروہ کے وکلا ایک جگہ جمع ہوئے
اور یہہ تجویز کی کہ روسی فوج جو پایۂ تخت کیطرف بڑھی آرہی ہے اُسکو روکنا
چاہیے۔ اس مقابلہ کیلئے ایران کے پاس جتنی فوج تھی اُسکی تعداد یہہ ہے
دو ہزار بختیاری۔ تین سوار منی مع مشین گنس۔ اور تقریباً تین ہزار فدائی
یا قومی مجاہدین جنھون نے اس بات کا حلف لیا تھا کہ ایران کی دستوری
حکومت کو بچائین گے۔ یہہ کل فوج ایک بے قاعدہ مگر دلیر آدمیون کا
ایک مجمع تھا۔ اس مین شک نہین کہ یہہ لوگ پہاڑون کے درون مین
روسی فوج کو بخوبی روک دیتے۔ گو اس کی تعداد پندرہ ہزار تک ہوتی۔ ان لوگون
کو روس کے مقابلہ کا بڑا اشتیاق تھا اور اُن کی بہادری اور دلیری مین
کوئی کلام نہین اس لیے کہ چند ہفتہ بعد جب تبریز مین روسی فوج سے مقابلہ

ہوا تو چھہ دن تک برابر لڑا کئے حالانکہ روس کی فوج تعداد مین زیادہ تھی۔
ایک اور پانچ کا مقابلہ تھا اور اُس کے پاس نئی وضع کا توپ خانہ تھا۔ اور
ان بیچارون کے پاس ایک توپ بھی نہ تھی۔

اس فوج کے علاوہ ایران کے پاس اس وقت گیارہ سو خزانہ کے
فوجی پولیس کے سپاہی تھے جنکو چار بہادر اور ہوشیار امریکن افسرون نے
باقاعدہ تعلیم دی تھی۔ یہہ لوگ نوجوان ایرانیون مین سے چن چن کر نوکر رکھے
گئے تھے۔ اور وہی لوگ جنھین اپنے ملک کی جان نثاری کا دعوے تھا
اس فوج مین بھرتی ہوئے تھے۔ انھین اچھی قواعد سکھائی گئی تھی اور عمدہ
قسم کے ہتھیارون سے مسلح تھے۔ جب اُن کے پینتیس[۳۵] ایرانی افسرون کو
معلوم ہوا کہ مجلس برخاست ہوا چاہتی ہے تو وہ میرے پاس آئے اور
التجا کی کہ اُنھین اپنے ملک کیواسطے لڑنے کی اجازت دی جائے۔ اُنکی
صورتون سے یہہ ٹپکتا تھا کہ وہ روسی فوج کے مقابلہ کیلئے تُلے ہوئے ہین
شب مین بہت دیر تک اس بارہ مین بحث ہوتی رہی۔ اور بالآخر
یہہ طے پایا کہ روس کی پیشقدمی کو روکنا چاہئیے۔ اس کے بعد وہ لوگ
میرے پاس آئے اور اس بارے مین مجھ سے صلاح پوچھی مجھے وہ وقت
خوب یاد ہے کہ مختلف طبقون کے بارہ آدمی بحیثیت وکلا ایک ایسے
شخص سے ایسے اہم معاملہ مین مشورہ لیتے ہین جسے وہ کافر سمجھتے ہین معاملہ

بہت نازک تھا کہ آیا تلوار کھینچ کر مقابلہ مین آنا چاہیئے یا چپ چاپ ملک کو حوالہ کر دینا چاہیئے۔ اس مین شک نہین کہ اول الذکر صورت مین ہزارہا بندگان خدا کی جانین کام آئین گی اور آخر مین معلوم نہین کہ اور کیا آفت نازل ہو۔

ہم تین گھنٹہ تک اس بارہ مین گفتگو کرتے رہے اور آخر کو مین نے مجبوراً یہہ رائے ظاہر کی کہ اگر اسوقت روسی فوج کا مقابلہ کیا جائیگا تو یہہ یاد رہے کہ برف پگھلتے ہی پچاس ہزار روسی قزاق ایران مین گھس آئین گے اور ایرانی حمیت کا نشان تک باقی نہ رہیگا۔ اور ایسا کشت وخون ہوگا کہ بیوائین اور یتیم بچے بھی نہ بچین گے کہ وہ فدائیون کی قبر پر اشک ماتم بہائین۔

یہہ باتین بہت رنج دہ تھین اور انھین مجھ ایسے اجنبی سے مشورہ ہی نہ لینا تھا۔ مگر مین خوش ہون کہ مین نے اصل حقیقت کو ان پر ظاہر کر دیا۔

وہ اس بات پر راضی ہوئے کہ روس کے مطالبات کے خلاف حکمت عملی سے کام لینا چاہیئے۔ لڑنے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس کے بعد وہان سے اٹھ کے چلے گئے اور ان بیچارون کو اور ذلت پر ذلت اوٹھانی پڑی۔ گو دنیا کے نزدیک اسکی کچھ حقیقت نہ ہو مگر ان لوگون کے دل سے کوئی پوچھے جن پر یہہ گذر رہی ہو۔

جب طہران میں یہہ افواہیں اڑیں کہ بعض مشہور جاسوس مجلس کے اکثر ممبرون کو دھمکیان اور رشوتین دیکر راضی کر رہے ہین تو اُس وقت ایران کی عورتون نے وہ کام کیا ہے جو تاریخ مین سونے کے حرفون سے لکھنے کے قابل ہے جب سے ایران نے نیا جنم لیا ہزارہا عورتین اپنے ملک کی محبت مین کوشان تھین کہ وطن کی حالت درست ہو۔

سنہ ۱۹۰۷ء سے ایران کی عورتین ایک دم ترقی کی طرف مایل ہوئین۔ دنیا مین یہہ ایک عجیب بات ظاہر ہوئی گو اس بیان سے صدیون کے خیالات غلط ہوتے ہین۔ مگر جو کچھہ مین لکھہ رہا ہون اصل واقعہ ہے کوئی قصہ یا کہانی نہین۔

یہہ کہنا مبالغہ نہین ہے کہ اگر عورتین اپنی اخلاقی قوت سے مدد نہ دیتین تو ایران کی انقلابی تحریک کبھی یہہ صورت نہ پکڑتی بلکہ ایک بد نما مخالفت کے پیرایہ مین ظاہر ہو کے رہجاتی۔ عورتون نے حریت کی روح کو زندہ کیا۔ یہہ بیچاریان تمدنی اور معاشرتی دوہرے مظالم اٹھائی ہوئی تھین۔ انکی بڑی آرزو تھی کہ یہہ نونہال تحریک بار آور ہو۔ ایران مین دستوری حکومت قائم ہو اور ملک مین مغربی تمدن۔ معاشرت۔ تجارت اور اخلاقی اصول جاری ہون۔ سب سے زیادہ تعجب کی بات یہہ ہے کہ مجتہدین اسلام نے لوگون کی اس خواہش کی تائید کی حالانکہ ان تغیرات سے اُن کے قدیم اختیارات

مراعات کو بہت نقصان پہنچتا تھا۔

مظفر الدین شاہ کے ظلم و تعدی سے ۱۹۰۶ء میں جو انقلاب بغیر
کسی خونریزی کے ظہور میں آیا۔ اُس وقت سے اب تک ایران کی نقاب پوش
بی بیاں ملک کی آزادی کے لیے نہایت بے چینی کے ساتھ کوشاں رہیں
یہاں تک کہ بعض قدیم رسم ورواج اٹھا دیے جو اس کوشش میں مانع تھے
مجھے مسلمان عورتوں کے اعلیٰ مقاصد اور بڑا اثر جوش دیکھنے کا بہت
موقعہ ملا ہے۔ ہم یورپ اور امریکہ کے رہنے والے تو مدت سے اس
بات کے عادی ہیں کہ ہمارے یہاں کی عورتیں ہر ایک کام میں ہر ایک
پیشہ میں علم ادب میں سائنس میں پالٹکس میں مثل مردوں کے حصہ لیتی ہیں
لیکن مشرق کی نقاب پوش عورتوں کی نسبت کیا کہا جائے جو ایک ہی شب
میں معلم بن گئیں اخباروں کی نامہ نگار ہوگئیں۔ عورتوں کے کلب قائم کردیے
اور پولیٹکل معاملات میں اپنے پیچ دینے لگیں۔ ایک ایسے ملک میں جہاں
کل تک جہالت کا اندھیرا چھایا تھا اور صدیوں سے بادشاہی مظالم ہوتے
آئے تھے۔ دفعتاً ان عورتوں کا جدید خیالات اختیار کرلینا اور ترقی کی راہ
میں آنا ایک عجیب معجزہ تھا۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں کی عورتوں میں اپنے
ملک کی تمدنی اور معاشرتی ترقی کا خیال کیسے پیدا ہوا اور ہمارے تمدنی اور معاشرتی
اصولوں کو انھوں نے کیسے مان لیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں کی

عورتون مین یہہ خیالات پیدا ہوئے اور اب تک موجود ہین اور اس کیساتھ ہی ساتھ اُن مین وہ معلومات پیدا ہوئے جو عموماً سالہا سال کے عملی تجربے سے حاصل ہوتی ہین۔

ایران کی عورتون نے دنیا کے لئے ایک نمایان مثال اس بات کی پیش کی ہے کہ اُن مین نئے خیالات اختیار کرنے کی کیسی قابلیت ہے۔ اور جسطرح ایک جہاد کرنے والے کو بشارت ہوتی ہے۔ اسیطرح انھین بشارت ہوئی اور اُنھون نے ابتدا ہی سے اپنے منصوبے پورے کرنےمین کوشش کی۔

میری خوش قسمتی سے ایران پہونچتے ہی قومی مجلس مجھہ پر پورا بھروسہ کرنے لگی اور اس مجلس کے ارکین گویا کل اہل ایران کے وکیل تھے۔ اور ان سے اہل ملک کی اُمیدون اور آرزؤن کا اندازہ ہوتا تھا جب مجلس کا اعتبار مجھے حاصل ہو گیا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ ایک اور بڑی مگر خفیہ قوت میرے کام کو نظر شوق وغور سے دیکھہ رہی ہے۔ یہہ بات طہران مین بہت مشہور تھی کہ عورتون کی متعدد خفیہ سوسائٹیان قایم ہین اور ایک مرکزی سوسائٹی اُن کی صدر ہے جس کی وہ سب تابع ہین۔ مین نے اب تک ان مین سے نہ کسی کا نام سُنا۔ نہ صورت دیکھی۔ مگر صدہا مختلف طریقون سے مجھے اسکا علم ہوا کہ ہزارہا عورتین حب الوطنی کے جوش مین مجھے مدد دے رہی ہین۔ چند واقعات تمثیلاً لکھنا کافی ہون گے۔ گزشتہ موسم بہار مین ایک

دن صبح کو مین اپنے دفتر مین بیٹھا تھا کہ استنے مین مجھ سے کہا گیا کہ محکمۂ خزانہ کا ایک
ایرانی منشی کسی ضروری امر مین مجھ سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مشرقی ممالک مین
ایسے ہی عجیب اور غیر متوقع ذرایع سے بعض امور کی اطلاع ہوتی ہے۔ لہذا
کسی بات مین انکار کرنا مناسب نہین۔ چنانچہ وہ منشی اندر آیا۔ مین نے پہلے
کبھی اسکو نہ دیکھا تھا۔ وہ مجھسے فرنچ مین باتین کرنیلگا اور آزادی کیساتھ گفتگو
کرنے کی اجازت چاہی۔ اول اس نے بہت معذرت کی اس کے بعد یہہ کہا
کہ اس کی والدہ ہماری دوست ہے اور اس نے آستہ میرے پاس اسلئے
بھیجا ہے کہ مین اپنی میم صاحب کو ایک ایرانی امیر کے وہان جنکی بیگم نے
بلایا ہے نہ جانے دون اس لیے کہ وہ امیر دستوری حکومت کے دشمن ہین
اگر میری میم صاحب ان کے وہان جائینگی تو ایرانی مجھسے بدگمان ہوجاینگے
مین نے منشی کا شکریہ ادا کیا گو مجھے خود اس وقت تک اس کا علم نہ تھا۔ مگر پیچھے
معلوم ہوا کہ یہہ واقعہ صحیح تھا۔ تب مین نے اپنی میم صاحب کو وہان جانے
سے منع کیا۔ مین نے اس نوجوان منشی کو پھر بلا بھیجا اور ان سے پوچھا کہ
تمہاری مان کو میری میم صاحب کے خانگی معاملہ کا علم کیونکر ہوا۔ اس نے کہا کہ
خفیہ سوسائٹی کو اس بات کی خبر ہوچکی تھی کہ آپ کی میم صاحب فلان جگہ جانیوالی
ہین اور اس معاملہ مین مستورات مین بہت کچھ بحث ہوئی۔ چونکہ میری مان
اس سوسائٹی کی ایک ممبر ہین۔ اس لیئے انھون نے مجھ سے کہا کہ آپ کو

ہوشیار کر دوں۔

ایک اور واقعہ جو ابھی حال میں پیش آیا یہ ہے کہ ایک دن بہت سی غریب عورتیں ایک پارک میں آئیں اور یہ شکایت کرنے لگیں کہ خزانہ سے سرکاری پنشن کا روپیہ نہیں ملتا حالانکہ دس لاکھ ڈالر سے زیادہ واجب الادا ہے۔ اس وقت جو کچھ روپیہ خزانہ میں موجود تھا فوج کے لئے اسکی سخت ضرورت تھی جو شاہ معزول کے مقابلہ میں لڑ رہی تھی۔ میں نے اپنے ایک ایرانی سکرٹری سے کہا کہ ان عورتوں کے پاس جاؤ اور اُن سے دریافت کرو کہ کس نے اُن کو یہ شکایت کرنے کیلئے یہاں بھیجا ہے۔ سکرٹری نے واپس آ کے ایک امیر کا نام لیا جو شاہ معزول کے مشہور ہواخواہوں میں تھا اور محمد علی کی بڑی طرفداری کر رہا تھا تب میں نے عورتوں کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تم سب چپ چاپ اس وقت چلی جاؤ تو کل اس کا جواب ملیگا۔ چنانچہ وہ سب چلی گئیں۔

تب میں نے عورتوں کی ایک سوسائٹی میں کہلا بھیجا کہ آج کل دستوری حکومت کو روپیہ کی سخت ضرورت ہے اس لیے پنشن ادا کرنے سے مجبور ہیں۔ آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ان عورتوں کو سمجھائیں کہ آئندہ خزانہ پر ایسی شورش نہ کریں گو پنشنوں کی ادائی ممکن نہ ہوئی مگر پھر کبھی عورتوں نے ایسا ہنگامہ نہ کیا۔

طہران میں یہ مثل مشہور ہے کہ جب عورتیں گورنمنٹ کے خلاف کوئی ہنگامہ

کریں تو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ حالت خطرناک ہے جب شعاع السلطنت کی جائداد کی ضبطی کا معاملہ پیش ہوا اور گورنمنٹ روس نے دیکھا کہ اس کے سفیر کیہیر کے پاس کوئی معقول عذر دخل دہی کا نہیں ہے تو اسوقت یہ قصہ گھڑا گیا کہ شعاع السلطنت کی جائداد روسی بنک کے پاس رہن ہے اور شعاع السلطنت دو لاکھ پچیس ہزار ڈالر کا مقروض ہے۔ ہر شخص جانتا تھا کہ یہہ دعوی بالکل جھوٹ اور لغو ہے مگر وہان کوئی باقاعدہ طریقہ نہ تھا جس سے معاملات رہن کا سراغ لگتا۔ اگر اس باغی شہزادہ شعاع السلطنت سے اس بارہ مین دریافت کیا جاتا تو وہ یقیناً حلف اوٹھا لیتا کہ جائداد بینک مین رہن ہے اس لیے کہ ضبطی سے محفوظ رہتی تھی مین اس فکر مین تھا کہ کسطرح دعوی کو غلط ثابت کرون۔ روسی بنک سے جب یہہ کہا گیا کہ اگر یہہ قرضہ صحیح ہے تو اس کے ثبوت مین اپنے کتابچہ اور حسابات پیش کرو تو اس نے کچھ اعتنا نہ کیا۔

اسوقت ایک ایرانی عورت کی حب الوطنی اور دلیری کا مجھے ایک نمایان ثبوت ملا اور اس معاملہ مین اس نے بڑی مدد کی۔

میرے ایک ایرانی مددگار جو اعلی تعلیم یافتہ اور اپنے ملک کے جان نثار ہین مجھسے ملنے آئے اور کہا کہ ان کی بہن پرنس شعاع السلطنت کی ایک بیگم ہین جنھون نے شعاع السلطنت کی آخری وصیت نامہ کی ایک نقل حاصل

ہے ۔ یہہ وصیت نامہ اسی سال پرنس کے ایران چھوڑنے سے پہلے مرتب
ہوا ہے اور اصول شرع محمدی و قانون ملک کے مطابق ہے اور بالکل
قاعدہ ہے ۔

انھون نے مجھے یہہ اطلاع دی کہ اس دستاویز (وصیت نامہ) مین
شعاع السلطنت کی کل جائداد تفصیل وار درج ہے اور اُس کے کل قرض
کی تفصیل یعنی جن جن کا وہ مقروض ہے یا خود اُسکا روپیہ جس کسی سے واجب الوصول
ہے سب اُس مین درج ہے گویا اُسکی مالی حالت کی صحیح اور حقیقی کیفیت
اس سے معلوم ہوسکتی ہے ۔ میرے مددگار کی ہمشیر نے اُن سے کہا کہ یہہ
دستاویز میرے ملاحظہ مین پیش کرون گو اُن کے ایسا کرنے سے اُن بیچاری کی
جان ومال کا اندیشہ تھا اور اُن کے بچون کے حقوق تلف ہوتے تھے ۔ مگر
ان سب باتون کو انہون نے گوارا کیا اور یہہ خیال کیا کہ اپنے ملک کا فرض
سب پر مقدم و مرجح ہے ۔ یہہ وصیت نامہ مین نے لے لیا اور اس کی مدد
سے مین نے اس جھوٹ کو ثابت کر دیا جس پر گورنمنٹ روس بھروسہ
کئے ہوئے تھی اور اپنے سفیر کی مخالفانہ دست اندازی کو اس معاملہ مین
جائز تسلیم کرتی تھی ۔

جب ہر سمت یہہ سرگوشیان ہونے لگین کہ مجلس اپنی رائے پر
قائم رہے یا روس کے الٹیمیٹم کو منظور کر لے ۔ اور ہر طرف شکوک اور بدگمانی

کا تیرہ و تار ابر چھا گیا تو اسوقت ایران کی عورتون نے اپنے وطن کی محبت
اور اپنے ملک کی حریت کی حفاظت مین وہ آخری حجاب بھی اٹھا دیا جس سے
اُن کی جنس کا امتیاز تھا اور ایسی دلیری دکھائی کہ ایران کی تاریخ مین یادگار رہیگی
کئی دفعہ یہہ افواہ گرم ہوئی کہ ارکین مجلس نے اپنے خفیہ جلسون مین اس بات کو
طے کر لیا ہے کہ روسی الٹیمیٹم منظور کر لیا جائے - تمام شہر کے لوگ تشویش سے
پریشان تھے اور ہر شخص کو یہی فکر تھی کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے - ہم نے ان
لوگون کو اپنا وکیل بنا کے پارلیمنٹ مین بھیجا ہے - انھین اپنے فرض کی
ادائی پر قائم رکھنے کیلئے کیا کرنا چاہیئے کسی کے ذہن مین کچھ نہ آتا تھا مگر
واہ رے ایران کی عورتین - آخر انھین نے اس گتھی کو سلجھایا - تین سو عورتین
اپنے اپنے محلسراؤن سے نکلین - اُن کے قدم سے استقلال ظاہر تھا وہ
سب معمولی سیاہ لباس پہنے تھین - سفید جالی کا نقاب منہ پر ڈالے تھین
اکثرون کے ہاتھ مین پستول تھے اور بعض اپنی آستینون مین دبائے تھین - سب کی سب سیدھی پارلیمنٹ کیطرف گئین
اور باہر ٹھہر کر صدر نشین کے پاس کہلا بھیجا کہ اندر آنیکی اجازت دیجئے - معلوم نہین کہ اس عجیب واقعہ سے
سرزمین شیر و خورشید کے حیران پارلیمنٹ کے دلون پر کیا اثر ہوا ہوگا -
صدر نشین صاحب نے آنیکی اجازت دی - وہ سب اندر داخل ہوئین - اور بڑی
دلیری سے صدر نشین صاحب کا سامنا کیا - اس خیال سے کہ شاید وہ یا اُنکے
شرکا مطلب کو نہ سمجھین - انھون نے اپنی نقابین الٹ دین اور پستول

دکھاکے کہا کہ ہم سب یہہ تصفیہ کرکے آئے ہین کہ اس پارلیمنٹ
مین ہمارے شوہر ہمارے لڑکے ہمارے بھائی جو اسوقت موجود ہین۔ ان
سب کو ابھی اسی وقت مار ڈالینگے۔ اگر انھون نے روسی الٹیمیٹم منظور
کرنے کا ذرا بھی خیال ظاہر کیا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ تم لوگ مرد ہوکے
اپنا فرض ادا نہین کرتے اور ملک کی حریت اور وقعت کو یون کھونا چاہتے ہو
ہم تم سب کو مارنیکے بعد اپنے تئین بھی ہلاک کر ڈالینگے اور ہماری لاشین
تمھاری لاشون کیساتھ ملجائینگی۔

گو دو ایک ہفتہ کے بعد روسیون کے ہاتھون پارلیمنٹ توبرباد ہوگئی مگر
اس نے وطن فروشی کا داغ اپنے ذمہ نہ لیا۔

یہہ بات محض ایران کی نقاب پوش عورتون کی بدولت ظہور مین آئی۔
جن عورتون کی عمر ایک بلند چار دیواری کے اندر مردون کی اطاعت اور ہر
طرح کے ظلم و تعدی مین گذری ہو اور جنھین زمانہ حال کی تعلیم کا کوئی موقع
نہ ملا ہو اُن سے ایسی دلیری ظاہر ہونا ایک عجیب بات تھی۔ اس مین
شک نہین کہ مدت العمر کی قید نے انھین آزادی کا شایق بنا دیا تھا اور
وہ دن رات اپنے ملک کیلئے دعائین مانگتی تھین اور ملک کے ہواخواہونکی
کارروائیون کو ایسی نظر سے دیکھتی تھین جیسے کوئی مان اپنے بچے کو دیکھتی ہے
اور ایسے آڑے وقت مین جب مردون کے دل بندوق کی گولی۔ پھانسی کے

پھندے اور قید خانہ کے دروازوں کے ڈر سے بیٹھے جاتے تھے انھون نے یہہ مردانگی دکھائی۔

جب روس نے دیکھا کہ نہ دھمکی سے کام نکلتا ہے نہ رشوت سے مطلب برآری ہوتی ہے تب اس نے بزور پارلیمنٹ کو توڑنا چاہا۔

۲۴ دسمبر کو سہ پہر کے وقت وہی معزول مجلس وزرا پارلیمنٹ کے توڑنے کا ذریعہ بنائی گئی۔ روس نے پہلے سے ان لوگون کو رشوتین دے کر ہموار کر رکھا تھا۔ چنانچہ یہہ لوگ فوجی پولیس اور بختیاریون کو لیکر وہان گئے اور کل ممبران پارلیمنٹ اور ملازمین جو موجود تھے۔ سب کو بجبر نکال دیا۔ اور اُس کے بعد پھاٹک مین قفل ڈال کے گارڈ سپاہیون کا ایک پہرہ تعینات کر دیا۔ ممبران پارلیمنٹ کو یہہ دھمکی دی گئی کہ اگر پھر دوبارہ داخل ہونے کی کوشش کرین گے یا کسی اور جگہ جمع ہون گے تو انھین سزا سخت موت دی جائیگی اور شہر طہران اُس وقت سے گویا روس کے ہاتھ مین آ گیا اور سارے شہر مین فوجی عمل ہو گیا۔ جن لوگون نے یہہ کام انجام دیا وہ سابق وزرائے کیبنٹ تھے جو بیچارے خود ڈائرکٹر بن بیٹھے تھے۔ پہلے انھون نے یہہ دریافت کر لیا تھا کہ دو ہزار بختیاری جو شاہ معزول کو شکست دیکر واپس آئے تھے اور شہر مین ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان کو روسی جاسوسون نے ہموار کر لیا ہے اور انھین یہہ سمجھا دیا ہے کہ روس کی طرفداری مین اُن کا

فائدہ ہے ۔ یہہ معلوم نہین کہ معزول کیبنٹ کے ممبرون کوکس قسم کا لالچ یا خوف دلایا گیا جسکی وجہ سے اُنھون نے اپنے ملک کے خلاف روس کی طرفداری منظور کرلی ۔ اس مین شک نہین کہ لالچ اور خوف دونون باتین اس مین شامل تھین ۔ وزیر اعظم بختیاریون کے بڑے سردار تھے اور سردار محتشم بھی وزیر جنگ بن بیٹھے تھے یہہ دونون شخص ہمیشہ سے تھالی کے بیگن مشہور تھے ۔ کبھی ملک کے خیرخواہ ہوجاتے تھے اور کبھی خلاف مین سازشین کرنے لگتے تھے ۔ کسیوقت تو سپاہیانہ آن بان دکھاتے تھے اور کبھی لٹیرے بنجاتے تھے کچھ تو اُن کا موروثی طمع زر اور پھر روسی فوج اور توپون کا ڈر اُنھین اس راہ پر لے آیا کہ اپنا ملک ایک غیر سلطنت کے ہاتھ کیسہ زر اور حکومت کے وعدون پر بیچ ڈالین ۔ گو اس حرکت سے اُن کی ساری عزت و وقعت خاک مین مل گئی مگر روپیہ تو ضرور ہاتھ آیا اور علاوہ روپیہ کے اُن سے یہہ وعدہ کیا گیا کہ وزارت ہمیشہ انھین کے خاندان مین رہیگی ۔ جب اُنھون نے پارلیمنٹ کے خلاف ہتھیار اُٹھائے جو ہمیشہ اُن کیطرف سے بدگمان تھی تو اسوقت دستوری حکومت کی دوسری مسلح فوج جو یفرم خان کی ماتحت تھی اس کا دل بیٹھ گیا اور افسوس ہے کہ یہہ بہادر ارمنی بھی اُن سے جاملا ان دونون فوجون کی مدد سے اُنھون نے ایران مین دستوری حکومت کا نام و نشان مٹادیا اب یہہ بیچارہ ملک ان سات مشرقی بدمعاش

مدبرین کے پنجہ مین آگیا جو خود روس کے ہاتھ بک چکے تھے۔ افسوس ہے کہ حریت اور ملک کی ترقی کیلئے اہل ایران نے جو بہادری اور دلیری دکھائی تھی اُسکا یہہ انجام ہوا۔

اسیدن سہ پہر کو برخاست شدہ پارلیمنٹ کے بہت سے ممبر مجھسے ملنے آئے یہہ لوگ وہ تھے جنھیں مین خوب جانتا تھا سب نے یورپ مین تعلیم پائی تھی اور اُن کی ہمت اولوالعزمی۔ ہوشیاری اور حب الوطنی مین کلام نہ تھا اُن کے ہموطنون کا یہہ ناجائز فعل اُن کی نظر مین محض ایک پولیٹکل تغیر نہ تھا بلکہ بہت زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ وہ اسے ایک ایسا شدید جرم بیحرمتی اور بے ایمانی سمجھتے تھے کہ جسکی مثل ہونا غیر ممکن ہے۔جب وہ آئے تو سب کی آنکھون مین آنسو بھرے تھے اور آواز لڑکھڑاتی تھی۔ وہ سب اس پس وپیش مین تھے کہ آیا اُن وزرار کو مارڈالین اور دغاباز بے ایمان سخنیتیاریون کو شہر سے نکال دین۔ جنھون نے دستوری حکومت کو یون برباد کیا یا مشرقی خیال کے بموجب خودکشی کرلین۔ اُنھون نے اس بارہ مین میری صلاح پوچھی اور مین نے اُن کو یہہ رائے دی کہ ہرگز ایسا مت کرو۔ اُن دغابازون کو مارنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ اس سے روس اور انگلستان کو اور بہانہ ملیگا کہ ایرانی امن کی صلاحیت نہین رکھتے۔

وہ دستوری حکومت جس کیلئے صدہا آدمیون کی جانین کام آئی تھین۔

جب اسطرح ایک گھنٹہ مین منادی گئی کہ کسی کی نکسیر تک نہ پھوٹی تو اس سے
اہل ایران کا تحمل خودداری اور امن لپسندی ثابت ہوتی ہے - اگر کسی دوسرے
مہذب ملک مین یہہ واقعہ پیش آتا تو خون کی ندیان بہہ جاتین -
مجھ سے اکثر لوگون نے یہہ سوال کیا ہے کہ ایرانی در اصل اپنی گورنمنٹ
کی اصلاح کی صلاحیت رکھتے ہین یا نہین اور اُن مین فی الحقیقت کوئی
سچّا قومی جوش موجود ہے اس لیے کہ عموماً لوگون کا خیال تو یہہ ہے کہ ایرانی
بہت ہی ذلیل اور نالائق لوگ ہین - ہم سب جانتے ہین کہ ایک شائستہ
اور مہذب ملک مین جہان کسی قسم کا خطرہ یا اندیشہ نہ ہو - حب الوطنی کے نعرے
مارنا بہت آسان ہے - لیکن یہہ دیکھنا چاہیئے کہ ستر مسلمان ممبر پارلیمنٹ
جنکو ہر لحظہ دشمن کی بے انداز فوج کے حملہ کا ڈر لگا ہو کہ نہ معلوم کیا انجام ہوگا
اور ایک زبردست سلطنت کے جاسوس علانیہ ہر طرح کی سازش رشوت
اور دہمکی دے رہے ہون ایسی حالت مین ان لوگون کا انکار کرنا کہ روسی
الٹیمیٹم نہ منظور کرین گے اور اپنے قوم کی عزت اور حکومت ہاتھ سے نہ
دینگے - غالباً اس مسئلہ کو بخوبی حل کر دیتا ہے کہ آیا ایرانیون مین کوئی
قومی جوش ہے یا نہین -
جس شخص نے ان لوگون کی مصیبت کو دیکھا ہے وہ کہہ
سکتا ہے کہ بے شک اہل ایران اس قابل ہین کہ اُن کیساتھ

محبت دہمدردی کیجائے۔

ان لوگوں مین بعض نقص بھی ہین مگر وہ محض ملک کے رسم ورواج کی پابندی کیوجہ سے ہے جو لوگ ایرانیون پر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ وہ حکمرانی کی قابلیت ہی نہین رکھتے اُن سے بحث کرنا ہی بیکار ہے ع

جواب جاہلان باشد خموشی

البتہ یہہ بات ہی تسلیم کرتا ہون کہ ایرانی دستوری حکومت کے صحیح اصول اور سیاست عملی سے ناواقف تھے مگر اُنھین پورا حق حاصل تھا کہ اپنے ملک کے رسم ورواج ۔ اپنے خصائص اور میلان طبع کے لحاظ سے اس میدان مین ترقی کرکے اپنے تئین اہل بناتے ۔ ایک قوم کی زندگی کیلئے پانچ برس کی مدت کوئی چیز نہین اتنے قلیل عرصہ مین تو ایک متنفس بھی اپنی اصلاح نہین کرسکتا لیکن یہہ دیکھنا چاہئیے کہ صرف پانچ برس مین ایرانیون نے باوجود ایسی دشواریون اور پریشانیون کے جوان دو سلطنتون کی بدولت پیش آئین کیسی کامیابی کے ساتھ اپنے ملک اور اپنی آزادی کو اس ظالم کے پنجہ سے بچایا جس نے کئی دفعہ چھین لینے کی کوشش کی ۔ افسوس ہے کہ وہ یورپین سلطنتین دنیا کے سامنے یہہ بیان کرتی ہین کہ ایرانی بالکل نالائق نااہل ذلیل لوگ ہین ۔ اُن سے اپنے ملک کا انتظام نہین ہوسکتا ۔

مگر جب ایران کے زوال حکومت کے حقیقی واقعات لوگون کو معلوم

ہون گے تو منکر سے منکر اشخاص کی نظر سے بھی لاعلمی کا پردہ اُٹھ جائیگا اور
یہہ صاف ظاہر ہوگا کہ بیچارہ ایران بعض یوروپین سلطنتون کے بازیچہ گاہ مین
مفت شکار رہوا۔ ان سلطنتون نے برسون کی مشق کے بعد اس کھیل مین
یہہ مہارت بہنچائی ہے کہ کمزور قومین اس بازی مین آسان نوالہ
ہوجاتی ہین۔

آٹھوان باب

گورنمنٹ ایران کے ساتھ میرے تعلقات۔ تبریز، رشت اور انزالی مین روسی فوج کے ہاتھون قتل عام۔ طہران سے میری روانگی

جب سے صمصام السلطنت کی کبینٹ نے پہلی دسمبر کو مجلس
مین یہہ تجویز پیش کی کہ روس کا الٹیمیم منظور کر لینا چاہیے اُس وقت سے
مین نے دیکھا کہ وزرا کا برتاؤ میرے ساتھ بالکل بدل گیا ہے۔ بظاہر
اُنھون نے یہہ قصد کر لیا تھا کہ روس کے کسی مطالبہ کو نامنظور نہ کرنا چاہیے
اس لیے وہ چاہتے تھے کہ مین فی الفور استعفا دیدے ان کے لیے یہہ

طرز عمل آسان کر دون اور انھین کسی معاملہ مین مجلس کی منظوری کی ضرورت باقی نہ رہے۔

مجھے بذات خود استعفا دینے مین کوئی عذر نہ تھا مگر کسی نے مجھے یہہ خیال اسوقت تک نہین دلایا جب کہ مجلس نے دو مرتبہ لغایت آر اکینٹ کی تجویز کو نامنظور کیا ایسی حالت مین میرا استعفا دینا بمنزلہ اس کے تھا کہ مجلس کو حقوق ایک ایسے اہم معاملہ مین تصفیہ کرنے کیلئے جو ملک کی خود مختاری سے تعلق رکھتے ہون سلب کرنا ہے۔ تاہم مین نے اس بارہ مین مجلس کے بڑے بڑے مشہور اراکین اور دوسرے عہدہ دارون سے متواتر مشورہ کیا اور اُن سے صاف صاف کہدیا کہ مین ایران مین محض اس لیئے آیا تھا کہ گورنمنٹ ایران کو مدد دون لہذا اگر میرا استعفا دینا گورنمنٹ کے لئے مفید ہو تو مین بخوشی تیار ہون۔ سب نے اسکا جواب یہی دیا کہ مین مجلس کا ملازم ہون لہذا ایسی حالت مین میرا استعفا دینا مجلس کے اختیارات سلب کرانا ہے اور یہہ چیز بالکل خلاف معاہدہ ہوگی۔ ہر قسم کے لوگ بکثرت روزانہ میرے پاس آتے تھے۔ اور مجھ سے التجا کرتے تھے کہ کسی حالت مین مین استعفا ندون اس لیئے کہ اُن کی رائے مین میرا استعفا دینا ایران مین دستوری حکومت کا خاتمہ کرنا تھا۔

قانون کی رُو سے صمصام السلطنت کی کبنٹ کا وجود ہی پہلی

پہلی دسمبر کو دو پہر دن ڈھلے ختم ہو گیا تھا ۔ جسوقت مجلس نے اُن کی تجویز کو بلفظہٖ
آرا نا منظور کیا ۔ چونکہ بختیاری سردار بوجہ اپنے سرغنہ کے کئی مہینہ تک وزیر اعظم
رہنے کی حکومت کے عادی ہو گئے تھے ۔ اس لیئے وہ سرکاری خدمتوں سے
علیحدہ ہونا نہ چاہتے تھے ۔ اس کے علاوہ بختیاری سرداروں اور سفارت
روس میں کچھ سمجھوتہ ہو گیا تھا ۔ جس سے یہہ صاف ظاہر تھا کہ روس اُن سے
اپنے حسب منشا کام لینا چاہتے ۔

جب مجلس نے باقاعدہ طور سے روسی الٹیمیٹم کو نامنظور کیا جسکی گورنمنٹ
روس کو امید نہ تھی تو اُسوقت بعض روسی افسر اور روسی جاسوسوں نے طہران
میں اور ذرائع سے یہہ کوشش کی کہ کم از کم روسی الٹیمیٹم کی ایک ظاہری
منظوری تو ہو جائے ۔ ایسی تشویش اور پریشانی کے ایام میں گورنمنٹ روس
نے غربا میں بہت سا روپیہ صرف کیا کئی مسجدوں میں جہاں بہت سے لوگ
جمع تھے (جیسا کہ عموماً موسم خزاں میں وہاں عادتاً جمع ہوتے ہیں بالخصوص اگر
شہر میں روٹی کا قحط ہو) اُسوقت ہزارہا ایرانیوں کو روس کیطرف سے کھانا
تقسیم ہوا اور اُن سے یہہ کہا گیا کہ روس اپنے روپیہ سے یہہ انتظام کر رہا ہے
اور محض مجلس کی مخالفت اس قحط کا باعث ہے ۔ یہہ کہا جاتا تھا کہ روس نے
غربا کو کھانا تقسیم کرنے میں ایک لاکھ روبل صرف کیئے ۔

پہلی دسمبر کی سہ پہر کو پرنس علاء الدولہ کے مارے جانے کے بعد جب

مجلس نے کیبنٹ وزرا کو معزول کر دیا اُس وقت مجھے یہہ خبر ملی کہ بعض بختیاری سردار جو میرے زیادہ مخالف اور دشمن ہین - اُن کو امیر مجاہد اسعد دانجنگ اور اس دغا باز امیر مفخم نے اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ اتابک پارک مین میرے دفتر پر حملہ کر کے خزانہ کو چھین لین - کل کاغذات اور کتابچون کو جلا ڈالین اور اہل امریکہ کو ملازمت سے علیحدہ کر دین اسکی وجہ یہہ تھی کہ گذشتہ موسم بہار مین امیر مجاہد اور دوسرے بختیاری سردارون نے فوجی تیاری کیلئے بہت سی رقمین مجھ سے وصول کی تھین اور مین اُن سے حساب طلب کر رہا تھا -

جب یہہ خبر مجھے پہنچی تو مین نے ایک ایرانی دوست کو ان بختیاریون کے پاس بھیجکر یہہ کہلا بھیجا کہ اگر فی الحقیقت ایسی حماقت کرنا چاہتے ہین تو ذرا اس پر پھر غور کر لین - اس سے میری غرض صرف یہہ تھی کہ انھین معلوم ہو جائے کہ مین ان کی کارروائیون سے غافل نہین ہون - اس کے بعد مین نے اتابک پارک کے فوجی پہرہ مین پچاس جوان اور اضافہ کر دیئے اور اب کل فوجی جوان ایک سو پچاس وہان موجود تھے - بختیاریون کو کبھی وہان آنیکی جرأت نہین ہوئی - اس واقعہ کے چند ہی روز بعد یفرم خان اور بختیاری سردارون مین جھگڑا ہو گیا اور کئی دن تک یہہ اندیشہ رہا کہ یفرم خان کی فوجی پولیس سے تلوار چل جائیگی - یفرم خان نے اُسوقت شہر کی کوتوالی سے

استعفا دیدیا تھا - یہہ افواہ گرم تھی کہ بختیاری جن پر روز بروز روس کا اثر بڑھ رہا ہے - یفرم خان کی پولیس سے ہتھیار لے لینے کی فکر کر رہے ہین اور ان کا ارادہ ہے کہ قزاق بریگیڈ کی مدد سے طہران مین پولیس کا انتظام کرین اور روسی کرنل ڈوپسکی کو ان کا افسر قرار دین - اس افواہ سے شہر مین بہت بے چینی اور ابتری پھیلی - اور خونریزی کا اندیشہ تھا - دونمبر فدائی اس بات پر تلے ہوئے تھے کہ اس معاملہ مین وہ ضرور لڑین گے مگر کسیطرح یفرم خان اور بختیاریون کی نزع کا تصفیہ ہوگیا اور یفرم خان نے پھر اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا -

روسی افسر کا ایک پارک کے گرد گشت لگایا کرتے تھے - چنانچہ چوتھی دسمبر کو ایک صاحب نے پارک کے محافظین کو برا بھلا بھی کہا -

وثوق الدولہ وزیر امور خارجہ اور ان کے بھائی قوام السلطنت وزیر داخلہ ان دونون کا برتاؤ اب میرے ساتھ بالکل بدل گیا - گو اس سے پہلے یہہ دونون میری دوستی کا دم بھرتے تھے - ان کے برتاؤ مین یہہ تغیر اس وقت واقع ہوا جب انھون نے سنا کہ مین نے مسٹر لیکافر کو تبریز اس لیئے بھیجا ہے کہ وہان کی سرکاری مالگزاری مین جو تغلب و تصرف ہوا ہے اسکی تحقیقات کرین - اس صوبہ کی آمدنی دس لاکھ تومان تھی - مگر میرے جائزہ لینے سے کئی مہینہ پیشتر اور کل موسم سرما بھر جبکہ مین صدر المہام خزانہ تھا ایک

جب بھی وہان سے گورنمنٹ کو وصول نہیں ہوا - یہہ چیز بہت ہی عجیب تھی اسلئے کہ موسم گرما مالگذاری وصول ہونیکا وقت ہے - خانگی طور سے مجھے یہہ معلوم ہوا کہ ٹیکس کلکٹر نے خوب اپنی جیبین بھر لی ہین اور وہ نہ میری اور نہ گورنمنٹ کی کچھ پروا کرتا ہے - وہ سمجھتا ہے کہ ہم لوگ اس کا کچھ نہ کر سکینگے اس لیئے کہ وہ ان دونون وزرا (وثوق الدولہ اور قوام السلطنت) کے پدر بزرگوار ہین - چنانچہ یہی سبب تھا جسکی وجہ سے یہہ لوگ مجھ سے کشیدہ ہو گئے تھے

ایران مین سازشین ایسی گہری ہوتی ہین اور ذاتی اغراض کا اتنا خیال کیا جاتا ہے کہ جس کی کوئی حد نہین - یہہ دونون وزرا روسی الٹیمیٹم منظور کرنیکی تائید مین تھے محض اس لئے کہ اس مین ایک شرط یہہ بھی تھی کہ مسٹر لیکافر فی الفور ایران کی ملازمت سے علیحدہ کر دیے جائین -

یہہ واقعہ مین نے اس لیئے بیان کیا تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ مجلس شوریٰ برخاست ہونے کے بعد میرے اور کیبنٹ وزرا کے تعلقات کیسے تھے -

مجلس نے میرا تقرر کیا تھا اور اسی مجلس نے اس معاہدہ کو منظور کیا تھا جسکی رو سے ملک کے مالی انتظامات میرے تفویض ہوئے اور مجلس نے ۱۳- جون کو ایک قانون پاس کر دیا تھا جسکا مقصد یہہ تھا کہ مین اپنے فرائض کی انجام دہی مین کسی کیبنٹ کے زیر اثر نہ رہون - چنانچہ اسی وجہ سے اول

مجلس برخاست کرنیکی کوشش کی گئی اور بعینہٖ یہی وجوہ موجودہ ارکان فرقۂ مخالفہ کے مقابلہ سے جانے کا باعث ہوئے تھے -

جب مجلس بزور برخاست کردی گئی تب ہم اہل امریکہ کی حالت بہت دوسری ہوگئی اسلیے کہ جس غرض سے ہمیں نوکر رکھا گیا تھا اسی کا وجود باقی نہ رہا - ایسا اگر ہم رہنا چاہتے تو خواہ مخواہ کیبنٹ وزرا کی حکومت کو تسلیم کرتے مگر مجھے اسکی خواہش نہ تھی - مجلس برخاست ہوجانے سے ہمیں کوئی امید نہ رہی کہ اب اہل ایران کی بہبودی کیلئے ہم اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام دیسکینگے اور مین نے یہہ خیال کرلیا کہ اب کام کا خاتمہ ہے -

۲۴ - دسمبر سے پہلے کیبنٹ وزرا نے کئی دفعہ میرے پاس کہلا بھیجا تھا کہ مین استعفا دیدون - بلکہ وزرا نے بذات خود مجھے یہہ لالچ دلایا کہ علاوہ اُس معاوضہ کے جو ازروے معاہدہ گورنمنٹ سے مجھے ملنا چاہیئے - وہ شیر و خورشید کا اعلیٰ تمغہ جو بڑے بڑے جلیل القدر لوگون کیلئے مخصوص ہے مجھے دلائینگے جس سے اس امر کی تصدیق ہوگی کہ مین نے اہل ایران کی خدمات کیسے انجام دیے اور نیز مجھے اپنا جانشین نامزد کرنے کا اختیار دیا جائیگا اور اس کے علاوہ دوسرے مختلف اعزاز عطا ہونگے مین نے ان سب باتون کا یہہ جواب دیا کہ جبتک ارکان مجلس کی طرف سے (گو غیر سرکاری طریقہ پر سہی) اس امر کی تصدیق نہ ہولیگی کہ میرے استعفا دینے سے انکو منا

کوئی نقصان نہ پہنچیگا اس وقت تک میں استعفا نہیں دیسکتا اب رہا شیرو خورشید کا مرصع تمغا اور دوسرے عطیات جنکا لالچ مجھے دلایا جاتا ہے۔ اگر یہہ بھی مجلس کیطرف سے مجھے عطا ہوئے تو مضائقہ نہیں ورنہ میں ان چیزوں کی پروا نہیں کرتا ہے مجھے معلوم ہوا کہ وزراء کیبنٹ میرے اس جواب سے ناخوش ہوئے۔ ۲۴ دسمبر سے پہلے کیبنٹ نے میرے ساتھ علانیہ مخالفت شروع کر دی تھی اور بختیاری سرداروں نے یہہ دھمکیاں دیں کہ یہہ [illegible] حملہ کرکے خزانہ لوٹ لینگے۔

مجلس کی برخاستگی نے ایران میں دستوری حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

دوسرے روز سہ پہر کو کرسمس کا دن تھا۔ وایس امور خارجہ تہنیت کیلئے آئے اور فارسی میں ایک خط پیش کیا جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

بخدمت آنریبل مسٹر شوسٹر!

آپ واقف ہیں کہ ۹ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کی شام کو مجلس کیطرف سے ایک کمیشن مقرر ہوا تھا اور اسے یہہ اختیار دیا گیا تھا کہ گورنمنٹ روس کیطرف سے جو الٹیمیٹم پیش ہوا ہے اسکا تصفیہ کرے چنانچہ سلخ ذی الحجہ کو کمیشن نے بتائید مجلس وزرا یہہ طے کیا کہ الٹیمیٹم منظور کیا جائے اور اس فیصلہ کی اطلاع سفارت[1] روس کو بھیجدی گئی۔

---

[1] نہ کوئی باقاعدہ کمیشن مقرر ہوا تھا اور نہ اسے اس تصفیہ کا اختیار تھا (مترجم کے پاس اصل موجود ہے) [illegible]

چونکہ منجملہ شرائط الٹیمیٹم ایک شرط یہ ہے کہ آپ گورنمنٹ ایران کی ملازمت سے
علیحدہ کر دئے جائیں اور مالی کام آپ سے لے لیا جائے۔ لہٰذا ہم آپ کو اسکی اطلاع
دیتے ہیں۔ اب رہا صدر المہام خزانہ کا دفتر یا کتابچہ وغیرہ آپ کس کو سپرد کریں
اور دوسرے اہل امریکہ جو گورنمنٹ ایران کے ملازم ہیں اُن کی نسبت کیا
عمل ہو اس کے متعلق گورنمنٹ آپ کو بعد اطلاع دیگی۔

اس خط پر سابق کے سات وزرا کے دستخط تھے جن میں صمصام السلطنۃ
اور وثوق الدولہ بھی شامل تھے۔ جب میری علیحدگی کا یہ باقاعدہ حکم مجھے ملا تو اسوقت
تین طریقوں میں کوئی بھی ایک طریقہ میں اختیار کر سکتا تھا۔

(۱) اس حکم کو منظور کر لیتا۔

(۲) اس کے منظور کرنے سے قطعی انکار کرتا۔

(۳) اسکا کچھ جواب نہ دیتا اور کیبنٹ پر چھوڑ دیتا کہ اس بارہ میں اور جو
کچھ مزید کارروائی چاہے کرے۔ اگر میں آخر الذکر طریقہ اختیار کرتا تو کسی نہ
کسی حیلہ سے ایران میں رہ سکتا تھا۔ اس حکم کی تعمیل سے قطعی انکار کرتا
تو طہران میں سخت بلوہ اور خون ریزی ہوتی۔ سب لوگ مجلس برخاست ہونے
سے سخت ناراض تھے اور اگر میں وزرا کے مقابلہ پر آجاتا تو معلوم نہیں کیا

(ا) ہم متعلقہ قتل کا تذکرات موجود ہیں اور دستخط بھی ثبت ہیں اس امر کا کہ مجلس نے ان لوگوں کو کسی قسم کا اختیار نہیں دیا تھا یہ ہے کہ
ان لوگوں نے [illegible] کرنے کی کوشش سے پہلے یہ ضروری سمجھا کہ اول مجلس کو برخاست کریں۔

نتیجہ ہوتا۔

مجلس کے بہت سے ارکین ایک جگہ جمع ہوکے اس امر کا اعلان کرنیکے لیے
ستھے کہ مجلس بالکل بیقاعدہ برخاست کیگئی ہے۔ نائب السلطنت نے اپنے
حلف کے خلاف عمل کیا۔ اور دوسرے وزرا مکار و دغا باز ہیں۔ اگر یفرم خان
کی پولیس اور طہران میں دو ہزار بختیاری موجود نہ ہوتے تو سارے شہر میں ایک
بلوہ عظیم برپا ہوتا۔ یفرم خان نے اپنے پولیس اور ان بختیاریوں کے پہرے
جابجا تعینات کردیئے اور اہل طہران کو بلوہ کرنے سے باز رکھا۔ یفرم خان اور
وزرا بالخصوص وثوق الدولہ نے اپنے مکانات کے گرد بہت سے پہرے تعینات
کئے تھے مگر اس پر بھی لوگ ان تمام وزرا پر حملہ کرنے سے باز نہ آتے اگر قزاق
بریگیڈ اور روس کی ایک فوج کثیر خاص شہر میں اور شہر سے صرف اسی میل کے
فاصلہ پر قزوین میں موجود نہ ہوتی۔

ان وجوہ سے مین نے یہہ تصفیہ کیا کہ اب میرا فرض ہے کہ اس جھگڑے
سے علیحدگی اختیار کرون اور اب ایران مین اہل امریکہ کا زیادہ رہنا بالکل بیکار
ہے چنانچہ مین نے ۲۴ دسمبر کو اس تحریر کا حسب ذیل جواب دیا۔

"بجواب مراسلہ مجلس وزرا نگارش ہے کہ اس حکم کی تعمیل باقاعدہ اُس وقت
کیجائیگی جب مجھے یہہ اطلاع ہو کہ مین اپنی خدمت کا چارج کس کو دون اور
میرے چودہ ۱۴ امریکن مددگار کا تصفیہ جس کے متعلق یہہ لکھا گیا ہے کہ کونسل نے

بعد کو اطلاع دی گئی کیا ہوگا اس وقت جو خاص امر زیر غور ہے وہ میرے امریکن
مددگاروں کی آئندہ ملازمانہ حیثیت ہے۔"

کرسمس کے کچھ دن پہلے مجھے یہہ اطلاع دی گئی کہ کل امریکن اور ایرانی
عہدہ داران پولیس خزانہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں یہہ واقعہ اسوقت کا ہے
جب کہ کسی کو یہہ گمان بھی نہ تھا کہ کیبنٹ وزرا مجلس کو برخاست کرنے والی ہے
یہہ لوگ کرسمس کے دن سہ پہر کو مجھ سے ملنے آئے اور مین سب سے
ملا کیونکہ مین اس بات سے واقف ہو چکا تھا کہ طہران مین لوگ افواہ اڑانے کے
بڑے شائق ہین اور ایک دن پہلے کیبنٹ وزرا کی تجویز پر جو جوش ہوا تھا
اس کی خبر تمام شہر مین پھیل چکی تھی۔ مین نے احتیاطاً ان سب کو متنبہ کیا کہ
آپ لوگ محض مالی انتظامات کے محکمہ کے عہدہ دار ہین آپ لوگون کو چاہیئے
کہ پولیٹکل معاملات یا پولیٹکل مباحثون سے احتراز کرین جسوقت مین اپنے
عہدہ دارون سے یہہ کہہ رہا تھا بہت سے نوکر اور دوسرے لوگ بھی وہان
موجود تھے۔ تاہم جس بات کا مجھے ڈر تھا آخر وہ ظہور مین آئی۔ مین نے تو ان
لوگون سے نصیحتاً یہہ گفتگو کی مگر اس کی افواہ یہہ پھیلی کہ مین نے خزانہ کی فوجی
پولیس کو تیار رہنے کا حکم دیا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ ان کے ذریعہ سے
مجلس کو پھر بحال کرون۔ چنانچہ چند گھنٹے بعد مجلس وزرا نے اسی مضمون کا
ایک مراسلہ بھیجا۔

۲۴ - دسمبر کو گورنر تبریز کے پاس سے یہ خبر آئی کہ روسی فوج نے جو وہاں
تعینات تھی باشندوں کو قتل کرنا شروع کیا ہے اس کے بعد معلوم ہوا کہ
تار کاٹ دیے گئے اور خبر کا آنا موقوف ہو گیا اور بہت سی روسی فوج جلفہ
سے تبریز کو آ رہی ہے - تبریز میں لڑائی کا اصل سبب نہ معلوم ہوا البتہ
یہ کہا گیا کہ چند روسی سپاہی ۲۰ - دسمبر دس بجے رات کو پولیس کے
تھانہ کی چھت پر چڑھے کہ ٹیلیفون کا تار درست کریں اُس وقت ایرانی پہرہ
والوں نے انھیں ٹوکا جس کا اُنھوں نے گولی سے جواب دیا اس کے بعد صبح
ہوتے ہی لڑائی شروع ہو گئی اور کئی دن تک جاری رہی - گورنر تبریز نے
یہ اطلاع دی کہ روسی فوج نے بڑے مظالم کیے - سیکڑوں بے گناہ عورتوں
اور بچوں کو سڑکوں پر ہلاک کر ڈالا اس وقت تبریز کے گرد چار ہزار روسی فوج
معہ دو توپ خانوں کے موجود تھی - تبریز کے ایک ہزار فدائیوں نے قدیم قلعہ
ارک میں پناہ لی - اُن کے پاس نہ توپ خانہ تھا اور نہ عمدہ ہتھیار تھے روسیوں
نے اس قلعہ پر گولہ باری کی اور بہت سے فدائی مارے گئے - روسی فوج کی
کثیر تعداد اور توپ خانہ نے بالآخر اس جگہ کو فتح کر لیا اور پھر اس کے بعد ایسا ظلم
کیا کہ کسی ایرانی کی آبرو یا جان کو نہ چھوڑا -

ایک دفعہ مسیو پوکلیوسکی کوزیل وزیر سفارت خانہ روس متعینہ
طہران نے روسی فوج کے جنرل کو یہ تار دیا کہ تبریز میں لڑائی موقوف کی جائے

اسلیے کہ پایہ تخت مین معاملات طے ہو رہے ہین۔ مگر اس جنرل نے جواب دیا کہ مین وزیر اسٹیٹ کو وقت کے حکم کا تابع ہون۔ آپکے حکم کو نہین مان سکتا۔

نوۃ جنوری کو جبکہ وزعرم کی دسوین تاریخ تھی اور اہل ایران کے مذہب مین یہہ ایک نہایت رنج و الم کا دن تھا روسی جنرل نے تبریز کے دار الامارہ پر روسی جھنڈے چڑھا دیئے اور تبریز کے ایک بڑے مجتہد ثقہ الاسلام کو اور دو مجتہد اور پانچ عمائدین شہر سب کو پھانسی پر لٹکا دیا۔ ان پانچ عمائدین مین کئی اعلی عہدہ دار گورنمنٹ ایران بھی شامل تھے۔ روسیون کی اس ظالمانہ حرکت اور بیرحمی کا ایرانیون پر ویسا ہی اثر ہوا جیسا کہ اہل انگلستان پر ہو سکتا ہے اگر آرچ بشپ آف کنٹربری کو گڈ فرائڈے کے دن پھانسی دی جائے یہہ تشبیہ میری نہین ہے بلکہ ایک بڑے انگریزی نامہ نگار کے الفاظ ہین اُس وقت سے برابر ایرانیون کو پھانسی دینا یا گولی سے مارنا جاری رہا اور تبریز مین روسی جس کسی کو دستوری حکومت کا مؤید سمجھتے تھے اُسے فوراً پھانسی دیدیتے تھے یا گولی سے مار دیتے تھے جب پہلی پہل وہان لڑائی شروع ہوئی ہے تو اسوقت سینٹ پیٹرس برگ مین فارن آفس کے ایک معزز عہدہ دار نے اخبار کے ایک نامہ نگار سے یہہ بیان کیا کہ جب تک دستوری حکومت والون کا بالکل قلع و قمع نہو جائیگا۔ اُس وقت تک قتل عام جاری رہیگا۔

بہت سے لوگ اخبار مین اس واقعہ کو پڑھ کے کانپ اُٹھے اور اُنہین
روس کے وہ مظالم یاد آگئے جو اسکوبیلاف نے ترکستان مین ۱۸۸۱ء مین بیچار
ے بیبس ترکمانون پر کیے تھے۔ اُس ظالم نے آٹھ ہزار ترکمانون کو صرف یہہ
کہکے ہلاک کر دیا کہ ایشیا مین امن کا قیام مقتولین کی تعداد پر منحصر ہے لوگونکو
غریب چینیون کی غمناک داستان بھی یاد آگئی جو بیچارے دریائے امور کے
کنارے والاڈی وسٹک مین بسے تھے سنہ ۱۹۰۰ء مین روسیون نے اُن سے
کہا کہ فوراً وہان سے چلے جائین اور جب اُن بیچارون نے یہہ عذر کیا کہ کوئی جہاز
یا کشتی یہان موجود نہین ہے جو ہمین دوسرے مقام پر پہنچا دے تو روسیون نے
اُن سے کہا کہ دریا مین چلے جاؤ اور محض اتنے کہنے پر اکتفا نہین کیا بلکہ سنگینونکی
نوک سے کل باشندون کو دریا مین ڈبو دیا۔

یہہ واقعات معلوم ہو سکنیکے بعد اب روس کے نیم سرکاری اخبار نووو
وریمیا کا یہہ بیان بخوبی سمجھ مین آسکتا ہے کہ ایسی حالتون مین اسطرح کا ظلم
جائز رکھا ہے۔ تبریز کے کل باشندے گویا خطاوار تھے۔ اور اُن کو سزا دینا
ضرور تھا۔ مگر روسی زیادتیون کی بھی ایک حد ہونی چاہیئے۔

تجربہ نے یہہ بات ثابت کر دی ہے کہ گورنمنٹ روس با اختیار ہونیکے
بعد اپنے معاملات مین جو کچھ کہتی ہے اُسے پورا کرنے مین کوئی قسم نہین اُٹھا
رکھتی۔ مین یہہ کہسکتا ہون کہ تبریز کے کل مظالم دنیا پر کبھی ظاہر نہ ہونگے

اور روس نے بھی بخوبی اس بات کو سمجھ لیا ہے۔ بنی نوع انسان کو گولی
سے مارنا پھانسی دینا اور طرح طرح کے مظالم کرنا۔ توپ کے منہ سے اُڑا دینا
بیگناہ عورتوں اور بچوں کو شہر کی گلیوں میں ذبح کر ڈالنا یا اس سے بھی بڑھکر
اور زیادتیوں کے مرتکب ہونا ایک ایسی قوم کی فوج اور اُس کے افسروں کے
لیئے بہت ہی خوشنما فعل ہے جسکا بادشاہ امن کا مدعی ہے اور اپنے
تئیں بنی نوع انسان کا دوست کہتا ہے۔

ایک صریح واقعہ یہہ ہے کہ جس وقت تبریز میں لڑائی شروع ہوئی
روسی فوج نے رشت اور انزلی میں جو کئی سو میل وہاں سے تھا۔ ایرانی
پولیس اور وہاں کے بہت سے باشندوں کو بلا کسی اطلاع یا اشتعال کے
گولی سے مارنا شروع کر دیا اور لطف یہہ ہے کہ یہہ واقعہ اُسدن ہوا
جسروز کیبنٹ وزرائے ایران نے سفارت خانۂ روس کو اس امر کی باقاعدہ
اطلاع کر دی تھی کہ روسی الٹیمٹیم منظور کر لیا گیا۔ گورنمنٹ برطانیہ نے اہل ایران
کو اس بات کا یقین دلایا تھا کہ اگر الٹیمٹیم منظور ہو جائے گا تو اُس صورت میں
روسی فوج جو حملہ آور ہو رہی ہے فوراً واپس ہو جائیگی اور گورنمنٹ روس نے
بھی گورنمنٹ برطانیہ کے اس اعلان کی تصدیق کی تھی البتہ یہہ کہا تھا کہ سرحد پر
کچھ فوج روک لی جائیگی تاکہ کوئی اور نیا واقعہ نہ پیش آئے۔

ایسی حالت میں کیا یہہ ممکن ہے کہ بیچارے بیکس ایرانیوں نے تبریز میں

اور انزلی مین روس کی کثیر التعداد فوج پر حملہ آوری کی سبقت کی ہو۔

۲۵-دسمبر سے ۷ جنوری تک نکمے ام وزرا کے خلاف لوگون کا غصہ ترقی کرتا رہا۔ وہ یہہ کہتے تھے کہ ان نکمے امون نے ہمین غیرون کے ہاتھ فروخت کر ڈالا اس عرصہ مین ملک کے تمام اضلاع اور صوبہ جات سے تار پر تار آتے رہے کہ نائب السلطنت اور کبنٹ وزرا نے جو دستوری حکومت پر حملہ کیا ہے اسکی انھین سزا دینی چاہیئے۔ مین نے وزرا کے پاس بار بار یہہ کہلا بھیجا کہ میری علیحدگی کے حکم سے خزانہ کے معاملات بالکل ابتر ہورہے ہین اور اگر فی الفور کوئی انتظام نہ کیا جائے گا تو مین اپنے مددگار مسٹر کیرنس کو اپنی خدمت کا چارج دیکر طہران سے چلا جاؤن گا۔ کبنٹ وزرا اور نائب السلطنت نے یہہ منظور کیا کہ مسٹر کیرنس میرے جانشین ہون۔ اگرچہ مسٹر کیرنس بھی یہان رہنے پر راضی نہ تھے مگر سفارت برطانیہ اور سفارت روس نے ایرانیون کو ڈانٹا کہ اگر سوائے مسٹر جارنارڈ منتظم محصول خانہ جات جنگی کے اور کسی شخص کو میری جگہ پر مقرر کرینگے تو سخت سزا دی جائیگی۔ دو ہفتہ تک مین اس کوشش مین رہا کہ کبنٹ وزرا کوئی مناسب انتظام کرے مگر کچھ نہ ہوا۔ تب مین نے نوین جنوری کو اپنی خدمت کا چارج مسٹر کیرنس کو دیدیا اور دو دن پہلے مین نے کبنٹ وزرا کو اس امر کی اطلاع بھی کر دی تھی کہ اگر ۴۸ گھنٹے کے اندر کوئی انتظام میری سبکدوشی کا نہ کیا جائیگا تو مین ایسا ہی کرون گا۔

چنانچہ دوپہر تک مین نے اپنا دفتر مسٹر کیرنس کو سپرد کردیا اور ضروری
ہدایات وغیرہ دے دیئے اور وزرا و بینک کو اس کی اطلاع کردی - مسٹر
میکاسکی کو مین نے اپنی طرف سے مختار عام مقرر کردیا کہ اگر کسی معاملہ مین
سرکاری کاغذات یا حسابات وغیرہ کے متعلق کچھ باز پرس ہو تو میری طرف سے
جوابدہی کرین -

کچھ گھنٹے بعد وزرا کے ایک وکیل نے مجھے ٹیلیفون دیا کہ وہ ایک ضروری
مراسلہ میرے پاس لا رہے ہین اتنے مین وہ تشریف لائے اور نائب السلطنت
و وزرا کی طرف سے ایک حکمنامہ پڑھکر سنایا جس مین یہہ لکھا تھا کہ مسٹر
ہارناڈ منصرم صدرالمہام خزانہ مقرر کئے گئے - مین نے یہہ تحریر مسٹر کیرنس
کو دیدی جنہون نے میری خدمت کا جائزہ لیا تھا -

اس طرح کی کارروائی کرنا خاص ایرانیون کا ڈھنگ ہے - وزرا
خوب جانتے تھے کہ مین کبھی مسٹر ہارناڈ کو اپنی خدمت کا جائزہ نہ دونگا
اس لیے کہ مین اس شخص کی بیضابطگیون اور غبن سے خوب واقف تھا اور
یہہ شخص ایران مین بہت بدنام بھی تھا -

مسٹر کیرنس نے فوراً وزرا کو اطلاع دی کہ وہ خزانہ کا جائزہ دینے پر
تیار ہین اور وہ مع اپنے تیرہ امریکن مددگارون کے جنکے ساتھ گورنمنٹ ایران نے
بدعہدی کی ہے ملک سے چلا جانا چاہتے ہین -

نوبت جنوری کو نائب السلطنت نے میرے پاس کہلا بھیجا کہ وہ مجھسے خدا حافظ" کہنا چاہتے ہیں اور نوعمر شاہ بھی اس امر کے خواہشمند ہیں کہ مجھسے ملیں اور میری خدمات کا اعتراف کریں۔ مجھسے کہا گیا کہ دوسرے روز میں وہان جاؤن۔

چنانچہ مین دوسرے دن گویا آخری دفعہ گاڑی مین سوار ہوکے دربار کو گیا۔ جہان اعلیحضرت شاہ ایران مجھسے ملنا چاہتے تھے۔ مین دردولت پر پہنچا اور سمبر۔ افسردہ دل اہل دربار۔ عہدہ دار اور نوکرون کی لمبی لمبی قطار مین ہوکے گذرا۔ شاہ بہت ہی مرعوب معلوم ہوتے تھے۔ جیسا کہ عموماً ایک خانگی ملاقات کے موقعہ پر اسطرح کا اثر ہوتا ہے۔ اُنھون نے ایک مترجم کے ذریعہ سے گفتگو کی اور میرا بہت شکریہ ادا کیا کہ مین نے اُن کے ملک کی اصلاح انتظام مین بہت کچھ کوشش کی۔ مین نے اُن کو دعا دی اور یہہ کہا کہ خدا آپکو کامیاب کرے اور آپکا ملک آباد اور آسودہ رہے۔ گو مین جانتا تھا کہ اس بیچارے کو کبھی امن نصیب نہ ہوگا۔

اعلیحضرت نے بطور یادگار اپنی ایک خاص تصویر بھیجنے کا وعدہ فرمایا گو مجھے توقع نہ تھی کہ وہ مجھ تک کبھی پہونچیگی۔

وہان سے مین رخصت ہوکے نائب السلطنت کے پاس گیا۔ اور کئی گھنٹہ تک باتین کرتا رہا۔ اُنھون نے بھی میرے جانے پر بہت اظہار تاسف کیا

اور یہہ کہا کہ معلوم نہین اب آیندہ ملک کا کیا انجام ہوگا۔

اس ہفتہ مین مسٹر کیرنس سفیر روس اور سفیر برطانیہ سے مراسلت کرتے رہے اور دونون سفرا سے اس بات سے اتفاق کیا کہ الٹیمیٹم منظور ہونے سے اہل امریکہ کے معاہدات کی بدعہدی ہوتی ہے لہذا انھین ملک سے جا پہنچانا پورا حق حاصل ہے۔ چونکہ مسٹر کیرنس کو معلوم تھا کہ وزراے ایران محض سفیر روس کے حکم کی تعمیل کرتے ہین لہذا انھون نے بیکار وقت ضایع کرنے سے مناسب یہی سمجھا کہ بالراست کل معاملات سفیر روس کے ذریعہ سے طے کرلین۔

مین نے اپنے سفر کی تیاری شروع کی اور جمعرات کے دن ۱۱ جنوری کو مین علی الصباح اتاباک پارک سے انزلی کو روانہ ہوا نائب السلطنت نے میرے لیے ایک نئی موٹر بھیجدی جو ابھی حال مین شاہ اور خود ان کے استعمال کیلئے آئی تھی۔ ہمارے ساتھ مسز شوسٹر تھین۔ ہماری دو چھوٹی لڑکیاں۔ ان کی معلمہ اور مسٹر ایڈورڈ ٹیل سکرٹری سفارت خانہ امریکہ متعینہ طہران بھی تھے۔ جو تھوڑے دنون کے لیے پیرس جارہے تھے۔ ہمارے اسباب کے صندوق پیشتر سے روانہ ہوگئے تھے اور اب مسئلہ غور طلب صرف یہہ تھا کہ آیا ہم ان بلند پہاڑی گھاٹیون سے گذر جائین گے جو طہران اور بحر کیسپین کے درمیان حایل ہین اور قبل اس کے کہ بوجہ برف باری کے وہ دشوار گذار ہوجائین۔

یہہ صبح بہت ہی سہانی تھی۔ طہران کی پشت پر برف پوش پہاڑ نظر آتے تھے

آفتاب طلوع ہو چکا تھا اور ہوا بہت ہی خوشگوار تھی۔ قدرت نے تو بظاہر کیا سامان مسرت مہیا کر دیے تھے مگر ہمارے دل رنجیدہ تھے اس لیے کہ ہم جس کام کیلئے ایران آئے تھے اور ہمین امید تھی کہ بہت کچھ کر دکھائینگے اسکا انجام ایسا ناگوار ہوا۔

جسوقت مین اہل امریکہ اور اپنے ایرانی احباب کے بیچ مین کھڑا تھا۔ جن کی صورتین غمگین نظر آتی تھین اور چاہتا تھا کہ موٹر مین سوار ہو جاؤن اسوقت مجھے وہ شام یاد آئی جب مین آٹھ مہینے پہلے اسی مقام پر اُترا تھا اور وہ سارا سمان آنکھون کے سامنے پھر گیا۔ افسوس ہے کہ ایسے متحمل ستم رسیدہ اہل اسلام جو دنیا مین اپنی حالت کو درست کرنا چاہتے تھے۔ اُن کی ساری اُمیدون کو ایسی بیرحمی کے ساتھ ایک قوم کی فوج نے پامال کیا جو اپنے تئین مہذب اور عیسائی کہتی ہے۔

ہم ساڑھے نو بجے تک طہران کے پھاٹک سے باہر ہوگئے۔ ہمارا موٹر وارنٹ شاہ کا فرانسیسی شوفر موٹر چلا رہا تھا۔ مین کبھی اُس حالت کو نہ بھولونگا جو طہران کی پرہجوم سڑکین اور گلیان چھوڑ کر باہر سنسان شاہراہ پر آتے ہی مجھپر طاری ہوئی۔ گذشتہ آٹھ مہینون کے واقعات مجھے یاد آنے لگے کسی انسان کا دل ایسے یاس و حسرت کے نظارے سے بھر آئیگا۔ میری یہہ دلی آرزو تھی کہ اہل ایران کی خدمت کرونگا۔ جب اہل طہران کو میری روانگی کا دن معلوم

ہوا تو انھوں نے اپنے کئی وکیل میرے پاس بھیجے کہ بہت سے لوگ مجھ سے
ملنے اور خدا حافظ کہنے کو آنا چاہتے ہیں۔ میں نے یہہ جواب دیا کہ اسطرح کا
اظہار جوش مناسب نہیں ہے اور میں نے سنا کہ جب کبینٹ وزرا کو اس کی خبر
ہوئی تو انھوں نے بذریعہ پولیس مختلف گروہوں کے سرغناؤں کے پاس
کہلا بھیجا کہ اسطرح کا مجمع نہ کیا جائے۔ جب ہماری موٹر باغ شاہ کی بارک کے
پاس سے گذری تو ہم نے دیکھا کہ خزانہ کی فوجی پولیس وہاں قواعد کر رہی ہے
یہہ لوگ سب بہت اچھے جوان تھے اور اگر میری مجوزہ تجویز پوری ہو جاتی تو
اس میں شک نہیں کہ ایران کے بہت سے اہم مسائل بہ آسانی حل ہو سکتے۔

اسیدن سہ پہر کو ساڑھے تین بجے ہم قزوین پہونچے اور شہر میں سے
ہو کے گذرے۔ ہم نے دیکھا کہ ہر طرف روسی فوج پڑی ہوئی ہے جسوقت
ہم شہر کے دوسرے پھاٹک سے گذر رہے تھے تو وہاں پچاس ساٹھ روسی
سپاہی کھڑے تھے ان میں بعض نے جھک کر پتھر اٹھائے مگر چونکہ
ہماری موٹر بہت تیزی سے جا رہی تھی ان کی سنگ اندازی سے کچھ نقصان
نہ پہونچا۔ بجز اس واقعہ کے اور کسی قسم کی کچھ تلخی ہمارے ساتھ راہ میں نہیں
کی گئی۔

جب ہم پوٹینک پہونچے جو قزوین سے ۱۵ میل پر ایک چھوٹا سا مسافر
بنگلہ ہے تو برف کا طوفان شروع ہوا اور دس منٹ تک ایسی سخت برفباری

ہوئی کہ سڑک بالکل چھپ گئی - مجبوراً ہمین اس چھوٹے سے تنگی تھوپڑے مین
ٹھہرنا پڑا - اور رات وہین گزاری - دوسرے دن صبح کو یہہ معلوم ہوا کہ سڑک
بالکل مسدود ہے اور گھاٹیون کے راستہ سے گذرنا ممکن نہین - موٹر کے
انجن مین تمام برف جم گئی تھی اور اُس کے پگھلنے کے لیئے دو گھنٹہ درکار تھے
ہم ساڑھے دس بجے پھر روانہ ہوئے اور جب ایک گھاٹی کی بلندی پر پہنچے
تو دیکھا کہ سڑک پر چار چار فٹ برف جمی ہے - سڑک سے دو دو دن کی ...
کئی دفعہ برف کو ہٹا کے ہم آگے بڑھے اور مسٹر وارنٹ سا ہوشیار موٹر چلانیوالا
اگر نہ ہوتا تو دشوار تھا کہ پچاس گھوڑون کی قوت کی موٹر آسانی کیساتھ اس دشوار
گزار سڑک سے گذر سکتی اور ہم اُسی دن شام کو پانچ بجے انزلی پہنچ سکتے دوسرے
دن سہ پہر کو پانچ گھنٹہ کی مسافت طے کر کے ہم انزلی پہنچے راہ مین بہت سی
روسی فوجین جا بجا مارچ کرتی ہوئی ہمکو ملین - ایک روسی جنگی جہاز بندرگاہ
مین موجود تھا اور شہر پر روسی سفیر کی حکومت تھی - دوسرے دن ۱۴ جنوری کو
روسیون کا سال نو تھا اسلیئے جنگی جہاز سے توپون کی سلامی سر ہوئی تھی -
اُسی دن سہ پہر کو ہم باکو سے روسی جہاز طہران نامی پر سوار ہوئے اور ساڑھے
پانچ بجے وہان سے روانہ ہوگئے - چونکہ برف باری کی وجہ سے ایسا
تیرہ و تار تھا کہ ایران کا ساحل اور انزلی کی قندیلین ہماری نظر سے جلد
اوجھل ہوگئین - چنانچہ اس قدیم ملک ایران مین اہل امریکہ کے مالی انتظامات

کی تاریخ کا مختصر باب یون ختم ہوتا ہے۔

نوان باب

نائب السلطنت اور دوسرے مختلف عہدہ داران گورنمنٹ اور مجلس کے خصائل - اہل ایران کی قابلیت اور اُنکے خصائل

موجودہ نائب السلطنت ایران ابوالقاسم خان ناصر الملک ضلع ہمدان کے باشندے ہین ۔ اُنھون نے آکسفورڈ یونیورسٹی مین تعلیم پائی اور سر ایڈورڈ گرے موجودہ فارن سکرٹری دولت برطانیہ کے ہم سبق تھے ۔ وہ لارڈ کرزن کے بھی بڑے دوست ہین ۔ مظفر الدین شاہ کے زمانہ مین ناصر الملک وزیر مال مقرر ہوئے اور امین الدولہ مرحوم کے عہد وزارت مین چھ مہینہ تک اس خدمت پر رہے اس کے بعد گورنر کردستان مقرر ہوئے اور اس خدمت کو اُنھون نے چار سال تک انجام دیا ۔ جب ایران مین دستوری حکومت قایم ہوئی تو ایکسال کے بعد وہ صدرنشین کونسل وزرا بنائے گئے اور وزارت مال کا بھی تعلق اُنھین سے رہا ۔ اُنھون نے اس صیغہ مین بعض ضروری اصلاحات شروع ہی کیے تھے کہ محمد علیشاہ نے اُنھین قید کردیا اور قریب تھا کہ وہ قتل کیے جائین ۔ مگر سفارت برطانیہ نے بیچ مین پڑکے اُن کی رہائی کرائی ۔ وہ

ABUL QASIM KHAN NASIRU L MULK THE PRESENT REGENT OF PERSIA

چھوٹتے ہی یورپ کو روانہ ہو گئے اور وہان اسوقت تک رہے جبکہ محمد علی
تخت سے اُتارا گیا اور ۱۹۰۹ء مین پھر دستوری حکومت کا تسلط ہوا۔ تب
وہ طہران واپس آئے مگر کسی خدمت کو قبول کرنے سے قطعی انکار کیا لیکن
اپنی قوم اور وزرا وارکین مجلس کو مشورہ سے مدد دیتے رہے اُس کے بعد
وہ پھر یورپ چلے گئے اور اس دفعہ محض اپنی اور اپنے فرزند کی صحت کیلئے
یہہ دوسرا سفر کیا۔ جب سابق نائب السلطنت آزاد الملک نے انتقال کیا
تو مجلس نے انھین پھر نائب السلطنت مقرر کیا اور آٹھوین فروری ۱۹۱۱ء کو
وہ پھر طہران واپس آئے اور اس خدمت کا جائزہ لیا۔

جب سے مجھے انکی خدمت مین نیاز حاصل ہوا وہ میرے و نیز دوسرے
اہل امریکہ جو مال کے عہدہ دار تھے۔ بہت مداح رہے اور برابر مہربانی کیسا تھ
پیش آئے۔ مین آٹھ مہینہ طہران مین رہا مگر اس مدت مین سے دسمبر کا مہینہ
نکال دینا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس مہینہ مین مجھے گورنمنٹ ایران سے
کوئی خاص تعلق نہ رہا تھا۔ ان آٹھ مہینون مین مجھے بارہا اُن سے ملنے اور
مختلف مسائل ملکی پر آزادی کیساتھ بحث کرنے کا موقعہ ملا۔ نائب السلطنت
ایک نہایت خلیق اور رعب دار آدمی ہین۔ انگریزی اور فرنچ بہت عمدہ
طرح سے بولتے ہین۔ اس کے علاوہ اُن کی لیاقت اور تجربہ اتنا وسیع ہے
کہ ان دقتون کو بخوبی سمجھ سکتے ہین جو اہل ایران کو ایک دستوری حکومت

قایم کرنے میں تھا بنیں آئی ہین اور انھین لوگون کو ہموار کرنے مین ایک خاص ملکہ
ہے اور اپنے ہموطنون کے نقائص اور اُن کی ضرورتون پر بہت قابلیت کے
ساتھ گفتگو کر سکتے ہین۔ مین نے اُن کی نسبت ایک عام رائے یہہ قایم کی کہ
وہ ایک ذکی الطبع۔ وسیع المعلومات اعلی تعلیم یافتہ شخص ہین۔ مگر یہہ رائے
اُن سے ابتدائی ملاقات کے بعد قایم ہوئی تھی لیکن بعد کو جب متواتر اُن سے
ملنے اور بحث کرنیکا موقعہ آیا اور مین نے یہہ کوشش کی کہ ان کی مدد اور اُنکے
ذریعہ سے بعض تجاویز اصلاح صیغۂ مال جاری کرون تو اُسوقت مین نے
دیکھا کہ وہ بجاے مدد دینے اور سہولت پیدا کرنے کے دشواریان اور دقتین
پیش کرنے کے بہت شایق تھے۔ اکثر اوقات اُنکی باتون سے مجھے یہہ محسوس
ہوا کہ گویا مین ایک جان بلب طبیب سے گفتگو کر رہا ہون جو اپنے مرض کی
آپ تشخیص کر رہا ہے۔ اس مین شک نہین ہے کہ اُن کی تشخیص قابل تعریف
ہے مگر اس بات پر افسوس ہوتا ہے کہ تشخیص کنندہ چند روزہ مہمان ہے
ایک دفعہ اُن سے دو گھنٹہ تک ایک معاملہ مین گفتگو رہی اور آخر کار مین
بیدل ہو کے وہان سے چلے آیا۔ مگر جو کچھ اُنھون نے بیان کیا تھا مین اسکی
متعلق کوئی اعتراض نہ کر سکتا تھا۔ اُن کی باتین کچھ عجیب گو مگو ہوتی تھین جو
نہ تسلیم ہی کیجا سکتی تھین اور نہ اُن کی تردید ممکن تھی۔ مین نے اور بہت سے
یوروپین اور ایرانیون سے بھی یہی سُنا کہ ناصر الملک کے متعلق وہ میری

ہم خیال ہین ۔ غالباً سب سے بڑا نقص ناصر الملک مین یہہ تہا کہ اُنھین
ہمیشہ اس بات کا ڈر لگا تھا کہ مختلف خفیہ جماعتین طہران مین قایم ہین جن کی
وجہ سے اُن کی جان اور اُنکی خدمت خطرہ مین ہے ۔ ایک دفعہ اُنھون نے
مجھ سے بیان کیا کہ جب وہ دوسری دفعہ یورپ گئے ہین تو اُن کا ارادہ نہ تھا
کہ پھر واپس آئین گے ۔ آزاد الملک کے نائب السلطنت مقرر ہونے سے پہلے
اُن سے کہا گیا تھا کہ نائب السلطنت کی خدمت کو قبول کرین مگر انھون نے
صاف انکار کر دیا تھا اور اب یہہ قصد کر لیا تھا کہ اس میدان مین قدم ہی نہ رکھینگے
اسوقت ارکین مجلس نے باتفاق آرا انھین نائب السلطنت مقرر کرنا چاہا تھا
آزاد الملک کے انتقال کے بعد ستمبر ۱۹۱۰ء مین جب مجلس کیطرف سے یہہ
تجویز ہوئی کہ وہ نائب السلطنت مقرر ہون تو اسوقت مجلس کا اعتدال پسند
گروہ اس کے موافق تھا ۔ مگر جمہوری پسند گروہ اسکا مخالف تھا ۔ آخرالذکر گروہ
نے ایک اور شخص مستوفی الملک کو اس خدمت کیلئے تجویز کیا تھا جو نہایت
نیکنام تھے اور اعلیٰ قابلیت رکھتے تھے ۔ مگر کچھ بحث کے بعد مجلس کے دونون
گروہ متفق ہوگئے ۔ اور ناصر الملک نائب السلطنت مقرر ہوئے ۔ ناصر الملک
اہل یورپ مین بہت ممتاز مشہور تھے بالخصوص سر ایڈورڈ گرے اُنکی نہایت
قدر کرتے تھے جس کیوجہ سے یہہ خیال تھا کہ اُن کے نائب السلطنت ہونے سے
ایران کو فائدہ پہنچیگا اور یوروپین سلطنتین ایران کو دوستانہ مدد دینگی ۔ قبل

سکے کہ وہ طہران واپس آئین اُن کے پاس بعض گمنام خط پہنچے جن مین یہہ لکھا تھا کہ اگر واپس آؤگے تو مارے جاؤگے اس سے اُن کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ اُنھون نے اپنی روانگی ملتوی کردی اور اس پس وپیش مین ستھے کہ ایران واپس جائین یا نہ جائین۔ آخرکار جب اُنھون نے لندن اور پیرس سے طہران کی راہ لی تو کئی مقامات سے مجلس کے نام بڑے بڑے تار بھیجے جن مین بعض شرائط پیش کیے اور یہہ لکھا کہ وہ شرائط منظور ہونے پر خدمت کا چارجہ لین گے منجملہ ان شرطون کے ایک خاص شرط یہہ تھی کہ مجلس اپنے تئین چند گروہون مین تقسیم کرے اور جس گروہ کو غلبہ حاصل ہو وہ کبنٹ مقرر کرے۔ اور یہہ کبنٹ اس وقت تک اُس گروہ کے ماتحت سمجھی جائے جب تک کہ اُسے غلبہ حاصل رہے اور اس کی تجویزات کی تعمیل کرے۔ اسمین شک نہین کہ اصولاً ناصر الملک کی یہہ تجویز درست تھی جس کو مجلس نے منظور بھی کرلیا۔ دستوری حکومت کیلئے اسطرح کی تجویز بہت ضرور تھی۔ لیکن اہل ایران عجیب طرح کے لوگ ہین اور چونکہ انھین دستوری حکومت کا بالکل تجربہ نہین۔ اس لیے جب اُن مین تفریق واقع ہوئی تو آپس مین سخت رقابت اور ذاتی خصومت پیدا ہوگئی۔ یہان تک کہ اعتدال پسند گروہ جمہوریت پسند گروہ کا دشمن ہوگیا۔

اس تفریق سے پہلے مجلس کے ارکین گو آپس مین اکثر مختلف الرائے تھے

مگر اپنے تئین ایک سمجھتے تھے اور فدائی یا وسعت ہی حکومت کے طرفدار کہلاتے تھے۔ اور اُن کی ساری کوشش سچی حب الوطنی پہ مبنی ہوتی تھی اور جو کوئی معاملہ پیش آتا تھا اس کے طے کرنے مین سب ایکدل ہو جاتے تھے۔ آپس مین بوجہ اختلاف رائے کوئی خصومت نہ ہوتی تھی۔ ایرانی پارلیمنٹ مین جو پھوٹ پڑی اس کے بانی ناصر الملک تھے۔ یہہ بات اُن کی نسبت اعتراضاً نہین کہی گئی بلکہ صرف ایک تاریخی واقعہ کی حیثیت سے جو کچھ انہون نے کیا اس مین شک نہین کہ نیک نیتی سے کیا مگر اُن کو یہہ خیال کرنا چاہیے تھا کہ اُن کے ہموطن ابھی ایسے لائق اور واقف کار نہین ہین۔ اور اُن مین نقص اور کمزوریان موجود ہین۔ یہہ طرز عمل یعنی مجلس مین دو گروہ پیدا کر دینا گورنمنٹ کیلئے عملاً مفید ہوگا یا مضر۔ مین نے بارہا انھین مجلس کی رقابت اور سخت مخاصمت کی نسبت شکایت کرتے سنا اور وہ یہہ کہتے تھے کہ انھین وجوہ سے ملک مین ترقی نہین ہونے پاتی۔ افسوس یہہ ہے کہ خود انھون نے اس نفاق کا بیج بویا مگر یہہ بات اُن کی سمجھ مین نہ آتی تھی۔

جب وہ یورپ سے طہران روانہ ہوئے اور قزوین تک پہنچے تھے کہ انھین اس بات کا ایسا سخت گمان پیدا ہوا کہ وہ عنقریب کسی پولیٹکل قاتل کے ہاتھ سے مارے جائینگے۔ چنانچہ جب وہ راہ مین تھوڑی دیر آرام کرنے کیلئے ایک ڈاک بنگلہ مین اُترے تو ایک بڑے ماسر پستول کو زور

ہاتھ میں دبائے رہے حالانکہ انھیں اس کا چلانا بھی نہ آتا تھا۔

اپنی خدمت کا چارج لینے کے بعد انھوں نے مجلس کو بہت سے پیغامات بھیجے جن میں اکثر عمدہ تھے اور جن سے اُن کی قابلیت ٹپکتی تھی مثلاً انھوں نے یہہ کہلا بھیجا کہ نائب السلطنت کے اختیارات بالکل بیان ہونے چاہیں کرنے میں کوئی دانشمندی نہیں ہے تاہم دستوری حکومت نے جو اختیارات اُن کے لیے معین کیے ہیں اُن پر وہ پابند رہیں گے اور مزید اختیارات حاصل کرنے کی کوشش نہ کرینگے۔ چنانچہ جب تک وہ نائب السلطنت رہے انھوں نے ایسا ہی کیا۔ اگر کوئی اور زبردست یا شہرت پسند آدمی ہوتا اور اُسے ایسی وقعت حاصل ہوتی یا یورپ میں اتنا اثر ہوتا جتنا ناصر الملک کا تھا تو نہ معلوم وہ کیا کرتا۔ میرا تو یہہ خیال ہے کہ وہ بآسانی ملک کا اصلی حاکم بنجاتا مجھے طہران آئے تھوڑا زمانہ ہوا تھا کہ ایکدن نائب السلطنت نے یہہ کہا کہ وہ یہاں نہیں رہ سکتے۔ اُن کے دشمن ایسی سخت مخالفت کر رہے ہیں کہ انھیں کچھ کرنے ہی نہیں دیتے لہذا اُن کا ٹھہرنا بیکار ہے۔ مناسب یہہ ہوگا کہ انھیں یورپ جانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ دول یورپ کے سامنے ایران کا مسئلہ پیش کریں۔ مگر عام رائے یہہ تھی کہ اُن کا جانا مناسب نہیں ہے۔ اُن کے چلے جانے سے موجودہ حالت پر بہت ہی بُرا اثر پڑیگا۔ گو وہ میری روانگی تک طہران میں موجود تھے مگر اس آٹھ مہینے کے عرصہ میں ہمیشہ

یوریپ چاہنیکا تقاضہ کرتے رہے بعض دفعہ تو اُن کا اصرار ایسا سخت ہوتا تھا کہ
قابل افسوس اور مضحک واقعات پیش آتے تھے۔ مثلاً کبھی وہ بہت سے
ممبران مجلس کو اپنے مکان پر بلاتے تھے اور اُن سے کئی گھنٹہ تک بحث
کرکے کہ ان لوگون کی نااہلی کیوجہ سے ایران کے سارے معاملات ابتر ہورہے
ہین۔ دفعتاً اُن سے اپنا ارادہ یہہ ظاہر کیا کرتے تھے کہ یوریپ چلے جاینگے۔
آخر ماہ ستمبر مین قبل اس کے کہ لیفرم خان اور بختیاریون کی فوج پرنس
سالارالدولہ کو شکست دے نائب السلطنت نے ایکدن بہت سے ممبران
مجلس جن مین زیادہ تر جمہوریت پسند لوگ تھے اپنے مکان "چہل حوض" پر بلایا
یہہ مکان طہران کے باہر واقع تھا اور اُن کا ایک بہارستانی تفرج گاہ تھا
اول انھون نے ایک لمبی تقریر کی جیسے کہ عموماً کسی ناٹک مین اسٹیج پر
کیجاتی ہے۔ بعد ازان اپنا سینہ برہنہ کرکے یہہ کہنے لگے کہ آپ لوگ مجھے
کیون نہین مار ڈالتے۔ اگر آپ نہین مارینگے تو مین خود اپنے تئین ہلاک
کرونگا یہہ کہکر دوسرے کمرہ کی طرف پستول لانیکو جھپٹے مگر لوگون نے
انھین پکڑ لیا اور اس وقت تک مضبوط پکڑے رہے جب تک کہ انکے
حواس کو سکون نہ ہولیا۔ اسی مہینہ مین ایکدفعہ پھر انھون نے چند ممبران
مجلس کو اپنے مکان گلستان پر جو طہران مین واقع ہے۔ دس بجے رات کو
بلایا اور روسی اخبار اسکی سلووو کا ایک مضمون پڑھ کے سنانے لگے جس

شروع کی۔ اس مضمون مین اُن پر نکتہ چینی کیگئی تھی۔ کہنے لگے کہ جمہوریت پسند لوگون نے اُن پر بُہتان لگائے ہین۔ اتفاق سے پرنس سلیمان مرزا کہ جو کہ جمہوریت پسند وہان موجود تھے اُنھون نے اپنی جیب سے ایک اخبار نکال کے دکھایا کہ نائب السلطنت کی نسبت جمہوریت پسند لوگون کے جو خیالات ہین وہ اس مین درج ہین۔ اُنھون نے کہا کہ یہہ کافی نہین ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ روسی اخبار کے مضمون کی باضابطہ تردید کرین۔ سلیمان میرزا نے جواب دیا کہ یہہ تو مین کبھی نہ کرون گا اس لیے کہ ہم لوگون کا یہہ کام نہین ہے کہ غیر ملک کے اخبارونکی تردید کرتے پھرین۔ اس پر نائب السلطنت اپنی جگہ پر اُچھلے اور چلاّ کے سینہ پیٹ کے رو رو کے یہہ کہنے لگے کہ آپ لوگ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہین پھر کیون نہین مار ڈالتے۔ مین آج ہی شب کو چلا جاؤن گا۔ غرض کہ دو گھنٹہ تک اسی قسم کی بے لطف گفتگو رہی جسکو باہر سب نوکر اور پہرے والے بھی سُنا کیئے تب نائب السلطنت نے اپنے منشی کو بُلا کر اُس سے اپنا استعفا لکھوایا اور آخر مین یہہ لکھا کہ "مین اس لیے استعفا دیتا ہون کہ جمہوریت پسند لوگ میرے خلاف ہین۔ اور مجھ سے نفرت کرتے ہین" اس کے بعد اُنھون نے کہا کہ آپ لوگ اسپر دستخط کرین اور اس بات کے ضامن ہون کہ مجھے صحیح سلامت ملک کے باہر کر دین گے۔ جب ارکین مجلس اور بعض وزرا نے جو وہان موجود تھے دستخط کرنے سے انکار کیا تو نائب السلطنت وہان سے اُٹھ کے بھاگ گئے

اور اپنے کوچوان کو پکارنا شروع کیا مگر یہہ لوگ انھیں پکڑ کے گھسیٹ لائے
غرض کہ تین ہی تیسے تک یہی لغویت ہوتی رہی۔

میری رائے میں ناصر الملک کا انتخاب نائب السلطنت کی خدمت کے
لیے بالکل ناموزون تھا۔ اہل ایران کی حالت اس امر کی مقتضی تھی کہ ایک
بہت ہی زبردست اور قوی الرائے شخص اُن پر حاکم ہوتا۔ نائب السلطنت
کو کیسے ہی لایق ہون مگر بہت کمزور آدمی تھے بعض معاملات مین تو اُن سے
انصاف بھی نہ ہوسکتا تھا۔ وہ خود ستائی کے عادی تھے اور ہر معاملہ مین انھین
پہلے اپنی شان اور ذاتی رتبہ کا بہت خیال رہتا تھا مجلس اور وزرا کی نسبت
ہمیشہ اُن کا یہہ اعتراض رہا کہ وہ لوگ انھین پالٹکس مین پھنسانا چاہتے ہین
نائب السلطنت کا درجہ مثل شاہ انگلستان کے نہایت محترم ہونا چاہیئے اور ہر
شخص اُن کی عزت کرے اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ انھین ہمیشہ اپنی برتری اور ذاتیات
کی فکر رہی اور جو دشوار کام اُن کے تفویض کیا گیا تھا اس کی کچھ پروا نہ کی۔

ایران مین جتنے دن مین رہا اکثر وزرائے کیبنٹ اور دوسرے اعلی
عہدہ دارون سے سابقہ پڑا۔ باستثنا چند لوگون کے اور سب کو مین نے
نا اہل پایا۔ اس مین شک نہین کہ ان مین اکثر تعلیم یافتہ اور لائق لوگ تھے
مگر جو کام اُن کے تعلق تھا اس کی اہلیت نہ رکھتے تھے اور یہہ نہ جانتے تھے کہ
اپنے ملک کی خدمت کس طرح کرنا چاہیئے۔ یہہ سچ ہے کہ اگر اس اصول کی

پابندی کیجاسکے تو دوسرے ممالک میں بھی بہت سے عہدہ دار نا قابل ثابت ہون گے مگر ان لوگون مین خود غرضی ذاتی منفعت اور گورنمنٹ کو نقصان پہونچاکے روپیہ حاصل کرنیکی خواہش بہت بڑھی ہوئی تھی - یہہ لوگ عموماً طبقۂ امرا سے منتخب ہوتے تھے اور اس مین شک نہین کہ ایران کا طبقۂ امرا بہت ہی ذلیل اور نالائق تھا - یہہ لوگ یا تو ملک کی اصلاح کو پسند ہی نہ کرتے تھے یا اُن مین قابلیت نہ تھی اس لیے کہ جب کبھی کسی انتظامی اصلاح سے اُن کو یا اُن کے دوستون کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا تھا اُسکی مخالفت کرتے تھے -

اراکین مجلس بالکل دوسرے قسم کے لوگ تھے اُن مین کچھ طبقۂ امرا یا دولتمند زمینداروں کا جزو بھی شامل تھا مگر عموماً یہہ لوگ طبقۂ متوسطین سے تھے اُن مین اکثر قانون دان یا ڈاکٹر تھے اور بعض منشی یا دفاتر کی چھوٹی خدمتون پر رہچکے تھے - بہت سے اراکین مجتہد یا مُلّا تھے - خیر کچھ ہو وہ سب کے سب یہہ سمجھتے تھے کہ رعایائے اُنھین منتخب کیا ہے کسی حکومت کے اختیار سے وہ نہین مقرر ہوئے ہین - پس اُن کا فرض ہے کہ اپنے ہموطنون کے حقوق کی حفاظت کرین بلکہ اُن مین اکثر کا یہہ اعتقاد تھا کہ وہ اہل ایران کے قائم مقام ہین اور دستوری حکومت کیلئے لڑنا اُن کا فرض عین ہے - اس مجلس کی نسبت مختلف رائین ہوچکی ہیں اور ہوتی رہین گی - برطانیہ اور روس کا تو یہہ

بیان ہے کہ ایک نالائق اور ناواقف لوگون کا مجمع تھا۔ اور اُن کا یہہ کہنا اپنے اغراض کے لحاظ سے حق بجانب ہے اس لیے کہ اُن کے سفرا جو طہران مین متعین تھے۔ انھین اس بات کا خوب تجربہ ہوگیا کہ اس مجلس کو جو اشخاص وکلائے ملک سے مرکب تھی۔ کوئی حکم یا دھکی دینا ایسا آسان نہین جیسا کہ شاہان سابق کے کسی درباری رفیق کے کان مین چپکے سے ایک بات کہنا مین سمجھتا ہون کہ دنیا کی تاریخ مین کہین ایسی مثال نہ ملیگی کہ جو لوگ صدیون سے بادشاہی حکومت کے عادی ہون۔ دفعتاً ایک دستوری حکومت کے اہل ہو جائین اور اس کے چلانے مین اعلیٰ درجہ کی پولیٹکل عقلمندی اور قانونی قابلیت ظاہر کرین۔ یہہ چیز کسی کے سمجھ مین نہین آسکتی اور کوئی سمجھدار آدمی اس کو مشکل سے تسلیم کریگا۔ جس تاریخ سے پارلیمنٹ قایم ہوئی اسکے ممبرون کو پہلے محض اپنے وجود ہی کیلیئے لڑنا پڑا۔ محمد علیشاہ کے مقابلہ مین جسکی ملک پر دو بڑی سلطنتین تھین اُن بیچارون کی کیا ہستی اور کیا بساط تھی۔ بالآخر نتیجہ یہہ ہوا کہ کرنل لیاخوف اور اُس کے قزاقون نے توپون سے اُس مکان ہی کو اڑا دیا جہان پارلیمنٹ ہوتی تھی اُن بیچارون کو ملک کی اصلاح یا انتظام کا موقعہ ہی نہ ملا اور نہ انھین اس بات کی کوئی اُمید رہی کہ جو کچھ وہ تجویز کرین گے اُسکی تعمیل کیجائیگی۔

دوسری پارلیمنٹ جس کے کل ممبرون سے مین واقف تھا اگر اُس کا

مقابلہ برطانیہ کی پارلیمنٹ یا امریکہ کے کانگریس سے کیا جائے تو بیشک اُنکے
مقابلہ مین یہہ کچھہ نہ تھی مگر یہہ بات بہت تعجب خیز ہوگی اگر ایک بالکل ناواقف
اور ناتجربہ کار گورنمنٹ ایک ایسے ملک مین جہان صدیون سے بدنظمی اور ابتری
پھیلی ہو ابتدا ہی سے اپنے ملک کا انتظام ایسی خوبی کیساتھہ کرنےلگے جیسے کہ
دوسری سلطنتین صدہا برس کے تجربہ کے بعد انجام دے رہی ہین ان لوگونکو
دستوری حکومت کی باریکیون سے جو ناواقفیت تھی ہمین اُس کیلئے کچھہ رعایت
کرنی چاہیئے - اصل سوال یہہ ہے کہ آیا یہ مجلس اہل ایران کے جدید خیالات کی موید
تھی یا نہین اسکو ممبر توعمومًا معمولی لیاقت سے بہت زیادہ قابلیت رکہتے تھے بلکہ بعض نے تو ایسی دلیری انشا
اور غیر معمولی قابلیت دکہائی کہ مین متحیر ہو گیا سب کو اسبات کا یقین تہا کہ اُن کے ملک کی
نجات ان کی کوششون پر موقوف ہے - اگر دستوری حکومت ایک مضبوط اور مستقل
بنیاد پر قایم ہو جائے گی تو اس کے ذریعہ سے وہ ملک مین امن پھیلا سکین گے
اور ملک ترقی کر سکیگا - اس کے علاوہ وہ اغیارون کے ہاتھہ جو ان کا ملک
بک رہا ہے وہ بچ جائیگا اور آیندہ روس یا اور انگلستان کی پولیٹکل دست اندازی
موقوف رہے گی - دوسری مجلس کے کل ارکین باستثناے چند اس آزاد
مین بدل وجان مصروف تھے جو کوئی تجویز ملک کی بہبودی کیلئے اُنکے سامنے
پیش ہوئی اُسے اُنھون نے بڑے جوش کے ساتھہ منظور کیا - وہ بیچارے
مالی معاملات سے زیادہ واقف نہ تھے اس لیے اُنھون نے اس نقص کو

سمجھا اور وہ کسی غیر ملکی مشیر پر پورا بھروسہ کرنے کیلئے آمادہ و تیار تھے بشرطیکہ وہ پولیٹکل سازشون اور رشوت ستانیون کا معقول انسداد کر سکتا اور اہل ایران کی بہبودی چاہتا۔

صحیح طور پر ہم کسی پارلیمنٹ کو نااہل نہین کہہ سکتے جبکہ ساری قوم اُسکی طرفدار ہو اور اُس کے ممبر اپنے اختیارات کو پہچانتے ہون اور اپنے ملک کی وقعت اور شاہی حقوق کے تحفظ کیلئے اپنی جانین تک دینے کو آمادہ ہون۔

تمام امرا اور عہدہ داران کیبنٹ کی کوششین ترقی معکوس کیطرف تھین اور کل ایرانی عہدہ دار رشوت ستانی کے عادی تھے ان سب پر اگر کسی کا ڈر یا دباؤ تھا تو وہ یہی مجلس تھی۔ جب تک یہہ مجلس باقی رہی لوگ ڈرتے رہے کہ اگر کوئی بے اعتدالی ظاہر ہوگئی تو مجلس مین رعایا کیطرف سے فریاد کیجائیگی مجلس ایک راست اور ترقی پذیر انتظام کی طرفدار تھی۔ جسدن یہہ مجلس غیر سلطنتون کے اغراض سے برخاست کیگئی اُسروز سے ایران مین دستوری حکومت کی اُمید بالکل منقطع ہوگئی۔ جس طریقہ سے یہہ مجلس برخاست کی گئی اہل ایران کبھی اسکو جائز تسلیم نہ کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مجلس کیساتھ اُن کی آزادی اُنکے حقوق۔ اُن کی قومیت اور اُن کے ملک کی آیندہ خودمختاری وابستہ ہے۔

جب تک مجلس قائم تھی۔ کل معاملات بہت جلد طے ہوتے تھے البتہ بعض موقعون پر طرفداری کی بُو آجاتی تھی۔ مگر اس عیب سے بڑی بڑی قایم

مجلسین بھی خالی نہین۔

پولیٹکل معنون مین گو یہہ مجلس کل رعایا کی قایم مقام نہ سمجھی جاسے اس لیے کہ انداز اً بہت تھوڑے لوگون نے اسکے ممبرون کے انتخاب مین حصہ لیا تھا مگر اس مین شک نہین کہ ایرانیون کی یہہ صحیح قایم مقام تھی۔ اور مثل اس کے کوئی اور جماعت اس ملک مین نہین قایم ہوئی اول تو یہہ دیکھنا چاہیئے کہ دستوری حکومت کو انتخاب کے معاملہ مین کیسی دشواریان حائل تھین اسکے وجود کو جائز تسلیم کرنیکے لیئے صرف یہہ کافی تھا کہ ایرانیون کا ایک گروہ کثیر وفاداری کے ساتھ اسکا طرفدار تھا۔ گورنمنٹ روس اور دولت برطانیہ بار بار اپنے سفرا کو جو طہران مین تعینات تھے یہہ ہدایت کرتی تھین کہ یہہ اجارہ حاصل کر دیا وہ اجارہ روک دو مگر انھین یہہ خبر نہ تھی کہ وہ دن گئے جب بارہ ملین بندگان خدا کی جانین اور اُن کے حقوق ایک ایسے ظالم کے ہاتھ مین تھے جو آسانی سے ڈرایا جاسکتا تھا یا جو خود سنجوشی رشوت لے سکتا تھا جب لوگون نے یہہ پارلیمنٹ قایم کی اور ریل۔ معدن اور دوسرے اجارے دینے کا اختیار پارلیمنٹ کے ہاتھ مین آیا تو ان سلطنتون کو وہ پرانی سہولت اپنے حسب دلخواہ کام نکال لینے کی مفقود ہوگئی یا دوسرے الفاظ مین یون کہنا چاہیئے کہ ان دوسلطنتون کے خفیہ اغراض پورے ہونے مین یہہ مجلس سدراہ تھی اور اس لیے دونون سلطنتین بار بار یہہ شور مچاتی تھین کہ ایران مین اُن کے حقوق خطرہ مین آگئے ہین۔

اب رہے اہل ایران۔ اُن کی نسبت کوئی عام رائے دینا دشوار ہے۔
ایران مین زراعت پیشہ کسان اور دوسرے قبائل کثرت سے آباد ہین اور
یہہ سب شدت سے جاہل ہین۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہزارہا ایرانی یورپین
تعلیم پاچکے ہین یا تعلیم کے بعد دنیا کی سیاحت کر چکے ہین ایرانی عموماً نہایت خلیق
مہربان اور متواضع ہوتے ہین۔ غیر ملک والون کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے ہین
دولتمند لوگون مین فرنچ اور کچھ کچھ انگریزی بھی بولی جاتی ہے۔ ان لوگون مین
بعض نے بتایید عوام اس بات کا بھی ثبوت دیا ہے کہ اُن مین مغربی تہذیب
اور خیالات اختراع کرنے کی قابلیت ہے ان لوگون نے باوجود ایسی دشواریون کے
بادشاہت کو جمہوریت سے بدل دیا اور مساوات کی یہہ نوبت پہنچائی کہ کوئی
شخص جو قابلیت رکھتا ہو۔ اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت پانے کا مستحق بن گیا۔ بحیثیت
ایک قوم کے ایرانیون نے گذشتہ پانچ برس مین تعلیم حاصل کرنیکی ایسی خواہش ظاہر
کی جسکی مثال نہین مل سکتی۔ دستوری حکومت کے زمانہ مین صدہا مدرسے قائم
ہوئے اور راتون رات حیرت انگیز اخبار جاری ہوگئے اور نڈر نامہ نگار پیدا
ہوگئے جو ہر قسم کی بے انصافی اور ظلم پر خواہ وہ اندرونی ہو یا بیرونی جرات کے
ساتھ قلم فرسائی کرنے لگے۔ ایرانی یہہ چاہتے تھے کہ یورپ کے تمدنی۔ مذہبی اور
کاروباری اصول کلیتاً اختیار کرلین۔ اور ترقی یافتہ قومون کے مثل ہوجائین
اُن مین ایشیائی بیچینی کا وہ جوش اُبل رہا تھا جو اب ہندوستان مین بھی پھیلا ہوا ہے

کسی بادشاہ کو کاٹھ کا پتلہ بنا کر رکھنا مناسب ہے اس مین مصلحت یہہ ہے کہ
دنیا کے اعتراض سے بچین گے کہ اس بدبخت ملک مین کیا ہو رہا ہے۔

چنانچہ ایک صاحب نے طہران سے اخبار ہیرالیٹا مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۱۲ء
مین ایک مضمون لکھا ہے جسکا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

دو گورنمنٹ ایران کا وجود برائے نام قائم رکھنے سے ان سلطنتون کا
یہہ مقصد ہے کہ ہر طرح کی ذمہ داری سے بچین اور اس کے ساتھ ہی اپنے
اغراض خاطر خواہ پورے کرین۔

میری رائے مین یہہ دونون سلطنتین جن سے مراد برطانیہ اور روس ہے
بجائے خود کچھ ہی سمجھی ہون لیکن اب دنیا اپنے ہتکنڈون سے خوب واقف
ہوگئی ہے۔ اسطرح کی فریب دہی سے واقعات کا بطلان نہین ہوسکتا۔ کاغذی
گھوڑے دوڑا کے دنیا کی آنکھ مین خاک جھونکنا اور بین الاقوامی قزاقی کو غلط
ثابت کرنا کوئی ذی فہم تسلیم نہ کریگا۔

اصل یہہ ہے کہ روس اور برطانیہ اس معاملہ مین قرن وسطی کی چال چل
رہے ہین۔ کوئی ایسا بیوقوف نہین ہے جو اس چال کو سمجھ نہ سکے یہان تک
کہ خود ان کے ایرانی اور یہودی چیلے جو اب گورنمنٹ ایران کے رکن رکین ہین
اور روس سے رشوتین لیکر اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہین وہ بھی اس بات کو
خوب سمجھتے ہین۔

بلکہ میرے خیال میں اہل برطانیہ بھی اس سے ناواقف نہیں اس لیے کہ اب اہل انگلستان سر ایڈورڈ گرے کی پر اسرار سنجیدگی سے تھک گئے ہیں۔ جب کبھی ان سے پارلیمنٹ میں یہہ سوال کیا جاتا ہے کہ ایران میں روس کا طرز عمل یا برٹش پالیسی کیا ہے تو وہ صاف صاف اسکا جواب نہیں دیتے اور گذشتہ پانچ سال میں جب کبھی ان سے پوچھا گیا تو یہی جواب دیا کہ حالت نازک ہے۔ یا مراسلت جاری ہے۔ اب دیکھنا یہہ ہے کہ اہل برطانیہ کب تک اس طرز عمل کو گوارا کرتے ہیں اور خاموش رہتے ہیں۔ اگر بعض اندرونی معاملات موجودہ لبرل گورمنٹ کو پیش نہ ہوتے تو اس مسئلہ کا کبتک تصفیہ ہوچکا تھا۔ ان دو سال میں سر ایڈورڈ گرے نے بحیثیت فارن سکرٹری جو طرز عمل اختیار کیا اور انھیں سیاسی معاملات میں جو کچھ کامیابی حاصل ہوئی اگر نظر تعمق سے دیکھا جائے تو ایک دلچسپ نتیجہ نکلتا ہے۔ بہرحال کیوں نہ چاہیئے خود لبرل گروہ سے اسکے متعلق پوچھ لیجیئے۔

گذشتہ موسم گرما میں روس نے ایران کی قسمت کا قطعی فیصلہ کر دیا جن یورپین پیچیدگیوں کا عرصہ سے احتمال تھا۔ آخر وہ سامنے آہی گئیں۔ اور خرس شمال کو ایشیا میں آزادی کے ساتھ ہاتھ بڑھانے کا پورا موقعہ ملا۔ آخر کس چیز نے یورپ کے باہمی تعلقات ایسے نازک کر دیے کہ بیچارے ایشیا کا خیال ہی نہ رہا۔ یہہ سوال امیر البحر سے پوچھنا چاہیئے جو ماہ ستمبر میں ایکدن

صبح کو جرمنی جنگی جہازون کا بیڑہ ساحل اسکاٹلینڈ کے قریب سے لیجا رہے تھے۔ اور ایک انگریزی جہاز نے محض اتفاق سے اُنھین دیکھ لیا۔ امیر البحر مارکورا اپنے جہازون کو لڑائی کی ترتیب سے لیجا رہے تھے۔ سرانوسالی کیلئے جاسوسی جہاز آگے آگے تھے۔ اور تارپیڈو کی تباہ کن کشتیان سمندر کے اس حصہ سے گذر رہی تھین جو برطانیہ کا علاقہ تھا۔

یا یہہ سوال اُن دو اعلیٰ انگریز بحری افسرون سے پوچھنا چاہیئے جو اس بات پر اپنی خدمت سے علیحدہ کر دیئے گئے کہ اُنھین چند گھنٹہ تک جرمنی بیڑہ کا پتہ ہی نہ لگا یا زار روس سے یہہ دریافت کرنا چاہیئے کہ آیا اُنھون نے بمقام پوٹسڈیم یہ وعدہ نہین کیا کہ اگر جرمنی اور انگلستان مین لڑائی کی نوبت آئی تو معاہدہ روس و انگلستان کی پابندی روس کو جرمنی کے خلاف کسیطرح پر عمل کرنے کی باعث نہ ہوگی۔

ان سوالون کا جواب اگر صحیح صحیح دیا جائے تو مطلب بخوبی سمجھ مین آجائیگا کہ روس نے گذشتہ موسم خزان مین ایران پر کیون دفعتاً چھاپہ مارا اُس کا پیش کردہ عذر کہ روسی عہدہ داران سفارت کی ہتک کی گئی تھی اور چونکہ ایران کے صدر المہام خزانہ نے ایک برٹش رعایا کو تبریز مین ٹیکس کلکٹر مقرر کیا تھا اسوجہ سے اُس نے ایران مین پیشقدمی کی یا بیرحمی کا سلوک کیا محض ایک ڈھکوسلا ہے جب سے محمد علی تخت سے اُتار گیا۔ کارکنان روس سے دستوری حکومت اور ایران کی خود مختاری مٹانے مین جو جو مظالم اور زیادتیان کی ہین۔ اگر وہ سب

لکھی جاوین توان واقعات کے لیئے کئی جلدین بھی کافی نہ ہونگی۔ ایسی حالت مین روس کا یہہ عذر بالکل لچر اور پوچ ہے۔

کوئی مجھے بتائے کہ کسی قوم کو یہہ حق کب سے حاصل ہوا ہے کہ اگر کسی گورنمنٹ کے ایک افسر سے کوئی غلطی لاعلمی سے سرزد ہو جائے تو اٹھارہ ہزار فوج اُس ملک مین اس لیئے بھیجی جائے کہ وہان کے امن پسند بیگناہ لوگونکا اسطرح قتل عام کرے کہ اکثر ون کو گولی سے اڑادے بہتون کو پھانسی دیدے اور صدہا بندگان خدا پر سخت مصیبت ڈھائے اور وہان کی مقررہ گورنمنٹ کو بالکل پامال کر ڈالے اور لطف یہہ کہ ایران کی نسبت یہہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ہمسایہ دوست ہے کیا ھیگ ٹربیونل جو اعلیحضرت زار روس کی کوشش سے قایم ہوئی تھی۔ اس بات کا جواب دیسکتی ہے کہ جو کچھ روس نے ایران مین کیا وہ انصاف وانسانیت اور قانون بین الاقوام کے مطابق تھا۔ اور کیا کوئی باوقار قوم روس جیسی گورنمنٹ کیساتھ کوئی معاہدہ کر سکتی ہے یا اُس کے ہاتھ سے کسی جلسۂ امن ومصالحت مین شریک ہوسکتی ہے۔؟

یہہ ساری خرابی اسوجہ سے ہے کہ گذشتہ پانچ سال مین کوئی ایسا مدبر انگلستان مین نہ ہوا جو مسایل دول خارجہ کو عمدگی سے سمجھاتا۔ سر ایڈورڈ گرے ایک عالی خاندان خوش خلق اور عمدہ تعلیم یافتہ شخص ہین اور اگر سوئٹزرلینڈ یا بلجیم کے سفیر کبیر مقرر کیئے جاتے تو بہت موزون تھے۔ دولت برطانیہ ایک ایسی وسیع

سلطنت ہے جس کے معاملات محض یورپ تک محدود نہین ہین جنہین مسٹر
اسٹیڈ ورڈ گرے سے بزرگ سمجھ سکین - ان حضرت نے کبھی گھر سے باہر قدم نہین
نکالا اور اُن کی ساری عمر کی دانیفت صرف یہہ ہے کہ آپ نے مچھلی کے شکار پر
ایک مبسوط کتاب لکھی ہے - سلطنت برطانیہ کا بہت بڑا حصہ تو ایشیا مین واقع
ہے - مگر سر ایڈورڈ گرے کے طرفدار اُن پر یہہ الزام نہین لگاتے کہ وہ مشرقی
حالت سے نا واقف ہین -

جب سے لارڈ لینسڈون نے سنہ ۱۹۰۲ع مین اینگلو فرینچ اتحاد کی بنا ڈالی
برطانیہ کی فارن پالیسی بالکل بدل گئی - لارڈ لینسڈون کی یہہ رائے تھی کہ انگلستان
کو یورپ کے سیاستی امور مین سب سے علیحدہ رہنا نہ چاہیئے - شاید اسکا سبب
یہہ ہو کہ جرمنی نے جنگی جہازون کا ایک بیڑہ بنوانا شروع کیا تھا -

جب موجودہ لبرل گورنمنٹ انگلستان مین با اختیار ہوئی تو اُسے بہت ہی
پیچیدہ سیاستی معاملات کا سامنا کرنا پڑا - یہہ معاملات یورپ اور ایشیا
دونون جگہ پیش آئے - جنگ روس و جاپان نے روس کو بہت کمزور کر دیا
تھا - اُسے روپیہ کی ضرورت تھی کہ اپنی بحری طاقت کو پھر درست کرے ملک
مین صنعتون کو ترقی دے اور ریلین بنائے - فرانس نے آگے بڑھنے مین
ذرا تاخیر کی - تب ایک نہایت واضح تدبیر پیدا ہوا - جسکی یہہ رائے ہوئی کہ روس کو
قوت دینا انگلستان کیلئے مفید ہے لہذا لندن کا سرمایہ سینٹ پیٹرس برگ بھیجا

بھر دیا جائے ۔ یہہ کیون ؟ محض اس لیے کہ جرمنی کی طاقت بڑھ رہی تھی ۔ اور اینگلو فرینچ اتحاد جرمنی کی مدافعت کیلئے کافی نہ سمجھا جاتا تھا شکست یافتہ روس کی قوت کو درست کرنا اور پھر اُس کیساتھ پیمان اتحاد باندھنا تا کہ اگر جرمنی سے لڑائی کی ٹھنی تو وہ شمال مین انگلستان کی ویسی ہی مدد کرے جیسے کہ فرانس نے جنوب مین مدد دینے کا وعدہ کیا ہے ۔ بعض لوگون نے اس تجویز کی نسبت یہہ رائے دی کہ جرمنی کے اطراف جال پھیلایا جا رہا ہے ۔ بلکہ خود جرمن بھی ایسا ہی سمجھنے لگے ۔

اس منصوبہ کو عمل مین لانے کیلئے کسی عذر کی کمی نہ تھی ۔ ایشیا مین روس و انگلستان کے معاملات تصفیہ طلب تھے بس یہی عذر کافی تھا ستمبر ۱۹۰۷ء مین معاہدہ روس وانگلستان شایع ہوا ورسر ایڈورڈ گرے کو یہہ امید تھی کہ اپنے نام آوری قائم کرین گے اور لارڈ لینسڈون کے ایک لائق جانشین ثابت ہون گے ۔ حسب دستور اس بات سے انکار کیا گیا کہ اُس معاہدہ مین کوئی خفیہ شرائط بھی رکھے گئے ہین ۔ ممکن ہے کہ نہ ہون ۔

کیا اس معاہدہ سے ایشیا کے اُس حصّہ مین روس اور انگلستان کا باہمی تصفیہ ہو گیا ہے ۔ مین نہین سمجھتا کہ اس سمجھوتہ کو زیادہ بقا ہے ۔

جس وقت اس اتحاد ثلاثہ کی بنا پڑ رہی تھی جرمنی خواب خرگوش مین نہ تھا وہ خوب سمجھتا تھا کہ انگلستان کی اس عجیب کارروائی کا اُس سے خاص تعلق ہے

جرمنی نے ایشیائک ٹرکی مین زیادہ دلچسپی لینا شروع کردیا۔ یون تو کئی سال سے
ایک بڑا مستعد اور ہوشیار جرمن مدبر بیرن مارشل وان بیبرسٹین قسطنطنیہ مین
موجود تھا۔ اس نے جرمنی کیلئے بغداد ریلوے کا اجارہ حاصل کرلیا بلکہ عجب نہین
کہ کسیوقت دنیا یہہ بھی سُن لیگی کہ یہی حضرت ڈارڈنیلیز کی موجودہ حالت کو بدلنے
کے باعث ہوئے۔ اڈمیرل چیسٹر اور ان کے شرکا ترکی مین ایک امریکن ریل
بنانیکے لیئے اجارہ چاہتے تھے غالبًا وان بیبرسٹین سے دو دو ہوسکے۔ چند
سال پہلے قسطنطنیہ مین برطانیہ کا زور سب سے بڑھا ہوا تھا۔ مگر اب اس کی
کوئی پرواہ نہین کرتا اور جرمنی کا زور کل ممالک عثمانیہ مین پھیل گیا ہے۔ ترکونکو
اس بات کا یقین ہے کہ جرمنی نہ کسی سے ڈرتا ہے اور نہ اسے مرض زوال ہی ہے۔
جرمنی نے ابھی شرق اوسط مین اپنی کارروائیاں شروع ہی کی تھین کہ ۱۹۱۰ع
کے موسم خزان مین زار سے پوٹسڈیم مین ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات سے معاہدہ
پوٹسڈیم کی بنا پڑی جو بظاہر ایک بالکل معمولی سے بے ضرر دستاویز تھی جیسا کہ اسکے
پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کیا اس دستاویز کے پردے مین کوئی راز بھی
چھپے ہوئے تھے۔؟ نہین! اس لیے کہ ہمکو معلوم ہے کہ گورنمنٹ روس
اور گورنمنٹ جرمن کے فارن آفسون نے اسکے متعلق صاف صاف اعلان
کردیا۔ چنانچہ سر ایڈورڈ گرے نے بھی پارلیمنٹ برطانیہ کو اطلاع دیدی۔ مگر
شروع سے اس دستاویز کے مطلب کے متعلق بہت کچھ کہا جاتا تھا کہ یہ ایک

پوشیدہ راز ہے: بلکہ لوگون کا یہہ خیال تھا کہ اُس کا وجود قبل از وقت ظاہر ہو گیا۔

۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۰ع کو بیرن مارشل وان بیبرسٹین نے ٹرکش گورنمنٹ سے یہہ بیان کیا کہ معاہدہ روس و جرمن بعض ملک ایران مین تعمیر ریل کے متعلق ہے بلکہ عام طور پر مشہور ہے کہ اُس معاہدہ مین یہہ شرائط درج ہین۔

جرمنی اور روس ہر ایک یہہ اقرار کرتے ہین کہ اگر کوئی سلطنت یا سلطنتین آپس مین ایک دوسرے پر ہاتھ اُٹھائین تو وہ الگ رہینگے۔

جرمنی تسلیم کرتا ہے کہ ملک ایران کا شمالی حصہ روس کے زیر اثر ہے اور روس وہان گورنمنٹ ایران سے ریل بنانے کے لیے کل اجارے حاصل کرنیکا دعوی کر سکتا ہے۔ روس کی اس تجویز کی تائید کی بابت جرمنی اس ریلوے کی تعمیر مین روپئے سے مدد دیگا جو طہران سے خانقین کو جائیگی یہہ ریل کچھہ جرمن اور کچھہ روس کے سرمایہ سے تعمیر ہوگی مگر روسی اجارے وارو کے اختیار مین رہیگی۔

روس جرمنی کے تجارتی اغراض شمالی ایران مین تسلیم کرتا ہے۔ اور اس بات کا ضامن ہے کہ وہان سب کیلیے تجارت کا دروازہ کھلا رہیگا۔

روس جرمنی کے حقوق تسلیم کرتا ہے کہ جو اسے ازروئے اجارہ بغداد ریلوے کی تعمیر کیلیے حاصل ہوئے ہین اور یہہ اقرار کرتا ہے کہ اس معاملہ کی تکمیل مین سیاسی

تائید کریگا۔

جرمن کے اجارہ دار ایک ریل بغداد سے خانقین تک بنائینگے بغداد ریلوے کو روس و جرمن ریلوے سے ملا دینگے جو خانقین سے طہران کو جائیگی یا دوسری ریلیں جو روسی اجارہ دار ایران کے شمالی حصہ میں تعمیر کرینگے آئندہ سے بھی بغداد ریلوے سے ملا دیجائینگی۔

اس معاہدہ میں محصول اسباب کے بعض شرح بھی طے ہوئے ہیں جو بغداد ریلوے اور مجوزہ شمالی ایران کی ریلوے اختیار کرینگی۔ ان ریلوں کی تعمیر سے اور محصول اسباب کے شرح کے تعین سے یہ آسانی ہوگی کہ جرمن کا مال با آسانی شمالی ایران میں آسکیگا اور اسی طرح روس کا مال عراق اور بحر قلزم تک جا سکیگا۔ معاہدہ میں مشرق قریب کی موجودہ حالت کے بقا کی بابت ہے [illegible] مقصد یہ ہے کہ روس اور جرمنی کی ان کارروائیوں پر شک کی کوئی وجہ باقی نہ رہے۔

ہوا ہے مطبوعہ ورڈ گرے نے دارالعوام میں یقین دلایا تھا کہ یہ شرط [illegible] پہلوؤں پر حاوی ہیں جو اس معاہدہ میں بیان کئے گئے ہیں۔

معاہدہ مذکور کے جو فقرات ظاہر ہو سکے ہیں صرف وہی اس امر کی تصدیق کیلئے کافی ہیں کہ روس اتحاد ثلاثہ میں شریک نہیں ہے جس کو وجود میں لانے کیلئے انگلستان میں اتنا زور دیا گیا تھا اور جس کی بنا پر سنہ ۱۹۰۷ء میں معاہدہ

روس و انگلستان مرتب ہوا۔

ہم سب جانتے ہین کہ روس کا ملک بہت وسیع ہے مگر اس کے پاس کوئی ایسا بندرگاہ نہین ہے جو جاڑون مین کھلا رہے۔ ایکطرف اُس کے بندرگاہ جو بحر بالٹک کے ساحل پر واقع ہین۔ یخ بستہ رہتے ہین اور دوسری طرف بحر جاپان کے کنارے ولاڈیو وسٹاک جو بندرگاہ ہے وہ بھی انھین وجوہ سے بیکار رہتا ہے۔ اب رہا وسط ملک مین روسی بندرگاہ جو بحر اسود پر واقع ہے وہان ڈارڈ نیلز کے رستہ سے جنگی جہازون کا آنا جانا ازروئے شرائط معاہدہ قدیم مسدود ہے۔ پورٹ آرتھر کے مل جانے سے روس کو یہہ وقت کسیقدر رفع ہوگئی تھی مگر جاپانیون نے پورٹ آرتھر چھین لیا جس کی وجہ سے اسکو پھر تلاش ہوئی کہ کوئی بندرگاہ ڈھونڈھے جہان اُس کے جنگی جہاز لنگر انداز ہو سکین۔ اب تو یہہ حالت ہے کہ مجبوراً اُس کے جہاز سمندر کے بیچ مین خواہ مخواہ چلتے رہتے ہین یا لنگرگاہون مین ایک مدت غیر معین تک یخ بستہ رہتے ہین۔

خلیج فارس مین کئی عمدہ بندرگاہ ہین جو کبھی یخ بستہ نہین ہوتے۔

سالہا سال سے جرمنی یہہ چال چل رہا ہے کہ ادھر تو روس کو آمادہ کیا کہ مشرق اوسط مین پیشقدمی کرے اور اُدھر اسٹریا کو یہہ ہمت دلائی کہ مشرق قریبہ مین مشغول رہے اور فرانس کو یہہ راے دی کہ افریقہ مین ملک گیری کرتا رہے

اصل غرض جرمنی کی یہہ تھی کہ یہہ قومین اپنی اپنی فوجون اور اپنی اپنی دولت کے ساتھ ان مختلف مقامات مین مشغول رہین اور اُسے بلا اندیشہ ترقی کرکے ایک بڑی عظیم الشان یورپین طاقت بننے کا موقعہ ملے۔

بعض لوگ تو کہتے ہین کہ بسمارک کی یہی تجویز تھی اور اب بھی اس پر عمل ہے چنانچہ ایشیا مین جہان کہین روس پیشقدمی کرتا ہے اس مین جرمنی کی خفیہ تائید ضرور ہوتی ہے۔

اب فرض کیجئے کہ پوٹسڈیم مین جو کچھ دوستانہ طور پر طے ہوا اس کا مفہوم یہہ ہو کہ باوجود معاہدہ روس و انگلستان مورخہ ۱۹۰۷ء جسکا اخلاقی یا عام اثر کچھ ہی ہو روس جرمنی کو کسیطرح پر پریشان نہ کریگا اگر جرمنی اور انگلستان مین لڑائی چھڑ جاسے اس کے معاوضہ مین جرمنی روس کے اثر کو نہ صرف شمالی ایران بلکہ کل ایران مین تسلیم کریگا اور روس کو وہان اپنا پورا اختیار قایم کرنے مین ہر طرح پر مدد دیگا۔ چونکہ ان دونون سلطنتون کا اس مین فائدہ ہے اسلئے روس اور جرمنی ضرور بغداد ریلوے کو خانقین سے ملا دین گے اور پھر جرمنی ایک ریل خانقین سے ہمدان تک لیجائیگا اور وہان سے جنوب کی طرف خرم آباد۔ قارون کی گھاٹی۔ اھواز اور محمرہ ہوتا ہوا خلیج فارس تک پہنچیگا۔ روس نے اقرار کرلیا ہے کہ ایران سے اس ریل کیلئے ضروری اجارہ حاصل کر لیگا۔

کیا یہہ باتین انگلستان کیلئے بہت دلچسپ نہ ہونگی۔ اگر معاہدہ پوٹسڈیم

بعض فقرات میں جو ظاہر نہیں کیے گئے ہیں چھپی ہوئی ہوں۔ گذشتہ فروری میں
جب میں لندن میں سر ایڈورڈ گرے سے بسبب خواہش اُن سے ملا تھا تو
بہت سی پر لطف باتیں رہیں۔ میں نے اثنائے گفتگو میں اُن سے یہہ سوال
بھی پوچھا تھا۔ جو کچھ انھوں نے جواب دیا میں اُسے ظاہر نہیں کر سکتا مگر
میں سمجھتا ہوں کہ لارڈ ہلڈین جو چند روز بعد برلن تشریف لے گئے غالباً اُن کا
جانا اسی معاملہ میں تھا۔ خیر یہہ دیکھنا چاہیے کہ معاہدہ روس و انگلستان سے
کیا کیا عمدہ نتیجے ظہور میں آئے ہیں۔ اینگلو فرینچ اتحاد کا مسئلہ طے ہوتے ہی اس
معاہدہ پر دستخط کئے گئے جسکی وجہ سے جرمنی کو تشویش ہوئی اور معاہدہ
پوٹسڈیم کی بنا پڑی۔ اس معاہدے سے انگلستان کے وہ سارے منصوبے باطل
ہوگئے جو سر ایڈورڈ گرے نے ۱۹۰۷ء کے معاہدہ روس و انگلستان پر باندھے
تھے اور روس بہت فائدہ میں رہا اس لیے کہ ایران کی تقسیم میں جو حصہ اُسکے
زیر اثر آیا ہے وہ بہت بڑا اور نہایت زرخیز ملک ہے اور جو حصہ برطانیہ
کے حصہ میں پڑا ہے وہ بہت کم اور زیادہ تر بنجر و ریگستانی ہے۔ اگر دیکھا جائے
تو روس ٹھیک نفع میں رہا۔ اس معاملہ میں جو سب سے زیادہ اندیشہ کی
بات ہے وہ یہہ ہے کہ روس نے جرمنی کیساتھ ایک جدید سمجھوتہ کرلیا ہے
جسکی وجہ سے جرمنی نے ایشیا میں روس کی پیشقدمی کی تائید کا وعدہ کیا ہے اور
اس میں شک نہیں کہ جرمنی بھی کسی معاوضہ کی توقع رکھتا ہے۔ یورپ میں

جرمنی ہی ایک ایسی سلطنت ہے - جس سے روس ڈرتا ہے - کیا کوئی وجہ ہے
کہ جرمنی روس کی تائید نہ کرے - یہ چیز انگلستان کو بہت ناگوار ہے بلکہ [illegible]
ڈرا رہی ہے - اس کے یہ معنی ہیں کہ اب خلیج فارس [illegible]
مالک نہ تھا دوسروں کے قبضہ میں آ جائیگا - لارڈ کرزن [illegible]
خلیج فارس کے متعلق جو الفاظ انہوں نے نکالے تھے وہ یہ ہیں

خلیج فارس میں برطانیہ کا اقتدار محض اُن معاہدوں [illegible]
برطانیہ کیساتھ ہوئے ہیں بلکہ اس کی بنا اور ہی کچھ ہے - خلیج فارس [illegible]
بلا شرکت اغیار ہماری ہی تجارت ہے اور سو برس سے [illegible] اس کیلئے [illegible]
جانیں لڑا رہے ہیں - ہم نے لاکھوں روپیہ کا سرمایہ [illegible]
اپنی بحری قوت وہاں قائم رکھنا چاہتے ہیں - اس [illegible]
طرح کا ثانی تعلق قائل ہے اور جو چیز سب سے [illegible]
یہ ہے کہ خلیج فارس ہندوستان کی بحری سرحد ہے - [illegible] کی حفاظت
گویا ہندوستان کی حفاظت ہے -

باوجود ان سب باتوں کے معاہدہ پوٹسڈیم کا یہ مطلب ہے کہ
جب بغداد ریلوے بن جائیگی اور ایران کی ریلوے سے [illegible] ملا دی جائیگی تو
جرمنی کیلئے مشرق آنے کو بہت قریب راستہ مل جائیگا - اس سے یہ بھی
ظاہر ہوتا ہے کہ آدم زاد یعنی وہ بچہ جو شکل آدمی کے دو پاؤں پر چلتا ہے

یہہ امید کر رہا ہے کہ ہندوستان کے گرد جال پھیلا کے اُسے کھینچنا شروع کرے۔

اس سازش سے پیچیدہ چال مین بڑی ہوشیاری یہہ کیگئی ہے کہ روس نے ایک ایسی سلطنت سے اتحاد کر لیا ہے جسکی مدد سے اُسے خلیج فارس تک پہنچنے مین کچھ اندیشہ نہین اس لیئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس معاملہ مین انگلستان کبھی لڑائی نہ مول لیگا۔ اگر روس تنہا حملہ کرکے خلیج فارس پر کوئی بندرگاہ تلاش کرتا تو اس مین جنگ کا احتمال تھا۔ مگر جب اُس نے اسطرح پر ایرانی ریل بنانے کے اجارہ مین جرمنی کو اپنا شریک کر لیا ہے تو انگلستان بالکل مجبور ہو گیا ہے۔ اب اگر وہ لڑتا ہے تو اُسے روس اور جرمنی دو سلطنتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ ایسی جنگ کے خیال سے تو اہل برطانیہ کے بدن مین رعشہ پڑ جائے گا۔ اب ایران جل بجھا خود یہہ سمجھ لے کہ یہہ سانچے کی ہانڈی کیسی رہی۔

گورنمنٹ آف انڈیا نے ایران مین برٹش پالیسی کے متعلق ۲۱۔ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء کو سکرٹری آف اسٹیٹ کے نام جو مراسلہ بھیجا ہے اس کا خلاصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔ بہت دلچسپی کے ساتھ پڑھا جائیگا۔

مقام شملہ ۲۱۔ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء

ہم آپکو اس معاملہ مین لکھنا چاہتے ہین کہ ایران کے ساتھ برطانیہ کے

تعلقات کیسے ہونا چاہئین اور آپ کے ذریعہ سے ہز ہجسٹی کے گورنمنٹ کی توجہ
اسطرف مبذول کراتے ہین۔

ایران مین برطانیہ کے تمدنی اغراض اس لیئے اہم ہین کہ ہندوستان کو
اس سے خاص تعلق ہے۔ ہندوستان کی موجودہ سرحدین قائم ہونے سے
بہت پہلے بلکہ وسط ایشیا مین روس کی سلطنت قایم ہونے سے پہلے جو
اب کئی مقام پر ھندوستان کی سرحدون سے ملتی ہے۔ ایران گو اسوقت
ہندوستان سے اسقدر قریب نہ تھا تاہم گورنمنٹ ہندکو ایران کی تحفظ کا
بہت زیادہ خیال تھا۔ موجودہ صدی کے شروع مین جب فرانس کے اراد ے
بہت خطرناک ہو رہے تھے۔ اسوقت ایران ہی کے ذریعہ سے برٹش حکومت
کو صدمہ پہنچانیکی فکر کیگئی تھی اور ھندوستان پر ایک حملہ کی تجویز ہوئی تھی۔
جب سے اب تک کئی دفعہ اسطرح کا خیال ظاہر ہوچکا ہے۔ جب سے
افغانستان کی سرحدین معین کردی گئین اور برطانیہ اُن کے تحفظ کی ذمہ دار ہوئی
یہہ سرحدین سیکڑون میل تک ایران کی سرحدون سے ملی ہوئی ہین۔ اس کے
علاوہ ایران کا ایک حصہ کئی سو میل تک بلوچستان سے ملا ہوا ہی بلوچستان برطانیہ کی ریاست یا
محفوظہ ہے بلکہ اُس کا انتظام زیادہ تر گورنمنٹ آف انڈیا کے عہدہ دارون سے
متعلق ہے۔ مزید بران بحر عرب جو ایران کے جنوبی سواحل سے ٹکراتا ہے
اُس سے بحر ھند ملا ہوا ہے اور گذشتہ صدی مین ہم نے جو کچھ کوششین کی ہین

اُن کا نتیجہ یہہ ہے کہ ہندوستان کے اغراض اور ہندوستان کا اثر وہان بڑھگیا ہے۔ پس ان وجوہ سے ایران کے تمدنی تعلقات ہندوستان کیساتھ بہت اہم ہوگئے ہین۔ اگر محض ایران کا لگاؤ ہوتا تو چندان پرواہ نہ تھی۔ مگر دقت یہہ آن پڑی ہے کہ ایک اور سلطنت جس کے اغراض ایشیا مین ہمیشہ ہمارے ساتھ مطابقت نہین کرتے ایران اور افغانستان کو وبا رہی ہے اور خلیج فارس پر دوسری رقیب سلطنتون کی نظرین پڑنے لگین ہین۔

جب مرگن کا مسئلہ چھڑا ہے اور جیوفنت میجر اسٹوکس کی ملازمت کا معاملہ پیش ہوا ہے تو سر ایڈورڈ گرے نے گذشتہ اگست مین معاہدہ روس و انگلستان مین جو دلچسپ معنی پہنائے ہین اُنھین سُن کر برطانیہ ہند کے متوفی مدبرین جنھون نے ایسی دوراندیشی کی بات کہی تھی اپنی قبر مین بےچین ہوگئے ہونگے اب یہہ صاف ظاہر ہوگیا کہ برٹش فارن آفس ایک خیال سے زیادہ کوئی دوسرا خیال اپنے دماغ مین نہین رکھسکتی۔ چنانچہ فارن آفس سے یہی فتوی نکلا کہ ایران کو چولھے مین جھونکو اور بحیرہ جرمن کی حفاظت کرو۔ روس تو اسی موقعہ کی تاک مین تھا۔ ادھر سینٹ پٹرس برگ کے نیم سرکاری اخبار نے سیفنگ ہائی ادھر لندن مین ایک مضمون چھپ گیا۔ بس قلعی کھل گئی اور روس کا مطلب نکل آیا۔

اس ساری کارروائی کا نتیجہ یہہ ہے کہ کوہ قاف اور ہندوستان کی

جنوبی مغربی سرحد کے درمیان کوئی حد فاصل ریاست باقی نہ رہی اور اب روس کو ہندوستان آنے کے لیے راستہ صاف ہوگیا۔ اس کے علاوہ خلیج فارس مین بھی برطانیہ کا اقتدار معرض خطر مین آگیا۔

دوسرا نتیجہ یہہ ہوا کہ ہندوستان کے سات کرور بیس لاکھ مسلمان جو ہمیشہ ہندوؤن کے مقابلہ مین گورنمنٹ برطانیہ کا ساتھ دیتے تھے۔ جب انھون نے دیکھا کہ انگلستان کی رضامندی سے روس اور یورپ کی دوسری عیسائی سلطنتون نے مراکش طرابلس اور ایران پر جو اسلامی ریاستین تھین حملہ کر کے انھین تباہ کر ڈالا تو گورنمنٹ ہند کے ساتھ اُن کی وفاداری مین بہت فرق آگیا۔ ابھی حال مین ہندوستان کے ایک بڑے مجتہد اسلام نے ایک مشہور برٹش عہدہ دار کے نام خط لکھا ہے جس مین وہ لکھتے ہین کہ ایران کے واقعہ کے بعد اب مسلمانون نے یہہ ارادہ کر لیا ہے کہ ہندوؤن کی طرح کانگریس مین شریک ہو جائین۔ حالانکہ اب تک وہ کانگریس سے دُور دُور رہتے۔ ایران کی تباہی سے ہندوستانی کے سیاسی معاملات کی اہمیت کم نہین ہوئی ہے

افسوس ہے کہ ساری دنیا مین برطانیہ کی وقعت کو صدمہ پہنچا ہے اور اہل انگلستان علانیہ اس بات سے ناخوش ہین کہ وہ اب کمزور قومون کا ساتھ نہین دے سکتے۔

ٹرکی مین انگلستان کا اثر تو جا ہی چکا تھا اب ایران کے معاملہ مین جو سنے

روس سے شرکت کی تو اُس سے برطانیہ کی تجارت کو بہت صدمہ پہنچا ہی حالانکہ برطانیہ کی تجارت ایران مین اصفہان تک حاوی تھی۔

سیاستی لحاظ سے اسکا اثر اور بھی بُرا ہوا۔ انگلستان کا موروثی دشمن اب بلا کھٹکہ خلیج فارس کیطرف بڑھا چلا آتا ہے اور بہت دن نہین گذرین گے کہ وہان پہنچ جائیگا تب گورنمنٹ ہند کو اُس سرزمین کی جو زیر اثر برطانیہ ہے حفاظت کرنی ہوگی۔ روس کے مقابلہ مین جنوبی ایران کی محافظت کوئی آسان کھیل نہین ہے۔ گورنمنٹ ہند کو بڑی زیر باری اُٹھانی ہوگی۔ اسکا یہہ مطلب ہوگا کہ ہندوستان مین بجاے ایک لاکھ انگریزی سپاہیون کے پانچ لاکھ انگریزی فوج رکھنا ہوگی۔ ایران کی خودمختاری سلب کرنے مین برطانیہ کا روس کو مدد دینا ایک اور پہلو رکھتا ہے گو وہ بین الاقوامی معاملات مین چندان قابل لحاظ نہین وہ پہلو یہہ ہے کہ اس معاملہ مین انگلستان نے اخلاقی اور انسانیت کے اصول نظر انداز کیے تاریخ نے ہم کو انگلستان سے جس قسم کی توقع دلائی تھی بالکل اُسکے برعکس ہوا۔ اور گو اہل انگلستان اپنی گورنمنٹ کی غفلت اور قصور سے واقف ہون مگر یہہ بدنامی کا دھبہ ہمیشہ باقی رہیگا۔

غالباً سر ایڈورڈ گرے بھی اس بات کو تسلیم کرین گے کہ سیاستی امور مین دو پہلو ہوتے ہین۔ ایک اخلاقی اور دوسرا کامیابی کا پہلو۔ مگر افسوس ہے کہ جو اصول اونھون نے اختیار کیا اس مین ان دونون پہلوؤن مین سے کوئی

بھی نہین نکلتا۔ تمثیلاً جرمنی کو لیجیے اگر ایک سال پہلے اسے کچھ شبہ تھا کہ گورمنٹ برطانیہ
اُس سے ڈرتی ہے تو وہ شبہ اب رفع ہوگیا۔ جرمنی تو سر ایڈورڈ گرے کے لیے ایک
بھلوا ہے اور انگلستان مین محض جرمنی کی نفرت سر ایڈورڈ گرے کو اپنی ندست پر
با ختیار کیے ہوئے ہے ورنہ اُن کی سیاستی کارروائی سے جو سخت نقصان پہنچا
ہے اُنھین اب تک کب کا وہان سے ہٹا دیا ہوتا۔

اگر یہہ سوال کیا جائے کہ انگلستان ایران مین روس کی پیشقدمی کو کیسے روکتا
برطانیہ اعظم ایک بحری قوت ہے اُس کے جنگی جہاز روس کے خلاف کیا کرسکتے
وہ کہان اسپر حملہ کرتے۔ البتہ اگر روس خلیج فارس پر آجاتا تو یہہ صورت ممکن تھی۔
انگلستان شمالی ایران مین کامیابی کیساتھ روس کا مقابلہ کرنے مین معذور تھا۔ اسکے
پاس بَرّی فوج اتنی نہین تھی جتنی کہ اور یورپ مین سلطنتون کے پاس ہے۔ اگر
برطانیہ اپنی کل فوج اُٹھاکے وہان بھیج دیتا تب بھی روس کی ٹڈی دل فوج کے
مقابلہ کیلئے کافی نہ ہوتی جو روس کوہ قاف سے ایران مین بھر دیتا۔

اس سوال کا جواب چندان دشوار نہین ہے۔ انگلستان دنیا مین اب تک
اول درجہ کی قوت مانا جاتا ہے یا نہین۔ جہان تک مجھے علم ہے وہ اسوقت
تک اول درجہ کی قوت تسلیم کیا جاتا ہے۔ بلکہ روس بھی اُسے ایسا ہی سمجھتا ہے
پس گذشتہ جولائی مین جب روس نے علانیہ معاہدۂ روس و انگلستان کی خلاف
ورزی کرکے ایران کی خودمختاری مین دخل دینا شروع کیا تو اُسوقت انگلستان کا

یہہ فرض تھا کہ اُسے اس امر سے متنبہ کرتا کہ اس کا طرز عمل بالکل معاہدہ کے خلاف ہے جسپر روس اور انگلستان نے دستخط کیئے ہین - ایسا کرنے سے کم از کم ایران اور نیز دنیا کی نظر مین برطانیہ کا اعتبار تو باقی رہتا بلکہ عجب نہین کہ روس کو آگے بڑھنے سے روک دیتا - جب کوئی سلطنت بخوشی کسی معاہدہ پر دستخط کرتی ہے تو اُسکا یہہ فرض ہوتا ہے کہ معاہدہ کے شرائط کی دوسرے فریق سے بھی پابندی کرائے اور خلاف ورزی کیصورت مین مقابلہ کیلئے تیار رہے جب ایسی ضرورت پیش آئے تو انصاف اور مصلحت اس کی متقضی ہے کہ قومی وقار قایم رکھنے کی کوشش کیجائے - سر ایڈورڈ گرے نے مسٹر اسٹوکس اور شعاع السلطنت کے معاملات مین روس کے طرز عمل پر علانیہ چشم پوشی کی اور یہہ یقین دلانا چاہا کہ ایران کی خود مختاری معرض خطر مین نہین پڑتی - انھون نے اپنی ذمہ داری کو یون ٹالا - بعد ازان سر ایڈورڈ گرے نے ایک عجیب پہلو یہہ اختیار کیا کہ انگلستان نے ایران کی خود مختاری اور تحفظ کا ذمہ ہی نہین لیا ہے - انگلستان کے ایک بڑے محقق نے جسکی رائے ایشیائی معاملات مین سند مانی جاتی ہے - ۲۲ - مارچ سنہ ۱۹۱۱ء مین ہاوس آف لارڈس مین ایران کے معاملات پر جو بحث کی وہ بہت ہی دلچسپ ہے - یہہ محقق لارڈ کرزن ہین جن کے اعتراضات کا کوئی جواب نہ دیسکا - ان کی تقریر کا خلاصہ حسب ذیل ہے -

مجھے یقین ہے کہ ایران کی خود مختاری اور اس ملک کا تحفظ جس کیلئے

گورنمنٹ اعلیحضرت ملک معظم حسب معاہدہ روس وانگلستان ۱۹۰۷ء مین ضامن
ہوئی ہے۔ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ اس کی تائید کرے۔ گو لارڈ موری لبرل گورنمنٹ
کیطرف سے وہان موجود تھے مگر اونہون نے لارڈ کرزن کے اعتراض کا کچھہ
جواب نہ دیا۔ المختصر گذشتہ موسم بہار مین روس کے طرز عمل پر یہہ عذرات ایسے
لچر اور بے سر و پا تھے کہ خود انگریز شرماتے تھے اور اس سے روس اور ساری دنیا کو
معلوم ہو گیا کہ لبرل گورنمنٹ جرمنی سے کیسی خائف ہے۔

دولت برطانیہ نے اس معاملہ مین جو روش اختیار کی اس سے خواہ مخواہ
یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس قوم مین یہہ تغیر عظیم کیسے واقع ہوا۔ ابھی کچھہ زیادہ دن
نہین گذرے کہ انگلستان کو یورپ اور ایشیا کے معاملات مین تصفیہ کن راے
دینے کا اختیار حاصل تھا۔ کیا انگریزی جہازون کی جنگی قابلیت جاتی رہی یا انگریزی
ملاحون کی جرات و ہوشیاری مفقود ہو گئی یا جنگ جنوبی افریقہ کے خطرناک
واقعات سے برطانیہ کی فوج مین اصلاح کی ضرورت پیش آئی۔

ابھی روے زمین پر بعض طاغوتی مقامات ایسے ہین جہان قرون وسطی
کی خرابیون کی جڑ باقی ہے اور ہر موجودہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ان کو دفع
کرے۔ بہ لحاظ انسانیت و ترقی علم انگلستان کو بھی اپنا فرض پورا کرنا چاہیے
تھا۔

یہہ صاف ظاہر ہے کہ بیچارے ایران کی خودمختاری اس کی گورنمنٹ یا

اہل ملک کی نااہلی کیوجہ سے معرض خطر میں نہین پڑی بلکہ سنہ ۱۹۱۰ء مین جو داستان پولسٹیڈیم مین تصنیف ہوئی اُس مین اس کی تباہی کا اول ہی ذکر ہوچکا تھا۔ جب روس کو جرمنی کی تائید کا یقین ہوگیا وہ موقع کا انتظار کرنیلگا۔ معاہدہ روس انگلستان ایک بیکار ردی تھا جس کی روس کو چندان پرواہ نہ تھی۔ روس کو اپنی اعلان کردہ تجویز کی تکمیل منظور تھی وہ یہہ کہ ایران پر قبضہ کرے اور اس سمندر پر ہاتھ ڈالے جو ایران کے سواحل سے ملا ہوا ہے۔ وہ موقع کی تاک مین لگا تھا جب مراکش کے معاملہ مین یورپ کا باہمی کھچاؤ بڑھا تب اُسے موقعہ ملگیا اور اُس نے اس موقع سے پورا فایدہ اوٹھانا چاہا۔ سر ایڈورڈ گرے ڈر سے کانپنے لگے اور انھین بجز قیصر کے ڈریڈنائٹس کے اور کچھ یاد نہ رہا۔ روس اس بات کو سمجھہ گیا اور بازی لے گیا اس کے بعد ایران کی دستوری حکومت جو ۲۴ دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء مین برباد کیگئی اور اُس کیلئے روس نے جو حیلے تراشے وہ محض اس لیئے تھے کہ سر ایڈورڈ گرے کو برٹش پبلک کے الزامات سے بچا یا جائے۔

اب ایران مین روس کی حکومت ہے اور سارے ملک مین اس کا عمل ہے۔ کل ملک ایران آج اُسکا ایک صوبہ ہوگیا ہے اور روس وہان قید کے مصائب پھانسی اور قتل کے ذریعہ سے حکومت کررہا ہے۔ افراسیاب کی قدیم مملکت مین جو کچھ ہورہا ہے اُسکا کچھ حال نہین کھلتا۔ سال گذشتہ طہران مین امریکن

سلہ۱ زمانہ حال کے نو ایجاد جنگی جہاز جن کی نسبت یہہ خیال ہے کہ وہ بحری جنگ مین تباہ نہین ہوسکتے

منتظمین مال کا وہان جانا اور بعض واقعات کا پیش آنا محض ایک اتفاقی بات تھی
خرس شمال نے ایشیا کا ایک اور ٹکڑا ہضم کر لیا۔

سر ایڈورڈ گرے نے اکثر اوقات مجھ پر یہہ اعتراض کیا کہ مجھ مین یا تو فراست کی کمی ہے یا مین یہہ چاہتا ہون کہ ایران کی ملازمت مین انگریز بھردون اور مین روس و برطانیہ کے دائرہائے اثر کو تسلیم نہین کرتا۔

پہلے اعتراض کا بہترین جواب یہہ ہے کہ مین اُس مراسلت کو شایع کر دون جو میرے اور سفرائے روس و برطانیہ کے درمیان اسٹوکس کے معاملہ مین یا چالیس لاکھ پونڈ قرض کے مسئلہ مین پیش آئی یا ہتھیارون کی قیمت کے بارہ مین جو روس نے ایران کے ہاتھ فروخت کئے تھے یا قزاق بریگیڈ کیلیے رقومات دینے کے متعلق ہوئی۔ مین اس مراسلت کو شایع نہ کرتا اگر مجھپر یہہ اعتراضات نہ کئے جاتے۔

اب رہا دوسرا الزام جو محض اس بات پر مبنی ہے کہ مین نے مختلف اوقات مین چند انگریزون کو محکمہ خزانہ پر مقرر کیا۔ یہہ لوگ پہلے سے طہران۔ اصفہان اور شیراز مین تعنات تھے جب مجھے ایسے آدمیون کی ضرورت ہوئی جو مروجہ طریقۂ حساب سے واقف ہون اور ملک کی زبان بھی جانتے ہون اور وہانکے رواجات سے بھی آگاہ ہون تو یہی لوگ مجھے اس کے اہل ملے۔ اسیطرح یہہ مین نے دو اہل بلجیم کو بھی مقرر کیا اگر اسطرح کی ضروری قابلیت کا کوئی روسی

سے مجھے ملتا تو مین بخوشی اُسے بھی نوکر رکھ لیتا۔ جب سر اڈورڈ گرے نے مجھ پر پولیٹکل تعصب کا بے بنیاد الزام لگایا تو مین نے ایران کی بھلائی کے خیال سے مجبوراً تینون انگریزون کو جن مین مسٹر لیکافرے بھی شامل تھے موقوف کر دیا۔ صرف مسٹر جارج ینو باقی رہگئے جن کے ساتھ مجلس سے معاہدہ ہو چکا تھا۔

تیسرا الزام سب سے زیادہ لچر اور بیجا ہے۔ جب ۱۹۰۷ء مین معاہدہ روس و انگلستان کی اشاعت ہوئی تو خود گورنمنٹ ایران نے باضابطہ ان دونون سلطنتون کو اطلاع دیدی تھی کہ وہ اس معاہدہ کو تسلیم نہ کریگی اور نہ کسیطرح پر اُسکی پابندی کی ذمہ داری ہے۔ مجلس نے ابتدا ہی سے مجھے تاکید کی تھی کہ روس و انگلستان نے جو دائرہاے اثر ایران مین قرار دیئے ہین اُنھین کسیطرح نہ تسلیم کرون۔

چنانچہ مین نے مجلس سے وعدہ کیا کہ ایسا نہ کرونگا۔ اگر مین اس کے خلاف کرتا تو گورنمنٹ کیساتھ جس نے مجھے نوکر رکھا تھا اور مجھپر پورا اعتبار کیا تھا۔ خلاف وعدگی ہوتی۔ میرا انکار روس کی اصلی مخالفت کا باعث ہوا اور اُس نے میرے کام مین دست اندازی شروع کی۔ روس اور انگلستان نے بلا وقت اہل عجم کو تو اپنے ہموار کرلیا تھا۔ مگر مجھسے اس قسم کی خلاف ورزی ممکن نہ تھی۔

تاہم حتی الامکان مین نے یہہ کوشش کی کہ ایران مین غیر ملکیون کے

جائز حقوق تسلیم کیے جائین اور دونون سلطنتونکی سفارتون سے یہہ پوچھتا رہا کہ
ایران مین اُن کے خاص اغراض سے کیا مراد ہے اور معاہدہ روس و
انگلستان کی عبارت کا کیا مطلب ہے۔

ڈاکٹر ڈی۔ لان جو ایک روکھے سیاسی اہل قلم ہین اُنھون نے معاہدہ
پوٹسڈیم پر ایک مضمون لکھا ہے جس کے چند الفاظ حسب ذیل ہین۔

"اگر آپ غیر گورنمنٹون پر اعتبار رکھنا چاہتے ہون تو بہت ہوشیار رہیے
کیونکہ سیاسی زبان اصلی خیالات ظاہر کرنے کیلئے نہین ایجاد ہوئی ہے اور نہ کوئی
ایسی بوٹی ہمارے پاس ہے جس کے ذریعہ سے وہ خیالات دریافت ہوسکتے
ہون۔

۱۹۱۱ء کے موسم بہار مین سر ایڈورڈ گرے جو عجیب معنی معاہدہ روس
و انگلستان کے صاف صاف الفاظ مین روس کی ہدایت سے پہنا رہے تھے
غالباً ڈاکٹر ڈیلان کو اس کی پہلے سے اطلاع تھی۔

مجھ سے جہان تک ممکن ہوا مین نے کوئی وقیقہ فروگذاشت نکیا کہ اس
معاہدہ کا اصلی منشا دریافت کرون اور روس و انگلستان کا اس کی عبارت سے
جو مطلب ہوا سے سمجھون۔

مین نے لندن مین پرشیا کمیٹی کے سامنے ۲۹ جنوری ۱۹۱۲ء کو جو لکچر
دیا اُسکا خلاصہ مضمون درج ذیل ہے۔

اب مین اپنی حفاظت کے متعلق ایک بات کہنا چاہتا ہون گو پہلے سے
میرا ارادہ نہ تھا ۔ مجھے اس کی پرواہ نہین کہ ایران کے متعلق جو مباحثہ ہوئے ہین
اُن مین مین غلطی پر تھا یا حق پر لیکن جو خاص الزام مجھ پر لگایا گیا ہے وہ صحیح ہے
یا غلط ۔ پہلا الزام جو میری نسبت کمی ذراست کا ہے میری سمجھ مین نہین آتا کہ
اس سے کیا مطلب ہے ۔ سیاسی معاہدون کو پڑھنے اور سمجھنے کیلئے غالباً
کوئی خاص خفیہ طریقہ ہے جسکا مجھے علم نہ تھا ۔ اگر یہہ سچ ہے تو اس معاملہ مین مین
بیشک اپنی لاعلمی کا اظہار کرتا ہون اگر گورنمنٹ روس و برطانیہ یہہ چاہتی تھی کہ
مین اس معاہدے کے کوئی خاص معنی جو عبارت سے پیدا نہ تھے سمجھون تو انہین
لازم تھا کہ مجھے اُن کے سمجھنے کیلئے وہ خاص طریقہ بتا دیتے لیکن انھون نے ایسا
نہین کیا ۔ طہران آنے کے تھوڑے عرصہ بعد مجھسے اور سفیر روس و برطانیہ سے
اچھے مراسم ہوگئے تھے اور مین انھین نہایت باوقار اور انصاف پسند اصحاب
سمجھنے لگا اور میرے دل مین اُن کی بہت وقعت تھی ۔ مین اس سے زیادہ
اور کچھ کہنا نہین چاہتا کہ جب سے مین طہران پہنچا اور پھر جب مین وہان سے روانہ
ہوا اس عرصہ مین کبھی کوئی بدنمائی بحث یا کج خلق بات اُن سے نہین ہوئی یہانتک
کہ کسی امر مین کوئی سنگین اختلاف بھی نہ ظاہر ہوا ۔ وہ دونون طہران مین سفیر کبیر
تھے اور اگر اُن کیساتھ مین کسی امر مین بحث کرکے نتیجہ نکالنے مین قاصر رہا ہون
تو بیشک مین ملزم ہون اور اگر مین نے اُن چیزون کا جو وہان واقع ہو رہی تھین

عام طور پر اعلان کیا اور جن چیزون کا اہل ملک کو جن سے اُنھین خاص تعلق تھا یا دُنیا کو اُن کا علم نہ تھا اگر ایسی باتون کا شایع کرنا غلطی پہ مبنی ہو تو مین گنہگار ہون غیر جو کچھ مین نے کیا وہ کیا ان باتون کا میری ذات سے باہر سے قیام ایران سے کچھ زیادہ تعلق نہ تھا۔ بلکہ ملک ایران کے حقوق سخت خطرہ مین تھے۔ جب مین نے اہل ایران کے قایم مقامون سے مشورہ کیا اور اُن سے یہہ پوچھا کہ آیا وہ ایک اندھیری کوٹھری مین قتل ہونا پسند کرتے ہین یا ایک عام شاہ راہ پر تاکہ دنیا کو جرم کا علم ہو جائے۔ تب اُنھون نے یہی جواب دیا کہ شاہ راہ کو ترجیح ہے۔

اخبار لندن ٹائمس جو برٹش فارن آفس کا مشہور آلہ ہے میرے اس ایڈریس کے کئی دن بعد اس نے میرے بیانات کی تردید کرتے ہوئے یہہ لکھا کہ غالباً مین یہہ چاہتا تھا کہ روس اور انگلستان بلالحاظ اپنے اغراض کے میرے اُن تجاویز کو منظور کرین جو مین ایران کی مالی اصلاحات کیلئے جاری کر رہا تھا۔ اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مالی اصلاح کیلئے جو باتین مین نے تجویز کی تھین وہ روس یا برطانیہ کے بعض اغراض کے خلاف تھین۔ دو ایک دن بعد مین نے لندن ٹائمس کے اڈیٹر سے ملکے پوچھا کہ میری تجویز سے برطانیہ یا روس کے کن اغراض پر اثر پڑتا تھا۔ مہربانی کرکے اُس کی توضیح فرمائین تاکہ پبلک کو اس مسئلہ پر زیادہ غور کرنے کا موقع ملے۔ مگر اُنھون نے کچھ جواب نہ دیا اور اُن کے سکوت سے صاف ظاہر ہے کہ میرے تجاویز سے کسی غرض کو نقصان نہ پہنچتا تھا

یا اگر کوئی غرض تھی بھی تو وہ اسطرحکی تھی کہ اظہار نہ ہو سکتی تھی۔ اصل یہہ ہے کہ
۱۳ جون ۱۹۱۱ء مین جو قانون مال مجلس سے پاس ہوا اس مین کوئی بات
ایسی نہ تھی جس سے ایران مین کسی غیر ملکی کا کوئی جائز حق تلف ہوتا ہو۔ بخلاف
اس کے اس قانون کے نفاذ سے برطانیہ روس بلکہ ہر سلطنت کے جائز حقوق کو
فائدہ پہنچتا۔

اسی اخبار کے اس جملہ سے اڈیٹر کے اندرونی خیالات کچھ کچھ ظاہر ہوتے
ہین۔ "غالباً مسٹر شوسٹر کے دل مین یہہ بات نہ آئی کہ مالی اصلاح کی ایسی تجاویز کی
وجہ سے غالباً ان دونون سلطنتون کے خاص اغراض پر کیا اثر پڑے گا"

اب پھر وہی سوال پیش ہے کہ یہہ خاص اغراض کیا تھے کبھی ان کی تعریف
نہین بیان کیگئی۔ ان اغراض کا اظہار کہان اور کیونکر کیا گیا۔ معاہدۂ روس و
انگلستان مورخہ ۱۹۰۷ء مین تو کہین ان کا ذکر نہ تھا۔ اب امر تنقیح طلب یہہ ٹھہرا
کہ آیا قانون متذکرۂ بالا یا اس کی تعمیل سے عہدنامہ کے شرائط یا بعض اصحاب
سیاست کے مبہم الفاظ مین یہہ کہنا چاہئیے کہ عہدنامہ کے اصل معنی کی خلاف ورزی
ہوتی تھی۔ فرض کر لیا جائے کہ عہدنامہ کے اصل معنی کچھ اور ہی تھے گو اس کی
عبارت صاف صاف تھی جس مین کسی قسم کی تاویل نہ ہو سکتی تھی تو ایسی حالت مین
گورنمنٹ ایران یا اس کے عہدہ دارون کو اصل معنی کا علم کیسے ہو سکتا تھا۔ جہان
تک میرا تعلق ہے مین صرف یہی کہسکتا ہون کہ مین نے اس عہدنامہ کو بہت غور سے

کئی دفعہ پڑھا اور اس کیساتھ برٹش فارن آفس کی کتب آبی کو بھی ملاحظہ کیا مگر مجھے کہیں "اصل معنی" نہ ملے۔ اب دستاویز کے اصل معنی سمجھنے کیلئے صرف ایک ذریعہ اور باقی رہگیا تھا۔ اس کے اصل معنی سمجھنا ضرور تھے اس لیے کہ اہل ایران کی مستقبل کا اسی پر دار و مدار تھا۔ پروفیسر براؤن کی مشہور کتاب انقلاب ایران کے صفحہ (۱۹۰) میں ایک خط کی نقل چھپی ہے جو پانچویں ستمبر ۱۹۰۷ء سر سیسل اسپرنگ رائیس سفیر برطانیہ متعینہ طہران نے وزیر امور خارجہ ایران کے نام لکھا تھا۔

یہہ ایک نہایت ضروری اور دلچسپ مراسلہ ہے جس سے عہدنامہ روس و انگلستان کے اصلی معنی کا کچھ پتہ چلتا ہے اور بالتفصیل سرکاری طور پر اصلی معنی کی شرح کیگئی ہے۔ پروفیسر براؤن جیسے محقق کی کتاب میں اس مراسلہ کا وجود پبلک کے نزدیک اس کے معتبر ہونیکا شاہد تھا اور اس مراسلہ سے دونوں سلطنتوں کے اصلی خیالات عہدنامہ کی نسبت ظاہر ہوتے تھے۔ چند ہی روز پہلے دونوں سلطنتوں نے اپنے اپنے اغراض کے لحاظ سے اس عہدنامہ پر دستخط کیے تھے۔ یہہ سچ ہے کہ برٹش فارن آفس کی بلو بک میں مجھے یہہ مراسلہ نہ ملا مگر میں نے سر سیسل اسپرنگ رائیس کے اس مراسلہ کو بہت غور سے پڑھا اور اب مجھے یقین ہے کہ ان دونوں سلطنتوں کے اصل اغراض کیا ہیں یہہ وہی ہیں جو عہدنامہ کی عبارت سے ظاہر ہوتے ہیں اور کوئی بات ان میں پوشیدہ نہیں ہے۔

چنانچہ میں نے امریکہ سے روانہ ہونیکے پہلے معاہدہ روس و انگلستان

مورخہ ۶ نومبر ۱۹۱۰ء کا مطلب اور اصل معنی بخوبی سمجھ لیئے تھے جو اس مراسلہ میں سرکاری
طور پر ظاہر کیئے گئے تھے۔ باوجود اس نکتہ سنجی کے کہ مین نے اپنے تئین ایران
کی عام پولیٹیکل حالت سے آگاہ کرلیا تھا۔ اسپر بھی مجھپر یہہ الزام لگایا گیا کہ مین نے
ایران کی نازک حالت کے سمجھنے مین بہت غلطی کی اور پہلے ایران کے معاملات
کو اچھی طرح سمجھ نہ لیا لہذا مجھپر الزام یہہ تھا کہ مین یا تو عہدنامہ کے اصل معنی سے
ناواقف تھا یا مین نے بالقصد کچھ خیال نہ کیا۔ لطف یہہ ہے کہ پارلیمنٹ برطانیہ
کے اندر بڑے بارسوخ حضرات نے مجھپر اسطرح کے الزامات لگائے مگر جب وہ
ڈسمبر ۱۹۱۱ء کو جب پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے فارن سکرٹری صاحب سے ایک
سوال کیا تو اس کے جواب مین اُنھون نے یہہ کہا کہ اُنھین اس مراسلہ[1] کا بالکل علم
نہین ہے جو سر سیسل اسپرنگ رایس نے گورنمنٹ ایران کو لکھا تھا اور جس کا حوالہ
دیا جاتا ہے۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ اس کے دوسرے ہی دن ایک ممبر
پارلیمنٹ نے فارن آفس کو خط بھیجا جس کیساتھ سر سیسل اسپرنگ رایس کے اصل مراسلہ
کا ایک عکس شامل کردیا۔ فارن آفس نے اس کا یہہ جواب دیا کہ فارن آفس کو اس
مراسلہ کی بالکل اطلاع نہین چھ ہفتہ بعد غرہ فروری ۱۹۱۲ء کو فارن آفس نے اُنہین
ممبر صاحب کو لکھا کہ سر سیسل اسپرنگ رایس کے مراسلہ کا اصل انگریزی ترجمہ ابھی ابھی

---

[1] اس مراسلہ کا ترجمہ تمہیدی باب مین آچکا ہے۔

فارن آفس مین آیا ہے اور جو ترجمہ پروفیسر براؤن[۱] نے اپنی کتاب مین چھاپا ہے بالکل صحیح ہے۔

چنانچہ جس وقت مجھپر یہہ الزام لگایا گیا کہ مین عہدنامہ کے اصل معنی سے ناواقف ہون مین کئی مہینہ پہلے اپنی بینین گورنمنٹ روس اور برطانیہ کے اصل منشار سے واقف کرچکا تھا اور عہدنامہ کی جو سرکاری شرح سفیر کبیر برطانیہ متعینہ طہران نے کی تھی اس سے بخوبی واقف تھا۔ لطف یہہ ہے کہ خود عہدہ داران فارن آفس جنھون نے مجھپر لاعلمی یا غفلت کا الزام لگایا وہ خود لاعلم تھے اور انھین اپنے مشہور مراسلہ کی خبر تک نہ تھی۔ کیا یہہ بات ممکن ہے کہ گورنمنٹ کا ایسا ضروری محکمہ اسطرح کے اہم معاملات مین اتنی غفلت کرے یا فی الحقیقت ان واقعات سے جو میرے زمانہ مین ایران کے مالی انتظامات کے متعلق پیش آئے ایسا ناواقف ہو۔ حالانکہ گورنمنٹ برطانیہ نے اسی محکمہ نے بلاپس و پیش جلدی سے روس کے ساتھ میری خدمت صدر المہامی خزانہ سے علیحدگی کیلئے دستخط کر دیئے تھے۔

انگلستان اور روس نہ اُس وقت بیان کرسکے اور نہ اب بیان کرنے کو راضی ہین کہ ایران مین ان کے اصل اغراض کیا ہین۔ جو طریقہ انھون نے اختیار کیا وہ یہہ ہے کہ اگر گورنمنٹ ایران یا اُس کے عہدہ دارون کا کوئی فعل جو

---

[۱] اس سے برٹش فارن آفس کی بے پروائی یا لاعلمی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

جو ملک کے اندرونی انتظام کیلئے ہو اگر ان کی مرضی کے خلاف ہو تو فوراً بزور ان سے پھیکر روک دین کہ انھین اسطرح کی مداخلت کا پورا حق ہے - اور پھر کہا یہہ جاتا ہے کہ ایران ایک خودمختار سلطنت ہے کیا کسی خودمختار سلطنت یا ریاست مختو لکے اختیارات ایسے ہی ہوا کرتے ہین - اب سوال یہہ ہے کہ یہہ واقعات عہدنامہ کی عبارت اور سرسل اسپرنگرایس کے سرکاری مراسلہ کے مضمون سے کہان تک مطابق ہین -

ایران کے جدید معاملات مین گورنمنٹ برطانیہ کا ابتدا سے اب تک جو طرز عمل رہا اس کی نسبت اخبار نیشن مین جو مضامین چھپ چکے ہین اُن سے بہتر کوئی عمدہ راے نہین ظاہر کیجا سکتی - یہہ اخبار گو لندن ٹائمس کیطرح نیم سرکاری اخبار نہین ہو گو لبرل پارٹی کا ایک مشہور اور باوقعت اخبار ہے جسکی ادبی قابلیت سب مانتے ہین -

گیارہوان باب

ایران مین محصولبندی کا طریقہ - اصلاح مال کیلئے میرے تجاویز بعض ریلون کی تعمیر کا امکان - ایران مین دولت اور زرخیزی کے ذرایع

ایران مین محصولبندی کا عام طریقہ وہی اب تک جاری ہے جو غالباً دقیانوس کے

وقت مین ہوگا - پیداوار کا دسوان حصہ لیا جاتا ہے - مالگزاری مین کل روپیہ
ہی نہین وصول کیا جاتا بلکہ جنس بھی لی جاتی ہے - یعنے ایران کے کاشتکارون
اور زمیندارون سے سرکار گیہون - جَو - روئی - چانول اور دوسری پیداوار بھی
لیتی ہے - اس بیہودہ اصول کی پابندی کی وجہ سے کسی قسم کا باقاعدہ حساب
رکھنا بہت دشوار ہے یا صحیح طور پر معلوم کرنا کہ ہر ضلع - قصبہ یا موضع کی آمدنی سال
مین کسقدر ہوتی ہے - علاوہ بریں جب کل صوبون مین ٹیکس کلکٹرون اور نائب
ٹیکس کلکٹرون کے ذریعہ سے جنس سرکار کے قبضہ مین آجاتی ہے تو اُسوقت
اسکو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے کے لیے اور انبارخانون مین جمع
کرنیکے لیے سرکار کو انتظام کرنا ہوتا ہے کبھی سرکار اسکو فروخت کرلیتی ہے
اور کبھی سرکاری اخراجات کیلئے بجاے نقد کے یہی جنس تقسیم کردی جاتی ہے
ایران مین کبھی کوئی حسابی رجسٹر نہین رکھا گیا جس سے اگر بالکل ٹھیک نہین تو
کم از کم یہہ اندازہ تو معلوم ہوسکتا کہ ملک مین آمدنی کے ذرایع کیا ہین - انتظامی
کے اغراض کے لیے ایران ستّرہ اٹھارہ اضلاع مین تقسیم ہے اور ہر ضلع کا
ایک بڑا مقام انتظامی لحاظ سے صدر مانا جاتا ہے - مثلاً صوبہ آذربائیجان جو نہایت
زرخیز اور مشہور صوبہ ہے - وہان کی سالانہ آمدنی نقد و جنس ملاکر دس لاکھ تومان
یا نو لاکھ ڈالر ہے - میرے زمانہ ملازمت مین تبریز مین جو صوبہ آذربائیجان کا
پایۂ تخت ہے اور کل مملکت ایران مین گویا دوسرا مشہور شہر کہلاتا ہے وہان

وہان ایک ٹیکس کلکٹر یا پیشکار مقرر تھا - ہر ایک صوبہ کئی اضلاع پر تقسیم ہے اور
ہر ضلع مین ایک نائب ٹکس کلکٹر مقرر ہے - یہہ اضلاع پھر چھوٹے چھوٹے قصبون
مین تقسیم کئے گئے ہین - جہان ٹیکس ایجنٹ مقرر ہین - ان چھوٹے چھوٹے قصبون
مین ہر قصبہ مالگذاری تحصیل کرتا ہے - پیشکار اس بات کا ذمہ وار ہے کہ نقد و
جنس تحصیل کرکے سرکار مین داخل کرے - بجز چند صدر مستوفیون کے جو سرکاری
محاسب کہلاتے ہین - طہران مین اور کسیکو یہہ علم نہین کہ بڑے بڑے اضلاع
سے کسقدر رقم سرکار کو وصول ہونی چاہیئے - مثلاً صوبہ آذربائیجان جہان کی
آمدنی دریافت کرنیکے لیے گورنمنٹ اور مالگذار کے درمیان بجز اُس
پیشکار کے جو تبریز مین تعینات ہے اور کوئی ذریعہ نہین - یہہ شخص صرف یہہ
جانتا ہے کہ کسقدر روپیہ و جنس ہر نائب کلکٹر کو داخل کرنا چاہیئے مگر اُسے
اس بات کا کچھ علم نہین کہ ذرایع آمدنی کیا ہین اور نائب کلکٹر کس طرح پر
نقد و جنس تحصیل کرکے داخل کرتے ہین - پیشکار کے پاس ایک چھوٹی سی بہی
ہوتی ہے جسے کتابچہ کہتے ہین اسیطرح ہر نائب کلکٹر کے پاس ایک کتابچہ
رہتا ہے - ان کتابچون مین عجیب طرح سے فارسی مین حساب لکھا جاتا ہے
یہہ کتابچے مجلد نہین ہوتے بلکہ چھوٹے چھوٹے کاغذ کے ٹکڑے اُن مین رکھے
ہوتے ہین اور یہہ کتابچہ عموماً ٹیکس کلکٹر کی جیب مین رہتے ہین حساب
بالقصد اسطرح مغلق لکھا جاتا ہے کہ کسی معمولی ایرانی کو اسکا سمجھنا نہایت دشوار ہو

ایران مین پشتہا پشت سے ایک خاص فرقہ ان لوگون کا چلا آتا ہے جو
مستوفی کہلاتے ہین - اکثر حالتون مین مستوفی کی خدمت موروثی ہوا کرتی ہے -
یعنی باپ کی جگہ بیٹے کو ملتی ہے ان لوگون کو کتابچہ لکہنے کا خاص طریقہ معلوم
ہے اور یہی لوگ محصول بندی کا پیچیدہ طریقہ سمجہتے ہین - اب ان مین خواہ کوئی
کسی صوبہ کا پیشکار ہو یا کسی ضلع کا کلکٹر ہو وہ کتابچہ کو بجاے سرکاری کاغذ کے اپنی
ذاتی ملک سمجہتا ہے - اگر کوئی ان کتابچون کو جانچنے کی کوشش کرے یا یہہ
دریافت کرے کہ آمدنی کسطرح وصول ہوئی یا اس آمدنی مین کلکٹر نے اپنے لیے
کسقدر حصہ لیا تو وہ بہت ناراض ہوتا ہے - جب مین طہران پہنچا تو دریافت کرنے
سے مجہے معلوم ہوا کہ وزارت مال کے دفتر مین ایک شاخ ہے جسے مدد مستوفی
کا دفتر کہتے ہین - اس شاخ مین اسی قسم کے سات آٹہہ آدمی تھے جن کے متعلق
مین دو یا اس سے زیادہ صوبہ یا اضلاع دیئے گئے تھے اُن کا یہہ کام تہا کہ تمام
ملک مین ٹیکس کلکٹرون پر نگرانی رکہین اور یہہ دیکہین کہ سرکاری رقم جو واجب الادا
ہو برابر وصول ہو - یہہ لوگ گورنمنٹ کے سب سے زیادہ مستقل عہدہ دار تھے
کیونکہ ملک کے پیچیدہ طریقہ محصول بندی کا انہین کو علم تہا - ہمارا آنا انہین ابتدا ہی
سے سخت ناگوار ہوا اور وہ سمجہنے لگے کہ اب چین سے بالائی یافت نہ ہو سکیگی
اُن کی ذمہ داریون کے مقابلہ مین تنخواہین بہت ہی قلیل تہین - طہران مین مستوفی
کی تنخواہ زیادہ سے زیادہ ایک سو پینتیس ۱۳۵ ڈالر ماہانہ تہی - مگر چند سال کی ملازمت

مین وہ بہت سی دولت جمع کر لیتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہہ دولت تنخواہ لیس انداز کرنے سے جمع نہ ہو سکتی تھی۔ ان لوگون نے میرے ساتھہ سرکشی شروع کی اور اپنے فرائض کے متعلق اطلاع دینے سے انکار کیا۔ مین نے قانون موزخہ ۱۳۰۴ ہجری پاس ہوتے ہی ان لوگون کے ہاتھہ سے کل اختیارات لے لیے اور وزیراعظم و کابینہ وزراء کے دستخط سے ملک مین کل ٹیکس کلکٹرون کے نام بذریعہ تار احکام جاری کیے کہ آیندہ سے کل پیشکار براست صدرالمہام خزانہ کیسا تھہ مراسلت کرین اور جو ہدایات صدرالمہام خزانہ کے دفتر سے جاری ہون اُنپر عمل کرین۔ اب مستوفیون کو اپنی عاطلی معلوم ہوئی اور کتابچون کی ورق گردانی کرنے لگے۔ مین نے ان کو مشغل رہنے کے بیکار اہل دفتر کے تخفیف نہین کیا۔ بلکہ اپنی جگہہ پر رہنے دیا۔ کیونکہ مین چاہتا تھا جب اُن کے ہوش بجا ہون تو انہین کام مین لاؤن اور اپنی تجویز تقسیم اضلاع اور طریقہ محصول بندی کے لیے ایک قانون بناؤن جس مین بعض ضروری باتین اُن سے دریافت کرون۔ لیکن قبل اس کے کہ مین اسطرف کوئی عملی کارروائی شروع کرون شاہ معزول کے آنیکی خبر ہوئی جس کی وجہ سے چار مہینہ فوجی تیارون مین گذر گئے اور طہران مین برابر پریشانی رہی اس کے بعد اور پولیٹکل واقعات پیش آئے جن کی وجہ سے خود مجھ ہی کو ملک سے خیرباد کہنی پڑی اور وہ سارے منصوبے یون ہی رہ گئے۔

پس ایسی حالت مین یہہ صاف ظاہر ہے کہ ایران مین گورنمنٹ کو اپنے

ملک کی آمدنی کا بہت ہی خفیف سا علم تھا۔ نہ یہہ معلوم تھا کہ کسقدر آمدنی واجب الوصول
ہے اور نہ یہہ خبر تھی کہ رعایا سے یہہ آمدنی کسطرح وصول کیجاتی ہے اور اونپر ظلم
ہوتا ہے یا انصاف۔ پیشکار کے نزدیک یہہ کہدینا بہت آسان تھا جیسا کہ تبریز
کے پیشکار نے متواتر میرے زمانہ مین یہہ بیان کیا کہ صوبہ مین شورش اور بدامنی
کی وجہ سے آمدنی تحصیلنا غیر ممکن ہے۔ چنانچہ اتنا کہکر وہ آمدنی سرکار مین کچھہ نہ
داخل کرتا تھا گو گورنمنٹ خوب جانتی تھی کہ یہہ بیانات غلط ہین اور کم از کم کچھہ
آمدنی تو ضرور وصول ہوئی ہوگی مگر اسکا کچھہ تدارک نہ کرسکتی تھی۔ گورنمنٹ کو چاہیئے
تھا کہ کلکٹر کو موقوف کردیتی یا قید کرتی یا کم از کم اس سے اسبارے مین
بازپرس کرتی۔

میرا ارادہ تھا کہ رفتہ رفتہ کل صوبون مین ایک نائب صدر المہام خزانہ قایم
کرون جسکا دفتر ایک امریکن یا یوروپین کے زیر نگرانی رہے اور اس کی ماتحتی
مین ایک یوروپین انسپکٹر مع ضروری عملے کے دیا جائے اور ایک یوروپین افسر
مع فوجی پولیس کے اس کے ساتھ رہے تاکہ اس صوبہ مین مالگزاری تحصیلنے اور
مقامی عہدہ داران سرکار کی ماہوارات وغیرہ تقسیم کرنے اور ذرائع آمدنی کی تنقیح
کرنے اور بہ لحاظ آبادی اور حرفت وغیرہ کے آمدنی کا تخمینہ تیار کرنے اور حتی الامکان
سب کلکٹرون کے کتابچون پر قبضہ کرنیکا انتظام کرے اول ہی ایک عام محصولبندی کے
کام مین مدد دے۔ یہہ کام دو ایک سال مین ختم ہوتا مگر ایران مین اس کام کو انجام

وصولی مین کوئی ایسی دشواری نہ تھی جسکا تدارک نہ ہو سکتا۔

ایران کے مروجہ طریقہ محصول بندی مین ایک نقص یہہ تھا کہ کتابچہ مکمل نہ تھے جن سے محصول بندی مین آسانی ہو۔ اول تو اکثر بہت پرانے تھے بلکہ بعض ایسے تھے جن کو مرتب ہوئے کئی پشتین گذر گئی تہین اور اس درمیان مین بہت سے مواضعات جو اول آباد اور سرسبز تھے اب بالکل ویران ہو گئے تھے۔ اور وہان کے باشندے دوسرے اضلاع مین چلے گئے تھے۔ مگر کتابچون مین کوئی تبدیلی نہ ہوئی تھی۔ مثلاً بعض موضع مین صرف چند سو باشندے رہ گئے تھے۔ جہان پہلے ہزارون کی تعداد تھی مگر ان سے وہی مالگذاری اسی مقدار مین لی جاتی تھی جو پہلے مشخص ہو چکی تھی اور ان بیچارون کو تگنی یا چوگنی رقم بہ لحاظ سابقہ آبادی کے دینی ہوتی تھی۔ اسیطرح کئی دوسرے موضع کیلئے جب کتابچہ بنایا گیا تھا تھوڑے سے لوگ رہتے تھے اور اب وہان کی آبادی بہت بڑھ گئی تھی مگر سرکار کو اسیقدر رقم وصول ہوتی تھی جو ابتدا مین ہوتی تھی۔ حالانکہ ٹیکس کلکٹر کل باشندون سے پوری رقم وصول کرتا تھا۔

مین نے پہلا حکم یہہ نافذ کیا کہ آیندہ سے کل رقمی معاملات ایران کے شاہی بنک سے متعلق رہین۔ چونکہ اس بنک کی شاخین تمام بڑے بڑے شہرون مین قائم تہین اور سرکاری روپیہ اس بنک مین جمع ہوتا تھا اس لیے مین نے بنک کے صدر دفتر سے یہہ انتظام کیا کہ کل اضلاع مین جسقدر سرکاری

مالگزاری وصول کیجائے وہ سب بنیکون مین جمع ہو اور بذریعہ تار طہران کے
صدر بنک کو اطلاع دی جائے تاکہ وہ رقوم سرکاری حساب مین محسوب ہوسکین
اسیطرح جبکسیکو جوکچھ دلایا جائے وہ چک کے ذریعہ سے نقد وادوستد
مین نے بالکل موقوف کردی اور اسطرح پر ملک کے ہر ضلع مین آمدنی اور خرچ
کا حساب مکمل ہوگیا۔ دوسرے محکمہ جات مثل ڈاکخانہ تار آفس پروانہ ہائے راہداری
اور چنگی وغیرہ کو بھی مین نے یہہ ہدایت کی کہ اپنے اپنے محکمون کی آمدنی راست
بنک کو بھیجدیا کرین اور صدر دفتر خزانہ کو اُسکی اطلاع دین۔
مجھے فوراً یہ معلوم ہوا کہ بعض پیشکار گو میرے احکامات کی تعمیل مین کوئی عذر نہین
کرتے مگر میرے حسب ہدایت رقم مالگزاری بنک مین جمع نہین کرتے۔ اس سے
ان کی غرض یہہ تھی کہ جہان تک ممکن ہو روپیہ کو اپنے پاس رکھین اور جب تک
بزور اُن سے نہ لیا جائے اس وقت تک نہ دین۔ مین نے اس کا انتظام
یون کیا کہ فوراً دو ایک سرغنہ پیشکارون کو جن کے ذمہ یہہ الزام تھا موقوف
کردیا۔ جب دوسرون کو اس کی خبر ہوئی تو وہ راہ پر آگئے اور باوجود اُس ابتری
کے جو تمام ملک مین بالخصوص صوبہ فارس مین شاہ معزول کی واپسی کی وجہ سے
پھیلی ہوئی تھی۔ سرکاری مالگزاری برابر جمع ہونے لگی۔ البتہ صوبہ آذربائجان
ایسی خراب اور ابتر حالت مین تھا کہ وہان سے ایک حبہ بھی وصول نہ ہوسکا اسکی
وجہہ یہہ تھی کہ روسی فوج برابر وہان آرہی تھی اور شاہسوانیون نے بلوے شروع

کیے تھے بشہسوانیون کے سرداروں کو روسی حمایت پر بھروسہ تھا۔ اس صوبہ سے بجائے اس کے کہ کچھ مالگزاری وصول ہوتی۔ گورنمنٹ کو بہت سی رقم وہان کے گورنر کو جو تبریز مین تعینات تھا بھیجنا ہوئی تاکہ اس صوبہ مین امن قائم کرنے کیلئے فوجی پولیس کا انتظام کرے۔

جب مین نے اپنی خدمت کا جائزہ لیا تو اس وقت یہہ بھی معلوم ہوا کہ ان پیشکارون کی تنخواہین بہت کم ہین اور وہ سب اسقدر قلیل تنخواہ پر بھی خوش ہین جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ ناجائز طریقہ سے روپیہ حاصل کرتے ہین۔ لہذا مین نے بہ لحاظ اضلاع کی بزرگی وکوچکی کے ان لوگون کی ماہوارات مین معقول اضافہ کیا اور اُن سے یہہ کہا کہ آئندہ ان کی برقراری اور ترقی اُن کے کام کے عملی نتائج پر منحصر ہوگی گو بیرونی اسباب کی وجہ سے جیسا چاہئیے تھا ویسا عمدہ نتیجہ تو نہ نکلا لیکن پانچ مہینہ کے عرصہ مین صدر خزانہ کو باوجود خانہ جنگیون کے اتنی مالگزاری وصول ہوگئی جتنی گورنمنٹ کو نہ پہلے کبھی وصول ہوئی تھی اور نہ ہمارے وہان آنے سے ایک سال قبل۔

اب گورنمنٹ کیطرف سے بجائے نقد کے جنس تحصیل کرنیکا مسئلہ بہت دشوار تھا اور گیہون۔ جو۔ روئی۔ اور دوسرے زراعتی پیداوار کا جمع کرنا مشکل کام تھا۔ اول تو جنس خصوصاً چھوٹے چھوٹے قصبون اور دور دراز کے اضلاع مین تحصیل کی جاتی تھی اور یہہ مقامات صوبون کے مرکزون سے بہت دور واقع تھے۔ چونکہ

یہہ پیداوار بہت سے ہاتھوں میں سے گذرتی تھی اور اُس کی نگرانی کرنا ہوتی تھی اس کے علاوہ بڑی وقت سے اس کام کیلئے باربرداری کا انتظام کرنا ہوتا تھا۔ چنانچہ بجز اُن صوبوں کے جو طہران سے سوسیل کے اندر واقع تھے اور مقامات پر انتظام کرنا غیر ممکن تھا۔ اگر چند ٹن گیہوں یا جو بحفاظت کسی صوبہ میں پہنچ بھی گئے تو یہہ ممکن نہ تھا کہ مثل نقد روپیہ کے تار کے ذریعہ سے وہ طہران میں منتقل کر دیے جاتے اور اگر اُن کو نیلام کرتے تو اصل قیمت سے بہت کم وصول ہوتی۔ سالہاسے گذشتہ میں مختلف اضلاع میں اسطرح پر جو جنس سرکار کیطرف سے تحصیل کیجاتی تھی وہ سرکاری ملازمین کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہوتی تھی۔ میرے پاس اسطرح کی بہت سی رپورٹیں پیش ہوئی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک دن میں ایک ایک لاکھ ڈالر نفع اُٹھایا گیا ہے اور ایک ایک صوبہ نے اسطرح اُس جنس کو ناجائز طور پر فروخت کرکے فائدہ حاصل کیا ہے۔

سنہ ۱۹۱۱ء کے تخمیناً دہ سال میں جب میں نے طہران میں سرکاری انبار خانوں میں گیہوں اور دوسرا غلہ جمع کرنے کا انتظام کیا تاکہ شہر میں روٹی گران نہ ہو تو اُس وقت سے مجھے معلوم ہوا کہ یہہ کام کسقدر دشوار ہے۔ میں نے بڑی وقت سے پانچ ہزار یا چھ ہزار ٹن گیہوں اور جو جمع کرپائے۔

اصطلاح مالیات سے حسب ذیل ٹیکس یا محصول مراد ہیں۔

(۱) اندرونی محصول جن میں زمینیات کا محصول بھی شامل ہے۔

(۲) منیوسپل ٹکیس۔

(۳) دوسری مختلف آمدنی جو علاقہ صرف خاص۔ معدنیات اور دوسرے مختلف صنعت وحرفت کے کارخانون سے وصول ہوتی ہے۔ یہہ ٹکیس ہمارے یہان کے گھر وارسے کے مثل ہے اس کے علاوہ افیون۔ پوستین۔ اور تانبے پر بھی محصول لیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ ایران کو شراب اور دوسرے مسکرات سے بھی بہت آمدنی ہوتی ہے۔ مگر چونکہ اسلام مین مسکرات کا استعمال ممنوع ہے اس لیے مجلس یا گورنمنٹ ایران کیطرف سے ان چیزون کے محصول کے لیئے سرکار کیطرف سے باقاعدہ طور پر کوئی حکم نہین دیا جاتا بلکہ انتظاماً دوسرے طریقہ سے اسطرح کے محصول باندھے جاتے ہین اور وصول ہوتے ہین اس سے دو اغراض پورے ہو جاتے ہین اول تو نشّی چیزون کی فروخت کا انسداد ہوتا ہے دوسرے سرکار کو آمدنی وصول ہو جاتی ہے۔ علاوہ مالیات کے ایران مین دوسرے ذرایع آمدنی یہہ ہین۔

چنگی۔ ڈاک۔ تار اور راہداری۔

چنگی کے انتظام پر تقریباً ستائیس اہل بلجیم مقرر ہین اور موسیو مار نارڈ اُن کا افسر ہے جو اپنے کئی مددگارون کے ساتھ طہران مین رہتا ہے چنگی کا محکمہ علاوہ محصول مال کے سرحدی مقامات پر راہداری کی فیس بھی وصول کرتا تھا۔ سنہ ۱۹۱۰ع مین چنگی کی حقیقی آمدنی چونتیس لاکھ تومان ہوئی۔ اس سے پہلے سنہ ۱۹۰۸ع

اور ۱۹۰۹ء میں (۲۶۳۳۰۰۰) اور (۳۱۹۹۰۰۰) تومان ہوئی تھی۔ یہہ کل آمدنی گورنمنٹ روس و برطانیہ کے پاس مختلف قرضوں کی ادائی میں مکفول تھی جس کے لیے سالانہ کم از کم اٹھائیس لاکھ بتیس ہزار تومان دینے ہوتے تھے۔

جب ایران نے امپریل بنک سے بارہ لاکھ پچاس ہزار پونڈ قرض کا انتظام کیا تو پانچ برس تک سالانہ قسط میں اکتیس ہزار تومان کی کمی ہوگئی لیکن اگر پچھلے چند سال کے محاصل کو بنا قرار دیں تو گورنمنٹ ایران کو سالانہ پانچ لاکھ اڑسٹھ ہزار تومان سے زیادہ چنگی کی آمدنی نہیں ہوسکتی اور حسب شرائط دستاویز قرضہ ۱۹۱۰ء میں محکمہ چنگی کی آمدنی گورنمنٹ روس کے پاس رہن تھی اور روسی بنک کی ایک شاخ جو طہران میں تھی یہہ کل آمدنی چھ مہینہ تک وصول کرلیتی تھی اور دو سال میں ایکدفعہ گورنمنٹ ایران کو وصول ہوتی تھی۔

اس کے علاوہ اس قرض کا سود وغیرہ روسی سکہ میں ادا کیا جاتا تھا اور روسی بنک کو اختیار تھا کہ جس بٹاون سے چاہے وصول کرے اس زیادتی کی وجہ سے گورنمنٹ ایران کو مزید نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ کیونکہ روسی بنک کبھی شرح بٹاون ایسا مقرر کرتا تھا جس سے اسکو کچھ نقصان ہو۔

ایک اور بڑی رقم جو چنگی کی آمدنی میں محسوب کیجاتی تھی وہ قزاق برگیڈ کی تنخواہ تھی۔ یہہ خرچ خواہ مخواہ ایران کے سر مڑھا گیا تھا۔ یہ تنخواہ جب تک میں طہران میں رہا ماہانہ تیس ہزار تومان دینا ہوتی تھی اس کے علاوہ برگیڈ کے کرنیل صاحب

غیر معمولی اخراجات کے نام سے اور بہت کچھ وصول کر لیتے تھے اگر ... یا وسیع
تو ایک سال غیر معمولی اخراجات کے نام سے ستر ہزار تومان وصول کئے گئے یہ مشہور
بریگیڈ ۱۸۷۹ء میں ناصر الدین شاہ کے عہد میں قائم ہوا۔ ایک روسی کرنیل مسمی
چیرک وسکی اسکا افسر تھا اور اس کی ماتحتی میں کئی اور روسی افسر مقرر تھے۔ ناصر الدین
شاہ نے خواہ اپنے تحفظ کے لحاظ سے یا اپنے روسی مشیروں کے مشورے سے
غیر ملکیوں کی فوج اس لیے مقرر کی تھی کہ اگر کبھی بیچاری ستم رسیدہ رعایا اس کے
مظالم سے تنگ آکر کچھ ہنگامہ کرے تو یہ فوج اس وقت ناصر الدین شاہ کی
محافظ ہو۔ جو فوج ایسے برے اصول کی بنا پر مقرر کی گئی ہو اس سے جو کچھ برائی
سرزد نہ ہو کم ہے۔ چنانچہ اس وقت سے اب تک یہی فوج ایران میں روس کو
سازش اور ظلم کرنے کیلئے ایک عمدہ آلہ ہو گئی ہے۔ اس فوج میں پندرہ سو سے
سولہ سو تک سپاہی ہونے چاہئیں تھی۔ مگر کبھی اتنے نہیں بھرتی ہوئے حالانکہ
گورنمنٹ ایران سے اس کیلئے پوری تعداد کی تنخواہ وصول کی جاتی تھی۔ مجھے
خوب معلوم ہے کہ جس وقت میں طہران میں تھا اس تعداد میں کئی سو کی کمی تھی تاہم
بیچاری مفلس گورنمنٹ ایران سے ہمیشہ پوری تنخواہ کا مطالبہ ہوتا تھا اور کل رقم وصول
کی جاتی تھی۔ کبھی یہ نہ ہوا کہ تعداد کی کمی کی وجہ سے اس مطالبہ میں بھی کمی ہوئی ہو۔
اور اس کے علاوہ جو بڑی بڑی رقمیں کرنیل صاحب یا دوسرے افسر وصول کر لیتے
تھے اوسکا کچھ حساب ہی نہ پیش ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ محمد علی کے مقابلے کیلئے فوجی

تیاریاں ہو رہی تھیں تو اوس وقت مجھ سے صمصام السلطنت وزیر اعظم نے
یہہ کہا کہ اس بریگیڈ کے کرنیل صاحب کو بقیہ اخراجات کیلئے رقم دینی چاہیے
جسکا وہ مطالبہ کر رہے ہیں۔ میں نے صمصام السلطنت سے اقرار کیا کہ میں انکو
رقم دونگا۔ چنانچہ میں نے کرنیل کو ایک خط لکھا اور اون سے حسابات کا
ایک گوشوارہ طلب کیا تاکہ مجھے معلوم ہو کہ جن اخراجات کیلئے رقم دیجا رہی ہے
وہ گورنمنٹ پہلے ادا کر چکی ہے یا نہیں۔ کرنیل صاحب نے حساب دینے سے
قطعی انکار کیا۔ اور یہہ نہ بتایا کہ جو رقم اون کو وصول ہوئی تھی کسطرح صرف کی گئی۔
بلکہ اونھوں نے سفارت خانہ روس کو یہہ شکایت لکھہ بھیجی کہ میں ان کے مطالبہ
کی ادائی سے انکار کرتا ہوں۔

سرکاری مالگذاری تحصیلنے میں ایک خاص دقت جو مجھے پیش آئی وہ یہہ تھی
کہ خیانت یا بدیانتی یا اسیطرح دوسرے جرائم کے لیے کوئی تعزیری قانون نہ تھا۔
جس کی وجہ سے ایک ٹیکس کلکٹر یا کوئی سرکاری عہدہ دار جو [illegible] سرکاری
رقم رکھتی تھی آزادی سے اوس میں خیانت کر سکتا تھا۔ اس لیے کہ اوسے سزا کا
کچھ ڈر نہ تھا اور وہ خیال کرتا تھا کہ اگر کسی قسم کی کچھ باز پرس ہوگی تو کچھ دیکر [illegible] جائیگا۔ البتہ
میں اس قسم کے جرائم کی کچھ سزا ایسی نہ تھی تو ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوتا اور نقص
زیادہ تر فنانس عہدہ داروں کی عام رشوت ستانی اور تغلب کی وجہ سے [illegible] تھا جو
ایران کے انتظام ملک میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس سے ناظرین اندازہ کر سکتے

ہین کہ اگر موجودہ مہذب ممالک مین خیانت مجرمانہ اور سرکاری تغلب کے تعزیری
قوانین منسوخ کردیے جائین تو اُسکا اثر کیا ہوگا - ایران کی عدالتین بھی ایک
عجیب طرفہ معجون تھین اول تو عدالتون کی تعداد ہی کم تھی - اور اگر کہین کہین اُن کا
وجود بھی تھا تو بہت ہی بے ترتیب اور خراب حالت مین - بجائے انصاف کرنے
اور انسداد جرایم کے سرکاری عہدہ دارون کے لیے زرکشی کا ایک عمدہ ذریعہ تھین
اور جو لوگ اُن عدالتون مین مقرر ہوتے تھے وہ لکھوکھا کسانون اور دوسری
رعایا پر ظلم کرکے اپنی جیبین بھرتے تھے - اگر گورنمنٹ ایران نے ایسے خائن عہدہ
دارون کو سزا دینے کیلئے کچھ کوشش بھی کی تو محض انتظامی کوشش ہوتی تھی یا
پولیس کے ذریعہ سے کچھ تدارک کر دیا جاتا تھا - اگر مقامی پولیٹکل حالت یا رعایا
کیطرف سے کسی خاص خائن عہدہ دار کی نسبت شکایت ہوئی یا اُس کیوجہ سے
کوئی جوش ہوا تو اوسوقت گورنمنٹ اُس عہدہ دار کی گرفتاری کا حکم دیتی تھی اور
شہر مین تشہیر کراکے جیلخانہ بھیجدیتی تھی - یہہ جیلخانہ عموماً پولیس کا تھانہ ہوتا تھا یہ
حالت خاص طہران کی تھی جو مین نے بیان کی - صوبجات کا ذکر نہین - جہان
گورنرون کو ہر قسم کا اختیار رہتا تھا - وہان کسی شخص ملزم کو گرفتار کرنے اور اُس کے
مقدمے مین تحقیقات کرنے کی عموماً یہہ غرض تھی کہ وہ خود یا اُس کے اعزا اور
دوست احباب مجبور ہو کے ایک معقول رقم گورنر صاحب کو نذر کرین - غرضکہ
وکیل سرکار مدعی اور جج یہہ کل حیثیتین ایک گورنر صاحب ہی کی ہوتی تھین -

اس وجہ سے مجھے اس بات کی سخت ضرورت پیش آئی کہ سرکاری ملازمین کی تنبیہ کیلئے ایک نیا و بہتر طریقہ عمل اختیار کیا جائے۔ طہران میں حوالات گھر قایم کر دوں جہاں خزانہ کے عہدہ داروں کا ایک غول ایسے لوگوں کو حوالات میں بھیج سکے۔

میں نے اپنی خدمت کا جائزہ لیتے ہی کل وزراء کو لکھ دیا کہ آیندہ سے کوئی رقم نہ دی جائیگی جب تک کہ ایک تحریری مطالبہ اُس چھپے ہوئے فارم پر جو میں نے بنایا ہے پیش نہ ہو۔ یہہ فارم صدر المہام خزانہ کے نام تھا اور فرنچ و فارسی دونوں زبانوں میں چھپا ہوا تھا۔ اور اس میں ایک خانہ کیفیت کا بھی تھا جس میں رقم مطلوبہ کی شرح درج کیجاتی۔ میری اس تجویز کو کیبنٹ کے اکثر عہدہ داروں نے پسند کیا۔ غالباً اونھوں نے یہہ خیال کیا کہ اس کی خانہ پری کر دینا بس اس کے بعد اور کچھ کام نہیں۔ صدر المہام خزانہ رقم دیدیا کرینگے۔ چنانچہ فوراً یہ فارم میرے پاس سے منگانا شروع ہوئے اور کئی ہفتہ تک میرے دفتر میں روپیہ کیلیے ان فارموں کی بوچھار رہی۔ بعض مطالبات عجیب و غریب قسم کے تھے۔ رفتہ رفتہ ان عہدہ داروں کو معلوم ہوا کہ محض ان فارموں کا پیش کرنا صدر المہام خزانہ کے اطمینان کیلئے کافی نہیں ہے جب تک کہ رقم مطلوبہ کے جواز کا کافی اطمینان نہ کرایا جائے۔ بعض مطلوبہ تو ایسے تھے جنہیں دیکھ کر ہنسی آتی تھی۔ چنانچہ تمثیلاً چند بیان کئے جاتے ہیں۔ دو فرانسیسی سیاح جو دنیا کی سیاحت کیلئے نکلے تھے اثنا سفر میں طہران بھی آئے اور نائب السلطنت سے ملنے گئے۔ دوسرے دن

میرے پاس وزیر امور خارجہ کا ایک مطالبہ پہونچا جسے دیکھکر مجھے بہت تعجب ہوا اس
مین یہہ درج تھا کہ حسب الحکم نائب السلطنت ان دو سپاہیون کو سو تومان
بطور انعام دلائے جائین - خیر اُس وقت تو مین نے کوئی اعتراض نہ کیا اسلیئے
کہ خواہ مخواہ ایک بڑی فرینچ ریپلاک کیسا تھ ایک بین الاقوامی مسئلہ چھڑ جاتا - مین نے
سو تومان تو دیدیئے مگر وزیر امور خارجہ کو آگاہ کیا کہ جدید قواعد کی رُو سے خزانۂ
عامرہ کا روپیہ صرف کرنے کیلیئے کوئی معقول وجہ ہونا چاہیئے - ایک دوسرے
موقعہ پر وزارت امور داخلہ کے مستوفی صاحب میرے پاس تشریف لائے
اور بہت سے سلام کر کے ایک مطالبہ پیش کیا جس پر وزیر اعظم کے دستخط
تھے - اس مطالبہ کا لفظی ترجمہ یہہ تھا کہ سید فتح اللہ کو جو اپنے گدھے سے گر گئے
ہین اور ان کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے - سو تومان دیئے جائین - ان بیچارے
مذہبی حضرت کو جنہین یہہ صدمہ پہونچا تھا - جب یہہ معلوم ہوا کہ صدر المہام خزانہ اُن کے
اس دعوی مین کوئی انصاف کی جھلک نہین دیکھتے تو اُنھین بہت تعجب ہوا
اور وہ رنجیدہ ہو گئے -

ایک دفعہ وزیر دربار دو مطالبہ لیکر میرے پاس آئے جن مین ایک
مطالبہ شاہی اونٹون کے تیل کے لیئے تھا اور دوسرا اعلیحضرت شاہ ایران کی موٹرون
کی گیسولین کیلیئے - یہہ مطالبہ دیکھکر مجھ سے نہ رہا گیا - سوائے ایران کے اور دنیا
مین کہین اونٹون کیلیئے تیل اور موٹرون کیلیئے گیسولین نہ درکار ہوتی ہوگی مگر

یہہ دونون مطالبے بالکل صحیح تھے - اس لیے کہ ایران مین ایک خاص قسم کا تیل اونٹون پر ملا جاتا ہے تاکہ اُن کی جلد چکنی رہے اور شاہی موٹرخانہ کے ملازمین کو بجاے نقد کے گیاس تنخواہون مین دی جاتی تھی - اس لیے یہہ دونون مطالبے منظور کیے -

جب ستمبر کے آخر مین اس بات کا یقین ہو گیا کہ محمد علی طہران تک نہ آسکیگا تب مین نے شمالی حصہ ملک کیلئے ضوابط کا ایک خاکہ کیبنٹ کے سامنے پیش کیا - میرے خیال مین بلحاظ وقت ان ضوابط کی بڑی ضرورت تھی -

اسمین اندیشہ صرف اتنا تھا کہ اگر ہم مجلس سے جبکہ وہ اصلاح مالیہ کی جوش مین تھی اختیارات حاصل کرنے مین کامیاب نہ ہوتے اور اپنے فی الفور نظام بجٹ کی اجازت بھی نہ پاتے تو اس صورت مین ہمین منجملہ ان دو باتون کے ایک بات اختیار کرنا ہوتی - اول ہم سال بھر یا چھ مہینہ ایران کی حالت کو مطالعہ کرنے مین صرف کرتے اس کے بعد تفصیلی قانون کا مسودہ تیار کرکے پیش کرتے جس مین تفصیل مالگزاری - نئی آمدنی پیدا کرنے کے ذرائع اور سرکاری محاصل کا خرچ درج ہوتا - دوسری صورت یہہ تھی جو ہم نے اختیار کی وہ یہہ کہ جلدی سے ایک عام سیدھا سادا قانون بناکے مجلس سے پاس کرالیا جس سے صدر المہام خزانہ کو ایران کے مالی معاملات کا ضروری اختیار مل گیا اس مین شک نہین کہ اس دوسرے طریقہ مین بہت سی دقتین حائل تھین - اس لیے کہ ہم نے بڑی ذمہ داری کا بوجھ اپنے سر لے لیا تھا اور ایسے اختیار [illegible]

گورنمنٹ کی اصلاح مین دفعتاً ہاتھہ ڈالنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مگر ہمین پہلے سے کچھہ تجربہ ہوچکا تھا اس لیئے ہم نے وہی طریقہ اختیار کرنا بہتر سمجھا۔ اصل یہہ ہے کہ ایران کی مالی حالت ایسی نازک ہو رہی تھی کہ اگر فوراً کوئی کلی تدارک نہ کیا جاتا تو ملک کے دیوالیہ ہونے مین کوئی کسر ہی نہ باقی تھی۔ اور دیوالیہ ہونے کی صورت مین طہران بلکہ تمام سلطنت مین لوٹ مار شروع ہو جاتی۔ اور ہر قسم کی ابتری پھیلتی۔

چنانچہ پہلا کام یہہ تھا کہ سرکاری رقم پر پورا اختیار حاصل کیا جائے۔ تب اس کی درستی دوسرے محکمون کی اصلاح کی جائے اور وہان جو تغلب جاری تھا اسکا انسداد ہو اس طرح پر سرکاری آمدنی اور خرچ کا صحیح اندازہ ہوسکے اس کے بعد نئے قانون پر غور کیا جائے اور جدید طریقہ حساب و تنقیح جاری کیا جائے۔

جونہی مجلس نے ۱۳ جون کو قانون پاس کیا مین نے یہ کوشش کی کہ ایرانی اور غیر ملکی دونون اس قانون کی عزت اور پابندی کرین یون تو روپیہ حکومت۔ اختیار اور جرات وغیرہ کی وقعت بہت تھی مگر جو چیز اہل ملک کے حقوق کی حفاظت کے لیئے چاہیئے یعنی قانون اس کی کوئی پروا نہ کرتا تھا۔ ایران مین قانون اور بالخصوص قانون مال کی طرف سے بالکل بے اعتنائی کیجاتی تھی۔ میرے جائزہ لینے سے کئی مہینے پہلے مجلس نے ایک قانون اسطرح بنایا تھا کہ فرانسیسی قانون کے بہت سے دفعات لیکر ایک جگہ جمع کر دیئے تھے۔ یہہ قانون کئی مہینے

نافذ تھا مگر کسی عہدہ دار کو نہ اس کا علم تھا اور نہ اس کی پابندی کرتا تھا۔ سب بڑے فخر کیساتھ اس قانون کے وجود کا اعلان توکرتے تھے مگر لوٹ میں اسیطرح مشغول تھے۔

چنانچہ گذشتہ موسم گرما میں خانہ جنگی کیوجہ سے جو ہنگامہ اور ابتری پھیلی تھی وہ کم ہونے لگی تو مین نے اس غرض سے کہ اہل ایران قانون کی پابندی کریں۔ بعض بڑے بڑے نا دہند امرا جیسے علاءالدولہ پرنس فرمان فرما اور سپہدار سے سرکاری محاصل کی ادائی طلب کی۔

علاءالدولہ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اُس سے ناظرین بخوبی واقف ہیں۔ جب پرنس فرمان فرمانے دیکھا کہ میں سرکاری محاصل وصول کرنے پر پورا آمادہ ہوں تو وہ کونسل وزرا کے پاس گئے اور دستوری حکومت کیلئے اپنی کارگذاریاں بیان کرکے وزیراعظم کے شانہ پر سر رکھکے رو دینگے۔ وزرائے کونسل اس حرکت سے ایسے متاثر ہوئے کہ انھوں نے نہایت ملائم الفاظ میں مجھے ایک خط لکھا کہ پرنس فرمان فرما سے محاصل کا تقاضہ نہ کیا جائے جب تک کہ مجلس وزرا اس معاملہ میں بخوبی غور نہ کرلے۔ پرنس فرمان فرما خود یہہ خط لیکر میرے پاس آئے میں نے ان سے کہا کہ آپ کو اختیار ہے خواہ کل واجب الادا محاصل کل تاریخ ادا کرکے بہ دستور اپنے دلیرانہ خدمات دستوری حکومت کیلئے انجام دیتے رہیئے یا مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے اجبارقانون پر قبضہ کرلوں۔ اور آپ کو

ادائی محصول کی زحمت سے بچا ئون - مین نے کونسل وزرا کو لکھا کہ اگر وہ مہربانی کرکے گورنمنٹ کے اور دوسرے معاملات کو دیکھتے رہین تو مین کوشش کرکے تحصیل محاصل کا انتظام کرون گا - دوسرے دن پرنس فرمان فرما نے محاصل واجب الادا کا ایک بڑا حصہ ادا کردیا - گو ہم نے اُن کے ایک علاقہ مین اپنا بغا پر قبضہ کرلیا تھا - یہہ پرنس فرمان فرما وہ حضرت تھا مین جنھون نے اپنے زمانہ ملازمت مین کئی لاکھ ڈالر جمع کرلیے تھے - یہہ کچھ عرصہ تک ایک صوبہ کے گورنر جنرل رہ چکے تھے اور کبنٹ وزرا کے ایک رکن بھی تھے -

مجھے معلوم ہوا کہ سپہدار کے ذمہ بہتر ہزار تومان بقایا باقی ہے - انھون نے ایک چال یہہ چلی کہ سرکار پر دس لاکھ تومان کا ایک مطالبہ پیش کیا اور یہہ کہا کہ ۱۹۰۹ع مین جو فوج انھون نے رشت مین تیار کی اور جس نے فدائیون کے ساتھ ملکر محمد علی سے طہران چھینا اُس کے لیے اتنے تومان صرف ہوئے تھے اس کے علاوہ خود انھون نے جو قومی خدمات اس معرکہ مین انجام دیئے اُسکا حق المعاوضہ بھی اُن مین شامل ہے - انھون نے یہہ بیان کیا کہ گورنمنٹ کو چاہیئے کہ انھین اور اُن کی اولاد کو دس پشت تک ہر قسم کے محصول سے معاف کردے - چونکہ سپہدار کے پاس لاکھون کی دولت تھی اور شمالی ایران مین ایک بڑی جاگیر کا مالک بھی تھا اس کے علاوہ اس وقت اُن کی اولاد اتنی تھی کہ کبھی یہہ گمان نہ ہوسکتا تھا کہ اُن کا خاندان حشر تک مفقود ہوگا بلکہ یہہ یقین تھا کہ

کہ ڈھائی سو برس کے بعد اُن کی اولاد کی تعداد اتنی ہو گی کہ سارے ایران کی محصول طلب جائدادین اُنھین کے قبضہ مین ہون گی جس سے یہہ سمجھنا چاہیے کہ سرکاری آمدنی کچھ بھی نہ رہیگی۔ آخرکار وہ اپنا محصول اداکرنے پر راضی ہوئے بلکہ اپنے ایک فرزند کو حکم دیا کہ اپنی جاگیر سے غلہ منگا کے لیے تکمتا نہ بھیجین اسنے مین گورنمنٹ روس کا الٹیمیٹم پیش ہو گیا جس سے اُنھین پھر جرأت ہوئی کہ صدرالمہام خزانہ کی مخالفت کرین اور سرکاری محصول نہ دین۔

اگر ۱۳ جون کے قانون سے مجھے اختیار نہ ملا ہوتا تو مین کچھ نہ کرسکتا۔ یہہ کہہ دینا آسان ہے کہ بغیر اس قانون کے بھی بختیاریون اور دوسری فوجون کیلئے روپیہ کا انتظام ہوسکتا جو گورنمنٹ کیطرف سے محمد علی اور سالارالدولہ کے مقابلہ کیلئے بھیجی گئین۔ مگر اختیار ملنے سے یہہ ہوا کہ مین ایک حد تک خزانہ کو ان لٹیرون کے ہاتھ سے بچا سکا ورنہ وہ تو دو ہی ہفتون مین سارا خزانہ خالی کردیتے نائب السلطنت نے کئی دفعہ مجھسے بیان کیا کہ گذشتہ موسم گرما مین مین نے بختیاری سردارون اور کیبنٹ وزراکے ناجائز اور فضول مطالبات کو جو رد کیا اس کی بدولت سرکار کو علاوہ اُن اخراجات کے جو باغیون کے مقابلہ مین فوجین بھیجنے اور اُن کی سربراہی کرنے مین عائد ہوئے بیس لاکھ تومان پس انداز رہے۔

جب مین گذشتہ فروری مین انگلستان گیا تو اس وقت اخبار لندن ٹائمس نے

جو مجھ پر اسطرح کا اعتراض کرنے کے محرک کیا تھا اب یہہ نیا اعتراض کیا کہ مجھے سلطنت روس و برطانیہ سے یہہ توقع ہی نہ رکھنا چاہیئے تھی کہ وہ قانون جو رفتہ سوا رجوع کیا تھا جس کی رو سے مجھے ایران کے مالی معاملات میں پورے اختیارات ملے تھے اتفاق کرینگی اس لیے کہ ممکن تھا کہ وہ قانون ان کے خاص اغراض کے خلاف ہوتا - یہہ اعتراض محض اس امر پر مبنی تھا کہ اُس قانون مین بعض ایسے دفعات تھے جن سے ان سلطنتون کے مالی یا دوسرے قسم کے حقوق پر بُرا اثر پڑتا - حالانکہ یہہ اعتراض اصل حقیقت کے بالکل برعکس تھا اس لیے کہ کل قرضون کے معاملات جو گورنمنٹ ایران اور ان سلطنتون کے درمیان ہوئے اُن کی باقاعدہ دستاویزین موجود تھین اور اُن کی ادائی کی پوری ضمانت کیگئی تھی کسی قسم کا قانون ان ضمانتون پر کوئی برا اثر نہین ڈال سکتا تھا -

ایران کے مالی معاملات پر پورا اختیار رکھنے کی ضرورت اس لیے نہ تھی کہ مختلف قرضون کی ضمانت مین کوئی تبدیلی کیجائے بلکہ اس اختیار سے مدار المہام خزانہ کی اصل غرض یہہ تھی کہ جو بد دیانتی - رشوت ستانی اور تغلب ایرانی عہدہ دارون مین پھیلا ہوا ہے اس کا انسداد کیا جائے اور اندرونی محاصلات سرکار کو وصول ہون اس سے قرض خواہون کا سراسر فائدہ تھا اس لیے کہ اگر کسیوقت وہ محاصل جو کہ کفالت مین مکفول تھے کافی نہ ہوتے تو سرکاری خزانہ سے اقساط

معینہ بآسانی ادا ہو سکیتن -

دوسرے الفاظ مین یہہ کہنا چاہیے کہ مالی انتظامات پر معقول اختیارات کی ضرورت محض اندرونی اسباب کی وجہ سے تھی - بیرونی قرضون سے اسے کوئی تعلق نہ تھا البتہ قرضہ کی ادائی مین زیادہ سہولت ہو جاتی - اگر اسطرح کا کوئی قانون پاس نہ ہوتا تو مالی اصلاح مین کسی قسم کی ترقی غیر ممکن تھی اور صدر المہام خزانہ مع اپنے مددگارون کے بیکار سرکاری عہدہ دارون سے لڑتے رہتے - جن کی خود غرضی یہہ چاہتی تھی کہ بدستور ابتری پھیلی رہے اور کسی قسم کی اصلاح نہ ہونے پائے -

ایران کے مالی معاملات مین خواہ کیسے ہی سخت اصلاح کیون نہ کیجاتی اُس سے بیرونی قرضخواہون کو بجائے کسی قسم کا نقصان پہونچنے کے ان کے دیون کی اور حفاظت بڑھجاتی -

مجھسے پہلے جو غیر ملکی صیغۂ مال کے عہدہ دار مقرر ہوئے تھے ان کو تجربہ سے معلوم ہو گیا کہ بغیر اختیارات کامل کسی قسم کی اصلاح یا ترقی محال ہے محض عہدہ دارون پر بھروسہ کرنا بالکل بیسود ہے اس لیے کہ وہ ہمیشہ بار بار بدلتے رہتے ہین - اور اپنے تئین ایران کے مالی معاملات کا مقتدر حاکم سمجھتے ہین -

گو ایران مین اب تک کوئی سرکاری بجٹ مرتب نہ کیا گیا تھا تاہم جب ہم لوگون نے مال کا کام اپنے ہاتھ مین لیا تو چند ہی روز مین ہم نے یہہ دریافت کر لیا

اگر کل آمدنی وصول ہو جائے تب بھی سالانہ ساٹھ لاکھ تومان کی کمی پڑتی ہے۔ سال گذشتہ کی آمدنی مین منجملہ پچاس لاکھ تومان نقد اور جنس کے دس لاکھ تومان سرکار کو وصول ہوئے تھے لہذا ساٹھ لاکھ کی سالانہ کمی بہت جلد ایک کروڑ دس لاکھ تک پہنچتی اگر ہم زیادہ آمدنی وصول کرنے کی کوشش نہ کرتے۔ اس کے علاوہ مختلف وزارت خانون کے اخراجات بہت زیادہ بڑھے ہوئے اور فضول تھے۔ اسمین شک نہین کہ ایک عمدہ انتظام کیلئے وہ اخراجات چندان زائد نہ تھے مگر اس امر کا لحاظ کرکے کہ رعایا کو ان وزارتون کے وجود سے کوئی نفع نہ تھا وہ اخراجات بہت زیادہ تھے۔ لہذا یہہ امر نہایت ضرور تھا کہ ان اخراجات کو گھٹانے کی کوشش کیجائے اور سرکاری آمدنی اور اخراجات مین جو بڑا فرق ہے کم کیا جائے۔

چنانچہ مین نے کبینٹ وزرا اور مجلس کے سامنے ایک تجویز پیش کی کہ کل سرکاری دفاتر مین حسب ضرورت تخفیف کیجائے۔ مین کئی مہینہ تک مختلف وزرا کیساتھ بحث کرتا رہا اور انھین آمادہ کیا کہ اپنے اپنے دفاتر کا بجٹ تیار کرین تاکہ مجھے معلوم ہو کہ جو مطالبات خزانہ پر بھیجے جاتے ہین۔ ان مین کون سے مدات قابل منظوری ہین مگر وہ سب کسی نہ کسی بہانہ سے ٹالتے رہے اور بجٹ تیار نہ کیا۔ یہان تک کہ مین نے عاجز ہوکر خود اپنے دفتر مین ہر وزارت کے ضروری اخراجات کا موازنہ بنایا اور یہہ کہدیا کہ اس سے زیادہ نہ دیا جائیگا خواہ کیسی ہی بڑی شکایت یا ضرورت پیش ہو اور آخر مین مین نے وزارت جنگ کا ایک موازنہ تیار کیا۔

سب سے زیادہ وزیر جنگ صاحب ہی شور مچاتے تھے اور ہمیشہ بلوہ کی دھمکیاں دیتے رہتے تھے۔ مین نے تفصیل وار یہہ دکھا دیا کہ ایک عمدہ پندرہ ہزار فوج کے لیے بیس لاکھ تومان سالانہ کا خرچ بالکل کافی ہے اس مین پیدل سوار اور توپخانہ سب عمدہ طور پر مسلح اور باقاعدہ رہسکتا ہے بلکہ افسرون اور سپاہیون کو جو تنخواہین اب دی جاتی ہین اس سے زیادہ تنخواہین بھی دی جاسکتی ہین۔ حالانکہ وزیر جنگ سالانہ ستر لاکھ تومان وصول کرتے تھے مگر اُن کے پاس پانچ ہزار فوج بھی ایسی نہ تھی جو عمدہ باقاعدہ فوج کہی جاتی۔ چند فاقہ مست پھٹی ہوئی وردیان پہنے سپاہی تھے بس یہی جرار فوج تھی۔

وزارت جنگ کا تغلب ایسا ہین تھا کہ کونسل وزرا کو بجز اس کے کچھ چارہ نہ ہوا کہ میرا مجوزہ موازنہ فوراً منظور کرے۔ صمصام السلطنت جو وزیر جنگ تھے اپنے دوسرے اعزہ اور ہمارے پُرانے دوست امیر اعظم نائب وزیر جنگ کے بہکانے سے اس بجٹ کی تعمیل کے متعلق ضروری احکام دینے سے انکار کرتے رہے۔ گو اُنھون نے متواتر یہہ وعدہ کیا کہ اب احکام جاری کرین گے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مین نے وزارت جنگ کے مطالبات کا روپیہ دینے سے انکار کیا اور جسقدر فوج طہران مین موجود تھی اس کی تنخواہ بلا وساطت وزارت جنگ خزانہ سے ادا کی۔ مین نے ناموں کی فہرست سے جو وزیر جنگ نے پیش کی تھی۔ تقریباً ایک سو نام نکال ڈالے۔ یہہ لوگ جنرل اسٹاف آفیسر۔ فوجی کونسلر۔ ماہرین فنون جنگ۔ فوجی وکلا۔ فوجی معلم

اور فوجی پروفیسر کہلاتے تھے اور یہہ بدمعاش ہزار ہا ڈالر تنخواہوں کے نام سے وصول کرتے تھے اور کل محکمہ جنگ میں خاص ابتری کا باعث یہی تھے۔ ان لوگون نے بہت کچھ شور مچایا اور قسمین کہائین کہ مجھے مار ڈالین گے اور فوج مین بلوہ کرا دین گے مگر کچھ نہ ہوا اصل یہہ ہے کہ جب فوج کو خزانہ سے پوری تنخواہ ادا کر دی گئی تو سپاہیون کو اطمینان ہو گیا اور گویا اُن کی زندگی مین پہلا موقعہ تھا کہ انہین سالم تنخواہ وصول ہوئی اور اُس مین کسی قسم کی وضعات نہ کیگئی ایسی صورت مین ظاہر تھا کہ وہ کیون ہنگامہ کرتے۔

دوسری تجویز مین نے مداخل ومخارج کو برابر کرنے کے لیے یہہ پیش کی کہ جدید محصولات کیلئے ایک قانون بنایا یہہ قانون کونسل وزرا کی منظوری کیلئے پیش کیا گیا اس مین حسب ذیل تغیرات تھے۔

(۱) افیون کے موجودہ ٹیکس مین اضافہ کیا جائے۔ یہہ ٹیکس اگرچہ اصولاً ایران مین ممنوع ہے مگر عملاً ممنوع نہین۔ چنانچہ اس ٹیکس مین اضافہ ہو سکتا ہے اور اس سے سرکاری آمدنی بڑھے گی۔ البتہ اس کیلئے زیادہ عملہ رکھنا ہوگا۔ تاکہ افیون کی تجارت پر کافی نگرانی ہوسکے۔

(۲) شراب پر محصول بڑھایا جائے چونکہ مجلس[۱] سے اس کی منظوری ممکن نہ تھی

[۱] چونکہ ایران کا سرکاری مذہب اسلام ہے اس سلیے مجلس شراب پر محصول بڑھانے کیلئے کوئی سرکاری حکم نہ دیسکتی تھی مذہبا شراب کا استعمال مسلمانون مین بالکل منع ہے۔

اس بیے پولیس کے ذریعہ سے اس مین اضافہ کرایا جائے۔

(۳) ملک مین جسقدر تمباکو پیدا ہوتا ہے اُسپر فی چارسیر ایک قران محصول لیا جائے اور اس تمباکو سے جو سگار یا دوسری چیزین تمباکو کے استعمال کی بنائی جائین اُن پر اور زیادہ محصول لیا جائے۔

(۴) جانورون کی انتڑیون پر جو محصول ہے وہ موقوف کیا جائے اور بجائے اس کے چھوٹے جانورون پر جیسے کہ گوسفند وغیرہ جو ذبح کیے جائین اُن پر فی جانور ایک قران اور بڑے جانورون پر جیسے کہ گائے وغیرہ کچھ زیادہ ٹیکس لیا جائے۔

(۵) قانون اسٹامپ پر نظر ثانی کیجائے اور کل تجارتی معاہدات کے کاغذات اور رسیدات پر اسٹامپ لگانیکا حکم ہو۔

(۶) غیر سلطنتون کی رضامندی حاصل کر کے چنگی کے محصول پر نظر ثانی کی جائے اور جو مال کہ باہر سے یہان آتا ہے اُسپر اندرونی محصول لگایا جائے۔

(۷) تیس لاکھ تومان سالانہ جو گورنمنٹ ایران کو وظیفون کیلئے دینا ہوتے ہین اُس کیلئے یہہ انتظام ہو کہ خزانہ سے پانچ فیصدی سالانہ سود پر چالیس سال کیلئے پرامیسری نوٹ یا تمسکات جاری کیے جائین۔ یہہ پرامیسری نوٹ ہر وظیفہ خوار کے نام سے ہون اور اوس کا سود بذریعہ ایک پرچہ سود کے ملا کرے اور یہہ نوٹ فی سو تومان سالانہ کا ہو اور اس کی تقسیم قسم وظیفہ کے لحاظ سے کیجائے

(۸) چالیس لاکھ پونڈ قرض لیے جائین جن سے روسی بنک کا قرضہ

جس کی تعداد گیارہ لاکھ پونڈ ہے ادا کر دیا جائے اور باقی رقم بعض ایسے کاموں میں صرف کی جائے جن سے ملک کی آمدنی بڑھے۔ اس روپیہ کا کوئی حصہ گورنمنٹ کے معمولی اخراجات میں نہ صرف ہو۔

اس رقم قرض سے جو آمدنی ہو وہ حسب ذیل کاموں میں صرف کی جائے تاکہ آمدنی میں اضافہ ہو۔

(۱) قزاقستری۔

(۲) محصول بندی کی غرض سے کل شہروں اور ضلعوں کی مردم شماری کیجائے۔

(۳) جنگلات اور معدنیات کی پیمائش ہو۔

(۴) خالصہ کی پیمائش کیجائے۔

(۵) خزانہ کی فوجی پولیس کے لیے ضروری اسلحہ وغیرہ خریدے جائیں اور بارکیں تعمیر ہوں۔

(۶) موجودہ سڑکوں کی مرمت کیجائے اور بعض نئی سڑکیں بنائی جائیں۔

(۷) ایران کے مختلف مقامات میں آبپاشی کے ذرائع مہیا کیے جائیں۔

ان تجاویز کے متعلق دستوری حکومت پر جو سخت اعتراض کیا گیا وہ یہہ تھا کہ دستوری حکومت نے رعایا کے فائدہ کیلئے عملاً کوئی کام نہیں کیا۔

میں نے ایک تجویز یہہ پیش کی کہ گورنمنٹ ایک قانون پاس کرے جسکے

رو سے حسب ذیل آٹھ ریلین مناسب وقت پر تعمیر کیجائین یا ان کی تعمیر کیلئے وقتاً فوقتاً
اجارے دیئے جائین -

پہلی لائن - محمرہ سے خرم آباد اور ہمدان تک -

دوسری لائن - خانقین سے کرمان شاہ اور ہمدان تک -

تیسری لائن - ہمدان سے قزوین تک -

چوتھی لائن - بندر عباس سے کرمان یزد اور طہران تک اور وہان سے
ایک شاخ اصفہان تک -

پانچوین لائن - بوشہر سے شیراز اور اصفہان تک -

چھٹی لائن - جلفہ سے تبریز زنجان - قزوین اور طہران تک - پھر قزوین سے
ایک شاخ بحر کیسپین کے بندر گاہون تک -

ساتوین لائن - زنجان سے ہمدان تک -

آٹھوین لائن - بندر عباس سے شیراز تک -

مین نے یہہ بھی تجویز پیش کی کہ اس قانون مین ایک فقرہ یہی بڑھا دیا جائے
کہ خانگی لوگون کو غلّا اور دوسری ضروریات زندگی کی چیزین انبار خانون مین جمع
کرنیکی ممانعت کیجائے -

اگر میری تجویز کے موافق قانون ٹیکس پاس ہوجاتا تو مین نے یہہ تخمینہ کیا تھا کہ
ملک کی آمدنی مین سالانہ پچاس لاکھ تومان اضافہ ہوگا اور رعایا کو مطلق بار نہ گذریگا

اس کے علاوہ تمسکات پنشن یا پرامیسری نوٹ جاری کر کے بنیے گورنمنٹ کو سالانہ بیس لاکھ تومان کی بچت ہوگی۔

کونسل وزرا نے ۳ ستمبر ۱۹۱۱ء کو سیری یہہ تجاویز منظور کیں اور مجھ سے کہا گیا کہ مجلس میں پیش کرنے کیلیئے ایک مسودہ قانون تیار کروں کہ استنے میں روس نے الٹیمیٹم بھیجدیئے۔

ایران کی مالی حالت کی خرابی منجملہ اور اسباب کے ایک یہہ عجیب وغریب وظائف تھے جن کیلیئے سرکار کو کل ملک میں ایک لاکھ آدمیوں کو تیس لاکھ تومان نقد اور جنس دینا ہوتے تھے۔

دستوری حکومت کو یہہ زیر باری بادشاہان سابق کے عہد حکومت سے گویا ورثہ میں ملی تھی۔ گو مجلس نے بھی چند وظائف منظور کیئے تھے مگر یہہ وظائف بعض مجتہدین یا ایسے لوگوں کے نام تھے جنہوں نے قومی خدمت کی تھی یا بعض لوگوں کے اعزہ کے نام جو دستوری حکومت کے لیئے لڑائی میں مارے گئے تھے۔

اگلے زمانہ میں اگر شاہ اہل دربار کے کسی لطیفہ۔ شعر یا خوشامدانہ بات سے خوش ہوتے تھے تو اُسے ایک یا ایک درجن مواضعات کی آمدنی بخش دیتے تھے یا یہہ حکم دیتے تھے کہ اُس شخص کا نام وظیفہ خواروں کی فہرست میں درج کرلیا جائے اور اُسے اتنے سو یا اتنے ہزار تومان سالانہ ملا کریں یا اتنے خروار

گیہون یا جو دلایا جائے۔ ان وظیفہ خوارون مین چند ایسے بھی تھے جنہون نے
کوئی سرکاری خدمت بھی انجام دی تھی۔ شاہ کے کل خدمتگار اور خانگی ملازم وظیفہ خوار
تھے اور یہہ وظیفہ نسلاً بعد نسلاً چلے آتے تھے۔ دس مین نو وظیفہ تو محض رعایتی
تھے۔ کل امرا کے نام بڑے بڑے وظائف تھے۔ کوئی صوبہ ایسا نہ تھا جہان
وظیفہ خوار نہ ہون۔ سب سے بڑی تعداد طہران مین تھی۔

دستوری حکومت کبھی یہہ کل وظیفہ یا اُن کا کوئی جزو ادا نہ کر سکی۔ وزراء مال
اور دوسرے بڑے عہدہ دارون کو اس کی وجہ سے خانگی تجارت کرنے اور
سٹہ اُٹھانے کا بڑا موقعہ ملتا تھا۔ ہر سال ان وظیفون کیلئے سرکاری احکامات
تو جاری ہوتے تھے۔ مگر کبھی خزانہ سے اُن کا روپیہ نہ وصول ہوتا تھا۔ چنانچہ
یہہ وظیفہ خوار لوگ اُن احکامات کو فروخت کر ڈالتے تھے اور کبھی اصل رقم سے
صرف پندرہ فیصدی قبول کر لیتے تھے۔ بہت سے دوکاندار اور کبھی کبھی دولتمند
تاجر اُن احکامات کو گویا مفت خرید لیتے تھے اور پنشن کلکٹرون کے حوالہ کرتے تھے
جنکا پیشہ یہہ تھا کہ وظیفہ کی رقم تحصیل کرین۔ یہہ لوگ کثرت سے احکامات جمع کرتے
تھے اور اس کے بعد بہت سے غریب فلاکت زدہ مردون اور عورتون کو
کرایہ کے خزانہ پر پہنچتے تھے تاکہ وہان خوب شور مچائین اور داویلا کرین۔ یہہ
لوگ خزانہ کے دفتر کے گرد جمع ہو کے خوب چیختے تھے روتے تھے۔ اپنے سینے
کوٹتے تھے اپنے بال نوچ ڈالتے تھے اور زمین پر لوٹنے لگتے تھے۔ غرضکہ

اسیطرح کا مصنوعی حال لاتے تھے اور وظیفہ کے احکامات دکھا دکھا کے یہہ کہتے تھے کہ اللہ انھین اور ان کے بچون کو گرسنگی سے بچاے بعض عورتین اپنے شیرخوار بچون کو ساتھ لاتی تھین اور انھین زمین پر ڈال دیتی تھین اور ان کیساتھ آہ وزاری مین مشغول ہو کے یہہ دکھانا چاہتی تہین کہ گرسنگی سے مر رہی ہین - ان تماشائیون کو اس قسم کا سوانگ لانے سے روزانہ چند فلوس مل جاتے تھے -

چونکہ وزراے مال ایسے تماشون کے عادی ہو گئے تھے اس لیئے وہ کچھ پرواہ نہ کرتے تھے - جب تک کہ کوئی اندیشناک واقعہ پیش نہ آتے -

چنانچہ سال روان اور گذشتہ سنین مین جو احکامات وظیفون کی ادائی کیلئے جاری ہوئے تھے وہ بہ حیثیت صدر المہام خزانہ میرے سر پڑے اور یہہ بہت دلچسپ کام تھا -

اکثر وزراے مال نے خود بہت سے احکامات وظائف بیس صدی کمی پر خرید لیئے تھے اور اس موقع کے منتظر تھے کہ خزانہ مین کچھ روپیہ آئے تو فوراً انھین پیش کر کے نقد وصول کرلین اس بات سے ایران مین بہت بد امنی پھیلی اور اکثر عہدہ دارون نے جو اس سازش مین شریک نہ تھے سخت مخالفت کی -

گو ان وظائف کی ادائی کیلئے روپیہ آنے کی کوئی امید نہ تھی مگر اسکے

کثرت سے وظیفہ خوار تھے اور اُن کا دباؤ اور تقاضہ اتنا زیادہ تھا کہ مجلس کو جرات نہ ہوئی کہ ان وظائف کو تخفیف کرنے کی کوئی تجویز کرے۔

لہذا مین نے گورمنٹ مین فکت وظائف کی تجویز پیش کی۔ اور ایک مسودہ "قانون تیار کرکے اپنے خیالات ظاہر کیئے۔ کونسل وزرا نے اس تجویز کی تایید کی تب مین نے ارکین مجلس کے پاس اس مسودہ کو بھیجا اور ادھنون نے اس کے موافق بحث کی مگر اس عرصہ مین پولیٹکل طوفان پھٹ پڑا۔ اس تجویز کو چلانے کیلئے ایک مکمل نقشہ جس مین ملک کا حال۔ کیفیت رعایا اور پیشہ ورون کے حساب وکتاب درج ہوتے تیار کرنا ہوتا۔

الغرض گورمنٹ یہہ احکامات وظائف اُن کی صحت کی تنقیح کے بعد خود خرید لیتی اور اُن کے عوض مین ہر وظیفہ خوار کے نام پر امپیریل نوٹ جاری کرتی جس سے وظیفہ خوار کو پانچ فیصدی سالانہ سود ملتا اور چالیس برس کے بعد اصل رقم ادا کی جاتی اس سے یہہ فائدہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے وظیفہ خوارون کو سالانہ نصف وظیفہ کے برابر آمدنی ہوجاتی۔ اب رہا بڑے بڑے وظائف اُن کیلئے یہہ کیا جاتا کہ جو سود ادا ہوتا اس سے اصل وظیفہ کی رقم گھٹ کر ایک چوتھائی رہجاتی۔

گورمنٹ کو دو کروڑ پندرہ لاکھ تومان کے امپیریل نوٹ جاری کرنے ہوتے جن کا سود سالانہ دس لاکھ پچھتر ہزار تومان دینا پڑتا حالانکہ اب گورمنٹ کو سالانہ تیس لاکھ تومان ان وظائف کیلئے دینے ہوتے تھے۔ گورمنٹ سود کی

رقم بہ آسانی دے سکتی اوراس کارروائی سے وظیفہ خواروں کے حق مین بھی
کوئی بے انصافی نہ ہوتی اس لیے کہ بجز چند لوگون کے جو کوئی خاص اثر رکھتے
ہے اورکسی وظیفہ خوار کو فی الحقیقت ایک تہائی یا چوتھائی رقم بھی بمشکل وصول
ہوتی تھی۔ باقی سب رقم درمیانی لوگون کے پیٹ مین جاتی تھی۔

ایک اور فائدہ اس تجویز سے یہہ تھا کہ ایران مین کثرت سے یہ پرامیسری
نوٹ لین دین کے اغراض کیلئے پھیل جاتے جس کی بہت ضرورت تھی کیونکہ
معمولی بنک نوٹ یا روپیہ تجارتی معاملات کے لیے کافی اور بکار آمد نہوتا تھا۔

بعض حالتون مین طہران سے دوسرے اضلاع وغیرہ مین روپیہ بھیجنا
بہت دشوار تھا اکثر اوقات آٹھ فیصدی خرچ پڑتا تھا اور ایک فیصدی سے
کم خرچ تو ممکن ہی نہ تھا۔ اس کے علاوہ سرکار کو وہ نقصانات پورے کرنے
ہوتے تھے جو غیر ملکون کے بینکون کو نوٹ یا نقد بذریعہ ڈاک بھیجنے مین پیش
آتے تھے۔

اس قسم کے پرامیسری نوٹ جاری ہونے سے لوگون مین سرکار کی ساکھ
قایم ہو جاتی جس کی وجہ سے ایران مین اسطرح کے دوسرے تمسکات بھی جاری ہوسکتے
اور غیر ملک کے لوگ اُنھین خرید کر فائدہ نہ اُٹھانے پاتے اور اُن کے ساتھ
معاملات مین پولیٹیکل دقتین نہ پیش آتین۔

ایران مین جو چنگی کے محصول کا نرخ اب جاری ہے اس سے ایران کے

شمالی ہمسایہ کی دغابازی صاف ظاہر ہوتی ہے۔ یہہ نرخ گورنمنٹ ایران اور یوروپین
ہمسایہ سلطنتون کے درمیان بعض شرائط پر معین کیے گئے ہین اور بغیر اُن کی مرضی
کے بدل نہین سکتے۔ یہہ نرخ موسیو نوز کے وقت مین معین کیے گئے تھے
یہہ شخص اہل بلجیم گورنمنٹ ایران کا ملازم تھا۔ موسیو ناس مثل اپنے دوسرے
ہموطنون کے گورنمنٹ روس کا ایک مشہور جاسوس اور بدنام لٹیرا تھا موسیو ناس
کی روسی طرفداری اس نرخ سے صاف ظاہر ہوتی ہے کہ اس نے جو نرخ معین
کیے ہین وہ ایران کیلئے بہت نقصان دہ اور روس کیلئے نہایت فائدہ بخش ہین
دنیا مین ایسے نرخ کہین نہ ہونگے حالانکہ موسیو ناس ایران کا ملازم تھا مگر اس
بے ایمان نے یہہ نرخ معین کرتے وقت اہل ایران کا مطلق خیال نہ کیا۔

ایک بڑا نقص تو یہہ ہے کہ اس نرخ محصول سے روسیون کا فائدہ ہوتا ہے
اور ایرانیون کا نقصان۔ یہہ محصول اتنا کم رکھا گیا ہے کہ بمقابلہ آمدنی کے اس محکمہ کا

محکمہ جنگی کے حسابات دیکھنے سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۹۰۹ء اور سنہ ۱۹۱۰ء مین ایران مین درآمد و برآمد مال کی
قیمت ۰۷۴۵۹۳۱۸ تومان تھی جسپر ۲۳۰۴۶۳ تومان محصول ہوا جس سے صاف ظاہر ہے کہ ساڑھے
چار فیصدی سے بھی کم پڑا۔ اس مین سے جو درآمد و برآمد مال روس کیساتھ ہوئی اس کی قیمت ۴۰۴۰۱۹۸۴
تومان تھی۔ چنانچہ جو محصول روسی مال پر لیا جاتا ہے وہ بہت ہی کم ہے جو خاص چیزین روس سے
ایران مین آتی ہین وہ شکر اور مٹی کا تیل ہے بشکر پر صرف تین فیصدی محصول ہے اور تیل پر
نصف تومان فیصدی۔

خرچ گورنمنٹ ایران پر ایک بڑا بار ہے - گو چنگی کی آمدنی بہت معقول ہوتی ہے مگر
کل تجارتی مال بیرونی یا مقامی پر ایک معقول مساوی محصول لیا جائے تو یہہ آمدنی باسانی
دوچند ہوسکتی ہے - غیر ملک کے مالی مشیرون سے مشورہ لینے کا یہہ نتیجہ ہے کہ بیچارے
ناتجربہ کار ایماندار ایرانیون پر من مانے نرخ معین کر دیئے گئے اور جن لوگون نے
یہہ مشورہ دیا اُن کے اغراض کچھ اور ہی تھے انہین اس کی پرواہ نہ تھی کہ جس ملک کا
نمک کھاتے ہین اس کی بھلائی کا خیال رکھین - موسیو ناس نے جو نرخ معین کیے
اُن سے فی الحقیقت گورنمنٹ روس کی اُس خلاصانہ محبت کا پتہ لگتا ہے جس کیلئے
پندرہ برس سے گورنمنٹ روس ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے - گورنمنٹ برطانیہ
گو تجارتی معاملات مین بہت ہوشیار ہے مگر یہہ نرخ محصول معین ہوتے وقت
دھوکے مین آگئی - چونکہ برٹش گورنمنٹ کیطرف سے کوئی بااختیار موسیو ناس
وہان موجود نہ تھا اس لیئے گورنمنٹ برطانیہ کو خواہ مخواہ روس کی تیار کردہ نسخہ
محصول کو پینا پڑا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ باوجود روسی مال ادنی اور خراب ہونے کے
شمالی ملک ایران کی کل تجارت روسی سوداگرون کے ہاتھ مین ہے - روسی مال
جو ایران آتا ہے اس مین سوائے خشک نمک اور پروردہ مچھلی کے باقی سب
چیزین ناقص ہوتی ہین - اسپر طرہ یہہ ہوا ہے کہ یورپ سے ایران جو مال آئے
اُسے اپنے ملک مین بحفاظت گذرنیکا ذمہ دار نہین ہوتا - حالانکہ دنیا کے ہر مہذب
ملک مین یہہ طریقہ جاری ہے اور مہذب گورنمنٹون نے اس کو واجبی اور ضروری

تسلیم کیا ہے اس مین اسطرح کی ذمہ داری کا انتظام نہ ہونیسے یورپ کے تجار کو
بمجبوری اپنا مال خلیج فارس بھیجنا ہوتا ہے جہان سے دشوارگذار اور محدود کشش
کاروانی راستون سے وہ ایران بھیجا جاتا ہے۔ اور برطانیہ یا دوسرے ملک کے
تجار کو اپنا مال شمالی حصہ ایران مین بھیجنے کیلئے روس کو چنگی دینی ہوتی ہے اور
روسی عہدہ داران چنگی کے ناز و نخرہ اٹھانے پڑتے ہین اور بہت وقت ضائع
ہوتا ہے۔

باوجود ایسی سخت زیادتیون کے روس سے اس معاملہ مین ایک چوک بھی
ہوگئی ہے جو بہت ہی عجیب معلوم ہوتی ہے۔ ایک یا دو سال کا عرصہ ہوا کہ گورنمنٹ
روس دفعتاً چونکی اور اُسے معلوم ہوا کہ بین الاقوامی معاہدہ ڈاک پر اس نے بھی
دستخط کر دیے ہین جسکی رُو سے کل پارسل جو ڈاک مین آئین اور روس کے
ملک مین سے ہو کے گذرین اُن پر چنگی کا کچھ محصول نہ لیا جائے اور نہ وہ کھولے
جائین۔ اس چوک سے اب یورپین ممالک کا سامان تجارت بکثرت بذریعہ پارسل
روس ہوکر ایران آتا ہے جس سے روسی عہدہ دار اور تجار بہت پیچ و تاب
کھا رہے ہین۔

گذشتہ تیس سال مین ہمارے ایران کو غیر ملک کے ہاتھون بہت
نقصانات اُٹھانے پڑے۔ بدمعاش اور خود غرض شاہان قاچار یا اُن کے وزرا نے
اپنی عیش پرستی کے لیے گویا اپنے ملک اور اہل ملک کو بیچ ڈالا ایسے ایسے

سے چاہے سے دستاویز قرضہ اجارے کے اور شہر ناموں پر دستخط کر دیئے ہیں
کہ جو کاروبار ایران کچھ نہیں کر سکتا۔ روس نے شاہان قاجار کا ہمیشہ قلعبان رہا ہے۔ اور
انھوں نے رقم پہلا پہلا اسکے بچوں کا لکھوا لیا ہے۔ اجاروں پر اجارے حاصل کئے گئے
ہیں اور نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ [illegible] اجاروں سے ایسا جکڑا ہوا ہے کہ کوئی غیر
دولت کے وسیع ذرائع کام میں نہیں لا سکتا۔

سنہ ۱۸۹۱ء میں تمباکو کے مشہور اجارہ سے ابتدا ہوئی اس کے بعد متعدد اجارے
پٹے دیئے گئے۔ بعض تعمیر ریل کے لیے تھے۔ بعض سڑک و تیل اور دوسرے
معدنیات کیلئے تھے۔ اس کے علاوہ متفرق قرضوں کی دستاویزیں لکھوائی گئیں۔ ایسا
حالت یہ ہے کہ اگر ایران کوئی معدن نکالنا چاہتا ہے یا کوئی اور ذریعہ ملک کی
آمدنی بڑھانے کا ڈھونڈتا ہے تو شاہ [illegible] کا کوئی نہ کوئی حکم پیش کیا جاتا ہے
جس کی وجہ سے مجبوراً دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ لاکھوں روپیہ کے نامعلوم دعوی
اس کے سر منڈھے جاتے ہیں۔ روس کی رعایا ہر قسم کا دعوی کرتی ہے اور گورنمنٹ
روس ان مطالبات کی باقاعدہ تائید کرتی ہے۔ چالیس لاکھ پونڈ قرض کے معاملہ
میں روس کا خاص اعتراض یہ تھا کہ میں روسی بنک کو جس کی شاخ طہران میں
قائم ہے ملک کے اخراجات کا اختیار نہیں دیتا۔ میں یہ چیز کیسے منظور کر سکتا
اس سے تو یہ مطلب تھا کہ [illegible] روس سے یہ کہتا کہ وہ گورنمنٹ ایران کو اپنے
ہاتھ میں لے لے۔

جب مین نے ایران کے خزانہ کا جائزہ لیا تو اُس وقت علاوہ چار لاکھ چالیس ہزار
تومان کے جو بنک کو دینا تھے کئی مہینہ سے عہدہ داران سرکار کو تنخواہین نہین تقسیم
ہوئی تھین اور سفرا ایران جو غیر ممالک مین تعینات تھے انہین برسون سے
تنخواہ نہین ملی تھی - میرے پاس برابر خط پر خط آتے تھے - اور اُن مین نہایت
لجاجت کیساتھ ادائی ماہوار کیلئے التجا درج ہوتی تھی - یہہ عہدہ دار بیچارے یورپ
مین پڑے ہوئے تھے اور اب تک انھون نے قرض لیکر کام چلایا تھا جب تک

سلہ جس وقت مین نے خزانہ کا جائزہ لیا ہے وہان ایک حبہ بھی موجود نہ تھا اور ایک نامعلوم رقم کثیر
مختلف چکون ہنڈیون اور سرکاری احکامون کی بابت واجب الادا تھی - یہہ سب سابق وزرا مال
نے جاری کئے تھے - باوجود اس خانہ جنگی کے جو جولائی سنہ ۱۹۱۱ع مین شروع ہوئی اور جس کیلئے غیر معمولی
فوجی تیاریون مین پندرہ لاکھ سے زیادہ تومان صرف ہوگئے اور باوجود کمی مالگزاری کے جو سارے
ملک مین ابتری پھیلنے کیوجہ سے ظہور پذیر آئی تھی مین نے بنک کا مطالبہ . . . ۴۴ تومان کل ادا
کردیا اور گورنمنٹ کے ضروری اخراجات کیلئے سرمایہ مہیا کر دیا - سفرا ایران جو غیر ممالک مین تعینات تھے
اُن کی سب تنخواہین دیدین اور کل غیر ممالک کے دیون بیباق کر دیئے اس عرصہ مین جو غیر معمولی آمدنی وصول
ہوئی وہ قرض کی رقم تھی جو شاہی بنک سے لیا گیا اور جس سے پہلا قرض ادا ہوا دوسرے مطالبات جو میرے
آنے سے پہلے وقوع مین آئے تھے ادا کر دیئے گئے یہہ رقم قرض بعد ان کل ادائیون کے بیس لاکھ
تومان تھی - جس وقت مین نے ۶ جنوری سنہ ۱۹۱۲ع کو اپنی خدمت کا جائزہ دیا اوسوقت خزانہ مین نقد و جنس چھ
لاکھ سے زیادہ تومان موجود تھا -

وہ قرض ادا نہ کرتے ایران واپس نہین آسکتے تھے اور محض سیاسی استحقاق کیوجہ سے وہ عدالتی گرفتاری سے بچے ہوئے تھے۔

ایران کی ساکھ دوسرے ممالک مین قایم کرنیکے لیے بہت سی درکار تھین۔ مگر جب تک مین وہان موجود رہا مین نے ہمیشہ اس بات کا خیال رکھا کہ جبتک روپیہ خزانہ مین موجود نہ ہو مین نے کبھی کسی چک یا حکمنامہ پر اپنے دستخط نہین کیئے میرے دستخطی چک کا روپیہ وصول ہونے مین کبھی کسیکو کوئی دقت پیش آئی اور جب ایرانیون کو یہہ معلوم ہوا تو انھون نے بجائے بینک نوٹ کے خزانہ کے چک رکھنے شروع کئے اس لیے کہ گورنمنٹ ایران کا کوئی حکم یا مطالبہ فی الفور ادا کر دیا گیا۔ صرف خزانہ مین حساب کی کتابین محض جو مین نے ترتیب دی تھین۔ اس سے پہلے گورنمنٹ ایران کو کبھی ایسے حسابی کتابچون کا علم ہی نہ ہوا۔ مختلف بینکون کے ساتھ خزانہ کو جو معاملت رہتی تھی اسکا مکمل حساب ان کتابچون مین درج تھا اور ہر قسم کی آمدنی یا خرچ کا پتہ ان سے لگ جاتا تھا ایران مین اس سے پہلے کبھی نہ ایسا ہوا تھا اور نہ ایسا کرنیکی کوشش کیگئی۔

مین نے جائزہ لیتے ہی ایرانیون کی ایک خفیہ پولیس قائم کی جس نے بہت کام دیا اور خزانہ کے ملازمین نے جب کبھی تغلب و تصرف کا ارادہ کیا فوراً مجھے اُسکی اطلاع ہوگئی۔ اس خفیہ پولیس کے ذریعہ سے مجھے سرکاری عہدہ دارون کے سازشی منصوبے بھی معلوم ہوتے رہے۔

ایران مین سکہ کا طریقہ بالکل معمولی ہے۔ ملک مین کوئی طلائی سکہ جاری نہین وہان کا بڑا سکہ قران ہے جسکی قیمت ۰،۰۹ یا اس سے کم ڈالر ہوتی ہے۔ دس قران کا ایک تومان ہوتا ہے مگر ملک مین تومان بہت کم رائج ہین زیادہ تر دو قران کی قیمت کا ایک سکہ بہت چلتا ہے۔

شاہی بینک ایران جو ایک انگریزی بینک ہے قران مین بینک نوٹ جاری کرتا ہے۔

کچھ زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ ایران کے بعض صوبہ جات مین قران مسکوک ہوئے تھے جو نہایت بھدّے اور بدنما تھے۔ چاندی کی گولیون مین ٹھپہ لگا کے چپٹا کر دیا تھا۔ طہران مین جو شاہی دارالضرب ہے وہان کی کلین بالکل کہنہ اور بے مصرف ہوگئی ہین۔ ان کلون مین ماہانہ سات لاکھ تومان سے زیادہ نہین ڈھل سکتے۔

ایران مین تعمیر ریل کا مسئلہ بہت پیچیدہ ہے۔ روس اور برطانیہ ایسے راستے بنانا چاہتے ہین جو اُن کے فوجی اغراض کے موافق ہون یا کسی خاص قسم کی تجارت کو نفع پہنچائین۔ اُنھین ملک ایران کی اصلاح و ترقی سے کوئی غرض نہین ہے۔ عموماً بے غرض لوگون کا یہہ خیال ہے کہ پہلی ریل جو ایران مین بنائی جائے گی وہ جلفہ سے تبریز۔ زنجان۔ قزوین۔ ہمدان۔ خرم آباد۔ اور محمرہ ہوتی ہوئی خلیج فارس تک پہنچیگی۔ یہہ گویا شمال سے جنوب تک ایک بڑی لائن

ہو گی جو ملک کے بہت سے زرخیز مقامات سے ہوکر گذریگی اور ایران کو بہت
جلد متمول کر دیگی - اس بڑی لائن کی بعض شاخین بھی ہون گی مثلاً ایک شاخ
قزوین سے طہران تک بنائی جائیگی - میرا یہہ ارادہ تھا کہ گورنمنٹ ایران خود اس
بڑی لائن کو بدفعات مختلف حصون مین تعمیر کرے اور اس کی تعمیر کیلئے روپیہ
قرض لینے کا اختیار دے مگر ایسے لوگون سے جو بالکل خانگی ہون - اس مین کوئی
شک نہین کہ یہہ لائن اگر اچھی طرح سے چلائی جاتی تو بہت نفع بخش ہوتی - دوسری
لائین جن کا ذکر آ چکا ہے - کبھی نہ کبھی بنائی جائین گی مگر فی الحال وہ ایسی ضروری نہین

بارہوان باب

ضمیمہ

طہران سے میرے امریکن مددگارون کے چلے جانے کے بعد جو حالت ہوئی
ظاہر ہے - جب گورنمنٹ ایسے لوگون کے ہاتھ مین تھی جو ملک فروشی پر تلے
ہوئے تھے - اُن سے کسی قسم کی بہبودی کی اُمید کیا ہو سکتی تھی - میری روانگی کے
دوسرے ہی دن موسیو مارناڈ بلجین عہدہ دار چنگی جو روس اور برطانیہ
کے حکم سے خزانہ کا جائزہ لینے کو نامزد کیا گیا تھا - مسٹر کیرنس منصرم صدرالمہام
خزانہ کے پاس آیا اور کیبنٹ وزرا کی طرف سے ایک تحریری حکم پیش کیا جس مین
یہہ دھمکی دی گئی تھی کہ اگر امریکن لوگون نے فی الفور جائزہ نہ دیا تو وہ علیحدہ کر دیے

جائینگے اور انھین سزا دی جائیگی۔ باوجود اس امر کے کہ مین نے کئی ہفتے پہلے کبنٹ کو اطلاع دی تھی کہ میری خدمت کا جائزہ لینے کیلئے کوئی مناسب انتظام کرے اور مین نے اپنی روانگی سے کئی دن قبل لکھ بھیجا تھا کہ مین ذی بالفعل مسٹر کیرنس کو جائزہ دیدیا ہے مگر وہ بالکل آمادہ اور تیار ہین کہ کسی اور کو جسے کبنٹ مقرر کرے فوراً جائزہ دیکر علیحدہ ہو جائین تو ایسی صورت مین اس قسم کی دھمکی اہل امریکہ کو ہتک دینا تھا۔ چنانچہ اہل امریکہ نے اس کے متعلق اپنی سخت ناراضگی ظاہر کی۔ جسوقت موسیو مارنارڈ کی موجودگی مین وہ مراسلہ پڑھا گیا تو کل امریکن عہدہ دار وہان سے اٹھ کے چلے آئے اور یہہ کہا کہ وہ موسیو مارنارڈ یا وزرا کبنٹ سے کچھ تعلق رکھنا نہین چاہتے۔ اس کے بعد مسٹر کیرنس نے سفیر روس و برطانیہ اور وزرائے کبنٹ کے پاس تحریری شکایت بھیجی کہ ایسا گستاخانہ برتاؤ ان کیساتھ کیون کیا گیا۔ سفرا نے دیکھا کہ یہہ جھگڑا طول کھینچیگا فوراً وزرائے کبنٹ کو لکھا کہ اس قسم کی تحریر بالکل نازیبا تھی۔ چنانچہ وزرائے کبنٹ نے فوراً ایک دوسرا جعلی مراسلہ بنایا اور مسٹر کیرنس کے نام بھیجا اسمین یہہ لکھا کہ جو مراسلہ مسٹر مارنارڈ کے ذریعہ سے بھیجا گیا تھا وہ یہی تھا۔ اس دوسرے مراسلہ مین کوئی دھمکی یا نامناسب الفاظ نہ تھے۔ وزرائے کبنٹ نے اس معاملہ مین اپنی پرانی ایرانی چال چلی۔

جب یہہ صلح آمیز تحریر آئی تب مسٹر کیرنس نے سفیر روس اور برطانیہ کیساتھ اہل

امریکہ کی روانگی اور اُن کی ملازمانہ حیثیت کا مسئلہ چھیڑا۔ اس لیے کہ در اصل یہہ
دونون سفارتین ایرانی کیبنٹ وزراء پر حکومت کر رہی تھین۔ سفیر روس کی
درخواست پر اہلیان امریکہ خزانہ کے معاملات مین اہل بلجیم کو مدد دینے پر راضی ہوے
مگر یہہ شرط کی کہ اُن کے حقوق ملازمت جو حسب معاہدہ انھین حاصل ہین اُن کا
واجبی معاوضہ دیا جاے۔ وزراے کیبنٹ سفیر روس و برطانیہ کو خوش کرنے
کی غرض سے ایک غلطی تو کر بیٹھے مگر اب ہوشیار ہو گئے اور آیندہ سے حسب
ہدایت سفیر روس تعمیل کرنا مناسب سمجھا۔ چند روز بعد مسٹر کیرنس مع بعض دوسرے
امریکن عہدہ دارون کے طہران سے روانہ ہو گئے۔ میرے دوسرے مددگار
مسٹر ہیکاسکی جو خزانہ کی شاخ بینک پر معمور تھے ٹھہرے رہے اور انھون نے
بلجین عہدہ دارون کو کتابچہ اور حسابات سمجھانے مین پوری مدد دی۔ مسٹر ڈکی
جو شاہی دار الضرب پر تعینات تھے وہ اس بات پر راضی ہوے کہ جب تک
بلجیم سے اُن کا جانشین آے وہ وہان رہین گے۔ المختصر مارچ کے مہینہ تک
کل امریکن وہان سے چلے آے صرف کرنل میریل سفیر روس کی خواہش سے فوجی
پولیس کو تعلیم دینے کیلئے وہان رہ گئے۔

میری روانگی کے دو دن بعد میجر پروس پر جو خزانہ کی فوج پولیس مین
قواعد وغیرہ سکھانے کیلئے معلم تھے گولی چلی۔ وہ پارک سے اتابک محل کو گھوڑے
پر سوار جا رہے تھے کہ ایک مکان کی کھڑکی سے کسی نے ان پر بندوق چلائی افواہ

یہہ تھی کہ ایک نہ ایک امریکن ضرور ضرور مارا جائیگا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ جس
شخص نے بندوق چلائی وہ ایرانی خفیہ جماعت کا ایک ممبر تھا۔ اس جماعت کا
ارادہ تھا کہ اس ذریعہ سے اپنے پولیٹکل اغراض پورے کرے۔ یہہ شخص مع اور
تین ساتھیوں کے فوراً طہران سے بھاگ گیا۔ ان کا سرغنہ وہی پولیس کا ایک
سابق افسر تھا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ طہران واپس آیا اور اس سازش کا اقرار
کرکے اپنے تئین پولیس کے حوالہ کر دیا۔ اس نے بیان کیا کہ اس نے بالذات
میجر ایمبری پر حملہ نہیں کیا بلکہ اس جماعت کے دوسرے چار ممبروں نے
حملہ کیا تھا جو بذریعہ قرعہ اندازی اس کام کیلئے منتخب ہوئے تھے۔ اس نے
وہ خالی مکان بھی بتایا جہاں سے گولی چلی تھی اور یہہ کہا کہ دو شخص جنھوں نے
دراصل گولیاں چلائیں ان کی ٹانگیں باندھ دی گئی تھیں تاکہ تعاقب کی صورت
میں وہ بھاگ نہ سکیں۔ اس نے ایک اور دلچسپ اظہار یہہ دیا کہ وہ خفیہ جماعت
میجر ایمبری یا دوسرے امریکن سے کچھ عداوت نہیں رکھتی تھی بلکہ غرض یہہ تھی
کہ کسی ایک امریکن کو مار ڈالیں تاکہ گورنمنٹ امریکہ کو ایران کے معاملات میں دخل
دینے کا موقع ملے اور اس کی دخل دہی ملک کیلئے کسی نہ کسی طرح پر مفید ہو۔ یہ
شخص فوراً قید کر لیا گیا مگر معلوم نہیں کہ اس کا کیا حشر ہوا اس لیے کہ جب تک
امریکن وہاں موجود تھے تب تک تو وہ وہاں قید خانہ میں تھا۔ خوش قسمتی
سے میجر ایمبری پر ہوگئے ورنہ ان لوگوں نے تدبیر تو خوب سوچی تھی۔

مجلس برخاست ہونیکے تھوڑے ہی عرصہ بعد روس نے ٹرنس پرشین
ریلوے کا مسئلہ چھیڑا۔ روس کیلئے تو اس تجویز کو پیش کرنا کچھ تعجب نہ تھا مگر حیرت
اس بات پر ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ نے اس تجویز پر کوئی اعتراض نہ کیا بلکہ بہت
سے انگریز سرمایہ دار سینٹ پیٹرس برگ اس لیے تشریف لیگئے کہ اس ریل
کی تعمیر کیلئے سرمایہ مہیا کریں۔ ان کا وہاں جانا برٹش فارن آفس کی منظوری اور
تائید سے ہوا تھا۔ یہ ریل حسب تجویز ایران کے شمال و مغرب سے جنوب و
مشرق تک بنائی جائے گی اور موجودہ روسی ریل سے بمقام جلفہ ملا دی جائیگی
بلکہ سرحد ہندوستان پر ختم ہوگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تجویز ہر پہلو سے
بڑی نازک اور اندیشناک ہے عام اصول کے لحاظ سے کم از کم یہ چاہیے تھا
کہ اس امر کو روک دیا جاتا اور گورنمنٹ ایران سے اسطرح کا اجارہ ریل بنانے
کیلئے ملتوی رہتا اس لیے کہ جس حالت میں روس اور برطانیہ کی فوجیں تمام
ملک میں پھیلی ہوئی تھیں اور روسی جھنڈے شمالی ایران کے زرخیز صوبہ جات
میں اڑ رہے تھے اور روسی تلوار اور پھانسی تبریز میں اپنا پورا کام کر رہی تھی کم از
کم گورنمنٹ ہند کو لازم تھا کہ اس ریل کی تعمیر روک دیتی۔ گو جیسے لارڈ ہارڈنگ
ہندوستان کے ویسرائے ہوئے ہیں۔ گورنمنٹ ہند کی موروثی پالیسی چند
سال سے اس سلطنت کی حفاظت کیلئے کچھ بدل گئی ہے تاہم یہہ غور کرنا چاہیے
تھا کہ روسی ریل کو وہ قابلیت کی فوجی بارکسوں سے سلطنت ہند کی سرحد تک ارہی

اس کا نتیجہ کیا ہوگا - گورنمنٹ ہند نے اس ریل کی تعمیر کے متعلق اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کسیقدر احتیاط سے کام لیا اور یہہ کہا کہ سرحد ہند و ایران کے قریب چھوٹی پٹری کی ریل بنائی جائے مگر اس سے کیا ہوتا ہے - اب فوجی نقل و حرکت کیلئے ایسی آسان ترکیبین معلوم ہوگئی ہین کہ فوج اور سامان بہت ہی آسانی کیساتھ ایک ریل سے دوسری ریل مین منتقل ہوسکتا ہے - اگرکبھی روسی فوجین مخالفت کی نیت سے ہندوستان کی سرحد کیطرف بڑھائی گئین تو انھین بڑی پٹری سے چھوٹی پٹری کی ریل مین بیٹھکر آگے بڑھنے کیلئے کوئی وقت پیش نہ آئیگی -

اس تجویز سے گورنمنٹ روس اور برطانیہ کی خاص غرض یہہ تھی کہ ایران کے کل مالی ذرائع مفقود ہوجائین - اور ایران کے وسائل آمدنی کو مکفول کرکے ملک کو بالکل مفلوج کردین - بلکہ موسیو مارنارڈ نے غالباً کسی دوسری سلطنت کے اشارے سے یہہ تجویز بھی پیش کردی تھی کہ گورنمنٹ ایران اس سرمایہ کے سود کی ضامن رہیگی جو اس ریل کے بنانے کے لیئے درکار ہوگا - ناظرین اس تجویز کی دلیری اور بیشرمی پر تو ذرا خیال کرین - اول تو ایران کو ایسی ریل کی ضرورت نہین - یہہ ریل محض فوجی نقل و حرکت کیلئے بنائی جارہی ہے - تجارتی لحاظ سے کچھہ فائدہ نہ ہوگا - اگر ایران کو مجبور کرکے اس ریل کی تعمیر کے سرمایہ کے سود کی ادائی کا ضامن ٹھہرایا تو یہہ سمجھنا چاہیئے کہ ملک کی آمدنی

ایک سو برس تک اسی مین کھپ جائیگی۔ اس کے علاوہ جیساکہ دوسرے
مقامات پر تعمیل ریل کیلئے کیا گیا ہے روسی اس ریل کیلئے بھی اپنے ملک کا
مال مصالحہ بیچارے ایرانیون کے سر منڈھین گے اور جو قیمت چاہین گے
اُن سے لین گے بالخصوص اُس حصہ لائن کیلئے جو جلفا اور اصفہان کے
درمیان ہوگی۔ اسکے لئے تو یقیناً ایسا ہی کیا جائیگا۔ اگر یہہ ریل صرف اصفہان
ہی تک بنے تب بھی اس مین روس کا بڑا فائدہ ہے اور اگر اس کو بڑھا کے
ہندوستان کی سرحد تک لائے تو اُس صورت مین روس کے فوجی اغراض
پورے ہونے کی کوئی حد ہی نہین اس قسم کی ریل سے ملک کو فائدہ پہونچنے
کے لیے میدان درکار ہوا ہے اسکا وجود محض پولیٹکل ہوگا اور بمقابلہ صرف
کے ایرانیون کو کوئی نفع نہ پہونچیگا۔

اسیطرح اور دو سرے بڑے تعمیری پروگرام ہین جو گورنمنٹ برطانیہ
نے گذشتہ تین ماہ مین گورنمنٹ ایران کے سامنے پیش کئے ہین اور یہہ
ارادہ ہے کہ بہت جلد روس اور برطانیہ کی نگرانی مین شروع کئے جائین
سر ایڈورڈ گرے نے ہرچند اہل انگلستان کو مغالطہ مین ڈالنے کی کوشش
کی مگر اس کارروائی کا نتیجہ اگر غور سے دیکھا جائے تو صرف یہ ہی کہ اُن کانٹے
چٹکلون کو جن سے گورنمنٹ ایران اس وقت مرکب ہے ابھی حال مین گورنمنٹ
روس اور برطانیہ نے ماہانہ یہی سالانہ سود پر دو لاکھ پونڈ قرض دیئے ہین

کرنے کیلئے ان وکالہ برآوردون کی مثل عنقریب ثابت آئیگی۔ یہہ فرض بعض عجیب و غریب شرائط پر دیا گیا ہے اور وزرائے کیبنٹ نے وہ شرائط منظور بھی کر لئے ہین مگر دیکھنا چاہئیے اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔ جو متحدہ شرائط نامہ ۱۸ مارچ ۱۹۱۲ء کو دونون سفارتون کیطرف سے پیش ہوا ہے بہت قابل دید ہے۔ اب یہہ دیکھنا چاہئیے کہ جب سے معاہدہ روس و انگلستان مورخہ ۱۹۰۷ء مرتب ہوا ایران نے کہان تک خود مختاری ترقی اور آسودہ حالی دکھائی۔

دونون سفارتون کی آرزوئین برآئین۔ یہہ متحدہ شرائط نامہ پیش ہونے کے دو دن بعد ۲۰ مارچ ۱۹۱۲ء کو ہمارے پرانے دوست سچے اور تجربہ کار وزیر امور خارجہ یعنے وثوق الدولہ نے ان دو ہمسایہ سلطنتون کی نیک نیتی پر بھروسہ کر کے شرائط نامہ منظور کر لیا۔ اس شرائط نامہ سے گویا ایران کی گردن مین ایک اور زنجیر پڑی جو کہ انکم روس کے ہاتھہ مین رہیگی۔

روس اور برطانیہ نے ایران کی قومی حیثیت کو جو تباہ کیا یہہ واقعہ تاریخ مین ایک یادگار رہیگا اور یہہ افسوسناک کہانی کبھی نہ بھولیگی بعض حالتون مین جب کبھی کسی قوم کی خود مختاری چھینی گئی ہے تو اُس کیلئے معقول وجوہ بھی پیش ہوئے ہین۔ مثلاً شائستگی کا پھیلانا یا انتظامات کی اصلاح وغیرہ مگر ایران کیلئے کوئی ایسی وجہ یا عذر نہین پیش ہو سکتا۔ روس کبھی یہہ دعویٰ نہین کر سکتا کہ ایران مین شائستگی پھیلائی یا ملک کو ترقی دی گئی۔

گورنمنٹ ایران اور دونون سلطنتون کے مابین جو کچھ مباحثے یا جھگڑے رہے ہے وہ محض اس بنا پر تھے کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اہل ایران کی بھلائی کیلئے ہے مگر جو کچھ کہا گیا یا کیا گیا اس سے صاف ایسی خود غرضی اور بے انصافی ٹپکتی ہو جسے دیکھکر شرمانا چاہئے محض روسی اغراض یا برطانیہ کی تجارت کیلئے ہزارہا بے گناہ اہل ایران ذبح کرو دیئے گئے اور لاکھون بندگان خدا کی جانین خطرے مین پڑین اُن کے حقوق بیرحمی سے پامال کیے گئے اور اُن کی جائدادین ضبط ہوئین مگر کبھی اس کے متعلق ایک حرف بھی مُنہ سے نہ نکالا گیا۔

ایران کے متعلق برطانیہ کی دو کتب آبی جو ابھی حال مین شایع ہوئی ہین اُن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایران کی خودمختاری پر کیسے ظالمانہ حملے ہوئے ہین گو اسبات کی کوشش کی گئی ہے کہ ان کتب آبی مین سے بعض مضامین جن سے ان دونون سلطنتون کی بدنامی کا اندیشہ تھا خارج کر دیئے گئے ہین تاہم جو کچھ ان مین درج ہے وہ اس بات کے ثبوت کیلئے کافی ہے ان کتابون مین کہین ایک سطر بھی اس مضمون کی نہین ہے جس سے یہہ معلوم ہوا کہ ایران ایک مخلصانہ ملک تھا جسکی بادشاہت اور خودمختاری کے تحفظ کیلئے دونون سلطنتین دسمبر ۱۹۱۱ء مین ضامن ہوئی تھین مگر اُسے یون تباہ کیا گیا۔

چنانچہ اب ایران مین روس اور برطانیہ کے عمل دخل کا وقت آگیا اسمین شک نہین کہ زیادہ تر روسیون کا دخل رہیگا۔ مگر یہہ صرف انگلستان کی کمزوری

کہ یہ سے بہتر کچھ ہو بیچارے ایرانیوں کے حق میں نتیجہ یہی ہوا کہ ان کی پولیٹکل ہستی
دنیا سے اٹھ گئی اور اب ہمیشہ کیلئے غلامی نصیب ہوئی - دنیا ان کی فریاد نہیں
سن سکتی - اس لیے کہ بیچارے کمزور ہیں اور ایشیائی ہیں اس کے علاوہ روسی
قدم درمیان میں ہے ایک سال کے عرصہ میں تین اسلامی سلطنتیں مراکش
طرابلس اور ایران خاک میں مل گئیں اور اس کا باعث وہی مہذب عیسائی سلطنتیں
ہوئیں جو ہمسائگی کا دم بھرتی تھیں - یہہ اندوہناک واقعہ کچھ ہنسی نہیں ہے - دنیا
کے کروڑہا مسلمان اگر ناراضگی ظاہر کریں تو کوئی ان کو الزام نہیں دے سکتا - کیا وہ
نہیں جانتے کہ سنہ ۱۹۱۱ء کے واقعات یورپ کی عیسائی سلطنتوں کی متفقہ
سازش کا نتیجہ ہیں جنھوں نے یہہ ارادہ کرلیا ہے کہ دنیا میں کوئی اسلامی سلطنت
باقی نہ رہے -

ایران کے مسلمان تو عیسائیت کا بہت احترام کرنے لگے تھے اور روح اللہ
کی وعظ و تلقین پر انہیں بہت اعتبار تھا - انھوں نے مغربی اخلاقی اصول کی تقلید
شروع کی تھی اور ہمارے تجارتی اور تمدنی طریقوں کو اختیار کرنا چاہا تھا - انہیں انجیل
مقدس کے دس احکامات خوب معلوم تھے لیکن عیسائی دنیا مسلمانوں کو کیا
جواب دے سکتی ہے اگر اس سے یہہ سوال کیا جائے کہ ان دس احکام میں جو ایک
حکم یہہ بھی ہے کہ اپنے ہمسایہ کی چیز مت چراؤ - اس حکم کی پابندی مراکش - طرابلس
اور ایران کے معاملہ میں کس حد تک کی گئی -

مصنف کو بین الاقوامی معاملات کی پاسداری کی نسبت کوئی دھوکا یا غلط فہمی نہین ہے اور نہ اپنے تئین دھوکا دینے کی کوئی وجہ ہے مگر ایران سے زوال سے ایک نیا سبق جو حاصل ہو سکتا ہے وہ یہہ ہے کہ مہذب دنیا کو موجب برکت بننے کے لیے ابھی منزلین درکار ہین - ہمارے اہل ایران اس کوشش مین رہے ہے کہ اپنے ملک مین اچھا انتظام کرین تاکہ امن سے زندگی بسر ہو اور انھون نے یہہ چاہا کہ ظالم اور بدمعاش راشی حکمرانون کی حلقہ بگوشی سے ازادی اختیار کرین - ایسی حالت مین اُن کے لیے کیا یہی مناسب تھا جو کیا گیا وہ مجبوراً پھر غلامی کے گڑھے مین ڈھکیلے گئے یا جانورون کیطرح فروخت ہوئے برطانیہ اور روس کے مدبرین نے ایران مین جو کچھ کیا بجائے خود جتنا چاہین فخر کرین - مگر یہہ بات بہت مشکوک ہے کہ دنیا بھی اوس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھے گی

انگلستان کا مشہور ظریف ناول نگار لکھتا ہے کہ ہم مشرق کو درہم برہم نہین کر سکتے - اُس کے اس قول مین بڑی دور اندیشی اور حکمت بھری ہے مغربی لوگ اور مغربی کمالات مشرق کو درھم برہم کر سکتے ہین مگر اس صورت مین کہ مشرقیون کو یقین ہو جائے کہ اس مین اُن کا فائدہ ہے - حقیقت یہہ ہے کہ اخلاقی فرپاد اور قومی تفاخر حب الوطنی کا جوش جیسا مغرب مین ہے ویسا ہی مشرق مین بلکہ مشرق مین بہت گہرا ہے - مشرقی جب دیکھتے ہین کہ کسی بات

ہین محض سفیرون کا فائدہ ہے تو اُسے ایسا جلدی اختیار نہین کرتے۔

ایران کی ساری نجات اس مین تھی کہ اپنے مالی ابتریون کی اصلاح کرے زمانہ گذشتہ مین البتہ یہہ بھی ممکن ہوتا کہ بغیر ان اصلاحات کے ایک قوی مرکزی حکومت قایم ہوسکتی جیسا کہ بعض شاہان ماسبق نے سارے ملک پر ایک زبردست حکومت کی مگر زمانہ حال مین وہ وقت نہین رہا کہ ایران مین بغیر معقول محصولبندی اور دوسرے مالی معاملات کی اصلاح کے ملک مین انتظام ہوسکتا۔ چنانچہ اہل ایران بھی اس بات کو بخوبی سمجھ گئے تھے اور سوائے چند بددیانت امرا اور ملازمین کے سب یہہ چاہتے تھے کہ ہم اپنے کام مین کامیاب ہون۔ روس کو اس بات کی خبر ہوگئی اور اُسے یہہ اندیشہ ہوا کہ کہین ایسا نہو کہ ہم ایران کی حالت سدھارین وہ یہہ نہین چاہتا تھا کہ ایران کی حالت کبھی درست ہو۔ باقی معاملات تو محض ذیلی تھے۔ ؎

پیر میخانہ چہ خوش گفت بدُردی کش خویش
کہ مگو حالِ دلِ سوختہ با خامے چند

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
دیباچہ ۱۰	۱۳	شل الکبیر	تل الکبیر	۱۳۶	۱۱	شہسوارونکو	شہسواہیونکو	۲۶۶	۱۶	خشکے	نخشکے
۱۹ "	۱۶	غرہ	غرہ	۱۴۴	۱۶	ے	-	۲۶۸	۷	سٹے	سطے
۳۱ "	۲	اسنان	سنان	۱۵۱	۱۵	نہ	-	۲۸۱	۱۷	اُبھل	اوجھل
۳۲ "	۱۷	مثلون	مثلاءن	۱۶۴	۲۴	کے	سے	۲۸۲	۷	ذولت	دولت
۳۸ "	۱۱	نئے	ئے	۱۶۷	۱	چاہئے	چاہتی	۲۸۶	۱	سکے	اسکے
کتاب اصل ۴	۱۰	باقتدار	یااقتدار	۱۷۲	۲	-	×	۲۹۷	۱۶	کلھتیا	کلھتیاً
۹ "	۱۷	بترسم	نترسم	۱۷۴	۱۴	وین	وہین	۲۹۹	۱۷	سجھلے	سمجھتے
۱۳ "	۶	ہوئی	ہولی	۱۷۴	۴	بختیارین	بختیاریون	۳۰۳	۷	جبیب	حبیب
۱۵ "	۱۷	ڈالناسے	ڈالتاہے	۱۷۵	۲	مقابلہ	مقابلہمین	۳۰۵	۶	بیرسٹن	سپرسٹین
۱۹ "	۱۱	مخنترم	محترم	۱۸۳	۷	سازی	ساری	۳۰۶	۱۲	روشی	روسی
۲۱ "	۵	شکبخی	شکررنجی	۱۸۳	۸	مارشد الدولہ	ارشد الدولہ	۳۰۸	۴	یالٹک	بالٹک
۲۷ "	۱۷	فائدہ اٹھاسکو	فائدہ اٹھاسکو	۱۹۳	۴	کوزین	کوزیل	۳۱۵	۱۳	ہندوستانی	ہندوستان
۲۷ "	۱۷	وتعلین	دتیی	۱۹۳	۷	جیب	حسب	۳۲۲	۹	ذمرداری	ذمہ دار
۴۹ "	۵	نرڈھگے	نڈڈگے	۱۹۶	۱۴	بلائی	بُلائی	۳۲۴	۱۴	بدنمائی	بدنما
۵۶ "	۱۴	تعیناسات	تعنات	۲۰۱	۱۳	بہی	مجھے	۳۲۸	۱۴	فروردی	فروری
۶۴ "	۲	کو	×	۲۱۷	۴	کرکے	کرسے	۳۳۲	۱۵	سوٹے	چھوٹے
۸۰ "	۱۵	سفیرون	سفیروں	۲۱۹	۱۷	ہوجادین	ہوجائین	۳۳۳	۱۰	سخنت	سخت
۹۱ "	۲	گھوڑاسواری	گھوڑاسواری	"	۹	ٹے	طے	۳۳۳	۱۷	۳۵	۱۳۵
۱۰۳ "	۱۰	صلاح	اصلاح	۲۳۱	۱۱	اب	ابھی	۳۳۴	۱۳	تیارون	تیاریون
۱۱۱ "	۱۱	معزولہ	معزول	۲۳۲	۷	جلفیہ	حلفیہ	۳۳۴	۱۴	پیش آنگی	پیش آگئے
۱۱۲ "	۱۶	روز	ہر روز	۲۳۳	۱۷	صورتیون	صورتون	۳۳۵	۱۶	اول سی	اوسے
۱۱۶ "	۴	تعنیات	تعنات	۲۳۶	۹	معزو	معزول	۳۳۶	۹	شخص	مشخص
۱۲۱ "	۵	رہین	مین	۲۳۸	۸	چاہلو	چاہیے	۳۴۱	۸	مین	×
۱۲۱ "	۱۵	تعینات	تعنات	۲۳۹	۵	گزر	گزرتی	۳۴۳	۱۴	اور کچھ نہ کیا	اور نہ کچھ کیا
۱۲۶ "	۱۳	مہیر	مہری	۲۵۲	۱۲	سیاہی	سپاہی	۳۴۷	۸	اصلاح وبال	اصلاح ومال
۱۲۹ "	۱	دوز	روز	۲۶۴	۷	تشرع	نزاع	۳۵۹	۳	معمرہ	مُعمّرہ
۱۳۲ "	۱۵	ہوا ہوگا	ہرا ہوگا	۲۶۴	۹	کا	اکثر	۳۶۳	صفحہ	۳۵۳	۳۶۳
۱۳۵	۵	گے	سکے	۲۶۴	۱۷۲	ٹے	طے	۳۶۴	۱۵	فوج	فوجی